انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ

والمنتہ علےٰ احسانہ

کہ درین ایام فرخندہ فرجام کتاب

مستطاب معدن یواقیت وکانِ جواہر برا رہ شریعت و طریقت

موسوم بہ

مجموعہ ملفوظات

خواجگانِ چشت رض اردو

ترجمہ خاکپائے درویشاں غلام احمد خاں بریاں مترجم

کتب تصوف ساکن جھجھر ضلع رہتک بار ہشتم

سنہ ۱۳۴۸ ہجری

مالک مسلم پریس

مولوی غلام احمد خان صاحب بریاں مترجم کتب تصوف و مالک مسلم پریس دہلی کی ترجمہ کردہ چند کتابیں

اس لوح کے دو صفحات خالیہ میں ادم مولانا مولوی غلام احمد خان صاحب بریاں مترجم کتب تصوف کی چند علم تصوف و حالات مشائخ رضی اللہ علیہم میں اردو ترجمہ کی ہوئی کتب درج کیجاتی ہیں شائقین بارسال قیمت نقد یا بذریعہ وی پی مشتہر سے طلب فرمائیں۔ علاوہ ازیں احباب کے اصرار سے تفسیر۔ حدیث۔ فقہ وغیرہ کی کتابوں کا ذخیرہ راقم نے فراہم کیا ہے آپ کو کسی علم و فن کی عربی۔ فارسی و اردو میں جو کتاب مطلوب ہو عاجز سے منگائیے۔ انشاء اللہ بکفایت روانہ ہوگی۔ فہرست کتب تیار ہوگئی ہے طلب فرمائیے۔

المشتہر غلام مصطفیٰ خاں ولد مولوی غلام احمد خاں صاحب بریاں مترجم تصوف و مالک مسلم پریس دہلی

تحفہ سبحانی ترجمہ الفتح الربانی والفیض الرحمانی ملفوظ مبارک حضرت غوث الاعظم فخر الاسلام محی السنۃ مولانا ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضہ اس کتاب میں آپ کے وہ مواعظ اور نصائح درج ہیں جو آپ اکثر جامع مسجد بغداد و بازار میں فرماتے تھے جنکے استماع سے ہزارہا خاطی تائب اور کفار مسلمان ہوجاتے تھے بے بہا کتاب ہے بار چہارم طبع کیگئی ہے قیمت

انیس الجلیس اردو اصلی کتاب بزبان عربی حضرت مولانا شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اس کتاب کے مضامین و مطالب کی تعریف کیلئے دفتر درکار ہے مختصر یہ کہ اس میں دینی نکات کو نہایت خوبی کے ساتھ مفصل بیان کیا ہے۔ جن کا جاننا ہر مسلمان کو ضروری ہے۔ ادق مسائل کو پانی کی طرح حل کر دیا ہے طرز تحریر بطور سوال و جواب ہے جس سے مطالب پوری طرح ذہن میں [illegible] ہیں یہ کتاب واعظین کی جان ہے۔ بہر استفادہ ہے۔ قیمت صرف ۱۲؍

ترجمہ خیر المجالس ملفوظ مبارک سلطان الاتقیاء فرد الحقیقۃ شیخ نصیر الدین رضہ حضرت حمید شاعر قلندر نے اس کتاب کی اہل بصیرت کو ایک مدت سے تلاش تھی۔ جو نہایت تلاش سے اسکو حاصل کر کے اردو میں شائع کیا ہے اصل کتاب خیر المجالس میاں ترتیب و بعد اختتام اکثر نظر انور حضرت فرد الحقیقۃ سے گذری ہے اور آپنے وقتاً فوقتاً جامع ملفوظ ہذا کو استحسان فرمایا ہے یہ آپکو بخوبی معلوم ہے کہ علم تصوف کیا شریف علم اور اس طریقہ میں حضرت روشن چراغ دہلی کس پایہ جلیل کے بزرگ ہیں آپ کا علم و تبحر مشہور عالم ہے ہم اس کتاب کی تعریف کو آپکے نام نامی سے زیادہ اختیار کرتے ہیں۔ آپ حضرت فرد الحقیقۃ کے علم و تبحر و کمال خدا سے اس کتاب کی علو مضامینی اور عمدگی مطالب کو قیاس فرمائیے ہر مکان میں ایک جلد ہونی ضرور ہونی چاہیئے قیمت ۱۲؍

آداب المریدین۔ عربی زبان میں یہ کتاب حضرت نجیب الدین عبد القاہر سہروردی پیر و مرشد حضرت شیخ شہاب الدین کی تصنیف ہے علم تصوف میں از حد معتبر و مستند ہے اسمیں ہر آداب میں اخلاق اور عقائد کا تذکرہ ہے ہر مسلمان کو لازم ہے یہ کتاب ضرور اپنے بچوں کو پڑھاوے کہ اس سے اُن کے عقائد درست ہوں اور ادب و آداب ہر قسم کے معلوم ہوں ؎

الجکول ترجمہ کشکول کلیمی۔ از حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ جناب شیخ کلیم اللہ جہان آبادی اس کتاب میں ہر قسم و انواع ذکر مراقبہ و محاسبہ نفس بیان کیگئے ہیں خاندان اہل چشت [illegible] کتاب دستور العمل ہے۔ قیمت چھ آنہ ۶؍

ارشاد الطالبین۔ از حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری ثم البلخی۔ خلیفہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ۔ اس کتاب میں اذکار خفی و جلی مراقبہ و محاسبہ وغیرہ کی ترکیبیں ہیں ۱؍

یاد رفتگان خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کا سچا تاریخی افسانہ ہے جس کا پلاٹ تاریخ واقدی کے مشہور و مستند حصہ فتوح الشام سے لیا گیا ہے لائق مصنف نے بڑا کمال کیا ہے کہ فصیح اور شستہ اردو میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معاشرت، صدق، شجاعت، ہمت، خلوص، مروت، دینداری وغیرہ کا ایسا قابل دید نقشہ تحریر میں کھینچا ہے کہ اس سے کسی حال بہتر ممکن نہیں حالات رزم کے علاوہ لادن بن ادریس اور ملکہ ارمانوسہ کی داستان عشق و محبت نے یاد رفتگان کو بقول چار چاند لگائے ہیں اور ایسی دلچسپی پیدا کر دی ہے کہ بغیر ختم کئے ہوئے کتاب ہاتھ سے چھوٹ نہیں سکتی ہے۔ معہذا ملک شام کی لڑائیوں میں سیف اللہ امیر لشکر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کارنامے۔ یوقنا۔ وامس ابو الہول اور دیگر سرداروں کی لوجہ اللہ خدمات کے پورے پورے حالات ہیں۔ فتح حلب۔ جنگ ماردین اور متعدد قلعہ جات کا نہایت ہی وضاحت سے تذکرہ کیا ہے مختصر یہ کہ بلا مبالغہ عمدگی بیان و زبان کا اندازہ محال ہے ایک جلد ضرور طلب فرمائیے قیمت دو روپیہ ۲؍

اخبار الاخیار اردو۔ یہ کتاب بزبان فارسی حضرت مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ حاوی حالات اولیاء کرام۔ اصفیاء عظام مجاذیب نسار عارفات رحمہم اللہ جو خاک پاک ہندوستان میں آسودہ ہیں یہ کتاب نہایت معتبر اور مستند ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے علاوہ حالات اکثر بزرگان کے ارشادات انکی تصانیف سے اقتباس کرکے درج کیا ہے جس سے یہ کتاب علاوہ علم سیر کی قابل قدر کتاب ہونے کے علم تصوف میں بھی لاجواب ہوگئی ہے ضرور طلب فرمائیے۔ فی جلد دو روپے آٹھ آنہ ۲؍۸

فوائد الفوائد۔ اردو۔ ترجمہ ملفوظ مبارک حضرت حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ اس ملفوظ کو حضرت امیر علاء حسن سنجری نے بیس سال کامل جانفشانی و محنت سے جمع فرمایا تھا یہ وہی ملفوظ ہے جس کے بدلے میں طوطی ہند امیر خسرو دہلوی اپنی جملہ تصنیفات نظم و نثر اسکے جامع کو مرحمت فرماتے تھے۔ لیکن آپنے اس گوہر بے بہا کا اپنے نام سے جدا کرنا منظور نہ فرمایا قابل دید ہے فی جلد ڈیڑھ روپیہ ۱؍۸

النسیم العاطر۔ ترجمہ غبطۃ الناظر در حالات حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مولانا و اولانا میران شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی پیران پیر دستگیر مصنفہ حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ حالات حضرت محبوب سبحانی میں لاجواب کتاب ہے اس نسخہ شریف میں حضرت غوث پاک رضہ کے یوم ولادت سے آپکی وفات تک کے جملہ حالات ہیں بصرف زر کثیر ترجمہ کرکے مطبع نے طبع کیا ہے۔ آٹھ آنہ ۸؍

تحفۃ المتقین احیاء العلوم کے باب آفات لزبان و جوارح (اعضاء) کا خلاصہ از مولانا مولوی حفیظ الدین صاحب تقوی اسکو ضرور زیر نظر رکھیں دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے نہایت ہی کار آمد کتاب ہے قیمت ۴؍

اشتہار

یہ کتاب کلاًّ وجزءاً حسب منشاء ایکٹ نمبر ۲۰ بابت سنہ ۱۸۴۷ء وایکٹ نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء رجسٹری کرائی گئی ہے کوئی صاحب اہل مطابع یا تاجر کتب بلا اجازت تحریری خاکسار طبع نہ فرمائیں ورنہ بجائے فائدے کے نقصان سخت اٹھائینگے۔ ہاں جسقدر جلدیں مطلوب ہوں خاکسار مشتہر سے طلب فرمائیں۔ جس کتاب پر میرے دستخط قلمی اور مُہر نہو وہ مال مسروقہ ہے۔ خریدار کو بوقت خرید دیکھ لینا چاہیئے ورنہ اُن کے ذمّہ مواخذہ اُخروی باقی رہیگا۔ ایسی کتاب جسپر مُہر و دستخط نہوں اُس سے راقم کو اطلاع دیں بشرط ثبوت مبلغ دس روپے انعام دیا جائیگا

المشتہر

غلام احمد خان برِیاں مترجم کتب تصوف مالک مسلم پریس دہلی

دستخط ذیل میں درج کئے جاتے ہیں بروقت خریداری دیکھ لیجیے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد کمترین دامن گرفتگان وکہترین حلقہ بگوشانِ حضرت قطب العالم شیخ شیوخ العالم تاج الاولیاء فخر الاصفیا شمس العارفین بدر الصالحین قطب الاقطاب فرد الاحباب مستغنی عن الالقاب مجرمان را خطا بخش مخدومنا ومخدوم الکل غریب نواز حضرت خواجہ **اللہ بخش** صاحب حنفی چشتی تونسوی للہ درّ من قال فی توصیفہ ع خواجۂ عالم شہنشاہ دو کون ٭ فخر نور دیدۂ سلیمان زمان ٭ خاندان فخر کو فخر اُس سے ہے ٭ تونسوی مسکن ہے وہ شاہ جہان ٭ مسند آرائے وسادہ جدّ پاک ٭ غوث الاعظم وقت کا ہی بیگمان ٭ **نامِ نامی خواجہ اللہ بخش + گل گلستان محمد نور جان ٭ چشتیوں کا آفتاب اور ماہتاب ٭** ہے منور اُس سے یہ سارا جہان ٭ و بزرگے خوش گوید ع بر بندہ کہ آیدش اطلاق عبدہ ٭ آن بندہ خداست شہنشاہ تونسوی + صدیق را خطا بامید عطائے تست ٭ دریائے ہر سخاست شہنشاہ تونسوی ٭ ایں ضعیف گوید ع قطب عالم بے گمان ہیں خواجہ اللہ بخش ٭ قبلہ گاہ انس و جان ہیں خواجہ اللہ بخش + فقر کو ہی فخر اُنکی ذات سے لاریب فیہ ٭ شمع بزم چشتیاں ہیں خواجہ اللہ بخش + مظہر انوار حق ہے ذات اُنکی لاکلام + واقفِ رازِ نہاں ہیں خواجہ اللہ بخش + باز ایں فقیر گوید ع جنید وقت ہیں اور اپنے عصر کے شبلی ٭ ہے یادگار سلف ذات پاک حضرت کی ٭ اللّٰھم متعنا و متع المسلمین بطول بقائہ وشرف لقائہ - آمین

نیر حقیر مثل ذرہ بے مقدار مصداق ع بدنام کنندۂ نکونامے چند + خادم خادمان درویشان

بلکہ کمترازسگانِ کوچہ گرد ایشان غلام احمد خاں برآں ابن جناب فیض مآب سراج السالکین بدر العارفین تاج الصالحین مُحبُ الفقراء والمساکین مولانا بالفضل واولانا بالکمال فی المجد والاحسان حضرت مولٰنا مولوی غلام محمّد خان صاحب حنفی چشتی سلیمانی ادام اللّٰہ ظلہ علینا وعلی سائر اتباعنا. ساکن قصبہ جھجر از مضافات شہر شاہجہان آباد عرف دہلی۔ بخدمت حضراتِ ارباب دانش و اصحاب بینش عارض ہے کہ بشرف شمول سعادت ازلی و دولتِ ابدی وبرکت خواجگان چشت اہل بہشت رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین صوفیائے عظام و اولیائے کرام رحمہم اللّٰہ رحمۃً واسعۃً وبجہت حصول صحبت حضرت سراج السالکین بدر العارفین قبلہ وکعبہ خود دام اللّٰہ ظلہ اس نالائق سیاہ کارہ گرفتارِ نفس امارہ کو اپنے بچپن ہی بمقتضائے وَھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ محبت والفت خاصان خدا و مقبولان بارگاہ حق جل علاسے حاصل ہے۔ کہ اس دولت عظمیٰ ونعمت علیا کا شکریہ کسی طرح مجھ کج مج بیان ژولیدہ زبان سے ادا نہیں ہوسکتا۔

؎ احسان دوست درحق من بے نہایت است ٭ من بے زبان کدام یکے را بیان کنم + روز وشب بموجب حکم حدیث قدسی مرتبت ؎ حسب فرمودۂ جناب پاک ٭ معدنِ نور ومخزن عرفان + یعنی حضرت محمد عربی + باعثِ خلقتِ زمین وزماں ٭ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم من احبّ شیئًا اکثر ذکرہ ذکر خیر اس طائفہ کا جو عبادت بے ریا ہے رہتا تھا ؎ آرزو ہی کہ اسی طرح محبت میں کٹے عمر باقی ہی خدایا جو مری تھوڑی سی ٭ انہی ایام نیک فرجام میں بعنایت الٰہی ؎ شکر خدا را کہ تواند شمار کرد ٭ ایک بڑا نیک کام اس نحیف سے صادر ہوا جس کے حصول کی اس فقیر کو توقع نہ تھی ع صلاح کار کجا ومن خراب کجا ٭ یعنی حسب فرمائش چند مخلصانِ وفاکیش ومحبّانِ خیر اندیش مجھ بے بضاعت وکم مایہ سے باوصف بیچارگی ونالیاقتی محض اُن کے اصرار سے ؎ فضل مولا کا جس کے شامل ہو ٭ اُس کی آسان کیوں نہ مشکل ہو + وبفیض حضرت رسالت پناہی ویمن وبرکات خواجگانِ چشت اہل بہشت رضی اللّٰہ عنہم ترجمہ کتاب مستطاب دلیل العارفین ملفوظ حضرت خواجہ سند الموحدین وارث النبی فی الہند ؎ اشرف اولیائے روئے زمیں + خواجۂ خواجگان معین الدین ٭ حسن سنجری ثم اجمیری نور اللّٰہ مرقدہ شروع ہو کر اختتام کو پہونچا۔ معرض طبع میں آکر سرمہ بصیرت

ارباب عقیدت ہوا۔ اسی اثنا میں کئی عنایت فرما محرک ہوئے کہ ترجمہ کتاب مستطاب مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت جیسی پانچ ملفوظات جو مشابہ پنج گنج سے ہیں۔ ہو جائے تو نہایت خوب ہو خصوصاً حضرت ولی نعمی سراج السالکین دام اللّٰہ ظلہ علینا نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا۔ اگرچہ یہ غافل آلودۂ عصیان لیاقت ترجمہ کی نہ رکھتا تھا مگر بسبب ؎ خیال خاطر احباب چاہیئے ہردم ٭ انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو ٭ بحکم المامور معذور تعمیل ارشاد سے جائے گریز نہ دیکھ کر سر تسلیم خم کیا۔ اب التماس ہی کہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان یعنی انسان خطا ونسیان سے مرکب ہے ؎ مرکب است بنی آدم از خطا ونسیان + اس ترجمہ میں بوجہ نالیاقتی اگر کہیں غلطی رہ گئی ہو از راہ کرم ومرحمت بقول شاعر ؎ چو حتی الوسع در صلاح کوشند + اگر اصلاح نتوانند پوشند ٭ اصلاح فرمائیں زبانِ طعن سے حذر کریں۔ اور **واضح** ہو کہ فقیر کو اس کتاب میں صرف صفتِ ترجمانی حاصل ہی اور عاجز نے تا بمقدور خود اس امر کا التزام مقدم رکھا ہے کہ صاحب ملفوظ کے عین لفظ مبارک کا ترجمہ کیا جائے اپنی طرف سے ایک حرف کا تغیر وتبدل نہ ہوا اسی وجہ سے عبارت اس ترجمہ کی کسی قدر رنگینی اور قافیہ وضلع بندی سے معرا ہی۔ الا بلحاظ مضامین ومعانی اس کا ایک ایک کلمہ گوہر بے بہا۔ اور طالبان حق کے لئے شاہراہ ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ سے التجا ہی کہ اس ترجمہ کو وسیلہ مغفرت اس فقیر اور اُسکے والدین کا فرمائے۔ اور اپنی طاعت کا شوق عطا کرکے بوقت مرگ ایمان سلامت رکھے۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادیؒ کیا خوب فرماتے ہیں ؎ الٰہی بر جنید ایمان نگہدار + کہ اینست اصل جان واعتبارم ٭ نیز قاریانِ کتاب سے التجا ہے کہ برائے رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم اس لاشے کے حق میں دعائے خیر ومغفرت فرما دیں والدین وجمیع اعزا فقیر کو بھی محروم نہ رکھیں صحیح حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ایک مسلمان کی دعا دوسرے مسلمان بھائی کیواسطے جو اُسکی غیبت میں کی جائے حکم قبول کا رکھتی ہے ؎ ہر کہ خواند دعا طمع دارم + زانکہ من بندۂ گنہگارم + اور نام نامی واسم گرامی اس ترجمہ معدن الیواقیت والجواہر کا تبرکاً وتیمناً اصلی نام **مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت** ہی رہنے دیا۔ البتہ واسطے تعارف کے شروع میں

درود شریف
کلمہ طیبہ
تسبیحات مع استغفار
کلمہ تمجید
کلمہ توحید
سورۂ اخلاص
درود شریف

سورۂ فاتحہ
آیت الکرسی
امن الرسول
سورۂ حشر کی آخری ۳ آیات
سورۂ مزمل

درود شریف
کلمہ طیبہ مفصل
تسبیحات مع استغفار
کلمہ تمجید
کلمہ توحید
آیت کریمہ
سورۂ الم نشرح
سورۂ انا انزلنا
سورۂ الکوثر
سورۂ اخلاص
درود شریف
سورۂ فاتحہ
آیت الکرسی ۳ بار
سورۂ مزمل ۳ بار

لفظ ترجمہ زیادہ کیا ہے۔ للہ الحمد والمنۃ کہ یہ کتاب مستطاب محض اُس کے فضل وکرم سے ایک دیباچہ و مقدمہ پانچ باب اور ایک خاتمہ پر ختم ہوئی اللہ تعالے اپنے حبیب کے صدقہ سے مقبول و لہا کرے اور پڑھنے والے کو عمل نصیب فرماوے واللہ ولی التوفیق۔

فہرست فصول کتاب ترجمہ ملفوظات خواجگان چشت رضہ

مقدمہ دربیان ترغیب و فضیلت ذکر اذکار اولیاء اللہ از جانب مترجم

اے عزیز اللہ تعالیٰ تجھے اپنے فضل وکرم سے متابعت اور پیروی سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نصیب کرے کہ بعد ذکر اللہ تعالیٰ عز اسمہٗ و جل جلالہ و انبیائے عظام علیہم السلام کے کوئی ذکر بہتر از اذکار اولیاء کرام و صوفیائے عظام نہیں کہ ہر بات اُنکی نتیجہ اُنکے حال کا ہے نہ قال کا اور ذکر اُنکا موجب نزولِ رحمت الٰہی ہے کما ورد فی الحدیث علیٰ صاحبہ الف تحیۃ وسلام عند الذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یعنی وقت ذکر حالات و ملفوظات بزرگانِ رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔ عارف سجانی سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہٗ سبع سنابل میں فرماتے ہیں ؎ اے دل از اخلاق مرداں بہرہ مندار نیستی + بارے اخلاقِ بزرگاں را زجاں تکرار کُن۔ عند ذکر الصالحین الحق نزول رحمت است جابجا ذکر جوانمردانِ دین بسیار کن پسجان اللہ کیا بزرگی اور برکت ہے کہ اثر اس بارانِ رحمت الٰہی کا پڑھنے اور ذکر کرنے والے کی ذات ہی پر محدود نہیں رہتا بلکہ اس مجلس میں جسقدر اشخاص حاضر ہوتے ہیں سب پر شامل ہوتا ہے کہ اسکی تمثیل حضرت سرورِ عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے ہیں کہ ایک شخص خوانِ نعمت چن کر اُس کے متصل بیٹھے اور اُس دستر خوان پر رحمت الٰہی کا نزول ہو۔ پس وہ شخص جس نے وہ خوان چُنا ہے اور اُس کے پاس بیٹھا ہے رحمت الٰہی سے محروم نہ رہے گا۔ اور دوستی ومحبت رکھنی اصحاب اس طائفہ علیا سے ایک نعمت نعمار الٰہی سے ہے کہ اس سے ایک طرح کی قربت پیدا ہوتی ہے۔ جیساکہ علمار سلف کا مقولہ ہے المودۃ احد القرابتین۔ یعنی مودت ایک طرح کی نزدیکی ہے۔ اور بزرگانِ دین نے فرمایا ہے لا قرابت اقرب من المودۃ ولا بعد ابعدُ من العداوۃ یعنی کوئی رشتہ داری مودت سے زیادہ قربت والی نہیں ہے اور نہ کوئی عداوت سے زیادہ دوری ہے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احبّ قوما فھو منھم یعنی جو شخص دوست رکھے ایک گروہ کو وہ اُنہیں میں سے ہے۔ العظمۃ للہ کیا خوش تقدیر ہیں وہ لوگ جنہیں یہ دولت عظمےٰ نصیب ہے اللّٰھم اجعلنا منھم بجاہ نبیک محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور ایک حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ دوستانِ خدا کا ذکر کیا کرو کہ ہمراہ اُن کے محشور ہو۔ نفحات الانس میں عارف

نامی مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ ایک روز کئی صحابیوں نے جمع
ہو کر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ غریب نواز پشت و پناہِ بیکس
ایک مرد ہے جو صالحین کو دوست رکھتا ہے اور اُن کے سے عمل و فعل نہیں کرتا۔ وہ کس زمرہ میں ہو
آپ نے فرمایا المرء مع من احب یعنی وہ مرد اُنکے ساتھ ہوگا جنکو وہ دوست رکھتا ہے دوستی کیواسطے
محبت ضروری ہے اور محب کا شیوہ ذکر محبوب ہی۔ حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں من احب شیئًا اکثر ذکرہٗ یعنی جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہی اکثر اُسکا ذکر کرتا رہتا ہی کیونکہ
عاشق کو سوائے ذکر معشوق کے دوسری شئے خوش نہیں آتی۔ الغرض ذکر حالات بزرگان سے فوائد بیش
حاصل ہوتے ہیں منجملہ اُن کے ادنیٰ یہ ہے کہ ذکر اس طائفہ کا عبادت ہے بے ریا جو قسمت والوں کو
مطالعہ کتب بے رنج و مشقت حاصل ہو سکتی ہی غور کیجئے یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ مطالعہ ذکر اور استماع اذکار
بزرگانِ دین سی ہمت طالب حق کی طلب حق میں قوی ہوتی ہے۔ اور اُنکے حالات کے ملاحظہ
سے اُنکی عظمت اور اپنی بیچارگی کا حال کماحقہٗ معلوم ہو جاتا ہے۔ اپنی تغافلی اور نالائقی
ریاضت اور سعادتمندی کو دیکھکر دل پکڑا جاتا ہے اور تنبیہ حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام
عبداللہ انصاری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ کمترین فائدہ در شنیدنِ حالات ایں طائفہ
اینست کہ بداند احوال و اقوال وے نہ چوں ایشاں است تنبیہ بر کردار خود برگیرد و تقصیر
خود در جنب کردار ایشاں بیند و از عجب و ریا استحسان بہ پرہیزد"۔ آپکا مقولہ ہی کہ پہلا نشان اِن
عملا جیت کا اس کام میں یہ ہے کہ ملفوظات مشائخ سُننے سے دل کو خوشی اور خورسندی حاصل
اور کسی قسم کا انکار دل میں نہ آوے۔ سلطان ابراہیم ادھم بلخی نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک
فرشتہ مجھے خواب میں نظر آیا دیکھا کہ اُسکے ہاتھ میں ایک دفتر کاغذات کا ہے وہ اُس میں دوستانِ خدا
کے نام تحریر کرتا جاتا ہی۔ میں نے دریافت کیا۔ کیا تم نے میرا اسمیں نام لکھا ہی جواب دیا نہیں میں نے
سُنکر کہا کہ میری مجال کہاں جو دوستانِ خدا میں ہونیکا دم بھروں البتہ اُسکے دوستوں کو بصدق
دل و جان دوست رکھتا ہوں میں یہ کہہ رہا تھا کہ دوسرا فرشتہ آیا اُس طومار کاغذات کو اپنے

ہاتھ میں لیکر دیکھا اور کہنے لگا کہ اس دفتر کے سرورق پر انکا نام لکھو کہ یہ اللہ تعالےٰ کے دوستوں کے
دوست ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے آپ فرماتے
تھے کہ جہاں تک ہو سکے اولیاء اللہ کی باتیں یاد رکھو۔ اگر نہ ہو سکے تو اُن کے اسمار گرامی ہی کہ یہ بھی
کافی ہیں اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدینؒ اولیاء قدس سرہٗ العزیز سے منقول ہی کہ آپ حضرت
امیر خسرو علیہ الرحمۃ سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے خسرو ملفوظات مشائخ کو یاد کر داور اُن کا ذکر کیا کرو اِن سی
دلکو کیفیت اور انشراح پیدا ہوتا ہی۔ حضرت ابو العباس عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ اگر تم سے یہ نہ
ہو سکے کہ قدم حق تعالیٰ کی دوستی میں رکھو تو یہ ضرور کرو کہ جو لوگ اسکو دوست رکھتے ہیں اُنکی دوستی میں
قدم رکھو۔ روایت ہے کہ روز قیامت میں ایک شخص ایسا ہوگا جس کے گناہ اُسکے حسنات سی بہت
زیادہ ہونگے۔ وہ ایک حالتِ یاس و ناامیدی میں ہوگا۔ کہ اللہ تعالےٰ عز اسمہ اس سے مخاطب ہو کر
فرمائیگا اے میرے بندے فلانے محلہ کے فلانے بزرگ کو بھی تو پہچانتا تھا یا نہیں وہ کہے گا کہ اللہ
عالم ہے۔ البتہ میں اُسکو جانتا تھا اور شرف زیارت اُسکے سی مشرف ہوا تھا۔ اس جواب کے استماع
کے بعد اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائیگا کہ اچھا تجھکو اُسکی زیارت کی وجہ سے بخشدیا اور منقول ہی کہ عہد
حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً میں ایک شخص نہایت بدکار تباہ روزگار
پیوستہ افعال قبیحہ میں مبتلا رہتا تھا مگر حسنِ اتفاق سے ایک مرتبہ حضرت کی مجلس میں حاضر ہوا تھا جب مر گیا
لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ بہشت بریں میں خراماں ہی۔ پوچھا کس سبب سی یہ درجہ تمہیں حاصل ہوا۔ اُس نے
جواب دیا کہ میں تو اس لائق نہ تھا کہ مورد اس سعادت کا ہوتا یہ سب برکت ایک مرتبہ مجلس حضرت خواجہ
حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہونیکے سبب سے ہی۔ جب مجھے لوگ دفن کر کے واپس چلے اُسوقت
فرشتگان عذاب واسطے عذاب کرنیکے آئے۔ چاہتے تھے کہ عذاب پہونچادیں۔ اتنے میں ایک شخص نورانی
چہرہ آیا منع کیا کہ اسکو رنج مت دو۔ یہ ایک روز خدمت حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ
میں حاضر ہو چکا ہے اسیطرح منقول ہی کہ شیخ ابو العباس نہاوندی رحمۃ اللہ علیہ کے جسم کے مس کرنیسے
ایک گنہگار عذاب سی امن میں رہا الحق قوم لا یشقی جلیسہم اسلئے برادر اگر تجھے سعادتِ ابدی

اور دولتِ سرمدی کے حاصل کرنے کی خواہش دامنگیر ہے تو ذکر اس طائفہ کا ہر وقت کیا کر صبح و مسا اولیاء اللہ کے اذکار سے سروکار رکھ کہ ذکر اس طائفہ کا عبادت ہے اور جہانتک ممکن ہوسکے انکی صحبت میں حاضر رہنے کی کوشش کر۔ اگر یہ نہوسکے تو اُنکے ذکر اذکار ہی کافی ووافی ہیں۔ حضرت شیخ قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں ؎ گر نداری شادی از وصل یار + خبر بر خود ماتم ہجران یار ایک مونبیو حکایت حضرت سراج السالکین فخر المتاخرین جناب قبلہ و کعبہ ام مولانا ابالفضل و الکمال مولوی غلام محمد خانصاحب دام اللہ فیوضہم فرماتے تھے کہ حضرت محب النبی مولانا فخرالدین فخرِ جہاں شاہجہان آبادی قدس سرہٗ العزیز کے انتقال کے وقت مشائخِ موجودہ مثل حاجی شیخ لال صاحب وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کے وصال کے بعد یہ شرفِ صحبت واقتباس انوار جو ہم لوگوں کو حاصل تھا جاتا رہیگا حضرت کسی ایسے بزرگ کی نسبت ارشاد فرمایئں کہ ہم اُنکی صحبت سے مستفید ہوتے رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سنو اولیاء اللہ فوت نہیں ہوتے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جاتے ہیں فیض اُنسے اُسیطرح جاری رہتا ہے کہ حالتِ زندگی میں تھا بلکہ بوجہ انقطاع تعلق جسمانی اثر روحی زیادہ ہوجاتا ہے تم لوگوں کیواسطے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت اور اُن کے کلام مواعظت آمیز کا مطالعہ کافی ہے اگر تم اِن امور کی مواظبت رکھوگے ہر آئینہ فائدے اُٹھاؤگے۔ المختصر استماع حالات بزرگاں اور اُن سے محبت رکھنے کے بارے میں اولیاء سلف وخلف کے ہزارہا مقولات ہیں۔ ہر زمانہ کے بزرگوں نے فضیلت ذکر اذکار اولیاء اللہ فرمائی ہے اے طالب صادق تجھے بھی مندرجہ بالا حالات کے پڑہنے سے ان امور کے فوائد معلوم ہوگئے ہیں لازم ہے کہ ہم سب اُنکے حالات ومقالات کو معائنہ کرکے اُنکے طریقے پر چلنے اور اُنکے ارشادات کی بجا آوری میں کوشش کریں اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نصیحت پر عمل کرنیکی توفیق حاصل ہوجاوے۔ وہی اس دُنیا میں کافی اور وافی ہے۔ اب یہ فقیر اس تحریر کو دعا پر ختم کرتا ہے۔ الٰہی بحرمت اپنے حبیب باعثِ خلقت ہیجدہ ہزار عالم محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی توفیق رفیق ہماری حال فرما۔ اور ہمارے دل اپنے اور اپنے حبیب کی الفت اور اپنے خاص بندوں کی مودت سے بھر دے مکائد شیطانی سے امن میں رکھکر اس عالم فانی سے ایمان کے ساتھ اُٹھا آمین وللہ الحمد اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً ٭

نسخہ ہذا ترجمہ انیس الارواح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ واہل بیتہٖ اجمعین الطیبین الطاہرین۔

امابعد خادم خادمانِ درویشان بلکہ تراب نعال اقدام ایشان غلام احمد خان ابن جناب فیضمآب سراج السالکین شمس العارفین تاج الصالحین محب الفقراء والمساکین فخر المتاخرین خاصۂ خاصگان مولانا بالفضل والولنا بالکمال حضرت مولانا مولوی غلام محمد خان صاحب حنفی چشتی سلیمانی متوطن قصبہ جھجر از مضافات شاہجہان آباد دہلی عرض پرداز ہے کہ یہ کتاب ترجمہ ہے نسخہ شریف انیس الارواح ملفوظ مبارک حضرت مقتدائے اہل عرفان خواجہ ابی النور عثمان ہرونی نوراللہ مرقدہٗ کا جسکو حضرت کے خلیفہ اعظم شیخ شیوخ العالم سندالموحدین سلطان العارفین وارث النبی فی الہند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بزرگ معین الملۃ والشرع والہدیٰ والدین حسن سنجری ثم الاجمیری قدس سرہٗ نے جمع فرمایا ہے۔ للہ الحمد والمنتہ کہ بتوفیق ایزد ذوالجلال عز اسمہ نسخہ شریف ہذا ایک باب اور دو فصل پر تمام ہوا۔ باب اول ترجمہ انیس الارواح منقسم بر دو فصل فصل اول ذکر مقتدائے اہل عرفان حضرت خواجہ ابی النور عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ فصل دوم ترجمہ انیس الارواح۔

باب اول فصل اول بر سخے از احوال برکت اشتمال آں مقتدائے اہل عرفان حضرت خواجہ ابی النور عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کہ بطریق تبرک صورت تحریر یافت۔

واضح رائے وابستگان سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ ہو کہ مقتدائے اہل عرفان حضرت خواجہ ابی النور عثمان ہرونی قدس سرہٗ مرید اور خلیفہ اعظم رہنمائے سالکان واقف اسرار سبحان حاجی الحرمین الشریفین خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں ذات پاک حضرت کی علم شریعت

وطریقت میں یکتا اور آپ اپنے عصر کے اولیاء میں ممتاز تھے۔ سلسلہ شریف گیارہ واسطوں سے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ختم ہوتا ہے۔ وطن آپکا قصبہ ہارون تھا کہ ملک خراسان میں متصل
نیشاپور کے ایک سربرآوردہ قصبہ ہے۔ سات برس کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا
بعدہٗ دیگر علوم دینی بھی حاصل کیے ہر روز دو قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔ ایک دن کو دو سارات کو عمر
آپ کی دراز ہوئی۔ جواہر فریدی میں مرقوم ہے کہ ستر برس تک آپ نے سخت مجاہدے کئے اس
عرصہ میں نفس کو کبھی شکم سیر کھانا اور پانی ندیا۔ آپ رات کو بہت کم استراحت فرماتے تھے، آپ نے
اپنی مدت حیات میں کبھی مال ومتاع ودیگر اسباب دُنیا کو ہاتھ نہ لگایا۔ اکثر فرماتے کہ اُس درویش
کے حال پر افسوس ہے جو پیٹ بھر کھاوے۔ رات کو سووے۔ اور مال ومتاع دنیا کو ہاتھ لگاوے
کیونکہ دُنیا مغضوبہ باری تعالےٰ ہے۔ عاشقانِ الٰہی کو لازم نہیں کہ شے مغضوب سے اُلفت و
محبت رکھیں۔ آپ مجیب الدعوات تھے، جو دعا فرماتے مقبول بارگاہ سبحانہ ہوتی۔ سماع سے
آپ کو رغبت تھی۔ بوقت سماع خاص حالت طاری ہوتی اسقدر گریہ فرماتے کہ اہل مجلس آپ کے
اضطراب اور رونے کو دیکھکر خود چیخیں مار کر رونے لگتے تھے۔ آپ ہمیشہ صائم رہتے اور افطار
پانچ روز کے بعد فرماتے تھے۔ اس حالت میں جس پر حضرت کی نگاہ پڑتی وہ طرفۃ العین میں
کامل ولی ہوجاتا تھا۔ کشف وکرامت میں آپ کی ذات پاک نمونہ قدرت الٰہی کا تھی کہ کرامتیں پے
درپے صادر ہوتی تھیں۔ الحق۔ یہ کسقدر بڑی کرامت ہے کہ حضرت وارث النبی فی الہند خواجہ بزرگ
قدس سرہ العزیز سا بلند پرواز شاہباز مُرید حضرت کا ہو۔ نقل ہے کہ جب آپ خدمت خواجہ
حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ میں واسطے مُرید ہونے کے تشریف لے گئے اور باریاب ہو کر
آپ کے قدموں میں گرے۔ عرض کیا کہ بندۂ عثمان کی خواہش ہے کہ سلک بندگانِ حضرت
مخدوم میں داخل ہو حضرت نے کمال مہربانی سے شرف بیعت سے مشرف فرما کر کلاہ چہار
ترکی اپنے دستِ مبارک سے آپ کے سر پر رکھی اور ارشاد فرمایا کہ اے عثمان جبکہ تم نے
کلاہ چہار ترکی سر پر رکھی ہے۔ لازم ہے کہ اس کا حق بھی بجا لاؤ گے۔ اور وہ چار باتیں ہیں

اوّل[۱] ترک دُنیا اور اُسکے اہل سے اجتناب۔ دوّم[۲] ترک ہوا وحرص۔ سوّم[۳] خواہشات نفس کی
مخالفت۔ چہارم[۴] شب بیداری برائے ذکر الٰہی۔ سُنو! ہمارے پیرانِ معظم نے فرمایا ہے کہ
کلاہ چہار ترکی وہ شخص سر پر رکھے جو اپنے دل کو ماسوی اللہ سے منقطع کرے۔ حضرت خواجہ
عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جسوقت سے اس کلاہ کو اپنے سر مُبارک پر رکھا فقر وفاقہ
اختیار کیا۔ بعد اس کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پہنا۔ اور فقر وفاقہ کو اپنی ذات پر لازم
گردانا۔ اسی طرح سلسلہً مجھ تک پہونچا کہ میرے فقر وفاقہ کا حال تم معائنہ کر رہے ہو۔ میں تمکو
وصیت کرتا ہوں کہ عبادتِ الٰہی میں شب وروز مصروف رہو اور فقر وفاقہ کو بمتابعت اپنے
پیرانِ عظام کے اپنی ذات پر لازم گردانو اور خلق خدا سے بمدارات پیش آؤ۔ آپ نے تمام
مواعظ قبول فرمائے۔ اور تیس سال خانقاہ شریف میں حاضر رہکر عبادت بے اندازہ اور مجاہدے
کئے۔ جب حضرت نے آپکی یہ ریاضت وعبادت ملاحظہ فرمائی۔ اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور اسم
اعظم جو پیران چشت سے سینہ بسینہ پہونچا تھا تلقین کیا کہ فی الفور دروازے علوم صُوری و
معنوی کے کشادہ ہو گئے۔ نقل ہے کہ جب آپ نماز پڑھتے غیب سے آواز آتی کہ اے
عثمان ہمنے تمہاری نماز قبول کی خاطر جمع رکھو اور جو کچھ تم کو مانگنا ہو طلب کرو عطا ہو گا۔
جب آپ نماز سے فارغ ہوتے دعا مانگتے کہ الٰہی میں تجھ سے تیری معرفت طلب کرتا ہوں۔
دوبارہ آواز آتی کہ تمہاری استدعا ہمنے قبول کی خاطر جمع رکھو اور زیادہ مانگو آپ سر بسجدہ
ہوتے اور کہتے کہ الٰہی گناہگارانِ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش۔ الہام ہوتا کہ تیس ہزار
گناہگاران کو میں نے بخشدیا۔ القصّہ ہر روز پانچوں وقت پنجگانہ نماز کے بعد یہ معاملہ ہوتا
اللہ تعالیٰ دانا وعلیم ہے کہ کسقدر گناہگار اس امتِ مرحومہ کے آپ کے توسل سے بخشے گئے ہیں
فقیر مترجم کتاب غلام احمد جعل اللہ لہٗ نصیبۃ من دُعاء الخواجہ بھی خوبیٔ قسمت ویاوریٔ بخت
سے سلسلۂ حضرت مقتدائے اہل عرفان رضی اللہ عنہ میں منسلک ہے امید کرتا ہے کہ
اللہ تعالیٰ ببرکت ان حضرات رضی اللہ عنہم کے اسکا خاتمہ بخیر کرے اور تمام گناہوں کو معاف

فرماکراپنی رحمت کاملہ سے بروز رستخیز رستگار فرمائے۔ مکروہات زمانہ سے امن میں رکھے اور اسکے ساتھ وہ معاملہ نہ کرے جس کے لائق یہ خاطی ہے بلکہ اپنی فضل وکرم سے وہ معاملہ کرے جسکی شایان اُسکی شانِ غفاری ہے۔

نقل ہے کہ آپنے بعد حصول خرقۂ خلافت چار دانگِ عالم کی سیر فرمائی ہزارہا اولیاء خدا کی ذات سے فیض صحبت پایا۔ لکھوکھا بندگانِ خدا کی رہبری کی ہزارہا غیر مذہب کے لوگ آپکی تلقین سے مسلمان ہوکر راہ راست پر آئے رحمۃ اللہ علیہ ۔ اللہم اجرہ عنا خیر الجزاء بجاہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سلطان العارفین سند الموحدین خواجہ بزرگ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری نور اللہ مرقدہ سے منقول ہے کہ میرے ہمسایہ میں ایک میرا پیر بھائی رہتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہوا لوگ تجہیز وتکفین وتدفین سے فارغ ہوکر واپس چلے گئے۔ میں اُسکی قبر پر بیٹھا رہ گیا۔ عالم مشغولی میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے عذاب کے آئے اور چاہتے تھے کہ ایذا پہونچائیں۔ اتنے میں حضرت پیر مرشد نور اللہ مرقدہٗ تشریف لائے۔ اور ان دونوں فرشتوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اسے عذاب مت کرو یہ میرا مرید ہے۔ وہ حسب الارشاد واپس چلے گئے۔ پھر تھوڑی دیر میں دوبارہ آئے اور عرض کیا کہ فرمان باری تعالےٰ ہے کہ یہ شخص اگرچہ آپ کا مرید تھا مگر آپ کے طریقہ سے برگشتہ تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا واقعی یہ درست ہے لیکن اس نے اپنی ذات کو میرے پلہ میں باندھا تھا اسکی حمایت میرے ذمہ لازمی ہے یہ گفتگو ہورہی تھی کہ ان فرشتوں کو حکم پہونچا کہ واپس آؤ۔ اس شخص کو عذاب نہ کرو ہمنے اسکو حضرت خواجہ کی خاطر عزیز ہونے کے سبب سے بخشدیا۔

ذکر حالاتِ کشف وکمالات حضرت مقتدائے عارفانِ قدس اللہ سرہ العزیز سے جملہ کتب سیر مملو ہیں اس مختصر میں اسقدر گنجائش نہیں جو شمہ از خروارے و دانہ از انبارے درج ہوسکے طالبین کو کتب سیر کی طرف واسطے دریافت مزید حالات کے رجوع کرنا چاہیئے۔

اگرچہ خلفا آپ کے بیحساب ہیں الا ہندوستان میں آپ کے چار خلیفہ مشہور ہیں جنکے مزارات اسی

سرزمین میں واقع ہیں۔ اول خلیفۂ اعظم حضرت سید الموحدین سلطان العارفین وارث النبی فی الہند حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری نور اللہ مرقدہ مزار فائض الانوار آپکا اجمیر شریف میں ہی بزارت گاہ ہے دوم سید محمد ترک قدس سرہٗ نارنولی سوم سعدی لنگوچی کہ مزار آپکا قصبۂ نارنول میں ہے۔ چہارم شیخ نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام دہلی نور اللہ مرقدہٗ مزار پاک آپکا دہلی میں ہے۔ وصال مبارک حضرت مقتدائے عارفان خواجہ ابی النور عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کا بتاریخ پنجم ماہ شوال ۶۰۷ھ میں ہوا۔ مزار مبارک آپکا شہر مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً میں مابین کعبہ شریف وجنت المعلےٰ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز ترجمہ کتاب مستطاب انیس الارواح ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہرونی رح

حضرت خواجہ بزرگ وارث النبی فی الہند معین الدین حسن سنجری قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ دعاگوئے مسلمانان فقیر حقیر اضعف عباد اللہ معین الدین سنجری شہر بغداد میں بمسجد خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ زیارت وقدمبوسی حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ سے مشرف ہوا اُسوقت بہت سے مشائخ کبار خدمت مرشدی میں حاضر تھے۔ جونہی ہم نے زمین ادب چومی آپنے ارشاد فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھو میں نے حکم کی تعمیل کی آپ کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی جانب مُنھ کیا اور زبان مبارک سے یہ فرمایا کہ الٰہی میں اسے تیرے سپرد کرتا ہوں۔ پھر بغداد سے روانہ ہوکر مکہ معظمہ تشریف لائے میں ہمرکاب تھا آپ نے مجھے زیرنا ودان کعبہ لیگئے اور میرے حق میں دعائے خیر کی آواز آئی کہ ہمنے معین الدین حسن سنجری کو قبول کیا وہاں سے روانہ ہوکر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ جب روضۂ مبارک رسول اللہ علیہ الصلوۃ پر حاضر ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سلام کرو میں نے سلام کیا روضۂ مبارک سے آواز آئی وعلیکم السلام یا قطب المشائخ یہ جواب سنتے ہی آپنے ارشاد فرمایا کہ کام تمہارا کمالیت کو پہونچا بعد اسکے روانہ ہوکر شہر بدخشان میں آئے ایک بزرگ سے ملاقات کی وہ اولاد خواجہ جنید بغدادی رہ رہے تھے۔ عمر اُن کی ایک سو

اکیسویں[۴۰] چالیس برس کی تھی از حد مشغول مع اللہ تھے وہ ایک پانؤ سے لنگڑے تھے وہ پانؤ جڑ سے کٹا ہوا تھا
ہمیں دیکھنے اِس امر سے تعجب ہوا۔ سبب قطع ہونے پانؤ کا دریافت کیا فرمانے لگے کہ میں ایک مدت
سے اس صومعہ میں معتکف ہوں کبھی خواہش نفس سے ایک قدم بھی اِس صومعہ سے باہر نہیں رکھا
ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ہوائے نفسانی سے یہ پاء بریدہ باہر نکالا دوسرے کو حرکت دی ارادہ باہر
جانیکا تھا کہ ہاتف نے آواز دی کہ "اے مدعی ہمیں عہد بود کہ فراموش کردی" ہیں۔ یہ آواز سُنکر متنبہ ہوا
اپنی وعدہ خلافی سے پشیمان تھا چھری میرے پاس موجود تھی فی الفور میان سے نکالی اور اس پانؤ کو جو
باہر نکل گیا تھا۔ کاٹکر باہر پھینکدیا۔ اس واقعہ کو چالیس[۴۰] برس ہو گئے ہیں۔ اُسوقت سے عالم تحیّر
میں مبتلا ہوں اور بیحد شرمندہ کہ کل قیامت کے دن کس طرح درویشوں کو مُنہ دکھلاؤنگا یہ سُنکر
ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔ بخارا پہونچے وہاں کے آئمہ و صدور و مشایخ سے ملاقات کی ایک
آنمیں سے لائق توصیف تھا کہ وصف اُنکا خارج از بیان ہے۔ اسیطرح دس برس ہمرکاب حضرت
خواجہ مسافر تھا۔ کہ پھر بغداد آئے۔ چندروز قیام کیا اور پھر مسافر ہوئے دس برس اور مسافرت
کی ہیں اسباب زاد راہ حضرت پیرومرشد قدس سرہ سر پرے کر چلتا تھا تو کہ سہ بارہ بغداد
آئے اور حضرت مخدوم نے عُزلت اختیار کی۔ اس فقیر سے ارشاد فرمایا کہ میں معتکف ہوتا ہوں
چندروز باہر نہ آؤنگا۔ تمکو لازم ہے کہ ہر روز ایک مرتبہ میرے پاس آیا کرو میں کچھ فوائد تم سے
بیان کرونگا کہ مجھ سے یادگار رہیں۔ یہ ارشاد فرماکر آپ معتکف ہوئے۔ یہ فقیر ہر روز حسب الارشاد
حاضر خدمت شریف ہوتا اور جو کچھ زبان مُبارک سے سمع فقیر میں پہونچتا اُسے لکھ لیتا کہ یہ فوائد
جمع ہوئے جنکی اٹھائیس[۲۸] مجالس ہیں۔ اور نام اس کا انیس الارواح رکھا گیا۔ فہرست مجالس

مجلس اوّل[۱] گفتگو دربارہ احکام ایمان ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان برہنہ ہے اور لباس اُس کا تقویٰ ہے
پاؤں اُسکا فقر۔ گھر اُس کا علم اور گفتار اُسکی کہنا۔۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ
کا۔ ہے۔ اُسکے بعد ارشاد فرمایا اے درویش ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم اور جو شخص یہ بات کہے
وہ اپنی ذات پر ستم کرنے والا ہے کہ غلط بیان کرتا ہے۔ بعد اُسکے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت
رسول مقبول صلعم پر یہ حکم نازل ہوا کہ کافروں سے اُسوقت تک جنگ کیجئے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں
حضرت رسول مقبول صلعم نے ایسا ہی کیا یہانتک کہ سب ایمان لائے اور آپ کا کلمہ پڑھا۔ اور
سب نے بخلوص نیت گواہی دی کہ اللہ ایک ہے اور رسول اُس کا برحق ہے۔ بعد اُس کے
نماز اُتری سب نے بالاتفاق قبول کی بعدہ روزہ آیا اُسے بھی قبول کیا۔ بعدہٗ حج کا حکم ہوا وہ بھی سب نے
تسلیم کیا۔ اسکے بعد حکم ہوا کہ یہ سب ادا کرو کہ یہ ارکان ایمان ہیں البتہ زیادتی اور نقصان نماز وغیرہ میں

ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُسکو آسان کر دیتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو اسکے اعمال نوافل کسقدر ہیں۔ پس اعمال نوافل سے فرائض کی کمی پوری کر دی جاتی ہے اور جو فرض قضا کرے اور اسکے پاس نوافل نہوں وہ سزاوار دوزخ ہے مگر یہ کہ رحمت اللہ تعالیٰ کی دستگیری کرے یا شفاعت رسول اللہ ہوجاوے تو باعث رستگاری ہے۔ مگر قول شریعت یہ ہے کہ جو فرائض سے انکار کرے وہ کافر ہے۔ قسم ہے خدائے عزوجل کی ایمان میں کمی بیشی مطلق نہیں ہوتی۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایمان ایک نور ہے قلب میں ہوتا ہے جب وہ اعمال صالحہ کرتا ہے سفیدی اُسکے دلمیں زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اعمال صالحہ پر استقامت کرنیسے تمام دل سفید ہوجاتا ہے۔ ایسا ہونے پر حلاوت ایمان کی حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ خاصہ دوستوں کا ہے اور نفاق ایک تاریکی ہے۔ جب مومن کے دل میں آتی ہے سیاہی پیدا کرتی ہے اور جب وہ بدی کرتا ہے وہ سیاہی بڑھتی ہے جب بدی پر استقامت کرتا ہے تمام دل سیاہ ہوجاتا ہے اور جب سارا دل سیاہ ہوگیا تو وہ منافق ہوا۔ رحمت باریتعالیٰ سے محروم رہیگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش اگر مومن کا دل چیرا جائے اُسمیں سوائے سفیدی کے مطلق سیاہی نہوگی۔ اور اسیطرح جب منافق کا دل چیرا جاوے اُسمیں سوائے سیاہی کے سفیدی کا مطلق نشان نہ ہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی اپنے پیر خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ سُنا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اصل ایمان کم وزیادہ نہیں ہوتا ہے ولیکن اُسکی ایک حد ہے جو شخص اس میں کمی بیشی تبلاوے وہ تجاوز کرنیوالا ہے اور اصل اسکی یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اور حد اُسکی نماز روزہ حج وزکوٰۃ ہے اور غسل جنابت بھی اُسی میں داخل ہے جو شخص زیادہ اور زیادہ نیکیاں کریگا۔ اسکو زیادہ ثواب ملیگا اور جو نہ کرے گا اسکو ثواب نہ ملیگا اور نقصان اُٹھاویگا۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت باریتعالیٰ مومن کو اُس کے عمل سے پوچھیگا اسکے ایمان سے کچھ سوال نکریگا اور کفار سے دربارۂ ایمان سوال ہوگا۔ ایمان مومن کا تباہ نہیں ہوتا الا کفر سے تباہ ہوجاتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز سے ہاتھ اُٹھاوے اور منکر ہو وہ نتیجہ اس

حدیث کے کافر ہوتا ہے کہ فرمایا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ اے یستوجب القتل عند الشافعی رحمۃ اللہ علیہ یعنی جو شخص عمداً ترک کرے نماز کو پس ظاہر آئینہ وہ نافرمانی کرتا اور کافر ہوجاتا ہے قتل اسکا واجب ہے نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے۔ بعد بیان فرمانے ان فوائد بے بہا کے حضرت خواجہ رح نے مجلس برخاست کی اور اپنے کام میں مشغول ہوئے فقیر اپنی جگہ پر آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس دوم ۲ گفتگو دربارہ مناجات حضرت آدم علیہ السلام ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی حضرت خواجہ اطراین موود چشتی رضی اللہ عنہ کے سُنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے تنبیہ الغافلین میں بروایت حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ لکھا دیکھا ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جناب باری عز اسمہٗ وجل قدرہ نے آدمؑ کو کلمات توبہ تلقین کئے فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ یہ وہ وقت تھا کہ حضرت آدمؑ بوجہ زائل ہوجانے حلہ ہائے بہشتی کے بہشت میں اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے حقتعالیٰ نے اُن سے سوال کیا کہ اے آدمؑ مجھسے بھاگتا ہے۔ آپنے جواب دیا کہ الٰہی تجھسے کون بھاگ سکتا ہے۔ اور جائے گریز اس کے لئے کہاں ہے میں اپنے گناہ سے شرمندہ ہوں کہ زلّت (لغزش) واقع ہوگئی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایسے کلمات تبلائے جن کے ذریعہ سے اُنھوں نے توبہ کی اور مقبول بارگاہ سبحانی ہوئے۔ اس کے بعد گفتگو دربارۂ چاند گرہن وسورج گرہن واقع ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب آدمیوں کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں۔ فرشتوں کو جناب حق جل وعلا عز اسمہ حکم دیتا ہے کہ چاند اور سورج کو پکڑو اور اُس کے کسی جز یا کل کو کسی تھوڑی دیر کے واسطے بے نور کرو کہ اس سے خلق کو عبرت ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب ماہ محرم میں کسوف یا خسوف ہو تو اس سال بلائیں بہت نازل ہوتی اور فتنے برپا ہوتے ہیں بزرگوں کو پراگندگی ہوتی ہے۔ اور جب ماہ صفر میں کسوف یا خسوف واقع ہو اُس کا نتیجہ یہ ہے کہ بارش کم ہونی چاہیئے جس سے دریا خشک ہوں۔ اور جب ماہ ربیع الاول میں کسوف یا خسوف واقع ہو تو کال سخت پڑیگا

اور آدمی زیادہ تلف ہوں گے، اور جب ماہ ربیع الثانی میں کسوف یا خسوف واقع ہو تو اس سال تحویل ملک ہوگی بزرگوں کا زیادہ انتقال ہوگا۔ اور جب ماہ جمادی الاول میں واقع ہو تو برق و باد کا طوفان آئیگا اور مرگ مفاجات زیادہ تعداد میں ہونگی۔ اور ماہ جمادی الثانی میں واقع ہو تو موجب فلاح ہے کہ اس سال کھیتیاں خوب ہونگی نرخ غلہ ارزان اور فراخی نعمت زیادہ ہوگی اور جب ماہ رجب المرجب میں خسوف یا کسوف واقع ہو اور وہ روز نوچندی کا جمعہ ہو تو اس سال بھوک کی آفت اور بلائیں زیادہ بنی آدم پر نازل ہونگی اور آسمان سے خوفناک آوازیں آئینگی۔ اور جب ماہ شعبان میں واقع ہو تو اس سال آدمیوں میں خیریت رہے اور زیادہ آرام پائینگے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب ماہ رمضان کے اول جمعہ کے روز یا شب میں خسوف یا کسوف ہو تو اس سے یہ بات معلوم کرنی چاہیئے کہ اس سال آفت گرسنگی زیادہ ہوگی۔ اور آدمی بہت مرینگے۔ اور جب ماہ شوال میں واقع ہو تو اس سال بیماریاں زیادہ آویں گی۔ ہوائیں تیز و تند چلیں گی۔ درخت ٹوٹ ٹوٹ کر گرینگے۔ اور جب ماہ ذی الحجہ کسوف یا خسوف واقع ہو تو جاننا چاہیئے کہ آخرت قریب ہوئی فتنے قائم ہوئے۔ عیب کو چھپانے والے اُٹھ جائینگے اور اسکے ظاہر کرنیوالے زیادہ ہوں گے۔ آرائش ظاہری بڑھجاویگی۔ آخرت تباہ از دست دُنیا داران ہوگی یعنی لوگ کسی امر میں آخرت کا خیال تک نکرینگے۔ دل اُن کے منافق ہونگے متمول آدمیوں کی عزت کرینگے درویشوں کو خوار و حقیر سمجھینگے اسوقت اللہ تعالیٰ اُنپر آفت مسلط کریگا جس سے اُن کے عیش تلخ ہوں گے، نعوذ باللہ منہا۔ جب حضرت خواجہ یہ فوائد بیان فرما چکے۔ اپنے کام میں مشغول ہوئے۔ دعاگو رخصت ہوکر اپنے خرابے میں آیا الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس سویم۔ گفتگو شہروں کی خرابی کے بارہ میں واقع ہوئی حضرت اقدس خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں خرابی شہروں کی گناہوں کی شامت سے ہوگی۔ چنانچہ میںنے خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ کی زبانی سنا ہے کہ جسوقت میں انکے ساتھ ملک سمرقند میں مسافرت کرتا تھا فرماتے تھے کہ حضرت امام الاشجعین مدینۃ العلوم والمطالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا

كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا۔ کوئی ایسا شہر نہیں ہے کہ قیامت کے آنے سے پہلے عذاب اور بلا اسپر نازل نہو اور وہ شہر تباہ و خراب نہو یہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں جب گناہ زیادہ ہوں گے۔ حبشی مکہ کو ویران کرینگے۔ مدینہ منورہ قحط سے اُجڑ جائیگا۔ بلائیں نازل ہونگی لوگ بھوک سے مرجائینگے۔ شہر ہمدان شومت ریاسے تباہ ہوگا۔ شام بادشاہوں کے ظلم سے برباد ہوگا۔ اُن ایام میں ٹڈی آسمان سے برسے گی روم کی تباہی کا باعث اغلام اور لواطت ہوگا۔ ملک خراسان اور بلخ شامت اصحاب تجارت سے تباہ ہوجاوینگے مسلمان سود لینے لگیں گے اور مردار خوار ہوجاوینگے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ مودود چشتیؒ یہ بھی فرماتے تھے کہ شہر خوارزم اور اُس کے مضافات راگ رنگ اور شراب خواری کی شامت سے تباہ ہونگے ملک سیستان میں تیز و تند آندھیاں آئینگی۔ بھونچال ایسے سخت آئینگے جنسے پہاڑ پارہ پارہ ہوں گے۔ اور آس پاس کے رہنے والوں کو نیست و نابود کرڈالیں گے۔ خرابی مصر اور دمشق اسوجہ سے ہوگی کہ وہاں کے باشندے عورتوں پر دست تعدی دراز کرینگے۔ انہیں سولیوں پر چڑھائیں گے۔ اور کہیں گے کہ یہ فاطمہؓ ہے خاک اُن کے منہ میں ہو۔ اور زمین ایسے نابکاروں کو نگل لیوے۔ اور ویرانی ملک سندھ ملک ہند کی وجہ سے ہوگی۔ ملک ہند کی تباہی فساد اور زنا اور شراب پینے کی وجہ سے ہوگی۔ اسوقت اللہ تعالیٰ ہوا کو حکم دیگا کہ اِن سب کو ہلاک کردیوے جب یہ سب کچھ ہولیگا۔ اسوقت محمدؐ بن عبداللہ یعنے امام مہدی ظاہر ہونگے۔ شرق سے غرب تک کا انصاف فرماوینگے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُترینگے۔ اُسوقت تمام عالم میں دین اسلام پھیل جاویگا۔ جب حضرت خواجہ یہ فوائد بیان فرما چکے مشغول الی اللہ ہوئے۔ دعاگو اپنی جائے قیام پر واپس آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس چہارم۔ گفتگو درباب تابعداری کرنے عورات کے اپنے خاوندوں سے اور بردہ آزاد کرنے کی فضیلت میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ وہ عورت جسکو خاوند ہم بستری کے واسطے طلب کرے اور وہ نہ آوے اور دُور رہے۔ اُسکی تمام نیکیاں ضبط اور زائل ہوجاتی ہیں۔ اور اس طرح جدا ہوتی ہیں

جس طرح سانپ اپنی کینچلی اُتار دینے کے بعد اُس سے جدا ہو جاتا ہے اور جنگل کی ریت کے برابر اُسپر گناہ لکھے جاتے ہیں۔ اگر وہ عورت قبل از خوشنود ہونے اپنے خاوند کے مر جاوے وہ دوزخی ہوتی ہے۔ ہفت دروازے دوزخ کے اُسپر کھولدیتے ہیں۔ اور جو عورت مرے اس حال میں کہ خاوند اُس کا اُس سے راضی ہو وہ معاً بہشت بریں میں جاتی ہے اُسکی قبر میں ہشت دروازے بہشت کی جانب سے کھولدیے جاتے ہیں امام ابو اللیث سمرقندیؒ نے اپنی کتاب تنبیہ میں لکھا ہے کہ جو عورت شوہر سے بہ ترشروئی پیش آئے اُس کے نامۂ اعمال میں جسقدر آسمان میں تارے ہیں اُنکی تعداد کے برابر گناہ لکھے جاتے ہیں۔ اُس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر شوہر کے جسم سے پیپ اور خون رواں ہو اور عورت اُسے صاف کرنے کی غرض سے اپنی زبان سے چاٹے تو بھی خاوند کا حق کما حقہٗ ادا نہ ہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش اگر سوائے حق تعالیٰ کے دوسرے کو سجدہ جائز ہوتا بیشک عورت کو حکم دیا جاتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ ایسا ہی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اسکے بعد گفتگو آزاد کرنے غلام کے بارہ میں واقع ہوئی۔ اتنے میں ایک درویش خدمت مبارک میں حاضر ہوئے زمین خدمت چومی آپنے اُس کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔ بعدہٗ فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بردہ آزاد کرے اُس کے نامۂ اعمال میں موافق شمار رگوں کے جو اُس کے بدن میں ہیں نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جبتک اُسکے نامۂ اعمال میں ثواب برابر ایک پیغمبر کے نہ لکھا جائیگا وہ اِس دار فانی سے انتقال نہ کریگا۔ اور وہ اپنے ماں باپ اور رشتہ کنبے کے اشخاص کی بروز قیامت بخشش چاہے گا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی طلب سے اُن سب ستر اشخاص کو بخشدیگا۔ اور نور اُسکو اسقدر ملے گا جسقدر اُس کے بدن پر بال ہیں اور اُسکا نام آسمانوں پر ولی کرکے لیا جائیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غلام آزاد کرنیوالا جبتک کہ اپنی جگہ بہشت میں نہ دیکھ لیگا نہیں مریگا۔ اور بروقت جانکنی کے ملک الموت علیہ السلام اسکو دخول بہشت کی خوشخبری دینگے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص بردہ آزاد کریگا۔ جبتک وہ اِس عالم فانی میں شراب نہ نوش

کریگا جان جاں آفریں کو نہ سونپے گا۔ جانکنی اُسپر آسان ہوگی۔ اور بروز قیامت سایۂ عرش میں ہوگا۔ اور بے حساب بہشت میں جاوے گا۔ بعد اُس کے ارشاد فرمایا کہ اہل سلوک نے دنیا کو بدتر از دوزخ تصور کیا ہے کیونکہ دوستی دنیا بالکل گمراہی ہے۔ اور مثال اُسکی اندھیری کی سی ہے کہ جب کوئی ناواقف اندھیرے میں راستہ بھولجاتا ہے تو پھر اُسکو مشکل سے راہ ملتی ہے۔ مرد وہ ہے کہ اپنی ذات کو اس دنیا میں مردانہ وار رکھے اِسمیں بالکل نہ پھنسے تاکہ مقامات اعلیٰ کو پہونچے بعد اس کے ارشاد فرمایا کہ اہل سلوک نے بردوں کو بہزار التجا اور آرزو سے خرید کرکے آزاد کیا ہے کہ بروز قیامت وہ وسیلہ اُنکی خلاصی کا دوزخ سے ہوں۔ جب حضرت خواجہ نے یہ فوائد تمام کئے مشغول ہوئے۔ دعاگو رخصت ہوکر اپنی جائے قیام پر آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

مجلس پنجشنبہ۔ گفتگو درباب صدقہ واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اعمال میں کونسا عمل افضل ہے ارشاد فرمایا کہ صدقہ دینا پھر استفسار کیا کہ صدقہ کیا چیز ہے۔ ارشاد فرمایا کہ کسی کی حاجت روا کرنا ستر ہزار آدمی جو از گروہ صاحب صدقہ کے ہونگے بروز قیامت ہول قیامت سے امن میں رہینگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ صدقہ دینا افضل ہے یا قرآن مجید کی تلاوت۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ روٹی کا ایک ٹکڑا یا ایک مٹھی کھجور دینا بہتر ہے اس سے کہ ہزار بار قرآن شریف ختم کرے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصریؒ نے دیکھا کہ ایک یہودی بازار میں کھڑا ہوا ایک بھوکے کتے کے آگے روٹی ڈال رہا ہے آپنے اُس سے فرمایا کہ تیری یہ نیکی قبول نہیں کیونکہ تو کافر ہے اسلام سے بیگانہ ہے اُس یہودی نے کہا کہ اے خواجہ اگر نیکی قبول نہو مگر خدا تو دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔ الغرض مدت کے بعد آپ خانہ کعبہ کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ طواف کر رہے تھے کہ خانہ کعبہ کے پرنالہ کے نیچے ایک بڈھے کو دیکھا کہ سر سجدہ میں رکھے ربّی ربّی کہہ رہا ہے ناگاہ آواز لبیک عبدی آئی آپ بعد طواف کعبہ اُسکے پاس گئے یہودی نے سر اُٹھایا اور آپکی جانب مخاطب ہوکر کہنے لگا اے خواجہ

مجھے پہچانتے ہو میں وہی یہودی ہوں جو کتے کو ٹکڑا ڈالتا تھا۔ اور آپنے اعتراض فرمایا تھا اب حق تعالیٰ اللہ نے میری نیکی قبول کی اور مجھے اپنی جانب بلا ہی لیا ۔ اس کے بعد کہنے لگا اے خواجہ حق کے کمال قدرت کوئی بھی نہیں جان سکتا ہو کہ عاقبت کس طرح ہونیوالی ہو۔ اُسکے بعد ارشاد فرمایا کتب سلوک میں لکھا ہو کہ خواجہ ابراہیم بن ادھمؒ فرماتے تھے کہ ایک درم صدقہ بہتر ہے ایک سال کی عبادت سے اور غلام کا آزاد کرنا افضل ہو تمام رات کی بیداری سے۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قرآن شریف کی تلاوت بہتر ہے یا صدقہ دینا۔ آپنے فرمایا کہ صدقہ دینا افضل ہو کہ اس سے آتش دوزخ سے رستگاری ملتی ہو بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ صدقہ نور دل ہو اور صدقہ فاضلتر ہے ہزار رکعت کے پڑھنے سے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ صدقہ دینا نماز پڑھنے والے کو زیادہ شایاں ہو اور اُن لوگوں کی علوشان کا کیا بیان کیا جائے جو نماز بھی پڑھتے ہیں اور صدقہ بھی دیتے ہیں۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ جب روز قیامت ہوگا۔ آفتاب سوا نیزے پر آجائے گا صدقہ دینے والے جنھوں نے قبل از مرگ صدقہ دیا ہوگا عرش معلےٰ کے سایہ کے تلے ہونگے۔ اور وہ صدقہ اُن کے سر پر ایک قبہ ہو جائیگا۔ صدقہ بہشت کا رہبر ہے اور صدقہ دینے والا ہرگز اللہ کی رحمت سے دُور نہ ہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سخی میرے دوست ہیں اور اُنھیں عذاب قبر اور سختی قیامت کی نہ ہوگی۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ زمین سخی کے وجود سے فخر کرتی ہو اور وہ لوگ جب چلتے ہیں ہر قدم کے بدلے ایک نیکی اُن کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے۔ بعد اس کے ارشاد فرمایا کہ سخی ایک ہزار برس بیشتر بہشت کی خوشبو سونگھیں گے، اور ہر روز اُن کے نامۂ اعمال میں ایک پیغمبر کا ثواب لکھا جائیگا۔ بعد اس کے ذکر اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے بارہ میں ہوا کہ اُنھوں نے دس دس برس تک اپنے نفس کو اُسکی آرزو پوری کرنے سے رُوکا ہے۔ چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ خواجہ ابو تراب نخشی بہت زاہد تھے۔ بیس برس سے اُن کے نفس کو آرزو مرغ کے انڈوں کے ساتھ روٹی کھانے کی تھی آپ نے نفس کو نہ دیا۔ ایک روز آپ کے دل میں آیا کہ آج اُسکی یہ خواہش پوری کرنی چاہیئے اور شام کو افطار ۔ شئے مرغوب سے ہو۔

الغرض اسی روز بوقت نماز ظہر کے جبکہ آپ واسطے تجدید وضو کے صحرا کو تشریف لئے جاتے تھے کہ ایک خوردسال لڑکا بھاگتا ہوا آیا اور آپ کا دامن پکڑ لیا شور مچاتا تھا کہ کل کے روز تم میرا اسباب اور مال چرا لیگئے ہو آج پھر چوری کرنے آئے ہو۔ لوگ چور چور کی آواز سُنکر جمع ہوئے لڑکے کا باپ بھی آیا۔ خواجہ کو پکڑ کر بیس گھونسے مارے اتنے میں ایک اور آدمی آیا اُس نے آپکو پہچانا۔ کہنے لگا کہ یہ چور نہیں ہیں۔ خواجہ ابو تراب نخشی ہیں۔ یہ سُنکر سب نے معذرت کی کہ ہم سے خطا ہوئی۔ ہم آپ کو پہچانتے نہ تھے، القصہ جب آپ وہاں سے چھُٹ کر اُس شخص کے گھر تشریف لائے جس نے آدمیوں کو بتلایا تھا۔ اُس نے افطار کے وقت روٹی اور انڈے روزہ کھولنے کے لئے حاضر کئے آپنے ارشاد فرمایا کہ بھائی اس کو جلد یہاں سے دُور کرو کہ میں نے ان کے کھائے بغیر ہی بیس گھونسے صرف انکا خیال لانے سے کھائے ہیں۔ اگر ان کو کھاؤں واللہ اعلم کس بلا میں مبتلا ہوں پھر آپنے مدت العمر نہ کھائے بغیر پوری کئے اس آرزو کے رحلت فرمائی حضرت خواجہ یہ بیان فرما کر مشغول ہوئے۔ دعاگو رخصت ہو کر اپنے مقام پر آیا والحمد للہ علیٰ ذلک۔

مجلس ششم۔ گفتگو درباب شراب خواری واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جناب امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ شراب حرام مطلق ہو اگر کم ہو تو بھی حرام ہو۔ اور زیادہ ہو تو بھی حرام ہو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ انگور کا شیرہ جو ملتے ہی نکالا جاوے اور پیا جاوے تو حرام نہیں ہے جائز ہے، اگر ملنے کے بعد تھوڑی دیر رکھا جاوے تو ناجائز ہے بعد اس کے ارشاد فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لعنت ہو اللہ تعالیٰ کی اُس شخص پر جو شراب پئے یا شراب بیچے یا اُسکی قیمت لے اور اپنے کام میں لائے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ حکم در بارۂ شراب ہو اسکا نہ پینا دشوار نہیں کہ عادت طبعی میں داخل نہیں ہے مشکل تو یہ ہے کہ وہ امور چھوڑ دیئے جاویں جو عادات طبعی میں داخل ہوں۔ الّا اس راستہ میں ایسے مرد بھی گذرے ہیں جنھوں نے اپنے نفس کو ایک سال کامل پانی نہ دیا اور وہ زار و نزار ہوا تقریبًا حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک رات اُنھوں نے چاہا کہ

ہزار رکعت نماز پڑھیں۔ اُنکے نفس نے اس امر میں مخالفت کی اور نہ پڑھ سکے صبح کے وقت غور کیا کہ یہ کاہلی کس سبب تھی بعد بہت سی دیر کے معلوم کیا کہ رات کو ایک کوزہ پانی کا زیادہ پیا تھا یہ سارا فساد اُس سبب سے ہے۔ پس اُسی وقت عہد کیا کہ جبتک زندہ رہونگا اسکو کامل طور سے پانی نہ پلاؤنگا اکثر پیاسا رکھونگا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ جبتک زندہ رہے کبھی سیر ہوکر نفس کو پانی نہ پلایا۔ جب آپ یہ بیان فرماچکے مشغول ہوئے۔ دُعاگو رخصت ہوکر اپنی جائے اقامت میں آیا۔ الحمد للہ علی ذالک

مجلس ہفتم۔ گفتگو ایماندار کو آزار دینے کے بارہ میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کو مت رنجیدہ کرو اس کے سینہ کے اندر ستر پردے ہیں اور ہر پردے پر ایک فرشتہ تعینات ہے جو شخص کسی مومن کو رنج پہنچاتا ہے ان ستر فرشتوں کو رنج پہونچتا ہے، ابتدا اُس رنج اُن فرشتوں کو پہونچتا ہے تب کہیں مؤمن کو پہونچتا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا جو شخص ایماندار کو تکلیف دیتا ہے ستر گناہ کبیرہ اُس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں اور جو مؤمن کا دل رنجیدہ کرتا ہے اُس کے واسطے ایک گھر پُراز رنج و تعب دوزخ میں بنایا جاتا ہے، اور ایماندار کو سوائے منافق کے اور کوئی شخص ایذا نہیں پہونچاتا اعاذنا اللہ منہ۔ اس کے بعد گفتگو سنت اور نفل نمازوں کے بارہ میں جو بعد فرض کے ہیں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے فریضہ نمازوں کے شروع و آخر میں سنت اور نوافل بہت پڑھی ہیں۔ اور جو شخص نماز پیشین کے قبل چار رکعت نفل پڑھے اور قرآن شریف میں سے جو اُسے یاد ہو وہ . . . . ہر رکعت میں الحمد کے ساتھ ملائے۔ اُسے اسی دُنیا میں بشارت بہشت کی ملیگی۔ اور وقت مرنے کے ستر ہزار فرشتے لینے آئینگے کہ ہر فرد اُن کا ایک نئی قسم کا تحفہ لئے ہوگا۔ اور بعد دفن اُس کے اُسکی قبر پر نور کے طباق لٹائے جائینگے۔ اور جب بروز حشر قبر میں سے اُٹھیگا وہی فرشتے ستر حلے بہشت سے لاکر اُسکو پہنائینگے۔ اللّٰہم ارزقنا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا جو شخص چار رکعت نماز سنت قبل از ظہر پڑھیگا اور اُسکے واسطے جو قرأت مقرر ہے وہی پڑھنی چاہئے۔ اللہ تعالےٰ اُسکی

حاجتیں پوری فرمائیگا اور ہر رکعت کے بدلے اُسکو ہزار برس کی عبادت کا ثواب ملیگا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص قبل از عصر چار رکعت نماز سنت پڑھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اُسکے انعام کی بابت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اُس شخص کو ہر رکعت کے بدلے بہشت میں ایک قصر محل ملیگا۔ اور جو شخص بعد نماز شام کے چار رکعت نماز نفل پڑھے روز قیامت اسکو عرش کے سایہ تلے جگہ ملیگی۔ اور جو شخص چار رکعت نماز مابین مغرب اور عشا کے پڑھے گا حق تعالےٰ اُسے بہت سی بلاؤں سے امن میں رکھیگا اور وہ بہشت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا اور ہر رکعت کے بدلے ایک پیغمبر کی عبادت اور نمازوں کا ثواب ملیگا اور جو شخص نماز عشا کے بعد چار رکعت سنت پڑھے گا وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوگا اور اسکی جگہ بہشت میں ہوگی۔ اور اس نماز کو کوئی نہیں پڑھ سکتا مگر اللہ تعالیٰ کا دوست۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص بہت نماز پڑھتا ہے اُسکو ثواب موافق شمار فرشتوں کی عبادت کے دیا جاتا ہے۔ اسکے بعد پھر گفتگو ایذا دہی مؤمن کے بارے میں واقع ہوئی آپنے فرمایا کہ اہل سلوک نے اپنی زبان اسی وجہ سے بند رکھی ہے اور لوگوں سے بولنا چھوڑ دیا ہے کہ مبادا کسی مسلمان بھائی کو دُکھ یا ایذا پہنچے۔ کیونکہ یہ بات بالکل نامستحسن ہے۔ اہل سلوک قصداً و متعمداً اس ڈر سے گونگے اور بہرے بنگئے ہیں یہ فوائد بیان فرماکر حضرت خواجہ مشغول ہوئے دعاگو اپنے خرابہ میں آکر مشغول ہوا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک +

مجلس ہشتم۔ گفتگو دربارہ قذف یعنی زنا کی تہمت کے بارے میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کو گالی دیتا ہے گویا وہ اپنی ماں بہن سے زنا کرتا ہے اسکا نام فرعون کے مددگاروں میں لکھا جائیگا کہ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہونچانے میں مدد دی۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینے والے کی دعا ستر برس تک قبول نہیں ہوتی اور جو بے توبہ مرے گا جہنم میں داخل ہوگا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں ایک وقت مجلس خواجہ ناصر الدین ابی یوسف چشتی قدس سرہٗ میں حاضر تھا علم کی بحث درپیش تھی ایک شخص بڑی لسانی کر رہا تھا اور بلند آواز سے گفتگو کرتا تھا حضرت خواجہ ابی یوسف چشتی قدس سرہٗ نے اُس مرد سے فرمایا اے شخص آہستہ بات کرو وہ یہ سُنکر

خاموش ہوگیا اور اپنی زبان کو اسقدر چبایا کہ لہولہان ہوگئی پھر اپنے نفس سے متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ تجھے اس بیہودہ بک بک سے کیا مطلب تھا اور گوشہ پکڑے اسیوقت مجلس سے اٹھا اور تنہائی اختیار کی۔ دس سال عزلت اختیار کئے رہا۔ اسکے بعد کھانا لایا گیا۔ دسترخوان سفید تھا آپنے ارشاد فرمایا کہ سرخ دسترخوان لاؤ کہ اسپر کھانا رکھکر کھایا جائے کیونکہ حضرت رسول اللہ صلعم سفید دسترخوان میں کم کھانا تناول فرماتے تھے۔ الا احرام نہیں کیا۔ اجازت ہے کہ طباق میں رکھکر کھائیں۔ آپکا طریقہ تھا کہ ہمیشہ سرخ دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے تھے۔ اگر مہمان آتا اور مہمانی کیجاتی تو بھی سرخ دسترخوان بچھایا جاتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ دسترخوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی سرخ تھا اور وہ آسمان سے اترا تھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص سرخ دسترخوان پر کھاوے اسکو ہر لقمہ کے عوض ثواب ستر نیکیوں کا ملتا ہے اور ستر درجہ اس کے بہشت بریں میں بلند کئے جاتے ہیں اور اسکو ہمسائیگی حضرت عیسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الف الف تحیۃ وسلام کی بہشت میں نصیب ہوگی اور جو شخص سرخ دسترخوان کسی محتاج کو کھانا کھلاوے گا۔ اسکے نامہ اعمال میں بہت بڑا ثواب لکھا جائیگا۔ اور جب روٹی کھلانے سے فارغ ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ سرخ دسترخوان پر روٹی کھانا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے اور یہی سنت دوسرے انبیاء کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کبھی سرخ دسترخوان پر روٹی رکھے بغیر نہیں کھائی۔ اس کے بعد حضرت نے قسم یاد کرکے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ میری جان اس کے ید قدرت میں ہے جو شخص سرخ دسترخوان پر روٹی کھائیگا اسکو ایک عمرہ کا ثواب ملیگا اور ایک ہزار بھوکوں کو پیٹ بھر کھانا کھلانیکا ثواب عطا ہوگا اور بعد ازاں وہ شخص اسقدر اور زیادہ ثواب حاصل کریگا کہ اس نے میری امت کے ہزار قیدیوں کو رہا کرایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہمیشہ سرخ دسترخوان پر روٹی کھاتا ہے بروز قیامت حضرت جبرئیل اس کے لئے براق مع حلہ بہشتی لادینگے اور براق پر بٹھا کر اور حلہ بہشتی پہنا کر بہشت میں لیجاوینگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مہمان کو سرخ دسترخوان پر کھانا کھلاوے اسکو ہر دانہ کے عوض جو اس مہمان نے اٹھایا ثواب ہزار نیکی کا ملتا ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پیر خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ

کی زبانی سنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص لال دسترخوان پر کھانا کھاوے اور کھلاوے اللہ تعالیٰ اس کی جانب نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور ہزار درجے اس کے بلند فرماتا ہے۔ جب حضرت خواجہ یہ فوائد بیان فرماچکے مشغول ہوئے دعا گو رخصت ہوکر اپنے جائے قیام پر آیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس نہم ۹۔ گفتگو دربارہ کسب واقع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ پیشہ کرنا کیسا ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا الکاسب حبیب اللہ یعنی پیشہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ اسوقت ایک شخص مجلس میں سے اٹھا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ آپ میرے پیشہ کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ پیشہ تیرا کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ حضرت میں درزی کا پیشہ کرتا ہوں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ پیشہ بہت اچھا ہے اگر تو راستی اختیار کرے تو کل قیامت کے دن ہمراہ حضرت ادریس علیہ السلام کے محشور ہوگا۔ اسکے بعد ایک اور شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ میرے پیشہ کے حق میں کیا ارشاد ہوتا ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ تیرا پیشہ کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ پیشہ میرا حارثی ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ پیشہ بھی بہت عمدہ ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ کسب حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا تھا اگر تو جھوٹ نہ بولے اور چوری نہ کرے تو بروز حشر ہمراہ حضرت آدم کے اٹھیگا اور بہشت بریں میں انکا ہمسایہ ہوگا۔ اس کے بعد ایک اور شخص اٹھا اور پیشہ اپنا آہنگری بتلایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ پیشہ از حد نیک و بامنفعت ہے اور یہ حرفت حضرت داؤد علیہ السلام کی تھی۔ اگر تو امانت داری سے کرے قیامت کے روز ان کے ہمسایہ میں ہوگا۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے اٹھکر بیان کیا کہ یا رسول اللہ صلعم آپ میرے پیشہ کے بارہ میں کیا حکم کرتے ہیں آپنے پوچھا تیرا کیا پیشہ ہے کہا پیشہ میرا کشتکاری ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ تیرا پیشہ از حد نیک ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی پیشہ تھا اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور منفعت عطا فرماوے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پیشہ کے کرنیوالوں کے حق میں دعا فرمائی ہے کہ بروز حشر میرے ساتھ محشور ہوں اور بہشت میں میری پڑوس میں رہیں۔ اس کے بعد ایک اور شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ میرا پیشہ معلمی ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اس پیشہ کو اللہ تعالیٰ بہت دوست رکھتا ہے اگر بغیر اجرت کیا جاوے تو قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔ اور تجھے اجر عظیم ملے گا اور اگر پڑھانے

میں عدل کریگا فرشتے آسمانوں کے تیرے لئے استغفار کرینگے۔ اسکے بعد ایک اور آدمی اُٹھا اور کہنے لگا میرا پیشہ تجارت ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ بھی اچھا پیشہ ہے۔ اگر راستی کریگا رفیق لقمان کا بہشت میں ہوگا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ یعنے طلب رزق حلال فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ یعنی کسب محنت مزدوری کرنیوالا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کاسب کو چاہئے کہ اس کسب پر جو اُس نے اپنی گذر کے واسطے کر رکھا ہے کوشش کرے کہ اس عالم اسباب میں سوا کسب کے دوسرا چارہ نہیں۔ مگر لازم ہے کہ جملہ فرائض یعنے نماز روزہ وغیرہ اور دیگر سنن حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا خیال رکھے اور اُن سے فارغ ہو کر اپنے کام میں مصروف ہو۔ اور نیت اپنی درست رکھے اللہ تعالیٰ اسکو ثواب عنایت فرمائیگا اور جو شخص یہ خیال کرے کہ کسب ہی سے روزی ملتی ہے وہ یہ خیال کرتے ہی کافر ہو جاتا ہے کیونکہ رزاق مطلق اللہ پاک ہے اور اُس نے اسے فراموش کیا اور اگر کوئی یہ بات کہے کہ ہم غلام بنگے رہتے ہیں۔ اور میاں بنگے کھاتے ہیں یہ کلمہ بھی بُرا ہے اور ایسے بہت سے کلمے نہایت بد ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے کتاب عمدہ میں دیکھا ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ابتدا میں دکانداری کرتے تھے، ایک عرصہ تک آپنے تجارت کی اور پھر یکایک چھوڑ دی لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا آپنے جواب دیا کہ مجھے حقیقت معلوم ہوگئی کہ میری دکانداری کو مسلمانی سے نسبت نہیں۔ مجھ سے حق اسکا کما حقہٗ ادا نہو سکا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کسی شخص پر کچھ روپے آتے تھے آپ جب اُس سے طلب فرماتے وہ امروز و فردا کا وعدہ کرتا تھا تا اینکہ ایک مرتبہ اس نے سات روز کی مہلت طلب کی آپنے عطا فرمائی۔ وہ اندر ایک ہفتہ کے کسی کام کو انجام دینے کے لئے ملک شام کو چلا گیا اور ایک سال کے بعد واپس آیا آپنے اُس سے تقاضا کیا اُس نے پھر سات یوم کی مہلت طلب کی آپنے عطا فرمائی وہ پھر کہیں چلا گیا کہ ایک برس گذر جانے پر آیا الغرض سات مرتبہ اُس نے ایسا کیا کہ آپ سے سات روز کی مہلت طلب کرتا اور کہیں چلا جاتا اور بعد ایک ایک سال کے واپس آتا۔ آپ اُس سے کچھ

نہ کہتے آخری مرتبہ جب وہ آیا کہنے لگا کہ آپکا مذہب ایسا ہے کہ اُس شخص کے حال پر افسوس ہے جو آپکا دین قبول نکرے یہ کہکر کہنے لگا کہ حضرت مجھ پر اسلام عرض فرمائیں آپنے طریقہ مسلمان ہونیکا بتایا وہ اُسیوقت مسلمان ہوگیا یہ فرما کر حضرت عثمان ہرونی رح فرمانے لگے کہ وقت اُسکے اسلام لانیکا قریب آگیا تھا یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم کو اُسپر مہربان کر دیا تھا کہ اُنہوں نے اُسکو مہلت پر مہلت دی تا اینکہ وہ مسلمان ہوگیا۔ جب آپ یہ فوائد بیان فرما چکے مشغول بحق ہوئے الحمد للہ

مجلس دہم گفتگو در باب مصیبت میں مبتلا ہونیکے ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عبداللہ انصاری رض سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مصیبت کیوقت چلاوے یا نوحہ کرے وہ کافر ہے دوزخ میں ڈالا جائیگا بلکہ نام اسکا منافقوں میں لکھیں گے۔ اور لعنت اللہ تعالیٰ کی اُسپر نازل ہوگی۔ اور فرماتے تھے کہ رونا اور چلانا مصیبت میں ابلیس کا طریقہ ہے جو شخص مصیبت میں روئیگا یا چلاویگا اُس کے سو برس کے اعمال ضبط ہونگے، اور سو برس کے گناہ اُسکے نامۂ اعمال میں لکھے جاویں گے اگر اس عرصہ میں سے توبہ نہ کریگا دوزخ میں متصل ابلیس کے اُسکی جگہ ہوگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت امان الارض خواجہ ابراہیم بن ادھم بلخی قدس سرہٗ ایک روز کہیں تشریف لئے جاتے تھے راستہ میں آواز رونے اور چلانے کی آئی آگے بڑھنے پر اُس نوحہ گر کو بھی دیکھا آپ دیکھ کر اُلٹے پھر آئے اور اُسکی پاداش میں اپنے نفس پر یہ سزا مقرر کی کہ بیس برس تک ناشنیدنی بات سننے اور نادیدنی امر دیکھنے سے پرہیز کیا منقول ہے کہ آپنے اس عرصہ کے اندر اپنے کانوں میں سیسے کی گولیاں بنا کر ڈال لی تھیں اس سے بہرے ہوگئے تھے، اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص وقت مصیبت کے اپنے کپڑے پھاڑے سے اللہ تعالیٰ اسکو بروز حشر نظر رحمت سے نہ دیکھیگا اور دوزخ میں اُسکو سخت ترین عذاب ہوگا، اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ جو شخص وقت مصیبت کے اپنے کپڑے پھاڑے اور نوحہ کرے بروز حشر اُسکی دونوں ابرو کے درمیان یہ عبارت لکھی ہوئی ہوگی کہ یہ شخص اللہ کی رحمت سے ناامید ہے، اور جو شخص مصیبت کے وقت اپنا مُنہ سیاہ کرے اُسکو عذاب دینے کیواسطے دوزخ میں ایک جنگل مہیا کیا جاتا ہے اور کوئی عبادت اُسکی

مقبول نہیں ہوتی اور ستر مسلمانوں کو قتل کرنیکا گناہ اُسکے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور ہزار بدیاں درج کیجاتی ہیں۔ آسمان اور زمین کے فرشتے اُسپر لعنت بھیجتے ہیں۔ اسکے بعد گفتگو پیاسے کو پانی پلانے کے بارے میں آئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پیاسے کو پانی پلائے۔ وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے گویا ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور اگر اُس روز مر جاویگا تو شہید مرے گا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی پیاسے کو شربت پلائے اللہ تعالیٰ اُسکی ہزار حاجتیں روا فرماویگا اُسکو دوزخ کی آگ سے نجات ملیگی اور وہ سیدھا بہشت میں جائیگا۔ اس کے بعد گفتگو لڑکیوں کے بارے میں واقع ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ لڑکیاں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدیہ اُس کے بندوں کیلئے ہیں چاہیئے کہ اُنکو گرامی رکھیں اور جو شخص لڑکیوں کو گرامی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو خوشنود رکھتا ہے اور جس کے گھر میں دو لڑکیاں ہوں اور وہ اُن سے خوش ہو اُسکو اسّی حج کا ثواب دیا جاتا ہے اور فضل اسکا اُس شخص کے فضل سے زیادہ ہے جس نے ستر غلام آزاد کئے ہوں اور جس کے گھر میں ایک لڑکی ہوتی ہے اللہ تعالےٰ اُس کو دوزخ کو پانسو برس کی راہ دور کر دیتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ہمارے نبی اکرم صلعم نے لڑکیوں کو دوست رکھا ہے۔ اور آپ سے محبت کا ثبوت یہ ہے کہ لڑکیوں کو دوست رکھا جائے جب حضرت خواجہ یہ بیان فرما چکے مشغول ہوئے اور دعا گو رخصت ہو کر اپنی جائے قیام میں آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؂

مجلس ۱۱ یازدہم۔ گفتگو جانوروں کے ذبح کرنے کے باب میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو شخص چالیس گلیوں کو ذبح کرے ایک خون اُس کے نام لکھا جاتا ہے اور جو شخص ستر بکریاں ذبح کرے اُسکے نام بھی ایک خون تحریر کرتے ہیں اور جو شخص جانور کو سوائے نفس کے ذبح کرتا ہے اُس کا حال ایسا ہے۔ جیسا کہ اُس نے خانہ کعبہ کے ڈھانے میں مدد کی۔ مگر اُن کا ذبح کرنا اس محل میں روا ہے جہاں اُن کا ذبح کرنا درست ہے بعدہ ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پیر کی زبانی سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک بزرگ خواجہ عبداللہ مبارک نام تھے اُنکی عمر ستر برس سے زیادہ تھی وہ قسمیہ بیان کرتے تھے کہ میری عمر قریب ستر برس کے پہنچی ہے مگر میں نے کبھی کسی جانور کو ذبح نہیں کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبولؐ

نے فرمایا ہے کہ کسی جانور کو آگ میں نہ ڈالنا چاہیئے کہ آگ سے جلانا عذاب جناب باری تعالیٰ کا ہے اور جو شخص کسی جانور کو آگ میں ڈالے اُس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے یا ساٹھ روزے پے درپے رکھے اور جو یہ کفارہ ادا نہ کریگا وہ روز قیامت حق تعالیٰ کے عذاب سے رہا نہ ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی جانور کو آگ میں نہ ڈالو حق تعالیٰ عزاسمہ کے منع کرنے اور پاداشمیں آخرت کے عذاب سے ڈرو۔ اگر کسی جانور کو بھولے سے ڈال بھی دو تو دو ماہ کے پیوستہ روزے رکھو۔ کیونکہ جانور کو آگ میں ڈالنا ایسا سخت گناہ ہے جیسا کہ اپنی ماں سے زنا کرنا۔ اسکے بعد گفتگو نماز کے بارے میں واقع ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ اس راستہ میں ایسے مرد ہیں کہ جبتک وہ رکوع وسجود میں لبیک عبدی نہیں سن لیتے رکوع اور سجدہ سے سر نہیں اُٹھاتے۔ چنانچہ میں نے کتب سلوک میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ جنید بغدادی اور شیخ شبلی رحمہا اللہ واسطے تجدید وضو کے دجلہ پر تشریف لیگئے وضو کرنے بیٹھے تھے۔ ایک لکڑہارا کو دیکھا کہ بوجھ لکڑی کا اپنی پیٹھ سے اُتارا اور وضو کرنے لگا۔ ان دونوں بزرگوں نے اپنی عقل سے دریافت کیا کہ یہ بھی کوئی بزرگ ہے۔ جب وضو کر چکے دونوں نے انکو پیش امام کیا کہ نماز پڑھائیں۔ وہ رکوع وسجود میں بہت ٹھہرتے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے حضرت جنید بغدادیؒ اور شیخ شبلیؒ نے اُن سے دریافت کیا کہ آپکے رکوع وسجود میں دیر تک ٹھہرنے کی کیا وجہ تھی اُنہوں نے جواب دیا کہ میں ہر تسبیح کہنے کے بعد جبتک کہ آواز لبیک عبدی نہیں سن لیتا دوسری تکبیر نہیں کہتا یہی سبب رکوع وسجود میں دیر تک رہنے کا تھا۔ جب وہ یہ بات کہہ چکے دونوں بزرگوار آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور رو کر آپس میں کہنے لگے کہ فی الواقع اہل محبت اور اہل مشاہدہ کو جبتک حضور نماز میں نہیں ہوتا وہ اُسے نماز ہی تصور نہیں کرتے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں حضرت خواجہ ابی یوسف چشتی قدس سرہٗ کے زمانہ میں اُنکی مجلس میں حاضر تھا۔ آپ فرماتے تھے ؏ ہر بار کہ در نماز مشغول شوم ؛ چوں دوست حضور نیست آں نیست نماز ؛ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ ابی یوسف چشتی قدس سرہٗ کی عادت تھی کہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تیرہ سو مرتبہ تکبیر پڑھتے اور جبتک آپکی خاطر شریف جمع نہ ہو لیتی نماز شروع نہ فرماتے تھے اور جب

ایاک نعبد وایاک نستعین پر پہونچتے اسکو کئی مرتبہ پڑھتے اور بعد اسکے دوسری آیت شروع کرتے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ شمس العارفین بڑے بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر جاکر سلام کیا کہ السلام علیک یا سید المرسلین آواز آئی وعلیک السلام یا شمس العارفین۔ اس وقت سے انکا لقب شمس العارفین ہوگیا۔ جو شخص آپکو دیکھتا شمس العارفین کہتا تھا۔ اسکے بعد فرمایا کہ یہی واقعہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی ہوا جب شروع حال میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر تشریف لائے سلام کیا السلام علیک یا سید المرسلین آواز آئی وعلیک السلام یا امام المسلمین اسوقت سے آپکا لقب بھی امام المسلمین ہوگیا۔ اسکے بعد فرمایا کہ یہی واقعہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا۔ ایک روز آدھی رات کے وقت آپ بالاخانہ پر گئے چاندنی چھٹکی ہوئی اور خلق خدا سوتی تھی۔ آپکی خاطر مبارک میں آیا کہ ہائے افسوس ایسا سہانا وقت اور لوگ یوں بیخبر سوتے ہیں۔ دل میں آیا کہ دعا کیجیئے کہ خلق اس خواب غفلت سے بیدار ہوجائے یہ اندیشہ خاطر مبارک میں گزرا تھا کہ یہ بھی خیال ہوا کہ یہ اندیشہ اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مقام شفاعت خواجہ دوجہاں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ مجھے مناسب نہیں کہ شفاعت کروں اسیوقت ہاتف نے آواز دی کہ اے بایزید چونکہ تو نے ہمارے حبیب کے ادب کا لحاظ رکھا اسوجہ سے ہم نے تجھے خطاب سلطان العارفین عطا فرمایا۔ جب حضرت یہ فوائد بیان فرماچکے مشغول ہوئے۔ دعاگو رخصت ہوا الحمد للہ علی ذالک

مجلس ۱۲ دوازدہم۔ گفتگو سلام کرنیکے بارہ میں واقع ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجلس میں داخل ہو سلام کرکے داخل ہو اور جب مجلس سے باہر جاؤ سلام کرکے باہر جاؤ کہ سلام گناہوں کا کفارہ ہے فرشتے اسکی بخشش چاہتے ہیں اور رحمت اللہ تعالیٰ کی اسپر نازل ہوتی ہے۔ اور نیکیاں اسکی بڑھ جاتی ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ ابی یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص مجلس میں سلام کرکے داخل ہوتا اور سلام کرکے باہر جاتا ہے ہزار نیکیاں اس امر کی بابت اسکے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اسکی ہزار حاجتیں روا فرماتا ہے اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے کہ گویا اپنی ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے۔ اور اس کے

علاوہ ایک سال کی عبادت اور سو حج وعمرہ کا ثواب اسکے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور بے شمار آدمی اسکو عزیز رکھتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسوقت حضرت آدم علیہ السلام کے قالب مبارک میں روح آئی آپنے اسوقت چھینکا حضرت جبرئیل علیہ السلام سامنے موجود تھے۔ انہوں نے انکو سلام کیا پس سلام سنت تمام انبیاء علیہم السلام کی ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ میں ابتداء عمر سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا ہوں ہمیشہ ایسے موقع کا منتظر رہتا تھا کہ میں پہلے آپکو سلام کروں اور آپ اس کا جواب دیں مگر یہ بات میسر نہوئی آپ میرے سلام عرض کرنے سے پہلے ہی سلام کرتے تھے مجھے جواب دینا پڑتا تھا جب حضرت خواجہ نے یہ فوائد بیان فرمائے مشغول ہوئے دعاگو رخصت ہوکر اپنی جگہ پر آیا۔ الحمد للہ علی ذالک

مجلس ۱۳ سیزدہم۔ گفتگو درباب کفارت ہائے نماز واقع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے کہ جس شخص کی نمازیں نادانی سے فوت ہوجائیں۔ اور اسکو یہ نہ معلوم ہو کہ کس قدر فوت ہوئی ہیں پس اسکو لازم ہے کہ دوشنبہ کی رات کو پچاس رکعت نماز ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص ایک مرتبہ پڑھے اور بعد فارغ ہونیکے سو مرتبہ استغفار پڑھے اور نمازونکی کفارت چاہے اللہ تعالیٰ اس نماز کی برکت سے اسکی تمام فوت شدہ نمازوں کو معاف فرماتا ہے اگرچہ سو سال کی ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ رات کا جاگنا عجب نعمت ہے۔ جو شخص رات کو جاگے حالانکہ آدمی سوئے ہوئے ہیں ایزد تبارک وتعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ دوسری شب تک اسکی محافظت کریں اور اسکے واسطے مغفرت کرتے رہیں نیز آپنے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کی رات کو بیس رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایکبار اور سورۂ اخلاص ایکبار اللہ تعالیٰ اسے بروز حشر صدیقوں اور شہیدونکے زمرہ میں اٹھائیگا۔ اور ہر رکعت کے بدلے اسکو بہشت میں ایک ایک محل عطا فرمائیگا اور اسکو پل صراط سے عبور کرنیکے واسطے مشعل دیگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو عبادت کرے اتنی دیر کہ اونٹ ایک دم لے یہ بھی بہت ہے ساٹھ حج وعمرہ کرنے سے افضل ہے

رحمت کے دروازے اُس پر کشادہ کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب میں خانہ کعبہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً میں تھا میری ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی وہ بڑے صاحب جمال تھے ہر رات دو قرآن شریف ختم کرتے تھے اور وقت فجر کا نہ ہوتا تھا یعنے قبل از وقت صبح دو قرآن شریف ختم فرماتے تھے، اس کے بعد فرمایا کہ سمرقند میں ایک بزرگ عبدلواحد سمرقندی سے ملاقات ہوئی بڑے بزرگ تھے فرماتے تھے کہ جو شخص رات کو عبادت نہیں کرتا حلاوت ایمان سے خالی ہوتا ہے۔ اور جو شخص دن کو روزہ نہیں رکھتا اُسکا بھی یہی حال ہے۔ شب کو عبادت کرنا اور دن کو روزہ رکھنا یہ حصول حلاوت ایمان کے لئے بڑے سبب ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ قیام شب ایک نور ہے دنیا میں کہ حاصل ہوتا ہے ایسا نور واسطے موانست آخرت کے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص شب بیدار ہو وہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ اور بہشت اسکی ملاقات کی آرزو کرتی ہے، اور خدا تعالیٰ اُس سے خوشنود اور راضی رہتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ وقت مسافرت بہ جانب بخارا مجھ سے اور ایک درویش سے ملاقات ہوئی از حد بزرگ اور صاحب باطن تھے، مدت تک اُنکی صحبت میں رہا۔ کوئی شب اُنکی قیام سے خالی نہ تھی۔ آخر میں نے سُنا کہ آپکا چالیس برس سے یہی طریقہ ہے کہ پہلو آپ کا زمین سے واقف نہیں ہوا۔

حضرت خواجہ یہ فوائد بیان فرما کر مشغول ہوئے دعاگو رخصت ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس چہاردہم۔ گفتگو سورہائے فاتحہ اور اخلاص کے بارہ میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ شیخ یوسف چشتی قدس سرہٗ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص سوتے وقت فاتحہ اور اخلاص تین تین مرتبہ پڑھیگا۔ اللہ تعالیٰ بروز حشر اُسکو میری اُمت میں اُٹھائیگا۔ اور پیغمبروں کے بعد وہ شخص بہشت میں داخل ہوگا اُس سے پہلے کوئی نہیں جاسکیگا اور بہشت بریں میں جگہ اُسکی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متصل ہوگی، اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ ابو محمد عشتیؒ کی زبانی میںنے سُنا کہ فرماتے تھے کہ جو شخص سونے کے قریب تین تین مرتبہ اخلاص اور فاتحہ پڑھے گا اُسکے تمام گناہ دور ہوجاوینگے، اور مثال اُسکی ایسی ہے جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حدیقہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ

مروی ہے کہ جو شخص سوتے وقت قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھے۔ ہزار فرشتے اُس کے بہشتی ہونیکی گواہی دیتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ جانب بدخشان مسافر تھا، ہماری ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی جو از حد مشغول تھے، ہمنے اُنکی زبانی سُنا کہ جو شخص سورج نکلنے کے وقت، دو یا چار رکعت نماز پڑھے ثواب حج و عمرہ کا اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص وقت نکلنے آفتاب کے دو یا چار رکعت نماز پڑھیگا۔ اتنا ثواب پائیگا۔ کہ تمام دُنیا کے زر و جواہر کو خدا کی راہ میں تصدق کیا ہے

جب حضرت خواجہ یہ فوائد بیان فرما چکے مشغول ہوتے۔ دعاگو اپنی جگہ پہ آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس پانزدہم۔ گفتگو وصف اہل جنت میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ تفسیر امام تعبی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ ہمکو اہل جنت کے خورد و نوش سے خبر دیجئے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے مجھکو اُس ذوالجلال والاکرام کی جس نے مجھے پیغمبر کیا ہے کہ مرد بہشت میں سو مرتبہ کھانا کھائیگا اور سو ہی مرتبہ اپنی بیویوں سے صحبت کریگا کسی عرض کیا یا رسول اللہ جب اسقدر کھانا پینا ہوگا تو اُن کو قضائے حاجت کی ضرورت بھی ہوگی یا نہیں۔ آپنے فرمایا نہیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ وقت قضاء حاجت تکلم سے ایک ریح صادر ہوگی جسکی خوشبو مشک کو ماند کرے گی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اہل جنت ابداً لآباد تک زندہ رہیں گے کبھی نہ مرینگے اور عمر میں جوان ہونگے، بوڑھے کبھی نہونگے، اور ہمیشہ خوش رہینگے کبھی رنج کے گرد نہ بھٹکیں گے اور ہر روز اُنکی نعمتیں مزید بر مزید ہونگی، اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس انعام کا طالب ہو اُس کو لازم ہے کہ جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ کے سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے بلاشبہ یہ نعمتیں اُسکو میسر ہونگی۔ اور جو شخص پیوستہ ہر جمعہ کو پڑھتا رہے گا۔ اُسکی نعمتوں کا کیا ٹھکانا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آیا لوگ اپنے ماں باپ کو بہشت میں دیکھینگے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں دیکھینگے اور ملاقات کرینگے۔ اور پھر یہ آیت پڑھی جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَھَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ

کل باپ یعنی رہنے کے باغ ہیں اُس میں داخل ہونگے نیک لوگ ماں، باپ بیٹے بیبیاں اور فرشتے
اُن کے پاس ہر دروازے سے آئینگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب وہ آپس میں ایک، دوسرے سے ملنا
چاہینگے۔ گھوڑوں پر سوار ہوکر اُن کے محلوں میں جاویں گے۔ جب حضرت خواجہ یہ بیان فرما چکے مشغول
ہوئے۔ دعاگو رخصت ہوا۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

مجلس شانزدہم ۱۶ گفتگو مسجد کی فضیلت میں واقع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب مسجد میں داخل ہو
پہلے سیدھا پانو مسجد کے اندر رکھے بعدہٗ بایاں اور یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَ
لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ط یہ دعا حضرت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو تلقین فرمائی اور فرمایا کہ اے علیؓ جو شخص وقت دخول
مسجد اس دعا کو پڑھے اللہ تعالےٰ اُسکی نمازیں قبول فرماتا ہے اور اُسکو بالعوض ایک رکعت کے
ثواب سَو رکعتوں کا دیتا ہے۔ اور ہر قدم کے شمار سے اُس کے واسطے بہشت میں قصر ملیں گے۔
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص وقت دخول مسجد کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ط
ابلیس علیہ اللعنة کہتا ہے۔ افسوس میری پیٹھ توڑ ڈالی اور اُسکے نامہ اعمال میں ثواب عبادت یکسالہ
لکھا جاتا ہے۔ اور جب باہر آوے یہی کہے سَو محل اُسکے واسطے بہشت میں بنائے جائیں گے اور
بدن کے تمام بالوں کی گنتی کے برابر نیکیاں اُسکو ملینگی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ امام حسن زندویؒ
نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مومن جب مسجد میں جاتا ہے اور سیدھا پاؤں پہلے رکھتا ہے فرشتے
کہتے ہیں کہ الٰہی اسکو جاوداں بہشت میں رکھیو۔ اور جب باہر آتا ہے اور بایاں پاؤں پہلے باہر رکھتا ہے
فرشتے دیکھکر کہتے ہیں کہ یا الٰہی اسکے تمام گناہ معاف فرما۔ جب حضرت خواجہ نے یہ فوائد تمام کئے
مشغول ہوئے۔ دعاگو اپنی جائے قیام پر آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

مجلس ہفدہم ۱۷ گفتگو دنیا اور اُسکے مال جمع کرنے کے باب میں واقع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا
کہ اول اس امر کا جاننا نہایت ضروری ہے کہ دنیا کیا ہے اور اُس میں مال جمع کرنا کیا ہے۔ اس کے
بعد ارشاد فرمایا کہ مرد کو لازم ہے کہ دنیائے دنی کی جانب بالکل متوجہ نہ ہو اور جو کچھ اُسے پہونچے راہِ خدا

میں ایثار کرے۔ اور کسی چیز کو نگاہ نہ رکھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ ابو یوسف
چشتیؒ کی زبانی سُنا ہے کہ شکر مال کا صدقہ دینا ہے۔ اور شکر اسلام کا الحمد للہ رب العالمین کہنا۔
جس شخص نے الحمد للہ رب العالمین کہا وہ اسلام کا حق بجالایا۔ اور جو شخص زکوٰۃ دیوے اُس نے
مال کا شکرانہ ادا کیا۔ اسکے بعد گفتگو لڑکوں کی بدخوئی کی بابت واقع ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ
روتے وقت لڑکوں کو مت مارو کہ ابلیس لعین اُن کے کان ملتا ہے آزار دیتا ہے ڈراتا ہے اُسکی
ماں یا باپ یا اور شخص جو بچے کو مارے گا گنہگار ہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
کہ جب بچہ روئے اُسکو نہ مارو بلکہ اُس کے کان میں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط
کہو تاکہ اُسکو قرار ہو اور شیطان بھاگ جائے۔ جب آپ یہ فرما چکے مشغول ہوئے۔ دعاگو رخصت ہو کر
اپنی جائے قیام پر آیا والحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

مجلس ہجدہم ۱۸ گفتگو چھینکنے کے بارے میں واقع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا کہ جب بندہ مومن چھینک کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہتا ہے اللہ تعالےٰ اُس کے
تمام گناہ معاف فرماتا ہے اور اُس بندہ کے واسطے بہشت میں ایسا قصر تیار کرتا ہے کہ اُس میں
ایک درخت ہوگا۔ اُس پر پرند خوش الحان بیٹھے ہوں گے۔ اور غلام آزاد کرنیکا ثواب اُس کے
نام لکھا جاویگا اور جب دوسری مرتبہ چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہے خدائے تعالیٰ اُسکے
ماں باپ کو بخش دیتا ہے۔ اور جب تیسری چھینک پیوستہ آوے۔ جانو کہ زکام ہو گیا ہے۔ اور اے
مسلمانوں جانو کہ چھینک کا جواب دینا یعنی یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنا گناہوں کا کفارہ ہے اور مراتب کی
زیادتی ہے۔ اور جو شخص چھینک کا جواب دیگا بروز حشر پیغمبروں کی اُسکو ہمسائگی نصیب ہوگی،
اور ہزار حوریں بہشت میں ملیں گی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جسکو پہلے چھینک آئی حضرت
آدم علیہ السلام تھے، اور وہ جس نے پہلے جواب دیا حضرت جبریل علیہ السلام تھے، آپ نے
جب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہا حضرت جبریلؑ نے یرحمک اللہ جواب دیا۔ اس کے بعد ارشاد
فرمایا کہ عطسہ ایک پردہ ہے درمیان آتش دوزخ کے تو چھینکنے والا اُس سے قریب ہوتا ہے جیسے

چھینکتا ہے اور شکر خدا کرتا ہے وہ پردہ اُس سے بہت دُور کر دیا جاتا ہے۔ جب آپ یہ فوائد [...]
مشغول ہوئے۔ دعاگو رخصت ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مجلس نوزدہم۔ گفتگو اذان کے بارے میں واقع ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان کے بارے
میں استفسار کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؓ جو شخص اذان کہتا ہے اُسکے ثواب کو خدا ہی جانتا ہے
اور اذان کے یہ معانی ہیں کہ جب مؤذن اللہ اکبر کہتا ہے اُس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑی
عظمت والا ہے میں نے اُسکو گواہ کیا تم پر نماز کے واسطے حاضر ہو دنیا کے کاروبار چھوڑ کر
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ اے اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جانو تم کو
فرشتوں کو گواہ مقرر کرتا ہوں اور تمکو خبر دیتا ہوں وقت نماز سے کہ کوئی چیز اُس سے
زیادہ بزرگتر نہیں ہے اور جب اشہد ان محمد الرسول اللہ کہتا ہے یہ سمجھاتا ہے
کہ اے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد رسول اللہ تعالیٰ کے ہیں
اُسکے بھیجے ہوئے ہیں ساتھ حق کے اور جب حی علی الصلوٰۃ کہتا ہے اُس کا مطلب یہ
ہے کہ اے امت محمد خدا کا حکم تم پر میں نے آشکارا کر دیا۔ اب تمہیں لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی فرمانبرداری اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو کہ اللہ تعالےٰ تمہاری نماز کے
کرنے کے باعث تمہارے گناہ معاف کرے۔ کیونکہ نماز ستون دین کا ہے اور حی
علی الفلاح کا مطلب یہ ہے کہ اے امت محمد دروازے بہشت کے کھولدیئے ہیں
اُٹھو اور اپنا مقدر مع اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حاصل کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے دُنیا اور
سے اور جب اللہ اکبر کہتا ہے یہ سمجھاتا ہے۔ کہ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جانو کہ کوئی شغل
افضل تر نماز سے نہیں ہے اور جو شخص اسے ادا نہیں کرے گا اسے بروز محشر پشیمانی
حاصل ہوگی اور جب لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے یہ سمجھاتا ہے کہ جانو امانت ساتوں آسمان
اور ساتوں زمین کی تمہاری گردن پر ہے جسکی نماز قبول ہوئی وہ رستگار رہا

گناہوں کا کفارہ ہے اور مسجد میں جانا طاعت ہے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی۔ پس جس کو اللہ
تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت منظور ہو۔ وہ مسجد میں جاوے نماز ادا کرے داخل
دار النعیم ہوگا۔ وہاں اُسکے ساتھی صدیق اور شہید ہونگے۔ اور وہ بہشت میں داؤد علیہ السلام
کے پڑوس میں ہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مؤذن کا جواب دینا خلقت کے واسطے شفیع
ہے۔ بروز قیامت۔ پس جو شخص نماز جماعت سے ادا کرے اُسکو ہر رکعت کے بدلے تین سَو
رکعات کا ثواب ملے گا۔ اور بہشت میں اُسکو بیشمار قصر عطا ہوں گے جب حضرت خواجہ
یہ فوائد بیان فرما چکے مشغول ہوئے دعاگو رخصت ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

مجلس بستم۔ گفتگو مومن کی حقیقت میں واقع ہوئی آپ نے فرمایا کہ مومن وہ شخص ہے جو تین چیزوں کو
دوست رکھے۔ اول درویشی۔ دوم بیماری سوم موت، جو ان تینوں چیزوں کو دوست رکھے گا
فرشتے اُسے دوست رکھیں گے، اللہ تعالےٰ اُس پر مہربانی فرمائے گا۔ اور جگہ اُسکی بہشت ہوگی۔
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو دوست رکھتا ہے۔ مومن اللہ کے دوست
ہیں۔ اسکے بعد فرمایا کہ حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جس شخص کے پاس ساٹھ ہزار
درم ہوں وہ تونگر ہے۔ اور جو اس سے کم ہوں تو مفلس ہے اور جس شخص کے پاس کچھ نہ ہو اُسے
لازم ہے کہ شکر اللہ تعالےٰ کا بجا لائے کہ اُس کو میراث حضرت ایوب علیہ السلام کی عطا
ہوئی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے فرماتے تھے
کہ بروز حشر اللہ تعالیٰ تین گروہوں کی جانب نظر رحمت سے دیکھے گا۔ اور وہ عرش عظیم کے سایہ تلے
ہونگے، اول وہ شخص جو ہمیشہ چشم پُر آب رہے، دوسرے وہ عورت کہ اس کا شوہر اس سے خوش
ہو تیسرے وہ شخص جو درویشوں اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا رہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے
ہمسایہ کو خوش رکھے گا۔ وہ بہشت میں حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ ہوگا۔ اور جو
شخص ہمسایہ کو ناراض رکھے گا وہ ملعون ہے اور جو اہل بیت نبوی صلعم کو دوست نہ رکھے گا
وہ منافق ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ افضل ترین اعمال نماز ہے اور بعد اسکے صدقہ اور قرآن پڑھنا

کا پڑھنا۔ پس جس کسی نے ان تینوں چیزوں میں جد وجہد کی۔ اس نے بہت کچھ پایا جب حضرت خواجہ
یہ فوائد بیان فرما چکے مشغول ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس بست ویکم [۲۱] حاجت روا کرنے کے بیان میں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں اس بندہ کو زیادہ دوست رکھتا ہے جو حاجتمند کی حاجت روائی کرے۔ جگہ اسکی بہشت میں ہوگی۔ اور جو شخص کہ مسلمان کو گرامی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو گرامی رکھتا اور اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اور جو شخص کانٹا شارع عام سے اس نیت سے ہٹائے۔ کہ کسی مومن کے پاؤں میں نہ چبھے اور باعث تکلیف کا ہو اللہ تعالیٰ اسکی جزا میں اسکو ہمراہ صدیقین اور شہداء کے محشور فرمائیگا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مشائخ کبار سے منقول ہے کہ اگر آدمی اوراد و وظائف میں مشغول اور کوئی حاجتمند اسکے پاس آئے۔ اسے لازم ہے کہ اپنا کام چھوڑ کر اسکی جانب مشغول ہو اور مقدور کے موافق اسکی حاجت روا کرنے میں کوشش کرے اللہ تعالیٰ اسے اجر بے حد عنایت فرمائیگا یہ ارشاد فرما کر آپ مشغول ہوئے۔ دعاگو رخصت ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس بست و دوم [۲۲] گفتگو آخر زمانہ کے حال میں واقع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں لوگ میری امت کے عالموں کو جان سے ایسا مارینگے جس طرح کہ چور اور قزاق مارے جاتے ہیں۔ اور اسوقت کے آدمی عالموں کو منافق اور منافق کو عالم جانینگے، اس عہد کی زندگانی مرگ سے بدتر ہوگی اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص واسطے اللہ کے علم تحصیل کریگا۔ اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ دیگا۔ اسکو دنیا اور آخرت میں درجے ملیں گے اور کل قیامت کے دن ہمسائیگی آنحضرت کی میسر ہوگی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ تحصیل علم کیلئے طالب علم کو ایک روپیہ دینا بہتر ہے ہزار برس کی عبادت سے۔ اسکو ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص تحصیل کیلئے ایک ہی قدم چلیگا اللہ تعالیٰ اسکو بہشت میں ایک سو درجے کرامت کریگا۔ اور ہزار حوریں حرم فرمائیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص علم دین کی کتاب تصنیف کرتا ہے، اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ نام اولیاء کے تحت قبائی میں لکھو۔ فرشتے حسب الحکم اس کا نام دفتر اولیاء میں لکھتے ہیں جب

حضرت یہ فوائد بیان فرما چکے مشغول ہوئے۔ دعاگو رخصت ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس بست وسوم [۲۳] گفتگو تفکر مرگ میں واقع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ موت کا یاد کرنا رات دن کی عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ جو شخص موت کو پیوستہ یاد کرتا رہے وہ اپنی قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ کی مثال پاویگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ افضل ترین زہد موت کا یاد کرنا اور انبیاؤں پر درود بھیجنا ہے جو شخص ایسا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے گناہ معاف فرماتا ہے اگرچہ شجر و مدر (درخت، ڈھیلے) سے زیادہ ہوں اور اسکی ذات پر دوزخ کی آنچ حرام کرتا ہے اور بہشت میں اسے برابر انبیاؤں کے مکان رہنے کو دیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ یہ بیان فرما کر مشغول ہوئے۔ دعاگو رخصت ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس بست وچہارم [۲۴] گفتگو مسجد میں چراغ روشن کرنے کی فضیلت میں واقع ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جو شخص ایک شب مسجد میں چراغ بھیجے اللہ تعالیٰ اسکے ستر برس کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اسکے نامۂ اعمال میں ستر برس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بہشت میں اسکو ایک محل عطا ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص پیوستہ ایک ماہ مسجد میں چراغ روشن کرے اللہ تعالیٰ اسکے ہفت اندام کو آتش دوزخ پر حرام فرماتا ہے اور دروازے بہشت اس پر کشادہ ہوتے ہیں کہ جس دروازہ سے چاہے داخل ہو اور اس شخص کا اسوقت تک انتقال نہ ہوگا۔ جبتک کہ وہ اپنی جگہ بہشت میں نہ دیکھے گا۔ اور بہشت میں اسکو پیغمبروں کا رفیق کہکر پکارینگے
جب حضرت خواجہ یہ فوائد بیان فرما چکے مشغول ہوئے دعاگو رخصت ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس بست وپنجم [۲۵] گفتگو درویشوں کے باب میں واقع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص درویشوں کو مہمان رکھے اسکے واسطے بہشت میں ایک دروازہ کھولدیتے ہیں اور وہ آخرت میں تونگر ہوگا اور جو شخص اس راہ میں اپنا پیسہ خرچ کرے یعنی درویشوں پر نفقہ کرے اور اس دینے کو چھپاوے اسکے تمام گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ تین گروہ بو بہشت کی نہ سونگھیں گے ایک درویش جھوٹ بولنے والا۔ دوسرا مالدار جو بخیل ہے۔ تیسرا سوداگر خیانت کرنیوالا ان

تین فرقوں کو سخت عذاب ہوگا۔ جب درویش جھوٹ بولیں گے۔ تونگر بخیلی کرینگے۔ سوداگروں میں مرض خیانت پھیلے گا۔ حق تعالیٰ زمین سے برکت اُٹھالے گا۔ جب حضرت یہ فوائد بیان فرما چکے مشغول ہوئے۔ دعاگو مرخص ہوا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

مجلس بست و ششم ۔ گفتگو شلوار اور آستین اور پیراہن کے بارے میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ پاجامہ کے پائنچے دراز کرنا منافقوں کی علامت ہے۔ جو شخص کہ پائنچے اس قدر دراز کرے کہ ایڑی تک آجاویں وہ منافق ہے جگہ اُسکی دوزخ ہوگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص اسقدر نیچے پائنچے رکھے کہ وہ پیروں تک آجاویں۔ اور گھسٹتے چلیں اُسپر لعنت کیجاتی ہے ہر فرشتہ جو آسمان اور زمین میں ہے اُس پر لعنت کرتا ہے، اور اسکے جسم کے بالوں کی شمار کی تعداد سے اُسکے واسطے دوزخ میں عذاب سے بھرے ہوئے ایک صندوق بنائے جاتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص پاجامہ نیچے پائنچوں کا پہنے وہ منافق ہے۔ اور جسکے پیراہن کی آستین لمبی ہوں وہ ملعون ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دو گروہ ہمیشہ لعنت خدا میں گرفتار رہتے ہیں اوّل نیچے پائنچوں کا پاجامہ پہننے والا۔ دوم وہ شخص جسکے پیراہن کی آستینیں لمبی ہوں۔ پس جو شخص ان دو باتوں کو کرتا ہے۔ وہ اپنے واسطے دوزخ میں گھر بناتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دراز ازار پہننے اور لمبی آستین بنانے کیلئے عورتوں کو رخصت ہے۔ جب آپ یہ فوائد بیان فرما چکے مشغول ہوئے۔ دعاگو رخصت ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس بست و ہفتم ۔ گفتگو آخر زمانہ کے علماء اور جابر امیروں کے بارے میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں امیر جابر ہونگے اور علماء دنیا کو دوست رکھینگے۔ فتنہ عالم میں برپا ہوگا۔ پس اُن ایام میں موت زندگی سے بہتر ہوگی کیونکہ عیش مومنوں پر تلخ ہو جائیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب امیر جابر اور علماء دنیا دوست ہو جائینگے حق تعالیٰ برکت دنیا سے اُٹھالے گا۔ بلا اور شر خلق میں پیدا ہوں گے۔ شہر ویران ہونگے

زمین میں فساد پھیلے گا۔ اسکے بعد فرمایا کہ آخر زمانہ کے عالم اکثر شرابی ہوں گے اور اغلام زیادہ کرینگے پس بالیقین جانو کہ وہ دوزخ کے کُندے ہیں۔ اسکے بعد گفتگو در بارۂ صدقہ واقع ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ صدقہ درویش کو دینا چاہیئے اور جو شخص اپنی درویشی کو پنہاں رکھتا ہے اُسکو دگنا ثواب ملتا ہے۔ بعد درویشوں کے صدقہ اپنے اقربا کو دینا چاہیئے یہ بہت بڑا ثواب رکھتا ہے۔ اُسکے سارے گناہ معاف فرمائے جاتے ہیں اُن کے بعد صدقہ علماء کو دینا چاہیئے کہ اُن پر ایک درہم نفقہ کرنے سے ثواب چھ ہزار درہم کا ملتا ہے۔ اسکے بعد نیک مرد اور صالح لوگوں کا حق ہے جو شخص اس ترتیب سے صدقہ دیوے اللہ تعالیٰ اُسکو بخشدیتا اور بہشت میں مدارج اعلیٰ عنایت فرماتا ہے۔ آپ یہ فرما کر مشغول ہوئے، دعاگو مرخص ہوا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

مجلس بست و ہشتم ۔ گفتگو علماء کی فضیلت اور توبہ کے بارہ میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ توبہ مرنے سے پہلے کرو موت کے بعد پشیمانی سے کچھ حاصل نہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور فرقان حمید میں فرمایا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو توبہ کرو توبہ نصوح یعنے جیسا اُس کا حق ہے ویسی توبہ کرو۔ اس سے پہلے کہ دروازہ توبہ کا بند ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب وہ بہشت سے باہر تشریف لائے مناجات کی کہ یا الٰہی تو نے ابلیس کو مجھ پر مسلط کیا مجھے اتنی طاقت نہیں جو اسکو اپنے سے دفع کرسکوں مگر تیری توفیق شامل حال ہو جاوے تو کچھ مشکل نہیں آواز آئی کہ اے آدم جب تیری اولاد ہوگی میرا فضل اُنکے شامل حال ہوگا وہ ایمن رہینگے، اس کا مکر اُن پر نہ چلے گا۔ حضرت آدم نے دوبارہ عرض کی کہ یا الٰہی اس سے کچھ زیادہ آواز آئی کہ اے آدم میں نے توبہ کا دروازہ اُن پر کھولا۔ جبتک بدن میں جان باقی رہے اور وہ توبہ کریگا تو بھی قبول کرونگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اہل سلوک کے نزدیک توبہ جملہ مسلمانوں پر فرض ہے چاہیئے کہ قبل از گوشمالی مرگ توبہ کریں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے توبہ نام ایک دروازہ مغرب میں بنایا ہے وسعت اُسکی بقولے ستر برس کی راہ اور بقولے چالیس برس کی راہ ہے۔ پس وہ

دروازہ یوم پیدائش دنیا سے آج کے روز تک کھلا ہوا ہے۔ اور اُسوقت تک کہ سورج مغرب سے نہ نکلے بند نہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ سب ندا کرے جو معرض گفتگو میں آئے تیری کمالیت کے واسطے تجھے لازم ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے تم اُسے بجا لاؤ کہ فردائے قیامت کو شرمندہ نہ ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مرید خلف وہ ہے کہ جو فوائد اپنے پیر کی زبان سے سنے اُس کا خیال رکھے دل و جان سے اسکی تعمیل کرے۔ جب آپ یہ فرما چکے مُصلا اور خرقہ اور عصا دعاگو کو لطف فرمایا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ امانت خواجگان چشت رض سے مجھے پہونچی تھی۔ میں نے تجھے پہونچائی۔ اور تمہارے حوالہ کی اب تمکو لازم ہے کہ جسکو اپنے بعد مرد دیکھو اس کے حوالہ کرنا۔ جب آپ یہ فرما چکے بندہ نے سر زمین پر رکھا۔ آپ نے از راہ نوازش اُٹھایا اور بغلگیر فرمایا۔ دعا گو مرخص ہوا

الحمد للہ علیٰ ذالک

دلیل العارفین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۰

امّا بعد خادم درویشان کمترین نیازمندان ایشان غلام احمد خان برتیان ابن جناب فیضمآب سراج السالکین شمس العارفین تاج المحبین محبوب الشہداء زبدۃ السالکین مولانا بالفضل و اولانا بالکمال خاصّہ خاصگان حضرت مولانا مولوی غلام محمد خان صاحب چشتی سلیمانی جھجری ادام اللہ ظلہ ساکن قصبہ جھجر از مضافات متعلقہ شاہجہان آباد عرف دہلی بخدمت حضرات ارباب فضل و اصحاب صفا عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ ترجمہ کتاب مستطاب دلیل العارفین کا جس میں حضرت ہند الولی سراج السالکین منہاج المتقین قطب الاولیا فرد الاتقیا خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الحق والملۃ والدین حسن سنجری ثم الاجمیری نور اللہ مرقدہ کے ملفوظات بابرکات کو حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سرہ نے بطریق مجالس جمع فرمایا ہے اور اپنی خوبی تحریر سے دریائے فخار کو کوزے میں بند کیا ہے۔ یہ ترجمہ گنج دوم کتاب مسمٰی الیواقیت الجواہر یعنی مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت رض کا۔ بحمد اللہ والمنۃ کہ یہ کتاب ایک باب اور دو فصل پر تمام ہوئی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

باب دوم ترجمہ کتاب مستطاب دلیل العارفین منقسم بر دو فصل

فصل اوّل تبرّکاً احوال برکت اشتمال حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ از جانب مترجم۔

فصل دوم ترجمہ کتاب مستطاب دلیل العارفین۔ قارئین ترجمہ ہذا سے امید ہے کہ جہاں کہیں غلطی پائیں از راہ کرم درست فرمائیں ؎

قاریا بر من مکن تعجیل عتاب — گر خطائے رفتہ باشد در کتاب
آن خطائے رفتہ را تصحیح کن — از کرم واللہ اعلم بالصواب

باب دوم

فصل اول۔ نبذے از احوال برکت اشتمال حضرت خواجہ بزرگ معین الحق والملت والشرع والدین حسن سنجری ثم الاجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ از جانب مترجم

نامی نامی و اسم گرامی آنجناب کا معین الدین حسن ابن غیاث الدین حسن سنجری ہے آپ از سادات حسنی ہیں کہ سلسلہ نسب آپکا حضرت امام حسن علیہ السلام سے ملتا ہے۔ حضور والا قصبہ سنجر میں کہ علاقہ سیستان کا ہے پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پایا۔ جب عمر شریف پندرہ برس کی ہوئی آپکے والد صاحب بقضائے الٰہی انتقال فرما گئے حسب قاعدہ زمانہ آپ بجائے اپنے والد کے وارث جائداد ہوئے اگرچہ حضرت خواجہ ولی مادرزاد تھے لیکن وجہ ظاہری تارک الدنیا ہونیکی یہ ہوئی کہ ایک روز آپ انگور کے باغ میں جو وراثتاً آپکو پہنچا تھا رونق افروز تھے کہ سرآمد مجاذیب زمانہ خواجہ ابراہیم مجذوب تشریف لائے آپ نے سرقدم ہو کر تعظیم کی اور چند خوشہ انگور تازہ بتازہ انکی خدمت میں پیش کئے جسکو انہوں نے نہایت خوش ہو کر نوش جان فرمایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر خواجہ ابراہیم مجذوب نے چند دانہ تل کھلیم سے نکالے اور لعاب دہن میں تر کر کے حوالہ خواجہ بزرگ کئے آپ نے انکو کھایا کھاتے ہی آپکا دل دنیائے دنی سے سرد ہو گیا۔ اسیوقت تمام جائداد راہ خدا میں ایثار کی اور برائے طلب حق اپنے وطن مالوفہ سے روانہ ہو کر بخارا تشریف لے گئے۔ بخارا ان دنوں مرکز تعلیم و تعلم تھا۔ تھوڑے دن وہاں قیام فرما کر قرآن مجید حفظ فرمایا اور علوم دینی بھی حاصل کئے۔ چونکہ آپ کو طلب راہ خدا تھی حصول علم سے طبیعت سیر نہیں ہوئی۔ پس بخارا سے بھی رخت اقامت باندھا۔ قصبہ ہرون میں جو ان دنوں نشانات منبع رشد و ہدایت تھا پہنچے جہاں سلسلہ کرامت و ولایت حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ کا آستانہ تھا مشرف بزیارت غوث زمانہ ہو کر شرف بیعت حاصل فرمایا۔ اور بیس برس خدمت حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحہ میں حاضر رہے۔ اس عرصہ میں بارہا اتفاق سفر ہوا جس عقیدت سے حضرت خواجہ زاد سفر اپنے شیخ کا سر مبارک پر رکھکر چلا کرتے تھے۔ الغرض بعد سیاحت عالم بغداد شریف پہونچے اور خدمت شیخ سے حسب الاجازت علیحدہ ہوئے خلوت اختیار کی اور مدارج علیا پر پہونچے۔ بعدہٗ حسب فرمان واجب الاذعان

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہمراہی چالیس کامل و اکمل مریدوں کے جانب ہندوستان روانہ ہوئے۔ اس زمانہ میں یہاں عملداری ہندوؤں کی تھی، رائے پتھورا راجہ اجمیر وغیرہ تھا۔ جب آپ دہلی پہنچے چند روز قیام فرمایا اور تبلیغ دین اسلام میں مصروف رہے۔ اہل ہنود پر یہ امر نہایت شاق گذرا۔ کمر عداوت کی چست باندھی مگر انکا کوئی کیا کر سکتا ہے جسکی مدد پر خدا ہو۔ ایک شخص معاند بے دین نے آپ کو شہید کرنے کا عزم بالجزم کیا یعنی ایک چھری نہایت تیز و آبدار لیکر مجلس مبارک میں آیا اور منتظر موقع تھا کہ آپنے روشن ضمیری سے حال دریافت فرما کر اس جوان سے کہا کہ کیوں خاموش بیٹھا ہے چھری نکال اور اپنا کام کر، یہ سنتے ہی وہ شخص ڈر گیا اور آپکے قدموں پر گرا۔ اور صدق دل سے ایمان لایا جب یہ خبر پھیلی، مشتہر ہوتے ہی گروہ در گروہ کفار حاضر ہوتے۔ اور اسلام لانے لگے۔ الحمد للہ علی ذالک چونکہ رائے پتھورا اجمیر میں رہتا تھا اسلئے آپنے قصد اجمیر کا کیا۔ دہلی سے اجمیر ہو پہنچکر پتھورا کو پیام مسلمان ہونیکا بھیجا، یہ سعادت ابدی اس بدبخت ازلی کے نصیب میں نہ تھی، ایمان نہ لایا بلکہ درپے ایذا ہوا اپنے بھائی جیپال جوگی اور شادی دیو سے جو زبردست جادوگر تھے مقابلہ کرایا۔ ہندی مثل ہے سانچ کو آنچ نہیں اور سچ کے آگے جھوٹ فروغ نہیں پاتا۔ سحر کی کرامت کے آگے کیا مجال تھی کہ ٹھہر سکتا رد ہو گیا۔ جیپال بمعاینہ کثیر خوارق اور عادات حضرت خواجہ کے ایمان لایا اور حیات دائمی کا خواستگار ہوا کہ آپکی دعا سے حیات تا بقیامت پائی۔ مزید برآں خضر بیابانی کے لقب سے ممتاز ہوا۔ مگر رائے پتھورا بدستور درپے تصدیع تھا۔ لاچار ہو کر آپنے اسے کہلا بھیجا کہ "ما ترا زندہ بمسلمانان سپردیم"، اس ارشاد کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ درمیان رائے پتھورا اور سلطان شہاب الدین محمد غوری انار اللہ برہانہ کے جنگ عظیم واقع ہوئی معرکہ مسلمانوں کے ہاتھ رہا پتھورا زندہ گرفتار ہوا۔ اور قتل کیا گیا۔ تحریر حالات و کرامات حضرت خواجہ کے واسطے دفاتر درکار ہیں کہ بے تعداد اور اب تک جاری ہیں۔ المختصر چالیس سال تک آپ نے ہندوستان میں خلق خدا کی ہدایت کی لاکھوں ہندو مسلمان ہوئے۔ آپکی ذات سے اس کفرستان میں اسلام پھیلا۔ وفات شریف آپکی ۶۳۳ھ میں اتوار کے دن چھٹی رجب المرجب کو بمقام دار الخیر اجمیر شریف ہوئی۔ اور بعد وصال مبارک پیشانی انور پر یہ

عبادت بجا لاتو رسطور بالا کی مناسبت سے لیلۃ اللہ فی حب اللہ یعنی قوت بیدار دست قدرت محبت الٰہی میں مزار مبارک دار الخیر اجمیر میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

فصل دوم آثار ترجمہ کتاب مستطاب دلیل العارفین

مجلس اوّل ۔ روز پنجشنبہ پنجم ماہ رجب المرجب ۶۱۲ھ حضرت خواجہ قطب الاقطاب تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ مذکور شہر بغداد کی مسجد ابواللیث سمرقندی میں حاضر ہو کر شرف بیعت حضرت خواجہ بزرگ سے مشرف ہوا آپ نے از راہ نوازش و کرم فقیر کو اپنے زمرۂ حلقہ بگوشان میں داخل فرما کر کلاہ چار ترکی عنایت فرمائی اس روز مجلس میں ایسا کہ ہیں شیخ شہاب الدین عمر سہروردی شیخ داؤد کرمانی شیخ برہان الدین محمد چشتی اور شیخ تاج الدین محمد صفاہانی رحمہم اللہ معہ دیگر اصفیائے عظام حاضر تھے، نماز کے بارہ میں گفتگو ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کوئی شخص بارگاہ رب العزت میں قرب حاصل نہیں کرسکتا مگر جبکہ وہ نماز پڑھتا ہے قرب حاصل کرتا ہے، نماز مسلمانوں کی معراج ہے اور فرمایا بالتحقیق نماز ایک راز ہے۔ جسے بندہ اپنے پروردگار سے عرض کرتا ہی پس جسقدر اطمینان قلب اور دل کی حضوری نماز میں حاصل ہوتی ہی اسیقدر اپنے پروردگار سے نزدیک ہو جاتا ہے کیونکہ راز بیان کرنے میں اتنی نزدیکی ہونی چاہیئے جس کا وہ راز مستحق ہو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المصلی یناجی ربہ یعنی نماز پڑھنے والا راز کہتا ہے اپنے پروردگار سے۔ اس کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب میں حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بیس سال تک اسطرح خدمت کی کہ دن کو دن نہ گنا اور رات کو رات خیال کیا شب و روز دست بستہ حاضر رہتا جب کہیں آپ تشریف لیجاتے۔ میں ہمرکاب جاتا۔ اور زاد راہ خواجہ کا اپنے سر پر رکھکر لے چلتا جب آپ نے میری محنت ملاحظہ فرمائی دروازہ عطا و کرم کا مجھ پر کھول دیا۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ بغیر خدمت اور محنت کے کچھ نہیں ملتا۔ جو کچھ کسی نے حاصل کیا ہے وہ محنت اور خدمت ہی سے پایا مرید کو چاہیئے کہ ایک ذرہ فرمان پیر سے تجاوز نہ کرے ہر عمل یا وظیفہ جو ارشاد ہو اُس پر خوب

مواظبت کرے پیر مرید کے لئے بجائے مشاطہ ہے، اُس کا ہر ارشاد واسطے درستی مُرید کے ہوگا۔ میرے بھائی شیخ شہاب الدین عمر سُہروردی کا حال بعینہٖ مجھسے مشابہ ہے آپ نے بھی دس سال تک سفر و حضر میں اپنے پیر کی خدمت کی جب راہ چلتے زاد سفر اپنے سر پر رکھ لیتے اسکا فائدہ جو انہیں حاصل ہوا خارج از بیان ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کتاب تنبیہ مصنفۂ حضرت امام ابواللیث سمرقندی رح میں مرقوم ہے کہ ہر روز دو فرشتے آسمان سے زمین پر اُترتے ہیں۔ ایک خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر ندا کرتا ہے کہ اے بنی آدمؑ و بنی جان اس امر کو بخوبی جان لو اور اس بات کو بگوش ہوش سُنو کہ جس نے فرض خدا ادا نہیں کیا ذمہ خدا کا اُس سے بری ہے۔ دوسرا فرشتہ بام خطیرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑا ہوتا ہے اور ندا کرتا ہے کہ اے بنی آدمؑ و بنی جان اس امر کو بخوبی جان لو اور اس بات کو بگوش ہوش سُنو کہ جس نے سُنت رسول مقبول صلعم ادا نہیں کی وہ بروز قیامت آپکی شفاعت سے بے بہرہ رہے گا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں ایک مرتبہ مسجد کنکری واقع بغداد میں چند اولیاء کرام کے پاس بیٹھا تھا اور حکایت خلال درمیان انگشتان دست و پا بوقت وضو ہو رہی تھی کہ یہ امر مسنون ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ترغیب دی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کو واسطے کرنے خلال درمیان انگشتان دست و پا کے جو شخص ایسا کریگا حق تعالےٰ اُسکی انگلیوں کو بھی شفاعت سے بے بہرہ نہ رکھے گا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اور خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ بیٹھے تھے کہ وقت نماز شام کا ہوا خواجہ اجل شیرازی نے تجدید وضو کی اتفاق سے انگشتہائے دست و پا میں خلال کرنا بھول گئے ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے اجل دعویٰ دوستی ہمارے نبیؐ کا کرتے ہو اور اُسکی اُمت میں ہو پھر کیا وجہ ہے کہ آپؐ کی سُنت کو بھول گئے خواجہ اجل مجھ سے ذکر کرتے تھے کہ جب سے میں نے یہ آواز سُنی کمر او پر ادا کرنے تمام سُنتہائے رسول مقبولؐ کے چست باندھی ہے جبتک خواجہ اجل زندہ رہے کوئی سُنت کبھی فرو گذاشت نہیں ہوئی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ اجل اس واقعہ کے بعد از حد متفکر رہتے تھے میں نے سبب دریافت کیا جواب دیا کہ جب سے واقعہ سہو خلال انگشتان دست و پا

سرزد ہوا ہی مجھے شرم دامنگیر ہے کہ بروزِ حشر کس منہ سی خواجہ عالم فخرِ بنی آدمؑ کے سامنے ہونگا۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ کتاب صلوٰۃ مسعودی میں بروایت ابو ہریرہؓ لکھا ہی کہ ہر ایک عضو کو تین مرتبہ دُھونا سُنت ہی اور یہی سُنت انبیاءِ پیشین کی تھی حدیث شریف میں آیا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر عضوِ وضو کو وضو میں تین تین مرتبہ دھونا میری سُنت ہے اور اس سی زیادہ دھونا مجھ پر ستم کرنا ہی اسکے بعد حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ کی حکایت بیان فرمائی کہ آپ سے دو مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ہاتھ کو وضو میں تیسری دفعہ دُھونا بھول گئے جب رات ہوئی جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں کہ اے فضیل تم سے تو یہ بعید تھا کہ میری سُنت کو سہو کرو خواجہ فضیلؒ فرماتے ہیں کہ میں خواب دیکھ خوف زدہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا از سرِ نو وضو کیا۔ اور اس امر کی کفارت کیلئے پانچسو رکعتیں روزمرہ ایک سال تک پڑھتا رہا۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا خدا کے بعض نیک بندے ایسے ہیں کہ ہر رات وضو سے سوتے ہیں حق تبارک وتعالےٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ اُس باوضو سونیوالے کے حق میں دُعائے خیر ومغفرت کرتا رہے۔ تا اینکہ وہ خوابیدہ۔ بیدار نہو۔ دُعا اُس فرشتہ کی یہ ہے کہ اے خدا بخش اور معاف فرمائیو اُس شخص کے جو بطہارت سُویا ہے۔ اسکے بعد فرمایا شرح عارفان میں مسطور ہی کہ جب بندہ باوضو سوتا ہے اُسکی جان کو آسمانوں پر عرش کے تلے لیجاتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہوتا ہے کہ نیا خلعت پہناؤ روح خلعت پہنکر سجدہ کرتی ہی پھر فرمان الٰہی ہوتا ہے کہ اُسے پھیر لیجاؤ کہ یہ نیک بندہ ہی۔ اور جو بے طہارت سُوتا ہے اُسکی جان آسمان اول تک لیجاتے ہیں اور پھر وہیں سے یہ کہتے ہوئے اُلٹا لے آتے ہیں کہ یہ اس لائق نہیں جو اسے اوپر عرش کے تلے لیجائیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا الیمین للوجہ والیسار للمقعد یعنے داہنا ہاتھ واسطے مُنہ کے ہی اور بایاں واسطے مقعد کے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ جب مسجد میں جائیں مسنون ہے کہ پہلے داہنا پیر مسجد میں رکھیں اور بوقت واپسی بایاں پیر پہلے نکالیں اُسیوقت ایک حکایت موافق امر مذکورہ بالا بیان فرمائی کہ ایک بار حضرت خواجہ سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے وقت دخولِ مسجد اپنا بایاں پیر سہواً اندر رکھدیا آواز آئی کہ اے ثوری بے ادبی سے خدا کے گھر میں نہ آنا چاہیئے۔ جیسے تم آئے۔ اُس روز سے حضرت سفیانؒ کا نام

سفیان ثوریؒ ہو گیا۔ ورنہ پہلے نرا سفیانؒ تھا۔ اسکے بعد گفتگو عارفان الٰہی کے بارے میں ہوئی انکی احوال اور مقامات کا ذکر آیا ارشاد فرمایا کہ عارف اُسے کہتے ہیں کہ ہر روز ایک ہی وقت میں ہزارہا تجلیات اور حالات دمبدم اُسپر ہویدا ہوں اور وہ اُن سب میں نورِ الٰہی کے سوا کسی کو بھی نہ دیکھے اور نہ خاطر میں لاوے۔ اسکے بعد دوبارہ فرمایا کہ عارف وہ ہے جو تمام علوم جانے اور عقل سے ہزارہا معانی بیان کرے، اور جمیع دقائق محبت کا جواب دے اور ہر وقت معانی کے بحر میں غوطہ لگا کر وہ موتی جو انوار الٰہی کا دریائے معرفت میں ہے حاصل کرے اور اُسے آگے جوہریان صاحب بصر کے پیش کرے۔ جب وہ اُسی دیکھیں پسند کریں۔ تب جانو کہ وہ عارفِ الٰہی ہی۔ بعدہٗ بیان فرمایا کہ عارف ہر وقت ولولہ عشق ہی میں سرشار رہتا ہی۔ اگر کھڑا ہے تو دوست ہی کے عشق میں کھڑا ہے۔ اور بیٹھا ہے تو اُسی کا ذکر کر رہا ہے اور جو سُویا ہے تو اُسی خیال دوست میں بیخبر ہے۔ اگر جاگتا ہے تو اُسی دُھن میں ہے۔ زاں بعد فرمایا کہ اہل عشق جب نماز صبح سے فارغ ہوتے ہیں۔ اُسی جگہ پر اشراق کے وقت تک بیٹھے رہتے ہیں مقصد اُنکا اُس میں یہ ہوتا ہے کہ دوست کی نگاہ قبولیت پڑے اور انوار وتجلیات دمبدم اُن پر زیادہ ہوں بعدہ فرمایا جو شخص نماز صبح سے فارغ ہو کر اُسی جگہ اس نیت سے بیٹھا رہے کہ نماز اشراق پڑھکر اوٹھے حقتعالیٰ ایک فرشتہ روانہ فرماتا ہے کہ اُسوقت تک اُس کے پاس بیٹھکر دعائے خیر و مغفرت کرتا رہے۔ جبتک وہ نماز اشراق سے فارغ نہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کتاب عُمدہ میں سید الطائفہ جنید بغدادیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ شیطان علیہ اللعنۃ کو دیکھا کہ دُبلا اور پتلا ہو رہا ہے آپنے سبب دریافت کیا۔ اُس مردود نے جواب دیا کہ میں آپکی اُمت کی چار باتوں سے بہت تنگ آیا ہوں منجملہ اُن کے اوّل یہ ہے کہ آپ کی اُمت میں مؤذن ہیں نماز کا وقت ہونے پر اذان دیتے ہیں جو شخص اذان سُنتا ہے اذان کے جواب میں مصروف ہو جاتا ہے اور تیاری نماز کی کرتا ہے اس سے اذان دینے والا اور سُننے والے سب بخشے جاتے ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ گھوڑے غازیوں کے ہنہناتے ہیں اور وہ تکبیریں کہتے ہوئے راہ خدا میں میدان جنگ میں آتے ہیں۔ فرمان خدایتعالیٰ ہوتا ہے کہ

میں نے اُنکو اُنکے اہل سمیت بخشدیا تیسرا کسب حلال درویشونکا ہی وہ اپنے کسب حلال میں سے اوروں کو بھی حصہ دیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ اُنکو بھی اِن درویشوں کی وجہ سے بخشدیتا ہے چوتھے میری کمر اُن لوگوں کی وجہ سے ٹوٹ گئی ہے جو نماز صبح پڑھکر اشراق کیوقت تک اُسی جگہ بیٹھے رہتے ہیں جب میں فرشتوں میں رہتا تھا اُسوقت میں نے ایک صحیفہ میں لکھا دیکھا تھا کہ جو شخص نماز صبح پڑھکر اُسی جگہ بیٹھا رہے یہانتک کہ آفتاب نکل آئے اور وہ نماز اشراق پڑھے حق تعالیٰ اُسکو مع ستر ہزار آدمیوں کے جو اُسکے خاندان سے ہوں بخشدیتا ہی اسکے بعد فرمایا فقہ الاکبر میں بروایت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے کہ ایک کفن چور جس نے چالیس سال تک کفن چرائے تھے قضائے الٰہی سے مر گیا اُسکے مرنے پر لوگوں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ بہشت بریں میں خراماں ہے۔ پوچھا کہ یہ درجہ تونے کہاں سے حاصل کیا۔ جوابدیا میرے پاس کوئی عمل خیر بجز نماز پڑھنے اور صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اشراق تک مصلے پر بیٹھا رہنے کے دوسرا نہ تھا۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہٗ نے میری عبادت قبول فرمائی اور میرے سارے گناہ بخشدیئے۔ اسکے بعد فرمایا کہ عارفوں پر ایک حال ہوتا ہی اُسوقت وہ آگے بڑھتے ہیں اور ایک قدم میں حجاب عظمت سے گذر کر حجاب کبریائی تک پہونچتے ہیں۔ اور دوسرے قدم میں واپس آجاتے ہیں۔ یہ بیان کرتے ہوئے حضرت خواجہ بزرگ رح آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور رو پڑے فرمانے لگے کمتر درجہ عارفوں کا یہ ہے کاملوں کا درجہ اور ہے اُسے خدائے تعالیٰ ہی جانتا ہے نہ معلوم ایک قدم میں کہانتک جاتے ہیں اور دوسرے میں کہاں سے واپس آتے ہیں اسکا کچھ حال معلوم نہیں۔

مجلس دہم۔ روز پنجشنبہ دولت پابوس میسر ہوئی گفتگو درباب جنابت یعنی ناپاکی ہو رہی تھی مولانا بہاؤالدین بخاری اور مولانا شہاب الدین محمد بغدادی بھی حاضر خدمت شریف تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ جنابت آدمی کے بال بال میں ہوتی ہے پس جنب کو لازم ہے کہ ہر بال کے نیچے پانی پہنچائے اور تمام بالوں کو تر کرے۔ اگر ایک بال بھی ایسا رہ جائے گا جسکی جڑ میں پانی نہ پہنچا ہو۔ روز حشر اُس کا بدن اُس سے دشمنی کرے گا۔ اس کے بعد فرمایا فتاوائے ظہیریہ میں لکھا ہے کہ مُنہ آدمی کا پاک ہے جب کوئی ناپاک ہو اور پانی پیئے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ جتنا پینے سے بچ رہیگا ناپاک نہ ہوگا اگرچہ نوشندہ

بے طہارت ہو یا ناپاک ہو حائض ہو یہ مومن ہو یا کافر ہر حالت میں مُنہ پاک رہتا ہی۔ اسکے بعد فرمایا کہ ایکروز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صحابی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ اگر کوئی ناپاک ہو اور موسم گرما میں ہوا چلتی ہو جس سے اُسے پسینہ آرہے اور وہ پسینہ اُسکے کپڑوں میں لگے تو کیا کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں۔ آپنے فرمایا ناپاک نہ ہونگے اور نہ لعاب دہن ناپاک ہی یعنے اگر جنب کا تھوک کپڑے پر گر پڑے تو کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ سے سُنا ہی کہ جب بوجہ زلت حضرت آدم علیہ السلام بہشت بریں سے دُنیا میں اُتارے گئے اور اتفاق صحبت حضرت حوا علیہا السلام سے ہوا۔ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت آدم سے کہا کہ اُٹھئے اور غسل فرمایئے حضرت نے غسل کیا خوشی اور فرحت حاصل ہوئی آپ نے کہا کہ اے بھائی جبریل کیا اسکی مزدوری اور مکافات بھی ہی حضرت جبریل نے جوابدیا بیشک بہت بڑا ثواب ہی بدلے ہر ایک بال کے جو آپکے کالبد مبارک میں ہے ثواب عبادت ایکسال کا ملے گا۔ اور بتعداد ایک ایک قطرہ کے خدا تعالےٰ ایک ایک فرشتہ پیدا کریگا جو تا قیامت یاد خدا میں مصروف رہیگا۔ اور ثواب اُس فرشتہ کی عبادت کا آپکو ملیگا۔ اسکے بعد حضرت آدم نے دریافت فرمایا کہ اے بھائی جبریل یہ ثواب خاص میرے ہی لئے مخصوص ہی یا میری اولاد کیواسطے بھی ہے حضرت جبریل نے جوابدیا یہی ثواب آپکی اولاد کیواسطے بھی ہی جو مسلمان ایماندار ہوں جب وہ غسل حلال سے کرینگے وہ بھی ثواب مذکورہ بالا پائینگے اجب حضرت خواجہ بزرگ رح نے اِن فوائد کو تمام کیا آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا یہ نعمت عظمیٰ صرف اُنھیں لوگوں کے واسطے ہی جو غسل حلال سے کرتے ہیں لیکن ایک بڑا گروہ ہے کہ وہ اس دولت سے بے بہرہ ہے اور غسل اُن کا اکثر حرام سے ہوتا ہے۔ جب کوئی اِن میں سے غسل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے نامۂ اعمال میں گناہان یکسالہ ثبت فرماتا ہی۔ اور اُسکے ہر قطرہ سے ایک ایک دیو پیدا کرتا ہی کہ وہ تا قیامت سلامت رہ کر بُرے عمل کرتا رہے۔ یہ سب اُس زنا سے غسل کرنیوالیکے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا اول طریقہ چلنے والوں راہ شریعت کا یہ ہی کہ جب آدمی شریعت قائم کرے اور کوئی بات خلاف شریعت اُس سے صادر نہو تب وہ دوسرے درجہ میں پہنچیگا جس کا نام طریقت ہی جب وہ اُسمیں ثابت رہے اور طریقت کے احکام بجالائے اور اُن سے تجاوز

نکرے درجۂ معرفت میں پہنچیگا۔ جب درجۂ معرفت میں پہنچا اسجگہ شناخت اور آشنائی ہوتی ہی جب اسمیں بھی پورا اترا تو آگے اسکے مرتبۂ حقیقت کا ہی۔ جب اس مرتبہ میں پہنچا جو کچھ طلب کریگا پائیگا۔ اسکے بعد فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سُنا وہ فرماتے تھے کہ عارف وہ ہے جو تمام مقامات علیا طے کرکے مقام فردنیت میں پہونچے اور سب سے بیگانہ ہو جاوے۔ اسیوقت یہ ذکر فرمایا کہ نماز خداتعالیٰ کی امانت اسکے بندوں کے پاس ہی۔ پس بندوں کو لازم ہی کہ اسکو ایسا کھیں جیسا کہ رکھنے کا حق ہی۔ اور کوئی خیانت اسمیں نکریں اسکے بعد ارشاد فرمایا جب آدمی نماز پڑھے اُسے لازم ہی کہ رکوع وسجود کامل کرے تمام شرائط بجالاوے اور ارکان نماز کا خوب خیال رکھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ جب آدمی نماز کو بصحت ادا کرتا ہے فرشتے اُسکی نماز کو آسمان پر لیجاتے ہیں۔ اُسوقت اُس سے ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس سے دروازے آسمان کے کھُل جاتے ہیں پھر اُس نماز کو عرش کے تلے لیجاتے ہیں حکم ہوتا ہے کہ سجدہ کرو اور بخشش چاہو واسطے نماز پڑھنے والے کے جس نے تجھے بصحت ارکان ادا کیا ہی یہ فوائد بیان کرکے حضرت خواجہ بزرگ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا افسوس ہے اوپر حال اُن لوگوں کے جو ارکان نماز پورے طور پر ادا نہیں کرتے۔ اور نماز ادا کرنے میں دیر کرتے ہیں۔ جب فرشتے اُنکی نماز کو اوپر لیجاتے ہیں دروازہ آسمان کا نہیں کھُلتا فرمان ہوتا ہے کہ اس نماز کو اوپر نہ لیجاؤ اور اس پڑھنے والے کے مُنہ پر مار دو پس نماز زبان حال سے کہتی ہی کہ افسوس ضائع کیا تو نے۔ اسکے بعد حکایت بیان فرمائی کہ ایک وقت مینے بخارا میں دستار بندوں کی زبانی یہ حکایت سُنی کہ پیغمبر خدا صلعم نے ایک آدمی جو نماز پڑھ رہا تھا دیکھا کہ وہ ارکان نماز پورے طور سے ادا نہ کرتا تھا آپ یہ دیکھکر اُسکے متصل ٹھیرے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا۔ آپنے فرمایا تم کب سے ایسی نماز پڑھتے ہو اُسنے جوابدیا یارسول اللہ میں قریب چار سال سے اسیطرح نماز پڑھتا ہوں حضرت رسول مقبول صلعم یہ سُنکر آنسو بھر لائے اور اُس شخص سے فرمایا کہ تو نے اپنی عمر ضائع کی اگر درمیان ان چار برس کے مرتا تو میری سُنت پر نہ مرتا۔ اسکے بعد فرمایا میں نے حضرت عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی زبانی سُنا ہے کہ قیامت کے روز تمام انبیاء اور دیگر مسلمان اگر پرسش نماز میں کامل نکلے تو چھوٹ گئے دوزخ کی آنچ سے بچے اور جو اس میں پورا نہ اُترا دوزخ میں گیا۔ اسکے بعد

فرمایا کہ میرا گذر ایک شہر میں ہوا جس کا نام مجھے فراموش ہو گیا ہے مگر ملک شام کے قریب ہی اس شہر کے باہر ایک غار تھا۔ اسمیں ایک بزرگ سکونت پذیر تھے نام نامی اُنکا شیخ محمد الواحد غزنوی تھا۔ خوف اور ہیبت الٰہی نے اُن کے بدن پر گوشت و پوست باقی نہ چھوڑا تھا صرف ہڈیاں ہی رہ گئیں تھیں وہ ایک سجادہ پر متمکن تھے، اور دو شیر خوکسی کرتے تھے، میں اُنکی ملاقات کے واسطے گیا مگر اُن دونوں شیروں کی ہیبت سے اندر جانیکی ہمت نہ پڑی شیخ نے مجھے دیکھا فرمایا اندر آؤ اور مت ڈرو میں یہ سُنکر اندر گیا اور باادب بیٹھا پہلی بات جو آپنے فرمائی یہ تھی کہ جب تم ہی قصد کسی چیز کا نکروگے، وہ بھی تمہارا قصد نہ کرے گی پھر فرمایا جس کے دل میں خوف خدا ہوتا ہی ہر چیز اُس سے ڈرتی ہی شیر کی کیا اصل ہی جو اُس سے نڈرے۔ الغرض اس طرح کے بہت سے لطائف بیان فرمائے پھر فرمایا اے درویش کہاں سے آنا ہوا ہے۔ میں نے جوابدیا بغداد سے آتا ہوں۔ فرمایا خوش آئے لیکن مناسب ہی کہ درویشوں کی خدمت کرتے رہو کہ تمکو بھی مذاق درویشی حاصل ہو مجھے کئی برس اس غار میں رہتے ہوئے گذر گئے ہیں تمام دنیا سے عزلت اختیار کرکے اس غار میں چھپا بیٹھا ہوں ایک بات سے ایسا ڈرا ہوں کہ رات دن روتے گذرتا ہی مینے پوچھا حضرت وہ کونسی بات تھی، فرمایا نماز ہے جسوقت ادا کرتا ہوں ادا کرنے کے بعد مجھے بہت بڑا خوف معلوم ہوتا ہی کہ مبادا کوئی شرط فروگذاشت ہو گئی ہو۔ اور میری اس قدر محنت اکارت جاکر یہی نماز موجب عتاب ہو۔ پس اے درویش اگر اپنے تئیں نماز کے حق سے عہدہ برآ کیا بہت بڑا کام کیا ورنہ عمر عزیز غفلت میں رائگاں کی۔ اسکے بعد ارشاد ہوا کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہی کوئی گناہ بہت بڑا خدا تعالیٰ کے نزدیک ارکان نماز کو پورے طور پر ادا نکرنے سے زیادہ نہیں ہے جو شخص نماز کا حق ادا نکریگا جگہ اسکی زبانیہ ہو گی۔ جو دوزخ میں ایک بڑا سخت مکان ہی اور تم مجھے جو بغیر گوشت اور پوست کے دیکھتے ہو یہ اسی سبب سے ہے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ خدائے تعالیٰ میری نماز قبول فرماتا ہی یا نہیں یہ بیان فرما کر مجھے ایک سیب دیا اور فرمایا کوشش کرو کہ عہدۂ نماز سے باہر آؤ اگر باہر آئے رستگار ہوئے ورنہ کل بروز حشر شرمساری ہوگی جس سے کسیکو مُنہ نہ دکھلا سکوگے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ بزرگ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا اے درویش نماز ستون دین ہے اور رکن ستون نماز ہے اگر

ستون قائم رہیگا گھر کھڑا رہیگا جب ستون ہی نکل جائیگا گھر گر پڑے گا۔ پس جس نے نماز میں خلل ڈالا
اُس نے اپنے دین اور اسلام کو خراب کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا شرح صلوٰۃ مسعودی میں امام زاہد
سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسی تاکید اکید کسی اور چیز کی نہیں فرمائی جیسی نماز کی فرمائی ہے۔ اس کے بعد
فرمایا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں جا بجا نصیحتیں کی ہیں
بعض بطور خطاب اور بعض بطور مدح اور بعض بر سبیل ترغیب و تحریص۔ بعض خوف دلانے والی
اور نماز کے واسطے حق تعالیٰ عز و جل نے سات سو مرتبہ فرمایا ہے کہ قائم رکھو نماز جو ستون دین کا ہے
پھر فرمایا تفسیر معروف کرخیؒ میں لکھا ہے کہ بروز حشر پچاس جگہ ٹھیراؤ کی ہونگی وہاں پچاس چیزوں کا
حساب ہوگا اگر وہاں سے بندہ پار اُتر گیا بچا ورنہ دوزخ میں جائیگا سب سے زیادہ سخت جگہ ٹھیراؤ کی
نماز کے حساب کی جگہ ہے جو اس سے بچا وہ بچا اس کا دوسرا موقف ایسا ہے وہاں نماز فریضہ کا حساب ہوگا
اگر اُسکے عہدے سے بر آیا اچھی بات ہے ورنہ موکلوں کے ہمراہ دوزخ بھیجا جائیگا۔ دوسرے موقف سے
بچے ہوئے تیسرے ٹھہراؤ کی جگہ جائینگے، وہاں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کی پوچھ ہوگی۔ اگر ادا کی
بچا بچا ورنہ موکلوں کے ہمراہ رسول علیہ السلام کے روبرو بھیجا جائیگا کہ یہ آپکا اُمتی ہے جسنے آپکی سنتیں ادا
نہیں کیں۔ جب آپ یہ بیان فرما چکے ہائے ہائے کرکے رو پڑے۔ اور فرمایا افسوس ہے اُس شخص پر
جو بروز قیامت آپ سے شرمندہ ہو اُسکی جگہ کہاں ہوگی۔ جو آپ سے شرمندہ ہوگا وہ کہاں جائیگا اس کے بعد
اسکے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ خاموش ہو رہے، مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس سوم ۔ روز چہار شنبہ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ چھ نفر درویش سمرقندی آئے ہوئے تھے
حضوری میں باریاب ہوئے، اسکے بعد مولانا بہاؤالدین بخاری جو ملازم صحبت حضرت خواجہ رہتے تھے
آئے اور بیٹھے ان کے بعد شیخ اُحد کرمانیؒ تشریف لائے اور اپنی جگہ قیام پکڑا گفتگو اس امر میں
ہوئی کہ نماز میں تاخیر کرنی چاہیے یا تقدیم۔ آپنے ارشاد فرمایا نہے سعادت اُن مسلمانوں کی جو
کسی وقت میں تاخیر نہیں کرتے وقت مقررہ پر ادا کرتے ہیں اور ہزار دن افسوس اُن مسلمانوں پر
جو بندگی مولا میں تقصیر کرتے ہیں۔ اسکے بعد فرمایا میرا گذر ایک شہر میں ہوا جس کا نام مجھے یاد

نہیں رہا اُس شہر کے مسلمانوں کی رسم تھی کہ نماز کا وقت آنیسے پہلے نماز کی تیاری میں مصروف ہوجاتے
تھے اور انتظار جماعت اور وقت کا کرتے تھے میںنے اُن لوگوں سے دریافت کیا کیا بات ہے؟ جو تم لوگ
وقت نماز آنے سے پہلے ہی مستعد ہوجاتے ہو۔ جواب دیا اس کا سبب یہ ہے کہ جب وقت نماز آوے ہم سب
فوراً نماز ادا کریں اور جو ہم پیش از وقت مستعد نہ ہوں گے لا محالہ طیاری کرنے میں دیر لگے گی شاید وقت
تنگ ہوجاوے یا گذر جاوے۔ ہم لوگ قیامت کی شرمندگی سے بہت ڈرتے ہیں کہ مبادا ایسا
امر صادر ہوجائے کہ پیغمبر کے روبرو جانے میں شرمندگی حاصل ہو کہ پیغمبرؐ کا فرمودہ ہے جلدی
کرو توبہ کرنے میں قبل اس سے کہ تم کو موت آوے اور جلدی کرو نماز پڑھنے میں شاید کہ وقت فوت
ہوجاوے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کتاب روضہ میں جو مصنفہ امام یحییٰ حسن زندوسیؒ کی ہے میںنے
لکھا دیکھا ہے اور اپنے استاد مولانا حسام الدین محمد بخاریؒ کو فرماتے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ دو نمازوں کا جمع کرنا ہے کہ دُو وقت کی نماز ایک وقت میں
ملا کر پڑھے۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا ایک دفعہ میں حضرت عثمان ہرونی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا
آپ فرماتے تھے کہ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی تاخیر
کرے نماز عصر میں آفتاب ڈوبنے تک یا اُسوقت تک کہ رنگ آفتاب کا متغیر ہو اُسکے
حال پر افسوس ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی وقت مقرر فرما دیجئے آپنے ارشاد
فرمایا بہتر وقت یہ ہے کہ تغیر رنگ میں نہ ہو اور روشن رہے اپنے رنگ پر یعنے زردی
نہ ہو موسم گرما میں اور موسم سرما میں بھی یہی حکم ہے کہ اس کے بعد ارشاد فرمایا ہدایہ میں حدیث
درج ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز صبح ایسے وقت پڑھو کہ روشن ترہو
تمہیں زیادہ ثواب ملے گا اور دربارہ نماز ظہر یہ حکم ہے کہ موسم گرما میں تاخیر کرو کہ ہوا ٹھنڈی
ہو جائے یہ حکم صرف موسم گرما کے لئے ہے اور موسم سرما کے لئے وہی معمولی حکم ہے
کہ جب زوال آفتاب ہوجائے نماز ظہر ادا کرو۔ اس موقع پر آپنے ایک دوسری حدیث
پڑھی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ موسم گرما میں نماز اسوقت پڑھو کہ تمازت کم ہونے لگے۔ کیونکہ

شدت گرمی کی دوزخ کے منہ کھلنے سے ہوتی ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت بایزیدؒ سے نماز صبح قضا ہوگئی آپ اتنا روئے کہ ہاتف نے آواز دی "اے بایزید بوجہ اِس گریہؔ زاری کے حقتعالے نے ہزار نمازوں کا ثواب تمہارے نامۂ اعمال میں درج فرمایا" اسکے بعد ارشاد فرمایا جو شخص پانچوں وقت کی نماز دوامی طور سے اُنکے وقت پر پڑھتا رہے قیامت کے روز نماز اُس شخص کے آگے آگے روانہ ہوگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز نہ پڑھی وہ باایمان نہ تھا یعنے جو نماز نہ پڑھے اُسے ایمان نہیں ہے، اسکے بعد ارشاد فرمایا حضرت خواجہ عثمان ہرونیؒ سے منقول ہے کہ امام زاہدؒ نے تفسیر آیۂ کریمہ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ میں تحریر فرمایا ہے کہ ویل ایک کنواں یا میدان دوزخ میں ہے اُس سے زیادہ کسی دوزخ میں عذاب نہیں اور وہ عذاب اُن لوگوں کے واسطے ہے جو نماز کو اس کے وقت پر نہیں پڑھتے اور ویل کی تفسیر میں امام زاہدؒ نے فرمایا کہ ویل نے سختی عذاب سے نالاں ہوکر ستّر ہزار مرتبہ بارگاہ الٰہی میں فریاد کی کہ خدایا اتنا سخت عذاب کن لوگوں کے لئے تیار کیا ہے۔ فرمان ہوا کہ واسطے اُن لوگوں کے جو نماز کو اپنے وقت پر نہیں پڑھتے اور قضا کرتے ہیں۔ اسکے بعد فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نماز مغرب ادا کی اور آسمان کو دیکھا تارے نکلے پائے آپ گھر چلے گئے اور اُسکے کفارہ میں غلام آزاد کیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ آفتاب کے ڈوبتے ہی نماز مغرب پڑھنی سنت ہے اور دیر کرکے مکروہ ہے۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ صدقہ ہوئی آپنے ارشاد فرمایا جو شخص کسی بھوکے کو پیٹ بھر کھانا کھلائے حق سبحانہ تعالیٰ قیامت کے روز اسکے اور دوزخ کے درمیان سات پردے کھڑے کردیگا کہ راہ درمیان ہر پردہ کے پانچ پانچ سو برس کی ہوگی۔ اسکے بعد گفتگو قسم کھانیکے باب میں آئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جھوٹی قسم کھاتا ہے اپنے خان ومان کو ویران کرتا ہے کہ ذخیرۂ برکت کا اُسکے گھر سے اُٹھا لیتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا ایک مرتبہ مینے جامع مسجد بغداد میں مولانا عماد الدینؒ کو جو بڑے بزرگ تھے وعظ میں یہ کہتے سنا کہ ایک دفعہ

خدائیتعالے نے حضرت موسیٰ سے وصف دوزخ کا بیان فرمایا کہ اے موسیٰ دوزخ میں ایک مکان بنایا گیا ہے کہ نام اُسکا ہاویہ ہے۔ اور یہ ہاویہ ساتویں دوزخ میں بڑے سخت عذاب کی جگہ ہے اندھیرا رشک شب دیجور سانپ اور بچھو سے بھرا ہوا۔ اور بیشتر اُس میں پتھر ہیں کہ ہر روز گرم کئے جاتے ہیں اے موسیٰؑ اگر ایک ذرہ اُس تکلیف کا دنیا میں پڑے تمام دنیا کا پانی سوکھ جائے۔ پہاڑ پگھل کر بہ جائیں اور گرمی سے ساتوں زمینوں کے پردے پھٹ پڑیں۔ اے موسیٰؑ یہ عذاب دو گروہوں کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک واسطے اُن لوگوں کے جو نماز نہیں پڑھتے۔ اور دوسرے واسطے اُس گروہ کے جو میرے نام کی جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ اسکے بعد فرمایا محمد اسلم طوسیؒ نام ایک بڑے بزرگ تھے۔ ایکمرتبہ اُنہوں نے بحالت بیہوشی قسم یاد کی جب ہوشیار ہوئے لوگوں سے پوچھا کیا میں نے قسم کھائی ہے۔ جواباً عرض کیا گیا ہاں آپنے قسم کھائی فرمایا آج میرے نفس نے سرکشی کی سچی قسم خدا کے بزرگ کی کھائی اب پھر کھائیگا جب عادت ہوجائیگی روز کھانے لگیگا بعدہٗ قسم یاد کی کہ جبتک زندہ رہونگا کسی سے بات نکرونگا۔ اس واقعہ کے بعد چالیسؔ برس زندہ رہے اس قسم کا ایسا حق نبھایا کہ کسی سے کبھی بات نہ کی مولف کتاب حضرت خواجہ قطب الاقطاب قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ بزرگؒ سے دریافت فرمایا کہ حبیبؑ نہیں کسی قسم کی احتیاج ہوتی ہوگی وہ کس طرح دفع فرماتے ہونگے۔ حضرت خواجہ بزرگ ادام اللہ برکاتہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اشارے کے ذریعہ سے رفع حاجت کرتے تھے یعنی بذریعہ اشارہ احتیاج ظاہر کرتے تھے، جب حضرت خواجہ بزرگ نور اللہ مرقدہٗ نے یہ فوائد بہتیہ تمام کئے مشغول الی اللہ ہوئے دعاگو اور خلق اپنے اپنے مقام پر واپس آگئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مجلس چہارم۔ روز دوشنبہ سعادت قدمبوسی میسر ہوئی اس روز شیخ شہاب الدین عمرؒ خواجہ اجل شیرازیؒ اور شیخ سیف الدین باخرزیؒ واسطے ملاقات کے تشریف لائے تھے گفتگو اس بارہ میں ہوئی کہ محبت میں صادق کون ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا صادق محبت میں وہ ہے کہ جب بلا دوست کیجانب سے آوے وہ اُسے نہایت خوشی سے قبول کرلے۔ اسکے بعد شیخ شہاب الدین

عمر سہروردیؒ نے کہا کہ عالم شوق و اشتیاق کا اُس پر اس طرح سے غالب ہو کہ اگر ہزار تلواریں اسکے سر پر ماریں تو بھی خبر نہو۔ اسکے بعد خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صادق و دوستی مولا میں وہ ہے کہ اگر اُسکو ذرّہ ذرّہ کرکے جلایا جاوے یہانتک کہ راکھ ہو جاوے وہ دم نہ مارے وہی صادق ہے بعد اسکے شیخ سیف الدین باخرزیؒ نے فرمایا صادق و دوستی مولا میں وہ شخص ہے کہ ہمیشہ اُسی صدمے پہونچتے رہیں اور وہ مشاہدہ دوست میں سبکو بھولا رہے اور کوئی اثر اُس پر پیدا نہو۔ اسکے بعد حضرت خواجہ بزرگ ادام اللہ تقوٰہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قول آخری شیخ سیف الدین باخرزیؒ کا مشابہ بقول دوم شیخ شہاب الدینؒ ہے ۔ کیونکہ میں نے آثار اولیا میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ رابعہ بصری اور حسن بصری اور مالک بن دینار اور خواجہ شفیق بلخیؒ بصرہ میں ایک جگہ متمکن تھے۔ اور یہی ذکر ہو رہا تھا کہ حضرت مالک بن دینارؒ نے فرمایا صادق و دوستی مولا میں وہ ہے کہ جو بلا اور جفا دوست کی طرف سے پہنچے وہ اُسمیں راضی رہے۔ رابعہ بصریؒ نے فرمایا اس سے زیادہ ہونا چاہئے۔ تب خواجہ شفیق بلخیؒ نے فرمایا کہ دوستی مولا میں صادق وہ شخص ہے اگر اُسے جان سے ماریں اور ذرہ ذرہ کر ڈالیں تو بھی اُسے خبر نہو پھر حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ صادق دوستی مولا میں وہ ہے کہ حبیبؐ سے دکھ یا درد پہنچے وہ اُسپر صبر کرے رابعہ بصری نے فرمایا اے خواجہ اس سے بُوئے ریا آتی ہے بعد اسکے حضرت رابعہ بصری نے فرمایا کہ دوستی مولا میں صادق وہ ہے کہ حبیبؐ سے دکھ یا درد پہونچے وہ اُسمیں بھی اُسے نہ بھولے، تب خواجہ حسنؒ نے فرمایا مجھے بھی اقرار ہے اور شیخ سیف الدین باخرزیؒ نے کہا سخن محبت میں یہی ہے۔ اسکے بعد گفتگو خندہ کرنے کے بارہ میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اصل خندہ قہقہہ ہے کہ ایک گناہان کبیرہ میں سے ہے۔ اور درمیان اہل سلوک کے خندہ قہقہہ کو کہتے ہیں۔ اسکے بعد آپنے فرمایا اول بازی خندہ اور قہقہہ ہے اور قبرستان میں ہنسنا منع آیا ہے کہ وہ جگہ عبرت کی ہے نہ کھیل اور کودکی۔ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے جب آدمی کا گذر قبرستان میں ہوتا ہے مُردے زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے غافل اگر تجھے وہ بات معلوم ہوتی جو ہمپر گذری اور تجھ پر پیش آنیوالی ہے ہر آئینہ گوشت و پوست تیرا گھل جاتا۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا ایک وقت ملک کرمان میں شیخ احد الدین کرمانی کے ہمراہ مسافرت میں تھا ایک بزرگ کو دیکھا جو

بڑے صاحب نعمت اور مشغول تھے۔ میں نے ایسا مشغول اور کسیکو نہیں دیکھا۔ الغرض ہم اُن کے پاس گئے سلام عرض کیا دیکھا تو اُن کے بدن میں صرف رُوح ہی روح باقی تھی گوشت و پوست بالکل نہ تھا وہ باتیں بہت کم کرتے تھے ہمنے ارادہ کیا کہ آن سے دریافت حال کریں کہ آپکا ایسا حال کیوں ہے اُنہوں نے روشنضمیری سے ہمارا ارادہ دریافت کیا اور ہمارے سوال کرنیسے پہلے اپنا حال بیان کرنا شروع کیا کہ اے درویش ایک روز میں اپنے ایک دوست کیساتھ قبرستان میں گیا وہ متصل ایک قبر کے ٹھیرے قضارا اُس جوان سے کوئی بات لہو ولعب کی سرزد ہوئی مجھے ہنسی آئی بمجرد ہنسنے کے اُس قبر سے جسپر میں بیٹھا تھا آواز آئی کہ اے غافل جسکو ایسا سخت مکان درپیش ہو اور جس کا حریف ملک الموت ہو اور اس خاک میں کہ سانپ اور اژدر ہیں اُسکا گھر ہو اُسے ہنسی سے کیا سروکار جونہی میں نے یہ بات سُنی آہستہ اُٹھا اپنے دوست کو وداع کیا وہ اپنے گھر گیا میں اس غار میں آیا اور سکونت اختیار کی اُس روز سے مجھے بڑی ہیبت ہے اور اس خوف سے میری جان گھُلی جاتی ہے۔ آج چالیس برس ہو گئے کہ نہیں ہنسا ہوں اور نہ میں نے شرمندگی سے سر اُٹھا کر آسمان کو دیکھا ہے۔ کل روز قیامت ہوگا وہاں کیونکر مُنہ دکھلاؤنگا۔ اسکے بعد فرمایا ایک بزرگ عطاء سلمیؒ نام تھے چالیس برس اُنہوں نے کبھی آسمان کو نہ دیکھا تھا شب و روز زار و نزار روتے تھے لوگوں نے اسقدر رونیکا سبب دریافت کیا آپنے جواب دیا قبر اور قیامت کے ڈر سے میرا یہ حال ہے اسکے بعد پوچھا کہ آسمان کیوں نہیں دیکھتے فرمایا مجھے شرم آتی ہے میں نے گناہ بہت کئے اور مجالس میں قہقہے بہت لگائے ہیں اس سبب سے آسمان کو نہیں دیکھتا ہوں۔ اسکے بعد آپنے حضرت خواجہ فتح موصلیؒ کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ بڑے بزرگ علامہ عصر تھے۔ آٹھ سال سے اسقدر روتے تھے کہ گوشت اُنکے رخساروں کا بہ گیا تھا جب اُنھوں نے انتقال فرمایا لوگوں نے خواب میں دیکھا پوچھا خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا فرمایا مجھے بخشدیا جسوقت مجھے عرش کے تلے لیگئے مینے نہایت ادب سے ڈرتے ڈرتے اور کانپتے ہوئے سجدہ کیا خطاب ہوا اے فتح موصلی اتنا کیوں روتا تھا کیا مجھے غفار نہ جانتا تھا۔ میں نے پھر سجدہ کرکے عرض کیا الٰہی وہ کون شخص ہے جو تجھے غفار نہ جانتا ہو مگر میں ضغطۂ گور و ہیبت قبر اور سختی

ملک الموت کیوجہ سے روتا تھا کہ اس تنگ گڑھے میں نہ معلوم میرا کیا حال ہوگا اسکے بعد حق سبحانہٗ تعالیٰ کا
فرمان ہوا کہ جب تو ان اُمور سے ڈرا ہم نے سب خوف کے مقامات سے تجھے پناہ دی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا
کہ مَیں ملک سیستان میں ہمراہی حضرت خواجہ عثمان ہرونی کے مسافرت میں تھا۔ ایک روز ہم ایک
صومعہ میں پہونچے اُسمیں شیخ صدرالدین محمد احمد سیوستانی حد سے زیادہ مشغول رہتے تھے میں کئی روز
اُنکی خدمت میں رہا جو کوئی اُنکے صومعہ میں آتا محروم نہ جاتا آپ اندر تشریف لیجاکر کوئی شئے لاکر دیتے اور
فرماتے کہ میرے حق میں دعائے خیر کرو کہ ایمان اپنا سلامت لیجاؤں الغرض وہ بزرگوار جب حال
سختی قبر اور موت کا سُنتے بید کی مانند کانپتے اور آنکھوں سے خون روانہ ہونے لگتا گویا چشمہ پانی کا
ہے آپ کا گریہ سات رات دن بند نہوتا۔ آپ آسمان کو دیکھ دیکھ کر روتے تھے کہ اُن کے رونے سے
رونا آتا تھا جب رونے سے فارغ ہوئے اور سکون پکڑا تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عزیز
جسکو موت آنیوالی ہو اور حریف اُسکا ملک الموت ہو اُسے سونے ہنسنے اور خوشدل رہنے سے کیا
کام۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا اے عزیز اگر تمہیں ذرا حال اُن لوگوں کا جو زیر خاک سوتے ہیں اور ایسی کوٹھری
جسمیں بچھو بھرے ہوئے ہیں اور وہ اسمیں قید ہیں معلوم ہو جائے تو اُسکے دریافت کرتے ہی ایسے
پگھل جاؤگے جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک وقت میں اور ایک
بزرگ کار از شہر بصرہ کے قبرستان میں بیٹھے تھے۔ ہمارے متصل ایک مُردے کو عذاب ہو رہا تھا اُن
بزرگ نے جب یہ حال دیکھا زور سے نعرہ مارکر زمین پر گر پڑے ہمنے اُٹھانا چاہا معلوم ہوا کہ جان قالب
سے پرواز کرگئی ہے پھر تھوڑی دیر میں بدن اُنکا پانی ہوکر ناپید ہوگیا۔ میننے جیسا خوف اُن میں دیکھا
تھا کسی اور میں نہیں دیکھا اور نہ سُنا اسکے بعد ارشاد فرمایا مجھے بھی اُس روز سے سخت خوف اور ہیبت
دامنگیر ہے، یہ حکایت تیس برس کے بعد تم لوگوں سے بیان کی۔ اے عزیز دُنیا سے اتنا مشغول ہو
کہ حق سے باز رہو۔ جب یہ فرما چکے دو خرما جو آپکے سامنے رکھے تھے۔ مجھے عنایت فرمائے، یہ فرماکر
آپ رونے لگے جب ہیبت کا غلبہ زیادہ ہوا حضرت خواجہ بزرگ رحؒ نے چیخیں مارکر رونا شروع کیا
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ مرحلہ نہایت سخت ہے جو بچا وہی بچا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا قبرستان میں قصداً

روٹی کھانا۔ پانی پینا یا کسی قسم کا میوہ کھانا گناہ کبیرہ ہے اس کے بعد آپنے امر مذکورہ کے مطابق
حکایت بیان فرمائی کہ کتاب روضہ مصنفہ حضرت امام یحییٰ حسن زندوسی میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے
فرمایا ہے مَنْ اَکَلَ فِی الْمَقَابِرِ طَعَامًا اَوْ شَرَابًا فَهُوَ مَلْعُوْنٌ اَوْ مُنَافِقٌ یعنی جس شخص نے کھایا
قبرستان میں کھانا یا پیا پانی وہ ملعون ہے یا منافق ہے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی حکایت
بیان فرمائی کہ آپنے قبرستان میں ایک گروہ مسلمانوں کا دیکھا جو کھانا کھارہے اور پانی پی رہے تھے۔
آپ اُنکے نزدیک تشریف لیگئے اور کہا اے لوگو تم منافق ہو یا مسلمان یہ بات اُنہیں گراں معلوم ہوئی
چاہا کہ آپکو ایذا پہونچائیں آپ نے فرمایا یہ بات میں نے اپنے دل سے نہیں کہی پیغمبر خدا صلعم نے
فرمایا ہے کہ جو شخص قبرستان میں کھانا کھاوے یا پانی پیوے وہ منافق ہے۔ کس واسطے کہ قبرستان
مقام ہیبت اور عبرت کا ہے اس خاک میں کتنے مثل تمہاری اور کتنے تمسے افضل مدفون ہیں چیونٹیوں نے
اُنھیں کھالیا ہے اُنکی خوبصورتی خاک میں خاک سے یکساں ہوگئی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم تم زندوں
نے اپنے ہاتھ سے زمین میں سونپا ہے پھر تمہارا دل کیونکر گوارا کرتا ہے کہ ایسی جگہ کھاؤ پیو آپ یہ
فرماکر خاموش ہو رہے ان باتوں کا اثر اُن لوگوں کے دلوں پر کچھ ایسا پڑا کہ فی الفور توبہ کی اور گستاخی
معاف کرائی۔ اور مدت العمر اپنی توبہ پر ثابت رہے۔ اس کے بعد دوسری حکایت متضمن اسی
معنی کے بیان فرمائی کہ کتاب ریاحین میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر صلعم کا گذر ایسی قوم پر ہوا جو
ہنسی اور ٹھٹھے میں مشغول تھے، پیغمبر خدا صلعم نے توقف فرمایا اور سلام کیا وہ لوگ آپ کو دیکھتے
ہی واسطے تعظیم کے کھڑے ہو گئے آپنے اُن سے فرمایا کہ اے بھائیو کیا تم موت سے نڈر ہو گئے ہو
سب نے متفق اللفظ ہو کر بیان کیا خیر یا رسول اللہ صلعم موت سے کون نڈر ہو سکتا ہے آپنے فرمایا جو موت
سے ڈرے اُسے ہنسنے اور قہقہے مارنے سے کیا کام یہ نصیحت جناب رسالت پناہ کی اُن لوگوں پر ایسی
کارگر ہوئی کہ آیندہ کسی نے اُنکو ہنستے نہ دیکھا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ بزرگ رحؒ نے بیان فرمایا کہ
تمام انبیا اور اولیا رح نے جو دنیا کو ہیچ جانا اور اُسپر لعنت کی اُسکا سبب یہ ہے کہ ہیبت گور اور خوف
مرگ اُنپر طاری تھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا تیسرا مرتبہ جسکو اہل سلوک گناہ کبیرہ تحریر فرماتے ہیں

اپنے بھائی مسلمان کو ایذا پہنچانا ہے اس سے بڑھکر اور کوئی گناہ نہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں حق تعالےٰ
فرماتا ہی وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا یعنی جو لوگ
ایذا دیتے ہیں مسلمانوں کو ناحق پس تحقیق وہ باندھتے ہیں بہتان اور گناہ بُرا یہ بہتان باندھنا یعنی بلا وجہ
ایذا دینی بھائی مسلمانکو موجب سخت ناراضی خدا کا ہی۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا ایک بادشاہ نے دروازہ
ظلم اور تعدی کا بندگانِ خدا پر کھولا تھا۔ یہانتک کہ بلا وجہ ہلاک کرتا اور عذاب دیتا مدت بعد وہی بادشاہ
ظالم مسجد کنکری واقع بغداد کی متصل نظر پڑا سر کے بال بکھرے خاک انہیں پڑی دولت اور حشمت اس سے
برگشتہ تھی ایک شخص نے اسکو پہچانکر پوچھا کیا تو وہی بادشاہ ہے جو مکہ شریف میں لوگوں پر ظلم کرتا تھا اُسنے
شرمندہ ہوکر کہا ہاں میں وہی ہوں تمنے مجھے کیونکر پہچانا جوابدیا میں نے تجھے اُسوقت حالت
دولت و نعمت میں دیکھا تھا کہ تو نے دروازہ ظلم اور تعدی کا لوگوں پر کھول رکھا تھا۔ خدا کا خوف مطلق
نہ کرتا تھا بادشاہ نے جوابدیا بیشک میں اُسوقت بموجب بندگانِ خدا کو ستاتا تھا۔ اور اُنپر ظلم روا رکھتا تھا
یہ اُسی ظلم کی سزا ہے۔ اسکے بعد آپنے حکایت بیان فرمائی کہ جس وقت میں بغداد میں تھا دجلہ کے کنارے
ایک صومعہ میں گیا اُسمیں ایک بزرگ مقیم تھے۔ مَیں نے سلام کیا اُنھوں نے اشارہ سے بیٹھ جانیکو
ارشاد فرمایا۔ پھر تھوڑی دیر بعد مجھسے مخاطب ہوئے اور فرمایا مجھے پچاس سال ہوئے کہ خلق سے تنہائی
اختیار کرکے یہاں بیٹھا ہوں جیسے تم مسافرت کرتے پھرتے ہو اسی طرح میں بھی مسافرت کرتا تھا۔ اثنائے
مسافرت میں میرا گذر ایک شہر میں ہوا۔ ایک مالدار شخص کو دیکھا بازاروں میں کھڑا ہوا خلق سے بیداد
کرتا اور نہایت سخت گیری عمل میں لاتا اور گاہکو بہت تکلیف دیتا تھا۔ میں وہاں سے گزرا خاموش
چلا گیا اُسے کچھ نہ کہا ہاتفِ غیب نے آواز دی کیا ہوجاتا اگر تو خدا کے واسطے اسکو دنیا مُردار سے
باز رکھتا اور جھڑکدیتا کہ ایسا کام نہ کر شاید وہ تیرا کہا مان جاتا اور ظلم سے باز آتا میں نے جس روز سے یہ آواز
سُنی ہی نہایت شرمندہ ہوں اور اس صومعہ میں مسکن کیا ہی کبھی اس سے باہر قدم نہیں نکالا مجھے اسبات کا بڑا
خوف ہی کہ بروزِ حشر جب اس معاملہ سے پوچھا جائیگا تو کیا جوابدونگا۔ پس میں نے اس تاریخ سے قسم
کھائی ہی کہ کہیں نہ جاؤنگا جو مجھے کوئی چیز نظر پڑے اور میں اُسکی گواہی میں پکڑا جاؤں جب شاید

ہوئی غیب سے آبخورہ اور دو جو کی روٹیاں آئیں یہ چیزیں ہمارے سامنے ہوا میں پیدا ہوئیں میں نے
اور اُس بزرگ نے باہم بیٹھکر روزہ کھولا جب میں روانہ ہونے لگا اُنھوں نے دو سیب مصلے کے نیچے
سے نکالکر حوالے کئے میں بغداد واپس آیا اسکے بعد ارشاد فرمایا چوتھا مرتبہ جسکو اہل سلوک گناہ کبیرہ تحریر
کرتے ہیں یہ ہے کہ جب بندہ نام باری تعالیٰ کا سُنے یا کلام اللہ پڑھے اُسکا دل نرم نہو اور زیادتی
ایمان کی اُسکو حاصل نہو۔ ایسا ضرور ہونا چاہیے اگر وہ عیاذاً باللہ لہو ولعب میں مشغول ہو تو نہایت درجہ
خرابی کی بات ہی۔ قرآن مجید میں آیا ہی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ
عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ امام زاہدیؒ نے اسکی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ
مومن حقیقت میں وہ لوگ ہیں کہ نام خدا کا سُن کر انکا ایمان زیادہ ہوتا ہی اعتقاد بڑھتا ہی اور جو شخص قرآن
شریف پڑھنے میں ہنستا ہی اُسے بتحقیق جانو کہ وہ منافق ہی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ ایک روز میں ایک طائفہ پر گذرا کہ وہ ذکر خدا تعالیٰ کا کر رہے تھے، اور ہنستے جاتے تھے۔
اُنکا دل خدا تعالےٰ کا نام سُننے سے نرم نہوتا تھا۔ میں ٹھیر گیا اور کہا یہ سب گروہ منافقوں کا ہے۔ اس کے
بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ ابراہیم خواصؒ ایسی جماعت پر گذرے جو بیٹھے ہوئے ذکر خدا تعالیٰ کا کر رہے تھے آپنے
نام خدا تعالیٰ کا لیا بمجرد سُننے کے ایسا شوق پیدا ہوا کہ سات راتدن تک وجد میں بیہوش رہے۔ جب
ہوش آتا پھر خدا کا نام لیتے اور بیہوش ہوجاتے سات راتدن تک یہی کیفیت رہی جب ہوش کامل آیا
تجدید وضو کی اور دوگانہ نماز پڑھی سر سجدہ میں رکھکر یا اللہ کہا پھر بیہوش ہوکر جان بحق ہوئے۔ یہ ذکر فرماکر
حضرت خواجہ بھی آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ دو بیتیں پڑھیں ؎ عاشق ہوائے دوست بیہوش بود
وز یادِ محبتِ خویش مدہوش بود ٭ فردا کہ بحشر خلق حیراں ماند ٭ نام تو درون سینہ و گوش بود ٭ اسکے بعد
ارشاد فرمایا کہ خانقاہ حضرت خواجہ ناصر الدین ابی یوسف چشتیؒ میں کئی درویش صاحب کمال آئے ہوئے تھے۔
اُس زمانہ میں میں بھی وہیں تھا۔ ایک روز مجلس سماع میں قوالوں نے انہیں دونوں بیتوں کو کہنا شروع کیا مجھے
اور اُن لوگوں کو اس رباعی کے سُننے سے ایسا اثر ہوا کہ سات روز تک ہم سب بیہوش رہے جب قوال کچھ اور
گانا چاہتے ہم اُنکو منع کرتے اور یہی رباعی کہلواتے ہنگام وجد میں دو درویش صاحب کمال اُن میں سے

زمین پر گر پڑی خرقہ زمین پر پڑا رہا اور جسم اُن کا غائب ہو گیا بعد فرمانے ان بیش بہا موتیوں کے حضرت خواجہ مشغول تلاوت کلام مجید اور دعا گو اپنے اپنے مقام پر واپس آئے الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس ششم

روز پنجشنبہ سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی شیخ جلالؒ شیخ علی سنجریؒ خواجہ محمد احمد چشتیؒ اور بہت سے مشاہیر صوفیائے کرام حاضر تھے گفتگو اس بارہ میں واقع ہوئی کہ دیکھنا پانچ چیزوں کا اگرچہ جداگانہ بھی جاویں عبادت ہے مذہب اہل سلوک میں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان پانچ امور سے پہلا امر منہ دیکھنا ماں اور باپ کا ہے یہ عبادت فرزندوں کے واسطے بڑے ثواب کی ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو شخص اپنے ماں باپ کا منہ لوجہ اللہ دیکھے خدا تعالیٰ اُسکے نامۂ اعمال میں ثواب ایک حج مقبول شدہ کا ثبت فرماتا ہے اور جو فرزند اپنے والدین کی قدمبوسی کرے خدا تعالیٰ ہزار برس کی عبادت کا ثواب اُسکے نامۂ اعمال میں درج فرماتا ہے اور اُسکے کل گناہ بخشدیتا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک جوان نہایت درجہ فاسق فاجر اور مبتلائے عصیان تھا جب اُس نے انتقال کیا ایک شب لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ درمیان حاجیوں کے بہشت میں خراماں ہے بڑا تعجب ہوا دریافت کیا یہ دولت کہاں سے حاصل ہوئی تیرا کوئی عمل اس لائق نہ تھا۔ جواب دیا بیشک ایسا ہی حال ہے مگر تمہیں معلوم ہوگا کہ میری بوڑھی ماں تھی جب مکان سے باہر نکلتا اپنی ماں کی قدمبوسی کے بعد نکلتا وہ مجھے دعا دیتی خدا تیری مغفرت کرے اور ثواب حاجیوں کا دیوے خدائے عزوجل نے میری والدہ کی دعا قبول فرمائی مجھے بخشا اور حاجیوں کا رتبہ عنایت کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامیؒ سے دریافت کیا تمہیں یہ دولت عظمیٰ و نعمت عُلیا کیونکر حاصل ہوئی آپ نے جواب دیا کہ جب میں لڑکا تھا شاید سات برس کا ہونگا مسجد میں پڑھنے جاتا تھا ایک روز یہ آیت میرے سبق میں آئی وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا الخ استاد سے اُسکے معنی پوچھے جواب دیا فرمان الٰہی ہے کہ ماں اور باپ کی خدمت کرو جیسا کہ حق اُسکا ہے میں یہ سنتے ہی گھبرا کر اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے ماں آج کے روز میں نے یہ آیت پڑھی، حکم دے کہ تیری خدمت بجا لاؤں والد سے بھی ایسا ہی عرض کیا اُن دونوں نے میرے حق میں دوگانہ نماز پڑھ کر دعا کی اور خدا تعالیٰ کے سپرد کیا یہ دولت اس دعا کی بدولت حاصل ہوئی دوسرا سبب ایک اور ہے کہ موسم زمستان میں جب کہ برف گر رہی تھی بوقت شب والدہ کو

پیاس لگی میں جاگتا تھا مجھ سے پانی مانگا حسب الارشاد پانی لیکر گیا اور دینا چاہا معلوم ہوا پھر آنکھ لگ گئی میں نے جگانا ادب کے خلاف جانا اور یہ گوارا نہ کیا کہ پانی لیجا کر رکھدوں تا والدہ کو پیاسا سونے دوں یہ خیال کر پیالہ اپنے ہاتھ میں لے سرہانے جا کر کھڑا ہو گیا کہ پانی ہاتھ میں بسبب شدت سردی کے جم گیا۔ اتنے میں والدہ کی آنکھ کھلی مجھ پر نگاہ پڑی بہت خوش ہوئیں درگاہ الٰہی میں دعا کی کہ میرے لڑکے کو اپنے فضل و کرم سے بادشاہ اہل عرفان فرما۔ یہ سب دولت اور نعمت جو معائنہ کرتے ہو اُسی دعا کا نتیجہ ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا دوسری بات ان باتوں میں سے دیکھنا قرآن شریف کا ہے یہ بڑی عبادت ہے شرح اولیاء میں تحریر ہے جو شخص کلام اللہ پڑھتا ہے حقتعالیٰ فرماتا ہے کہ دو ثواب اُسکے نامۂ اعمال میں تحریر کئے جائیں ایک ثواب قرآن مجید پڑھنے کا دوسرا قرآن شریف پر نظر کرنیکا اور ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں اُسکے نامۂ اعمال میں لکھی جاوینگی اور دس دس بدیاں حک ہونگی۔

اسکے بعد میں نے التماس کیا کہ مصحف کو اپنے ساتھ سفر میں یا لشکر میں لیجانا درست ہے یا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا زمانہ رسول اللہ صلعم میں جب اسلام آشکارا نہیں ہوا تھا۔ قرآن شریف اپنے ساتھ بدیں خوف کہ کہیں کفار کے ہاتھ نہ پڑجائے اور وہ بے ادبی کریں نہیں لیجاتے تھے مگر جب اسلام آشکارا ہوا اور رونق پکڑی تب سے برابر اپنے ہمراہ لشکر و سفر میں لیجاتے تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ کو بعد وفات خواب میں دیکھا پوچھا خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ ایک شب میں کسی قصبہ میں مہمان ہوا جس مکان میں ٹھیرا تھا وہاں طاق میں قرآن کا ایک ورق رکھا ہوا تھا میں نے خیال کیا یہاں ورق مصحف رکھا ہوا ہے سونا نہ چاہیئے پھر دل میں وسوسہ آیا کہ اس ورق کو کہیں اور بھیجدوں اور خود یہاں آرام کروں پھر خیال ہوا کہ یہ بھی بے ادبی ہوگی جو اپنے آرام کیواسطے تبدیل جائے مصحف کی جائے الغرض اُس جگہ سے مصحف دوسری جگہ نہ بھیجا اور تمام شب جاگتا رہا جب میرا وقت پورا ہو چکا انتقال کیا مجھے اُسی ادب کے صدقہ سے جو میں نے قرآن شریف کا کیا تھا حق تبارک و تعالیٰ نے بخشدیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا مصحف میں نظر کرنے سے روشنائی چشم زیادہ ہوتی ہے اور کبھی وہ آنکھ درد دنیا میں مبتلا نہ ہوگی جو فرقان حمید پر پڑتی

رہے۔ اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ سجادہ پر بیٹھے تھے قرآن شریف آگے رکھا تھا۔ ایک نابینا آیا اور عرض کی مدت گذری میری آنکھیں جاتی رہی ہیں بہتیرا علاج کیا کچھ فائدہ نہوا اب آپکے پاس واسطے دعائے خیر کے آیا ہوں دعا فرمایئے انہوں نے قبلہ رخ ہوکر فاتحہ پڑھی اور قرآن شریف اٹھاکر اسکی آنکھوں سے ملا فی الفور دونوں آنکھیں روشن ہوگئیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جامع الحکایات میں یہ حکایت درج ہے کہ زمانہ گذشتہ میں ایک شخص فاسق بدرجہ کمال تھا مسلمانوں نے اس کے فسق سے نفرت پکڑی تھی اور ہمیشہ اسکے مانع ہوتے تھے مگر وہ باز نہیں آتا تھا۔ جب مرگیا تو لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ تاج سر پر رکھے اور عمدہ کپڑے پہنے ہے فرشتوں کو فرمان بہشت میں لیجانیکا ہوا ہے پوچھا تو فاسق تھا تجھے یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوا اس نے جواب دیا میرا یہ قاعدہ تھا کہ جہاں ورق مصحف دیکھتا اٹھا لیتا۔ اور اسی جگہ ٹھیر جاتا اور نہایت ادب سے اسے دیکھتا حقتعالٰی نے میرے تمام گناہ معاف فرمائے اور یہ درجہ عطا فرمایا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا تیسری بات ان پانچوں میں سے علماء کی زیارت کرنا بحالت زندگی ہے جو شخص عالم کے چہرے کو محض ابتغاء بوجہ اللہ دیکھتا ہے خدا تعالٰی اس نظر سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ فرشتہ اسکے واسطے تا قیامت دعائے مغفرت مانگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جس شخص کے دلمیں دوستی علماء اور مشائخ کی ہوگی خدا تعالٰی ہزار برس کی عبادت کا ثواب اسکے نامۂ اعمال میں تحریر فرمائیگا۔ اگر اس درمیان میں مرجائیگا تو اسے بروز حشر زمرۂ علماء میں اٹھائینگے، اور مقام اسکا علیین ہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ فتاوی ظہیریہ میں مسطور ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے جو شخص عالموں کو بہت دیکھے، انکی صحبت میں بیٹھے اور سات روز انکی خدمت کرے حق تعالٰی اسکے تمام گناہ معاف فرماتا ہے اور نیکیاں سات ہزار برس کی اسکے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور یہ حکایت بیان فرمائی قبل ازیں ایک آدمی تھا جوقت عالموں یا مشائخوں کو دیکھتا اپنا منہ حسد سے پھیر لیتا تھا قضائے الٰہی سے مرگیا اسکا منہ بجانب قبلہ نہوتا تھا ہرچند کوشش کیجاتی تھی مگر بے سود خلق کو مشاہدہ اس امر سے تعجب ہوا ہاتف نے آواز دی اے مسلمانو زیادہ تکلیف نکرو یہ حاسد تھا اور علماء اور مشائخ کو دیکھ کر منہ پھیر لیتا تھا۔ ہم نے اپنی رحمت سے اسے محروم کیا ہے اور راندگاہ

بارگاہ میں اسکا نام لکھا ہے کل بروز قیامت ریچھ کی شکل میں اٹھیگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا چوتھی بات ان پانچوں میں سے دیکھنا خانہ کعبہ کا ہے جو شخص زیارت خانہ کعبہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً کریگا ہزار برس کی عبادت اور ہر سال حج کا ثواب اسکے نامۂ اعمال میں لکھا جاویگا اور وہ شخص بزرگ ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا پانچویں بات دیکھنا اپنے پیر کا اور اسکی خدمت کرنی یہ بھی عبادت ہے میں نے یہ امر کتاب معرفۃ المریدین میں لکھا دیکھا اور زبان مبارک خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ سے سنا ہے کہ جس نے ایک ہی دن اپنے پیر کی خدمت کی حقتعالٰی ایک ایک دانہ موتی سے بنے ہوئے ہزار محل اسکو بہشت میں عطا فرمائیگا اور ہر ایک محل میں ایک ایک حور ہوگی اور وہ شخص بروز قیامت بے حساب اہل بہشت ہوگا۔ اور عبادت ہزار برس کی اسکے نامۂ اعمال میں لکھی جائے گی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا مرید کو لازم ہے کہ اپنے پیر کے ہر قول و فعل پر نظر رکھے اور جو کچھ وہ ارشاد فرمائیں بصدق دل بجالائے اور جہانتک ممکن ہو اپنے پیر کی خدمت سے غائب نہو۔ بعدہٗ ذکر فرمایا کہ زمانہ گذشتہ میں ایک زاہد تھا جس نے ہزار سال تک عبادت حقتعالٰی کی شب روز کی تھی کوئی وقت اسکا اللہ کے ذکر سے خالی نہوتا تھا جو شخص انکی زیارت کو جاتا آپ اسے یہ نصیحت فرماتے کہ قرآن شریف میں خدا تعالٰی فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ یعنی ہمنے جن اور آدمیوں کو واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے۔ پس اے بھائیو! تمکو لازم ہے کہ شب و روز ذکر خدائے بزرگ میں مشغول رہو۔ اور کبھی اس غافل نہو۔ مدت مدید گذری کہ زاہد نے انتقال کیا بعد وفات لوگوں نے خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ خدائے تعالٰی نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا اس نے جواب دیا کہ بخشدیا پوچھا تمہارا کونسا عمل مقبول بارگاہ سبحانی ہوا جواب دیا کوئی عبادت کام نہ آئی مگر میری نصیحت نے مجھے بخشوایا اور بڑا سبب میری بخشش کا خدمت پیر بھی ہوئی مجھے ارشاد ہوا کہ تم نے اپنے پیر کی خدمت میں کوتاہی نہ کی اسواسطے ہمنے تمکو بخشا۔ اسکے بعد حضرت آبدیدہ ہوئے اور فرمایا بروز قیامت انبیاء اولیاء سب اپنی اپنی قبروں سے اٹھائے جائینگے، ان کے کندھوں پر کمبل پڑے ہونگے ہر ایک کمبل میں کم و بیش ایک لاکھ تلنے اور ایک لاکھ بانے ہونگے ان کے مرید اور بچے ان تاگوں کو پکڑینگے اور اُسی وقت

تک پکڑے رہیں گے جبتک خلق ہنگامۂ محشر سے فارغ ہو۔ حقتعالیٰ اُنہیں پل صراط پر پہونچا ئیگا اور وہ مع اپنے پیروں کے اُس تین ہزار برس کے راستہ کو ایک پلک مارنے کے عرصہ میں برکت پکڑے رہنے اُس گلیم کے طے کرینگے اور دروازہ بہشت پر پہونچکر داخل دارالنعیم ہونگے۔ کوئی صعوبت یا کرب اُنکے وجود پر نہ پڑیگا حضرت خواجہ بزرگ یہ فوائد بیان فرما کر تلاوت قرآن شریف میں مشغول ہوئے۔ خلق اور دعاگو اپنے اپنے مقام پر واپس آئے۔

مجلس ششم۔ روز پنجشنبہ دولت پائبوسی حاصل ہوئی۔ شیخ برہان الدین چشتی و شیخ محمد صفاہانی رحمہما اللہ اور بہت سے درویش حاضر خدمت تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک کی بنائی ہوئی مخلوق لاتعداد ہے۔ اگر آدمی دریافت کیا چاہے اسی فکر میں دیوانہ ہو جائے اور معلوم نہ کر سکے۔ بعدہ ذکر فرمایا حضرت خاتم الانبیاء نے اصحاب کہف کے دیکھنے کی التجا کی حکم ہوا کہ تم دنیا میں اُنکو نہیں دیکھ سکتے البتہ آخرت میں دیکھو گے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہاری اُمت میں شامل کئے جائیں۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا آپنے اصحاب کہف کا غار دیکھا انہیں سلام کیا حقتعالیٰ نے سبکو زندہ کیا اور جواب سلام دلوایا۔ آپنے مذہب اسلام کی دعوت کی اُنہوں نے حضرت کی دعوت کو بصدق دل منظور کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں جو خدا کے علم اور قدرت میں نہ ہو لیکن مرد کو لازم ہے کہ بندگی اللہ عز اسمہٗ کی کما حقہٗ کرے۔ جو کچھ وہ کریگا ہوگا۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ ہم اور بہت سے صوفیائے کرام خدمت میں حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ کے حاضر تھے ایک شخص نہایت مسن اور بدرجہ اتم لاغر تشریف لائے آپنے اُنکی تعظیم کی کھڑے ہو گئے اور اپنے برابر مصلے پر بٹھایا۔ اُنہوں نے گذارش کی آج تیس برس ہوئے میرا جوان لڑکا کہیں چلا گیا ہے مجھے اُس کا پتہ اور حال مطلقاً معلوم نہیں خدا جانے جیتا ہے یا مر گیا بہت تلاش کی مگر پتہ نہ لگا اب آپکی خدمت میں دعا کا طالب ہو کر حاضر ہوا ہوں ازراہ عنایت لطف و کرم دعا فرمایئے۔ حضرت خواجہ یہ سنکر تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر مراقبہ کرکے فرمایا آؤ اُسکے لڑکے کیواسطے بارگاہ حق تعالیٰ میں دعا کریں۔ سبنے ہاتھ اُٹھائے آپنے اِن بڈھے سے کہا تشریف لیجایئے تمہارا لڑکا تمہارے گھر کے دروازہ

پر موجود ہے وہ بڈھے اُسی وقت مجلس شریف سے اُٹھ گئے اور تھوڑی دیر میں پھر حاضر ہوئے۔ لڑکا گمشدہ اُن کے ہمراہ تھا۔ اُسنے حضرت خواجہ کے قدموں میں ڈالا۔ بیان کیا جب میں یہاں سے اپنے مکان کو راہی ہوا راستہ میں تھا کہ محلہ کے لوگ اِسے لا رہے تھے مجھے خوشخبری دی کہ مبارک ہو لڑکا آ گیا اب میں اُسے آپکی خدمت میں حاضر لایا ہوں۔ حضرت نے لڑکے سے دریافت کیا کہ تیس سال کہاں رہا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں دیوؤں کی قید میں تھا تھوڑی دیر گذری کہ آپ مشابہ بلکہ اُسی شخص نے مجھے خلاص کیا اور کہا آنکھیں بند کر مینے آنکھیں بند کیں۔ جب کھولیں تو اپنے گھر کے دروازہ پر موجود تھا۔ وہ واقعہ زیادہ بتلانا چاہتا تھا کہ آپنے اشارہ سے منع فرمایا لڑکا چپ ہو رہا پھر دونوں حضرت خواجہ کے مُرید ہوئے اور کہا سبحان اللہ ایسے لوگ باوجود اسقدر طاقت کے اپنی ذات کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا یہ سب قدرت خدائے عز و جل کی ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کعب احبار سے روایت کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ایک فرشتہ اسیل نام پیدا کیا ہے اُسکے ہاتھ اسقدر لمبے ہیں کہ ایک ہاتھ مشرق اور دوسرا مغرب میں ہے تسبیح اُس فرشتہ کی یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ فرشتہ دن اور رات پر تعینات ہے جو ہاتھ مشرق کی طرف ہے اُس سے روشنائی دن کی اور دست جانب مغرب سے تاریکی رات کی نگاہ رکھتا ہے اگر وہ فرشتہ روشنائی کو ہاتھ سے ہاتھ چھوڑ دے ہرگز تاریکی نہ ہو اور جو تاریکی کو چھوڑ دے ہرگز دن نہ نکلے اُسکے آگے ایک لوح لٹکی ہوئی ہے اُس میں بہت سے خطوط سیاہ و سفید ہیں اُن سے وہ حال اوقات روز و شب دریافت کرتا رہتا ہے خطوط کی درازی اور کوتاہی سے رات دن کو چھوٹا بڑا کرتا ہے یہی سبب ہے جو رات دن گھٹ بڑھ جاتے ہیں یہ فرما کر آپ زار زار رونے لگے۔ اور بیہوشی آپ پر طاری ہوئی۔ جب ہوش آیا فرمانے لگے یہ عالم ایک تماشاگاہ قدرت ہے۔ ہزارہا عجائب امور اسمیں ہوتے ہیں۔ عارف کو چاہیئے جو امر تعجب انگیز دیکھے اُسکا ذکر کرے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ ایک اور فرشتہ ہے نہایت طویل القامت ایک ہاتھ اُسکا آسمان میں ہے اُس سے ہواؤں کو سنبھالتا ہے اور دوسرا ہاتھ زمین میں ہے اُس سے پانی کو روکتا ہے اگر ذرا اُس ہاتھ کو جو آسمان میں ہے کھولدے آندھی سے تمام زمین اُلٹ پلٹ ہو جائے۔ بعدہ ذکر فرمایا حقتعالیٰ نے کوہ قاف

کو پیدا کیا ہے تمام عالم اُسکے گھیرے میں آباد ہے قرآن شریف میں بھی اسکا ذکر آیا ہے قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ یعنے قسم ہے کوہ قاف اور قرآن مجید کی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ پیدا کیا ہے۔ نام اُسکا فرمائیل ہے جائے نشست اُسکی کوہ قاف ہے اور تسبیح اُس کی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ہے اور یہ موکل کوہ قاف کا ہے کبھی مٹھی بند کر لیتا ہے اور کبھی کھول دیتا ہے اُس کے ہاتھ میں رگیں ہفت اقلیم کی ہیں جب مرضی الٰہی ہوتی ہے کہ کسی اقلیم میں تنگی پیدا ہو اُس فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ رگ اپنے ہاتھ کی جو اُس اقلیم سے متعلق ہے کھینچ وہ اُسی رگ کو کھینچتا ہے رگ سکڑتی ہے جس سے تمام دریا وغیرہ سوکھ جاتے ہیں اناج زمین سے پیدا نہیں ہوتا جب رگ کو چھوڑتا ہے پھر سب چیزیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ اور کبھی اُس فرشتہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ رگ ہاتھ کی ہلا وہ ہلاتا ہے اُس کے ہلانے سے بھونچال آتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مینے زبانی حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ سُنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُس پہاڑ کو اُس دنیا سے چالیس گُنا زیادہ وسیع پیدا کیا ہے اُس پہاڑ پر کبھی اندھیرا نہیں ہوتا ہمیشہ نور ہی نور رہتا ہے۔ کبھی رات نہیں ہوتی زمین وہاں کی سونیکی ہے۔ رہنے والے وہاں کے فرشتے ہیں اُنہیں کسی قسم کا خوف نہیں جس روز سے پیدا ہوئے ہیں حمد خدا میں مشغول ہیں تسبیح اُنکی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ہے۔ اسکے پیچھے چالیس حجاب ہیں کہ لمبان چوڑان اُنکی خدا تعالیٰ جانتا ہے کسی جن و بشر اور فرشتے کو خبر نہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اس پہاڑ کو گائے نے سر پر رکھا ہے۔ جسامت اس گائے کی تیس ہزار سال کی راہ ہے اور وہ گائے کھڑی ہوئی حمد و ثنا جناب باری تعالیٰ میں مشاغل ہے سر اس گائے کا مشرق اور دُم مغرب میں ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحؒ نے یہ فرما کر قسم یاد کی کہ مینے یہ حکایت حضرت خواجہ مودود چشتیؒ سے سُنی تھی اُس مجلس میں ایک درویش حاضر تھا جب اِسنے یہ حال سُنا اپنے دلمیں شک کیا حضرت خواجہ مودود چشتیؒ سر بمراقبہ ہوئے اُسیوقت خواجہ اور وہ درویش اپنے خرقوں سے گم ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر میں واپس آئے اُس درویش نے قسم کھائی کہ مجھے کوہ قاف حضرت خواجہ نے دکھلا دیا۔ اب مجھکو کچھ شبہ نہیں رہا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ معین الحق والدین حسن رحؒ نے ارشاد فرمایا درویشوں کی قوت باطنی ایسی ہی ہوتی ہے وہ ایک

گھڑی میں جو چاہیں دکھا سکتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت خواجہ بزرگ نے اپنی حکایت بیان فرمائی کہ ایک میں وقت سمرقند کے علاقہ میں تھا۔ حضرت خواجہ ابو اللیث سمرقندی کے مکان کے پاس مسجد بن رہی تھی ایک شخص نے قبلہ کے بارہ میں حجت کی کہ قبلہ اسکا ٹھیک نہیں ہے۔ ہر چند میں نے اُسے سمجھایا مگر اُس نے نہ مانا۔ میں نے اُسکی گردن پکڑی اور کہا دیکھ اس طرف ہے جدھر میں مبتلا رہا ہوں اُسنے زیارت خانہ کعبہ کی ۔ اور جس طرف میں مبتلا ہو رہا تھا اُسی جانب ہونیکا اعتراف کیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جس روز خدا تعالےٰ نے دوزخ کو پیدا کیا اُسی روز ایک سانپ پیدا کیا اور اُس سانپ سے ارشاد فرمایا کہ اے سانپ ہم تجھے امانت سپرد کرتے ہیں منظور ہے یا نہیں سانپ نے جواب دیا کہ مجھے بسر و چشم منظور ہے حکم ہوا منہ کھول اُسنے منہ کھولا فرشتوں کو حکم ہوا کہ دوزخ کو لاؤ اور اِس سانپ کے منہ میں رکھدو فرشتوں نے دوزخ لا کر اُس سانپ کے منہ میں رکھدی اور منہ باندھدیا۔ اب دوزخ سانپ کے منہ میں ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ اگر دوزخ سانپ کے منہ میں زیر زمین نہ ہوتی تمام عالم جل جاتا اور خلقت ہلاک ہو جاتی۔ جب روز قیامت ہوگا دوزخ کو سانپ کے منہ سے باہر نکالیں گے۔ وہ ہزار ہا زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے ہر زنجیر کو ہزار ہزار فرشتے کھینچیں گے جسامت اور کلانی اُن فرشتوں کی اتنی ہے کہ اگر اُن میں سے ایک بھی چاہے اس عالم کا ایک لقمہ کر جائے۔ دوزخ میدان حشر میں آ کر ایک سانس باہر نکالے گی۔ جس سے میدان قیامت دھواں دھار ہو جائیگا۔ یہ فرما کر آپنے ارشاد کیا جو شخص چاہے کہ اس عذاب سے امن میں رہے اُسے چاہئیے کہ طاعت کرے کہ اس سے بڑھکر کوئی طاعت نہیں دعا گو نے دریافت کیا کہ وہ کونسی طاعت ہے آپنے فرمایا کہ درماندوں کی فریاد کو پہنچنا غریبوں کی حاجت روا کرنا اور بھوکوں کو کھانا دینا اور شکم سیر کرنا اس سے بہتر کوئی نیک عمل نہیں۔ یہ فرما کر آپ تلاوت میں مشغول ہوئے اور مجلس برخاست ہوئی۔

مجلس ہفتم۔ روز چہارشنبہ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی خانہ کعبہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً سے کئی حاجی آئے ہوئے تھے سخن الحمد کے بارہ میں ہوا آپنے ارشاد فرمایا کہ میں نے کتاب آثار مشائخ میں لکھا دیکھا ہے کہ الحمد یعنی سورہ فاتحہ واسطے حاجت روائی کے بہت پڑھنا چاہئیے۔ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے جب کسی آدمی کو مہم یا کار سخت

پیش آوے اُسے لازم ہی کہ سورہ الحمد اسطور پر پڑھے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم کو الحمد کے ساتھ ملائے یعنی الرحیم الحمد للہ پڑھے اور بعد ختم سورہ تین مرتبہ آہستہ آہستہ آمین کہے۔ انشاء اللہ اسکی وہ مہم پوری ہوجائیگی۔ اسکے بعد حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز پیغمبر خدا صلعم مع صحابہ مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ آپنے سب صحابیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھپر بہت انعام واکرام فرمایا ہی منجملہ اُنکے ایک یہ بھی ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہوگا اسی اثنا میں حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے۔ اور کہا خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ اے میرے حبیبؐ میں نے تجھپر اپنی کتاب نازل کی اُس میں ایک سورۃ ایسی ہی کہ اگر میں اُس سورت کو توریت میں نازل کرتا اُمتِ موسیٰؑ کی جہود نہوتی اگر وہی سورت انجیل میں نازل فرماتا اُمتِ عیسیٰؑ کی ترسا نہوتی۔ اگر وہی سورت زبور میں نازل کرتا اُمتِ داؤدؑ کو مسخ سے سروکار نہوتا۔ میں نے یہ سورت قرآن شریف میں اسواسطے داخل کی ہی کہ اُمت تیری اپنے دین پر قائم رہے اور قیامت میں دیگر اہوال اور دوزخ کے عذاب سے امن میں ہو۔ پھر جبرئیلؑ نے فرمایا اے حبیب خدا نبی آخر الزماں اس سورت کے فضائل اسقدر ہیں کہ اگر تمام دریاؤں کا پانی سیاہی بن جائے اور کل درخت قلم ہوجاویں تو بھی اُسکے فضائل لکھنے سی باقی رہجائیں اور وہ سب ختم ہوں۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ سورۃ تمام بیماریوں کی دوا ہی جو بیماری علاج پذیر نہو اُسکا علاج اس صورت سی اس طرح کیا جاوے کہ درمیان فریضہ و سُنت وقت فجر اکتالیس بار پڑھکر بیمار کے منہ پر پھونکے انشاء اللہ تعالیٰ جلد صحت نصیب ہوگی اسکے بعد ارشاد فرمایا اَلْفَاتِحَۃُ شِفَاءٌ لِکُلِّ دَاءٍ یعنی الحمد تمام بیماریوں کی دوا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا ایکدفعہ خلیفہ ہارون رشید نور اللہ مرقدہٗ سخت بیمار ہوئے ہرچند دو سال تک علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آخر الامر اپنے وزیر جعفر برمکی کو حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ کی خدمت میں بھیجا کہ میں ایسی بیماری میں مبتلا ہوں کہ جان سی تنگ آیا ہوں جو علاج کرتا ہوں اُلٹا پڑتا ہی۔ چونکہ وقت صحت یاب ہونے خلیفہ کا قریب آگیا تھا حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ معاً وزیر کیساتھ ہارون رشید کے پاس گئے اور سورۃ فاتحہ اکتالیس مرتبہ پڑھکر ہارون رشید کے منہ پر دم کی فوراً ہارون رشید کی بیماری جاتی رہی اور اس نے صحت پائی۔ اسکے بعد آپنے ایک اور حکایت اسطرح کی بیان فرمائی کہ ایکدفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کسی بیمار کی عیادت کو تشریف لیگئے

اور فاتحہ پڑھکر دم فرمائی وہ معاً اچھا ہوگیا تھوڑی دیر بعد کوئی اور شخص عیادت کو آیا بیمار سی پوچھا تمہیں کیونکر صحت ہوئی اسنے جوابدیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے تھے اور سورہ فاتحہ پڑھکر مجھپر دم کی تھی میں اچھا ہوگیا وہ یہ کہنے نہ پایا تھا کہ بیماری پھر عود کر آئی اور وہ اُس بیماری سی مر گیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ سورہ فاتحہ پر اسکا اعتقاد صحیح نہ تھا اور یہ بات اُسنے بد اعتقادی کی راہ سے کہی تھی ہر کام کا قاعدہ ہی کہ اگر وہ بد اعتقادی سی ہو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا تفاسیر میں مرقوم ہی کہ خدا تعالیٰ نے ہر سورت کا نام جُدا جُدا مقرر فرمایا ہے ہر سورت کا ایک ہی نام ہی کسی سورت کے دو نام نہیں مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے سات نام مقرر فرمائے ہیں اول فاتحۃ الکتاب دوم سبع المثانی سوم اُم الکتاب چہارم اُم القرآن پنجم سورۃ مغفرت ششم سورۃ رحمت ہفتم سورۃ ثانیہ اور سات حروف اس سورت میں نہیں۔ اُن کے نہونیکی وجہ یہ ہی اول حرف (ث) نہیں ہی کہ حرف ثانی ثبور ہونا ہی الحمد کے پڑھنے والے کو ثبور سی کچھ مطلب نہیں دوم حرف (ج) نہیں کیونکہ جیم پہلا حرف جہنم کا ہی الحمد کے پڑھنے والے کو جہنم سی علاقہ نہیں سوم حرف (ز) کیونکہ ز حرف اول زقوم کا ہی الحمد کے پڑھنے والیکو زقوم سی واسطہ نہیں چہارم حرف شین کہ اول حرف شقاوت کا ہی الحمد کا پڑھنے والا شقاوت سی مبرا ہی پنجم حرف (ظ) نہیں کیونکہ ظا حرف اول ظلمت کا ہی الحمد کے پڑھنے والیکو ظلمت سی کام نہیں ششم حرف (ف) نہیں کیونکہ یہ حرف اول فراق کا ہے الحمد پڑھنے والے کو فراق سی غرض نہیں ہفتم حرف خ نہیں کیونکہ خ سے مراد خواری ہی الحمد پڑھنے والیکو خواری نہیں ہوسکتی اور اس سورت میں سات آیتیں ہیں امام ناصر سبتی نے تحریر فرمایا ہی کہ آدمی کے بدن میں سات رگیں ہیں جنکو ہفت اندام کہتے ہیں جسنے سورہ فاتحہ کی ساتوں آیتیں پڑھیں خدا تعالیٰ نے اُسکے ساتوں اندام کو دوزخ سے پناہ دی۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اس سورت میں ایکسو چوبیس حرف ہیں اور گنتی انبیاء علیہم السلام کی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہی۔ پس جو کوئی اس سورت کے ایک سو چوبیس حرف پڑھیگا حق تعالیٰ اُسکو بیحد ثواب اور برکت بیشمار عنایت فرمائیگا۔ اسکے بعد تمثیلاً یہ روایت بیان فرمائی کہ الحمد کے پانچ حرف ہیں اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہی جو شخص یہ پانچ حرف پڑھیگا اُس سی ہر خطا جو پانچ وقت کی نماز پڑھنے میں واقع ہوئی ہوگی معاف کردیجائیگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ کے تین حرف ہیں ان تینوں کو الحمد کے پانچ میں ملادیں تو آٹھ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے آٹھ بہشتیں پیدا کی ہیں وہ ان حروف کے پڑھنے والوں کو عطا فرمائیگا اور اُنکیلئے تمام دروازے

پیش آوی اُسے لازم ہے کہ سورۃ الحمد اسطور پر پڑھے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم کو الحمد کے ساتھ ملائے یعنی الرحیم الحمد للہ پڑھے اور بعد ختم سورۃ تین مرتبہ آہستہ آہستہ آمین کہے۔ انشاء اللہ اُسکی وہ مہم پوری ہوجائیگی۔ اسکے بعد حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز پیغمبر خدا صلعم مع صحابہ مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ آپنے سب صحابیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھپر بیحد انعام واکرام فرمایا ہے منجملہ اُنکے ایک یہ بھی ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اسی اثناء میں حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے۔ اور کہا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے حبیبؐ میں نے تجھپر اپنی کتاب نازل کی اُس میں ایک سورۃ ایسی ہے کہ اگر میں اُس سورۃ کو توریت میں نازل کرتا اُمت موسیٰؑ کی جہود نہ ہوتی اگر وہی سورت انجیل میں نازل فرماتا اُمت عیسیٰؑ کی ترسا نہ ہوتی۔ اگر وہی سورت زبور میں نازل کرتا اُمت داؤدؑ کو مسخ سے سروکار نہ ہوتا۔ میں نے یہ سورت قرآن شریف میں اسواسطے داخل کی ہے کہ اُمت تیری اپنے دین پر قائم رہے اور قیامت میں دیگر اھوال اور دوزخ کے عذاب سے امن میں ہو۔ پھر جبرئیلؑ نے فرمایا اے حبیب خدا نبی آخر الزماں اس سورت کے فضائل اسقدر ہیں کہ اگر تمام دریاؤں کا پانی سیاہی بن جائے اور کل درخت قلم ہوں تو بھی اُسکے فضائل لکھنے سے باقی رہجائیں اور وہ سب ختم ہوں۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا یہ سورۃ تمام بیماریوں کی دوا ہے جو بیماری علاج پذیر نہ ہو اسکا علاج اس صورت سے اس طرح کیا جاوے کہ درمیان فریضہ و سُنت وقت فجر اکتالیس بار پڑھکر بیمار کے مُنہ پر پھونکے انشاء اللہ تعالیٰ جلد صحت نصیب ہوگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا اَلْفَاتِحَةُ شِفَاءٌ لِكُلِّ دَاءٍ یعنی الحمد تمام بیماریوں کی دوا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا ایکدفعہ خلیفہ ہارون رشید نور اللہ مرقدہٗ سخت بیمار ہوئے ہرچند دو سال تک علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آخر الامر اپنے وزیر جعفر برمکی کو حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ کی خدمت میں بھیجا کہ میں ایسی بیماری میں مبتلا ہوں کہ جان سے تنگ آیا ہوں جو علاج کرتا ہوں اُلٹا پڑتا ہے۔ چونکہ وقت صحت یاب ہونے خلیفہ کا قریب آگیا تھا حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ معاً وزیر کیساتھ ہارون رشید کے پاس گئے اور سورۃ فاتحہ اکتالیس مرتبہ پڑھکر ہارون رشید کے مُنہ پر دم کی فوراً ہارون رشید کی بیماری [illegible] گئی اور اس نے صحت پائی۔ اسکے بعد آپنے ایک اور حکایت اسطرح کی بیان فرمائی کہ ایکدفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی بیمار کی عیادت کو تشریف لیگئے

اور فاتحہ پڑھکر دم فرمائی وہ معاً اچھا ہوگیا تھوڑی دیر بعد کوئی اور شخص عیادت کو آیا بیمار سے پوچھا تمہیں کیونکر صحت ہوئی۔ اُسنے جواب دیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے تھے اور سورۃ فاتحہ پڑھکر مجھپر دم کی تھی میں اچھا ہوگیا یہ کہنے نہ پایا تھا کہ بیماری پھر عود کر آئی اور وہ اُس بیماری سے مرگیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ سورۃ فاتحہ پر اسکا عقیدہ صحیح نہ تھا اور یہ بات اُسنے بداعتقادی کی راہ سے کہی تھی ہر کام کا قاعدہ ہے کہ اگر وہ بداعتقادی سے ہو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا تفاسیر میں مرقوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر سورت کا نام جُدا جُدا مقرر فرمایا ہے ہر سورت کا ایک ہی نام ہے کسی سورت کے دو نام نہیں مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے سات نام مقرر فرمائے ہیں اوّل فاتحۃ الکتاب دوئم سبع المثانی سوئم اُم الکتاب چہارم اُم القرآن پنجم سورۃ مغفرت ششم سورۃ رحمت ہفتم سورۃ ثانیہ اور سات حروف اس سورت میں نہیں۔ اُن کے نہ ہونے کی وجہ یہ ہے اوّل حرف (ث) نہیں ہے کہ حرف ثا سے ثبور ہوتا ہے الحمد کے پڑھنے والے کو ثبور سے کچھ مطلب نہیں دوئم حرف (ج) نہیں کیونکہ جیم پہلا حرف جہنم کا ہے الحمد کے پڑھنے والے کو جہنم سے علاقہ نہیں۔ سوئم حرف (ز) کیونکہ ز حرف اول زقوم کا ہے الحمد کے پڑھنے والیکو زقوم سے واسطہ نہیں۔ چہارم حرف شین کہ اول حرف شقاوت کا ہے الحمد کا پڑھنے والا شقاوت سے مبرا ہے پنجم حرف (ظ) نہیں کیونکہ ظا حرف اول ظلمت کا ہے الحمد کے پڑھنے والیکو ظلمت سے کام نہیں ششم حرف (ف) نہیں کیونکہ یہ حرف اول فراق کا ہے الحمد پڑھنے والے کو فراق سے غرض نہیں ہفتم حرف خ نہیں کیونکہ خ سے مُراد خواری ہے الحمد پڑھنے والیکو خواری کا نہیں ہوسکتی اور اس سورت میں سات آیتیں ہیں امام ناصر سبتیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ آدمی کے بدن میں سات رگیں ہیں جنکو ہفت اندام کہتے ہیں جس نے سورۃ فاتحہ کی ساتوں آیتیں پڑھیں خدا تعالیٰ نے اُسکے ساتوں اندام کو دوزخ سے پناہ دی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اس سورت میں ایکسو چوبیس (۱۲۴) حرف ہیں اور گنتی انبیاء علیہم السلام کی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ پس جو کوئی اس سورت کے ایک سو چوبیس (۱۲۴) حرف پڑھیگا حق تعالیٰ اُسکو بیحد ثواب اور برکت بیشمار عنایت فرمائیگا۔ اسکے بعد تمثیلاً یہ روایت بیان فرمائی کہ الحمد کے پانچ حرف ہیں اسی وجہ سے حقتعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے جو شخص یہ پانچ حرف پڑھیگا اُس سے ہر خطا جو پانچ وقت کی نماز پڑھنے میں واقع ہوئی ہوگی معاف کر دیجائیگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ کے تین حرف ہیں ان تینوں کو الحمد کے پانچ میں ملا دیں تو آٹھ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے آٹھ بہشتیں پیدا کی ہیں وہ ان حروف کے پڑھنے والوں کو عطا فرمائی جائینگی تمام دروازے

کھل جائینگے کہ جس دروازہ سے چاہیں داخل ہوں اور رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں دس حرف ہیں اور آٹھ جمع کرنیسے اٹھارہ ہوتے ہیں جو شخص ان حروف کو پڑھیگا ہیجدہ ہزار عالم کا ثواب پاویگا اور اَلرَّحْمٰنِ کے چھ حرف ہیں اٹھارہ اور چھ چوبیس ہوئے خداتعالی نے رات دن کے چوبیس گھنٹے مقرر کئے ہیں جو شخص ان چوبیس حرفوں کو پڑھیگا اسکے تمام خطائیں اور گناہ معاف ہونگے معاصی سے ایسا پاک ہوگا گویا اپنی ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے اَلرَّحِیْمِ میں بھی چھ حرف ہیں اور چوبیس جمع کرنیسے تیس کا عدد حاصل ہوتا ہے حق تعالی نے پلصراط کو تیس ہزار برس کی راہ پیدا کیا ہے ان تیس حرفوں کا پڑھنے والا اسپر سے اس طور سے گذریگا جیسے بجلی کوند جاتی ہے اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں بارہ حرف ہیں تیس اور بارہ بیالیس ہوئے حقتعالی نے سال میں بارہ ماہ مقرر کئے ہیں ان حرفوں کا پڑھنے والا ایسا ہوگا گویا اس نے اس سال میں کوئی گناہ نہیں کیا اِيَّاكَ نَعْبُدُ اسمیں آٹھ حروف ہیں بیالیس اور آٹھ پچاس ہوتے ہیں جو شخص اسکو پڑھیگا وہ عذاب روز محشر سے جو پچاس ہزار برس کا دن ہے امن میں رہیگا اور اسکے ساتھ یقین کا معاملہ ہوگا. وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں گیارہ حرف ہیں پچاس اور گیارہ اکسٹھ ہوتے ہیں خدائے تعالی نے درمیان زمین و آسمان . کے اتنے ہی دریا پیدا کئے ہیں جو شخص ان اکسٹھ حروف کو پڑھے گا اسکو تمام دریاؤں کے پانی کے برابر ثواب ملیگا اور اسیقدر گناہ اسکے نامۂ اعمال سے مٹائے جاوینگے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں انیس حروف ہیں اکسٹھ اور انیس اسی ہوتے ہیں شراب خواری کی حد اسی تازیانے مقرر ہیں جو شخص ان اسی حروف کو پڑھیگا اس سے حد ہٹالیجائیگی صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں چوالیس حروف ہیں چوالیس اور اسی ایک سو چوبیس ہوتے ہیں جو شخص اس سورت پر مواظبت رکھے گا حقتعالی اسے تمام انبیاء کی طاعات اور عبادات کا ثواب لطف فرمائیگا. اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں اور خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ سفر میں تھے دجلہ کے کنارہ پہنچے. دریا طغیانی پر تھا. مجھے فکر ہوا کہ کس طرح پار اترینگے اور جلد عبور دریا کی ضرورت تھی حضرت خواجہ عثمان ہرونی نے فرمایا آنکھیں بند کرو میں نے آنکھیں بند کیں کچھ تھوڑی دیر میں کھولیں خود اور حضرت خواجہ عثمان ہرونی کو دجلہ کے اس پار پایا میں نے دریافت کیا کہ کس طرح عبور کیا. ارشاد فرمایا کہ الحمد کو پانچ مرتبہ پڑھکر قدم پانی پر رکھا اور پار اتر گئے. الغرض سورہ فاتحہ واسطے انصرام مہات دینی و دنیوی بہت مفید ہے اس سے بڑھکر کوئی دوسرا عمل واسطے روائی

حاجت کے مفید نہیں ہے. بعدہ ارشاد فرمایا کہ خواجہ تلاوت کلام اللہ میں مشغول ہوئے اور خلق اپنے اپنے مقام پر گئی الحمد للہ علی ذالک

مجلس ہشتم - روز پنجشنبہ سعادت آستانہ بوسی میسر ہوئی گفتگو اوراد و تسبیح وغیرہ کے بارہ میں آئی آپنے ارشاد فرمایا ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ایک وظیفہ مقرر کر کے اسے ورد میں پڑھا کرے اگر ہو سکے تو رات کو پڑھنا چاہیئے پہلے وظیفہ پڑھے اور پھر دوسرے کاموں میں مصروف ہو پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے تارک الورد ملعون یعنی چھوڑنیوالا وظیفہ کا ملعون ہے. اسکے بعد ارشاد فرمایا ایک دفعہ مولنا رضی الدین گھوڑی پر سوار چلے جاتے تھے ناگاہ گھوڑا ابھڑکا اور ایک گڑھے میں جا پڑنیکی وجہ سے پیر گھوڑیکا ٹوٹ گیا آپ مکان پر واپس آئے اور سوچنے لگے کہ اسکا کیا سبب ہوا آخر کار بعد تفکر بسیار معلوم کیا کہ وظیفہ صبح کا قضا ہو گیا تھا یہ اسکی شامت ہے. اسکے بعد دوسری حکایت متضمن اسی حال کی زبان فیض ترجمان سے بیان فرمائی کہ ایک بزرگ خواجہ عبداللہ مبارک نام تھے ایکدفعہ وظیفہ انسے قضا ہو گیا اسیوقت ہاتف نے آواز دی کہ اے عبداللہ تم سے اپنا عہد نباہا نہ گیا جو وظیفہ اختیار کیا تھا بھول گئے اور فرمایا انبیاء اولیاء اور مشائخ کیواسطے وظائف معین ہیں وہ اُنپر مواظبت کرتے ہیں اور جو کچھ وظیفہ وغیرہ انکے اگلوں نے بتایا ہے اُسے انجام کو پہنچاتے ہیں. اسکے بعد ارشاد فرمایا جسقدر کہ وظائف مجھے بزرگان دین اور مشائخ سے پہونچے ہیں میں اُنپر قائم ہوں اور تمہیں بھی وصیت کرتا ہوں کہ ہر ایک وظیفہ جو تمہیں پہنچا ہو اسپر قائم رہو گے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب سو کر اٹھو داہنی کروٹ سے اٹھو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی انزل الحق والبرکۃ پڑھو پھر وضو کرنا چاہیئے بعد وضو کے دوگانہ نماز ضروری ہے جب اس سے فارغ ہو تب مصلے پر رو بقبلہ ہو کر چند آیات سورہ بقرہ اور سترہ آیات سورہ انعام اور تیس آیتیں سورہ یوسف کی پڑھنی چاہئیں اور سو مرتبہ یہ ذکر کرنا چاہئے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسکے بعد تینتیس آیات سورہ انعام اور تیس آیات سورہ یوسف کی پڑھنی چاہئیں. اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ سنت فجر کی اول رکعت میں بعد سورہ فاتحہ سورہ الم نشرح اور رکعت دوم میں بعد سورہ فاتحہ الم ترکیف پڑھنا بہت مفید ہے. اسکے بعد ارشاد فرمایا سو بار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ درمیان فرض و سنت کے پڑھے پھر نماز فجر کی پڑھکر رو بقبلہ بیٹھا رہے اور دس مرتبہ کہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت وھو حی لا یموت ابدا ذوالجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر

اسکے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ پھر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے اللھم صلی علی محمد ما اختلف الملوان و تعاقب العصران و تکور الجدیدان و استحصب لفرقدان والضمران بلغ علی روح محمد من التحیۃ والسلام اور تین مرتبہ یا عزیز یا غفور کہے اور تین مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم اور تین مرتبہ کہے استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ اسکے بعد کہے سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم غفار الذنوب ستار العیوب علام الغیوب کشاف الکروب مقلب القلوب اتوب الیہ اسکے بعد تین مرتبے کہے یا حی یا قیوم یا حنان یا منان یا دیان یا سبحان یا سلطان یا غفران ذو الجلال والاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین اسکے بعد تین مرتبہ کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم یا قدیم یا دائم یا حی یا قیوم یا احد یا صمد یا علیم یا عظیم یا علی یا نور یا فرد یا باقی یا قیوم اقض حاجتی بحق محمد و آلہ واصحابہ اجمعین اسکے بعد نو ونہ نام خداتعالیٰ کے پڑھے اور بعد اسکے نو ونہ نام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی پڑھے اور وہ یہ ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ محمدؐ۔ احمدؐ۔ حامدؐ۔ محمودؐ۔ قاسمؐ۔ عاقبؐ۔ خاتمؐ۔ حاشرؐ۔ حیؐ۔ ماحیؐ۔ امیؐ۔ سراجؐ۔ منیرؐ۔ بشیرؐ۔ نذیرؐ۔ ہادیؐ۔ مہدیؐ۔ رسول الرحمۃ نبیؐ۔ طٰہٰ۔ یٰس۔ مزملؐ۔ مدثرؐ۔ صفیؐ۔ خلیلؐ۔ کریمؐ۔ حبیبؐ۔ مجیدؐ۔ مصطفٰےؐ۔ مرتضیٰؐ۔ مختارؐ۔ ناصرؐ۔ قائمؐ۔ حافظؐ۔ شہیدؐ۔ عادلؐ۔ حکیمؐ۔ احیدؐ۔ وحیدؐ۔ قیمؐ۔ جامعؐ۔ مقیبؐ۔ مقفیؐ۔ رسول الملاحم رسول الراحۃ۔ کاملؐ۔ صیلؐ۔ نورؐ۔ حجۃؐ۔ بیانؐ۔ برھانؐ۔ مومنؐ۔ مطیعؐ۔ تذکرؐ۔ واعظؐ۔ واحدؐ۔ امینؐ۔ صادقؐ۔ ناطقؐ۔ صاحبؐ۔ مکیؐ۔ مدنیؐ۔ ابطحیؐ۔ عربیؐ۔ ہاشمیؐ۔ قرشیؐ۔ مصاحیؐ۔ امیؐ۔ عزیزؐ۔ حریصؐ۔ رؤفؐ۔ یتیمؐ۔ طیبؐ۔ طاہرؐ۔ مطہرؐ۔ فصیحؐ۔ سیدؐ۔ متقیؐ۔ امامؐ۔ بارؐ۔ حقؐ۔ مبینؐ۔ اولؐ۔ آخرؐ۔ ظاہرؐ۔ باطنؐ۔ رحمۃؐ۔ شفیعؐ۔ محرمؐ۔ آمرؐ۔ حلیمؐ۔ شہیدؐ۔ فہیمؐ۔ منیبؐ۔ ولیؐ۔ عبد اللہ۔ کرامت آیۃ اللہ۔ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اسکے بعد اس درود کو تین مرتبہ

پڑھے۔ اللھم صل علی محمدٍ حتی لا یبقی من البرکات شیٔ اس کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص پڑھے پھر تین مرتبہ یہ آیت فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم پڑھے۔ بعد اسکے تین مرتبہ یہ آیت آخر سورہ بقر کی پڑھے ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہٖ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین برحمتک یا ارحم الراحمین بعد اسکے تین مرتبہ کہے اللھم اغفر لی ولوالدی ولمن توالد وجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین اسکے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے سبحان الاول مبدی سبحان الباقی المعید اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد اسکے بعد تین مرتبہ یہ آیت پڑھے ان اللہ علی کل شیٔ قدیر قد احاط اللہ بکل شیٔ علما بعد اسکے تین مرتبہ کہے توبۃ عبد الظالم ظلیل لا یملک لنفسہ ضرا ولا نفعا ولا موتا ولا حیاۃ ولا نشورا اسکے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے اللھم یا حی یا قیوم یا اللہ لا الٰہ الا انت اسألک ان تحیی قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ بعد اسکے تین مرتبے کہے یا مسبب الاسباب یا مفتح الابواب یا مقلب القلوب والابصار یا دلیل المتحیرین یا غیاث المستغیثین اغثنی توکلت علیک یا رب و افوضت امری الیک یا رب لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ما شاء کان و لم یشاء لم یکن ایاک نعبد وایاک نستعین بعد اسکے ایک مرتبہ کہے اللھم انی اسالک یا من یملک حوائج السائلین ویعلم ضمیر الصامتین فان لک من کل سائل منک سمعا حاضرا جوابا عتیدا وان من کل صامۃ علما نافعا فاعطنا مواعیدک الصادقۃ وایادیک الشاملۃ ورحمتک الواسعۃ ونعمتک السابقۃ انظر الی نظرۃ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اسکے بعد تین مرتبہ کہے یا حنان یا منان یا دیان یا برھان یا سبحان یا غفران یا ذا الجلال والاکرام اور پھر تین مرتبہ کہے اللھم انی اسئلک باسمائک الاعظم ان تعطی ما سالتک بفضلتک وکرمک یا ارحم الراحمین الحمد

اللہ الذی فی السموات عرشہ والحمد للہ الذی فی القبور قضاءہ وامرہ والحمد للہ الذی فی البحر سبیلہ والحمد اللہ الذی لاملاذ ولا ملجأ الا الیہ رب لاتذرنی فردا وانت خیر الوارثین اور پھر تین مرتبہ کہے اللھم ارحم امۃ محمد واصلح امۃ محمد اللھم اغفر امۃ محمد اللھم فرج امۃ محمد بعد اس کے تین مرتبہ کہے سبحان اللہ الملاء المیزان ومنتھی العلم وزنۃ العرش ومبلغ الرضاء برحمتک یا ارحم الراحمین اور ایک مرتبہ کہے رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقراٰن اماما وبالکعبۃ قبلۃ وبالمؤمنین اخوانا اسکے بعد تین مرتبہ کہے بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئ لا فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم اور اس کے بعد دس مرتبہ کہے اللھم اجرنا من النار یا مجیر اور بعد اسکے سو مرتبہ کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بعد اسکے ایک مرتبہ کہے اشھد ان الجنۃ حق والنار حق والمیزان حق والصراط حق والموت حق والسوال حق وکرامۃ الاولیاء حق ومعجزۃ الانبیاء حق فی الدنیا والشفاعۃ حق والساعۃ اٰتیۃ لاریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور۔ اسکے بعد ہاتھ اٹھاوے اور یہ دعا پڑھے اللھم زد لنورنا وزد عشقنا وزد محبتنا وزد قبولنا برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اس کے بعد مسبعات عشر اور سورہ یٰس پڑھے۔ اسکے بعد سورہ ملک اور سورۂ جمعہ پڑھے جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہوجائے نماز اشراق ادا کرے۔ نماز اشراق کی دس رکعتیں پانچ سلام سے[1] اول رکعت میں بعد سورہ فاتحہ انا انزلناہ ایک مرتبہ رکعت دوم میں بعد سورہ فاتحہ سورہ اذا زلزلت ایک مرتبہ پڑھے اور رکعت سوئم میں بعد فاتحہ انا اعطینا ایک بار اور رکعت چہارم میں بعد فاتحہ سورہ کافرون رکعت پنجم میں بعد فاتحہ اخلاص دس بار پڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہو دس دفعہ درود شریف پڑھے پھر تلاوت قرآن شریف میں

[1] اصل کتاب میں اسیطرح لکھا ہے۔ لیکن پانچ رکعت میں یہ ترتیب ہوسکتی ہے۔ باقیماندہ پانچ خالی رہتی ہیں جس پر عورکیا اور بعض مشائخین سے بھی پوچھا جنکی رائے ہے کہ ہر سلام کی دوسری رکعت میں بھی اولی رکعت والی سورت ختم کرے کہ دسوں رکعتیں معمور ہوجاوین ۱۲ ۱۲ ۱۲ غلام احمد مترجم

مشغول ہوتا آنکہ وقت نماز چاشت کا آجائے۔ نماز چاشت کی بارہ رکعتیں چھ سلام سے ہیں ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ سورۂ والضحیٰ ایک ایک مرتبہ پڑھے جب نماز چاشت سے فارغ ہو سو مرتبہ کلمہ تمجید پڑھے اور سو ہی مرتبہ رسول اللہ صلعم پر درود بھیجے بعدہٗ تلاوت قرآن میں مصروف ہو یہانتک کہ دوپہر ہوجائے اسوقت قرآن شریف کو رکھ دے اور چار رکعت نماز استوا کی پڑھے اسطرح سے کہ بعد فاتحہ سورۂ اخلاص ہر رکعت میں پانچ پانچ بار پڑھے یہ عمل خضرؑ سے ملاقات کے لئے اکسیر ہے پھر سو رہے بعدہٗ وقت نماز ظہر کا ہے ظہر کی بارہ رکعتیں ہیں۔ ان بارہ رکعتوں میں قرآن شریف کی آخر کی دس سورتیں پڑھے اور بعد سلام ختم نماز ظہر دس مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر سورہ نوح پڑھے اور مراقبہ میں مصروف ہو جب وقت عصر کا آوے سو دفعہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم کہے اور چار رکعت سنت رسول علیہ السلام ادا کرے بعدہٗ چار رکعت فریضۂ عصر پڑھے جب نماز عصر سے فارغ ہو سورۂ فتح ایکبار سورۂ ملک پانچ بار سورہ عم یتساءلون اور سورۂ نازعات ایک ایک بار پڑھے حق تعالیٰ ان سورتوں کے پڑھنے والوں کو قبر کے عذاب سے پناہ میں رکھتا ہے۔ بعدہٗ نماز شام ادا کرے بعد سنت مغرب کے دو رکعت نماز حفظ الایمان پڑھے اس طرح کہ اول رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص تین بار اور رکعت دوم میں سورۂ اخلاص تین بار اور سورہ ناس ایکبار پڑھے بعد فراغت نماز کے سجدہ کرے اور اسمیں یاحی یا قیوم ثبتنی علی الایمان گیارہ بار کہے بعد ازاں صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعت ادا کرے یہ تین سلام سے پڑھی جاتی ہیں رکعت اول و دوم میں بعد فاتحہ اذا زلزلت الارض ایک ایک مرتبہ رکعت سوم و چہارم میں بعد فاتحہ الھٰکم التکاثر ایک ایک بار رکعت پنجم و ششم میں بعد سورہ فاتحہ والعصر ایک ایک بار پڑھے بعدہٗ ذکر خدا میں مشغول ہو یہانتک کہ وقت نماز عشا آوے اسے ادا کرے جب ادا کرچکے یہ دعا پڑھے اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک بعد اسکے چار رکعت نماز خفقتین پڑھے اول رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی تین بار اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ اخلاص سورۂ فلق وسورۂ ناس ایک ایک بار علی الترتیب پڑھے اور بعد سلام کے جو مانگے انشاء اللہ تعالیٰ مقرون باجابت ہوگی۔ بعدہٗ چار رکعت صلوٰۃ السعادت پڑھے رکعت اول میں بعد فاتحہ سورہ قدر تین مرتبہ اور سورۂ

اخلاص پندرہ دفعہ پڑھے ایسا ہی اور رکعتوں میں کرے پھر سجدہ میں جاوے اور یہ دعا پڑھے یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان پھر دوزانو بیٹھے اور یہ دعا پڑھے اللھم انی اسئلک برکۃ فی العمر وصحۃ فی البدن وراحۃ فی المعیشۃ ووسعۃ فی الرزق وزیادۃ فی العلم وثبتنا علی الایمان بعد اسکے اور جو وظیفہ مقرر کیا ہو پڑھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا رات کے تین حصے کرے حصہ اول میں مشغول بہ نماز رہے اور ایک حصہ سووے، اور آخری حصہ میں نماز تہجد ادا کرے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ نماز تہجد کی مجھ پر فرض تھی اور میری امت کے اولیا پر واجب ہے چاہیے کہ نماز تہجد چار سلام سے ادا کرے اور جو کچھ قرآن مجید سے یاد ہو پڑھے اور پھر تھوڑی دیر سو رہے۔ بعدہ قریب صبح کاذب کے اٹھے تجدید وضو کرے اور مشغول الی اللہ ہو پھر نماز صبح ادا کرے، اور حسب قاعدہ مذکورہ بالا عمل میں لائے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھتے تھے اتفاقاً ایک دفعہ آپ سے نماز تہجد قضا ہو گئی صبح گھوڑے کا پاؤں ٹوٹ گیا آپنے سبب دریافت کیا اسی درمیان ہاتف نے آواز دی کہ آج نماز تہجد آپنے قضا کی تھی۔ اس سبب سے گھوڑے کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا آج جو وظائف بتلائے ہیں وہ ہمارے مشائخ رضوان اللہ علیہم کی سنت ہیں جو شخص انہیں پڑھیگا وہ مشائخ کی سنت پر چلے گا۔ یہ فوائد بیان فرما کر حضرت خواجہ مشغول بتلاوت ہوئے اور مجلس برخاست ہوئی۔

مجلس نہم۔ دولت قدمبوسی میسر ہوئی شیخ احمد کرمانی واحد برہان غزنوی خواجہ سلیمان اور شیخ عبدالرحمن مع بہت سے صوفیائے عظام کے حاضر خدمت تھے گفتگو سلوک میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا بعض مشائخ نے سلوک کے سو درجے لکھے ہیں اسمیں سترہ درجے طے کرنیکے بعد مرتبہ کشف و کرامت کا ہے جو شخص انکو اس درجہ پر ظاہر کریگا وہ تراسی مقام اور طے کر جائیگا پس سالک کو لازم ہے کہ اپنی ذات کو مرتبہ ہفتدہم میں نہ چھوڑے تاکہ پورے سو درجہ حاصل کرے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا بعضوں کے نزدیک اور خصوصاً ہمارے خاندان چشتیہ میں سلوک کے پندرہ درجے ہیں پانچواں درجہ کشف و کرامت کا ہے ہمارے مشائخ نے وصیت کی ہے کہ سالک کو لازم نہیں کہ وہ اپنی ذات کو مرتبہ پنجم میں کھولے بلکہ اسے لازم ہے کہ پورے پندرہ درجے حاصل کرے پھر خود کو ظاہر کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا ایک دفعہ چند لوگوں نے مجتمع ہو کر حضرت جنید بغدادی قدس سرہ سے پوچھا کہ آپ خدا تعالیٰ سے کوئی چیز طلب کیوں

نہیں کرتے اگر طلب کریں ضرور خدائے بزرگ آپکو عنایت فرمائیگا۔ آپنے جواب دیا کہ میں سب چیزیں چاہتا ہوں مگر ایک چیز نہیں چاہتا اور وہ چیز یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہی تھی تو انہیں روزی نہ ہوئی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو بلا طلب روزی ہوئی بندہ کو مانگنے اور طلب کرنے سے کیا کام اگر وہ لائق اسکے ہو گیا ہے خدا بغیر طلب عنایت کرتا ہے مانگنے کی مطلق ضرورت نہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جیسے چیونٹی نے حضرت سلیمان کو طعنہ دیا تھا کہ اے سلیمان اگر صبر کرتا اور جلدی نہ کرتا یعنی دیووں کے مسخر ہونیکی دعا نہ مانگتا اللہ تعالیٰ فرشتے تیرے تابع کر تسخیر میں کر دیتا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ چاہا اسلئے جن کون و مکان آپکی اطاعت میں دیئے گئے۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ عشق ہوئی آپنے ارشاد فرمایا دل عاشق کا آتشکدہ محبت ہے جو چیز اسمیں پڑیگی جل جائیگی کیونکہ کسی قسم کی آگ آتش محبت سے تیز تر نہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جب حضرت بایزید بسطامی کو درجہ قرب حاصل ہوا ہاتف آواز دی مانگ کیا مانگتا ہے آج جو مانگیگا وہی تجھے عنایت ہوگا۔ آپنے سر سجدہ میں رکھا اور عرض کیا کہ بندہ کو مانگنے سے کیا سروکار جو کچھ بارگاہ الٰہی سے عنایت ہو وہی بسر و چشم منظور ہے آواز آئی اے بایزید تجھے آخرت بخشی حضرت نے عرض کی کہ الٰہی آخرت زندانخانہ دوستاں ہے مجھے نہیں چاہیئے پھر آواز آئی اے بایزید اگر تو اس پر راضی نہیں ہے تجھے بہشت دوزخ عرش و کرسی اور جو کچھ ہماری قدرت میں ہے تجھے عنایت فرمایا آپنے جواب دیا نہیں پھر ہاتف نے آواز دی مقصود تمہارا کیا ہے جو تمہیں دیا جائے آپنے عرض کیا خداوندا تو جانتا ہے جو میرا مقصود ہے آواز آئی اے بایزید کیا تو ہمکو طلب کرتا ہے اگر ہم تجھے طلب کریں پھر تو کیا کرے۔ جب یہ جواب ملا حضرت بایزید نے قسم کھائی کہ مجھے تیری عزت و جلال کی قسم ہے اگر تو مجھکو طلب کرے کل بروز قیامت آتش دوزخ کے آگے کھڑا ہو کر ایسی آہ کرونگا کہ تمام دوزخ کی آنچ سرد ہو جائیگی اور کچھ حدت باقی نہ رہیگی کیونکہ وہ آتش محبت کے آگے کچھ اصل نہیں رکھتی۔ جونہی حضرت بایزید نے یہ فرمایا ہاتف نے آواز دی اے بایزید جو تیرا مقصد تھا تو نے حاصل کیا۔ اسکے بعد فرمایا ایک شب حضرت رابعہ بصری پر عالم شوق و اشتیاق کا بہت غلبہ ہوا آپ بیتاب ہو گئیں اور زور زور سے انا الحریق الحریق یعنی [illegible] اہل بصرہ نے جب یہ آواز سنی پانی کے مشکے لیکر دوڑے تاکہ وہ آگ بجھا دیں ایک بزرگ انکے درمیان تھے انہوں نے کہا کیا نادانی کرتے ہو۔ رابعہ کی آگ آتش دنیا نہیں ہے جو پانی سے سرد ہو جائے اسے آتش عشق خدا ہے جس نے اسکے

دل میں قرار پکڑ لیا ہے اسوقت اُسے ضبط کی طاقت نہ رہی جو فریاد الحریق الحریق کی اور یہ کبھی نہ بجھے گی
مگر وصال دوست ہونے پر فرو ہو جائیگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا منصور حلاج رح سے پوچھا گیا کہ نہایت عشق
کیا ہے آپنے جواب دیا جب معشوق ظلم و ستم پر کمر کسے اور عاشق تمام بلائیں سہے اور اس حالت میں بھی اپنے
قاعدۂ قدیم پر قائم ہو۔ اور ہمیشہ رضائے معشوق چاہے اور اُسکے مشاہدہ میں اسدرجہ مستغرق ہو کہ اگر وہ
اسے کھونٹے باندھے یا مارے تو بھی اُسے خبر نہو تو کہا جاویگا کہ اُسے کمالیت عشق کی حاصل ہے اسکے بعد
حضرت خواجہ بزرگ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ شعر پڑھا۔ ع خوبرویاں چو پردہ برگیرند + عاشقاں
پیش شاں چنیں بمیرند + اسکے بعد ارشاد فرمایا بغداد میں بیچ چوک بازار کے ایک عاشق کو ٹکٹکی سے باندھا اور
ہزار کوڑے لگوائے جتنے کوڑے مارنے کیوقت اپنے ہاتھ پیر نہ مارے اسکا سبب اُس سے دریافت کیا گیا جواب
دیا میں مشاہدۂ جمال دوست میں مصروف تھا مجھے کوڑوں کی کچھ خبر نہیں ہوئی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا حجۃ الاسلام
امام محمد غزالیؒ نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ ایکمرتبہ ایک عیار کو بازار بغداد میں دیکھا کہ اسکے ہاتھ اور پاؤں
باندھکر قطع کئے ہیں وہ مطلق نہ رویا بلکہ ہنستا رہا۔ ایک آدمی نے دریافت کیا تجھے اس چوٹ کا درد محسوس
نہیں ہوتا یوقت تکلیف پہنچنے کا کیا کام ہے اُسنے جواب دیا کہ میں اُسوقت دیدار دوست میں محو ہو رہا تھا
مجھے ذرا تکلیف قصاص کی محسوس نہیں ہوئی خواجہ بزرگ یہ بیان فرما کر رونے لگے اور یہ بیت زبان مبارک
سے ارشاد فرمائی۔ بیت: او بسر قتل و من بر رویش حیران + کیں راندن تیغش چہ نکومی آید + اسکے بعد
اہل سلوک اور عارفان الٰہی کے بارہ میں گفتگو واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا ایکدفعہ حضرت بایزید بسطامی رح
مناجات میں مشغول تھے ناگاہ اُنکی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے کیف السلوک الیک ہاتف نے آواز دی
کہ اے بایزید طلق نفسك ثلاثا ثم قل ھو اللہ یعنی طلاق دے اپنے نفس کو تین مرتبہ بعد ازاں
میرا بیان اور میری طلب کر۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ طریقت کے راہ چلنے والیکو لازم ہے کہ اول دُنیا
کو اور بعد اُسکے اس چیز کو جو اسوقت دنیا میں ہے ثم ذالك اپنے نفس کو طلاق دے تب اہل سلوک کے
راستہ میں قدم رکھے ورنہ جھوٹا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا ایک بزرگ اہل طریقت اور صاحب عشق تھے ایک دفعہ
مناجات میں گڑگڑا کر کہنے لگے الٰہی اگر تو مجھسے میری عمر کا حساب جو ستر برس کی ہے طلب کریگا میں تجھے

حساب ستر ہزار برس روز الست کا دن قیامت میں لونگا جو کچھ ہو رہا ہے الست بربکم کیوجہ سے
ہے شقی اور سعید اسی روز ہوئے اب عیاں اس دن لقا میں ہو رہے ہیں اسکا جواب فوراً ہاتف سے
سُنا تمہاری خواہش سے جوابدیا جاتا ہے کہ میں تمہارے سات اندام کے ذرّے ذرّے کرونگا اور ہر
ذرّے کو دیدار دکھلاؤنگا۔ حساب ستر ہزار برس کا کنارہ رکھدیا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا ایک عارف
ہر روز یہ سخن کہا کرتا تھا ہر کوئی اپنے کام میں مشغول ہے مجھے کوئی کام نہیں مجھسے ابتک یہ نہ ہو سکا
کہ اپنی ذات کو فدائے ذات حق سبحانہ کرتا مگر میں کبھی اپنی خواہش سے نہ کرونگا اگر میں چاہوں ساتوں زمینوں کو
اُلٹ دوں۔ اسکے بعد فرمایا ایک بزرگ غلبات شوق میں کہتے تھے اُس نے مجھے دیکھنا چاہا دیکھ لیا میں نے
کبھی یہ نہ چاہا کہ اُسے دیکھوں کیونکہ بندہ کو چاہنے سے کیا کام۔ ایک دوسرے بزرگ کا ارشاد ہے کہ
مانگنے سے کچھ نہیں ملتا جب آدمی اسکے لائق ہو جائے مل جاتا ہے بیطلب حق فوراً پہنچا دیتا ہے۔ اسکے بعد
ارشاد فرمایا ایک بزرگ فرماتے تھے کہ جب آدمی آپے سے باہر ہوا غور کر کے دیکھا عشق عاشق اور معشوق سب ایک
ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا بندہ جبکامل ہو جاتا ہے مقامات سلوک اُسکے طے ہو جاتے ہیں وہ اپنا کام بہت
کرنے لگتا ہے اگر اُس نے کل مقامات طے نہ کئے راہ پر ایک مقام حیرت ہے وہاں رہجاتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا
کہ خواجہ بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ تیس برس تک میں حق کے ساتھ رہا اور حق میرے ساتھ اب میں اپنی
ذات کا آئینہ ہوں یعنی جو کچھ میں تھا نہیں رہا۔ تمام کبر و منی اُٹھ گئی۔ اب جبکہ میں ہی نہیں حقتعالیٰ خود آئینہ
ذات خویش ہے جو کچھ میں کہتا ہوں آئینہ خویش ہوں یعنی حقتعالیٰ مجھسے کہلواتا ہے۔ میرا اپنی جانب سے کچھ نہیں کہتا
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں مدتوں تک مجاور دربارگاہ رہا جز خسران کچھ
حاصل نہ ہوا۔ اب جو یہاں پہنچا ہوں کوئی زحمت نہیں۔ اہل دُنیا دُنیا کے کام میں مشغول۔ اہل آخرت
آخرت کے سرانجام میں مصروف مدعی اپنے دعوے میں مالوف صاحب تقوی تقوے میں منہمک
بہت سے لوگ کھانے پینے راگ رنگ میں گرفتار ہیں۔ مگر وہ قوم جو آگے شہنشاہ کے ہو دریائی عجز میں
ڈوبی ہوئی ہے۔ اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں میں مدت سے
گرد خانہ کعبہ کے طواف کر رہا ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں۔

جب میں واصل بحق ہوا ایک رات عرض کی بایزید دل صادق طلب کرتا ہی صبح کیوقت آواز آئی
بایزید میرے سوائے دوسری چیز بھی طلب کرتا ہی۔ اگر میری طلب کرتا ہی تجھے دل صادق ہوگا
آسکے بعد ارشاد فرمایا ادنی درجہ عارف کا یہ ہے کہ اس عالم کو اپنی دو انگلیوں کے حلقے میں دیکھے
بعدہ فرمایا بایزید بسطامی سے پوچھا گیا کہ آپنے طریقت میں کہاں تک دستگاہ حاصل کی ہی آپنے ارشاد فرمایا میرا رتبہ بیان کرنا
کہ اس دُنیا کو اپنی دُو انگلیوں کے حلقے میں دیکھتا ہوں۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا طاعت الٰہی کا مرتبہ
یا اسوقت حاصل ہوتا ہی جب طاعت کرنیوالا طاعت میں شاداں و فرحاں رہے اس خوش سے کہ قرب
نصیب ہوگا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا سب سے کمتر درجہ عارفوں کا یہ ہے کہ صفات الٰہی کا انہیں ظہور ہو حضرت
رابعہ بصریؒ فرمایا کرتی تھیں الٰہی اگر خلق مجھے آتش سوزاں سے سزا دیا چلائے اور میں اُسپر صبر کر دوں تو
تیرے دعوئے محبت میں جھوٹی ہوں۔ اگر تمام خلق کے گناہ معاف ہو جائیں تو یہ تیری رحمت کے آگے
کچھ بات نہیں۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا عجب کرنا اہل سلوک کے نزدیک گناہ کبیرہ نہیں بلکہ گناہ کبیرہ سے بدتر ہے
آسکے بعد ارشاد فرمایا کمال درجہ عارف کا محبت الٰہی میں یہ ہے کہ اول اپنے دل میں نور پیدا کرے اگر
کوئی شخص کرامت کا سوال کرے تو اُسے کرامت باذن حق دکھلانی چاہیئے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں خواجہ
عثمان ہرونی قدس سرہٗ اور شیخ احد الدین کرمانی مسافرت مدینہ طیبہ میں ہمسفر تھے۔ شہر دمشق میں پہنچے جامع
دمشق کے آگے بارہ ہزار پیغمبروں کی روضہ ہے زیارت کیلئے چند روز ٹھیرے مسجد میں حضرت خواجہ محمد عارف
نام ایک بزرگ کامل رہتے تھے ایکروز ہم اُنکی مجلس میں بیٹھے تھے کہ حکایت اہل ہنر میں ہوئی جب کوئی
کسی چیز کا دعوےٰ کرے اور اظہار اُسکا نہ کرے کون اُس کا یقین کرے گا۔ آسکے بعد خواجہ محمد عارف
نے ارشاد فرمایا روز قیامت حضرات صوفیہ عذر کرینگے اور تونگر اور دیگر لوگوں کو عذاب عقاب
ہوگا۔ اس مقولہ میں خواجہ محمد عارفؒ اور کسی دوسرے شخص سے بحث ہوئی اُس نے
دریافت کیا یہ بات کس کتاب میں لکھی ہے۔ خواجہ عارف کو نام کتاب کا یاد نہ تھا تھوڑی
دیر سوچا اُس مرد نے کہا جب تک مجھے کتاب میں لکھا نہ دکھاؤ گے میں یقین
نہ کرونگا آپ نے سر آسمان کی جانب اُٹھایا اور کہا مجھے نام کتاب کا یاد نہیں

کا یاد نہیں رہا الٰہی تو وہ نوشتہ کتاب کھلا دے فی الفور فرشتوں نے وہ کتاب جسمیں وہ نوشتہ تھا کھولکر ان کے
وہ مقام جہاں وہ بات لکھی تھی نکالکر دکھادی جوان اپنے اعتراض سے بہت نادم ہوکر حضرت خواجہ عارف کے
قدموں میں گرا اور مرید ہوا۔ بعد اسکے خواجہ عارف نے فرمایا جو واصل الی اللہ اس مجلس میں ہوا ہے لازم
ہے کوئی کرامت دکھلائے فی الفور حضرت مخدومنا و مخدوم الکل خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ اُٹھے اور
اور ہاتھ زیر مصلا ڈالکر کئی اشرفیاں نکالیں ایک فقیر حاضر تھا اس سے کہا یہ اشرفیاں لیجاؤ اور درویشوں
کیواسطے نان و شوربا لاؤ۔ جب حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ یہ کرامت دکھلا چکے حضرت شیخ
احد الدین کرمانی رح کھڑے ہوئے آپکے متصل چوب خشک گڑی ہوئی تھی۔ آپنے اُسپر ہاتھ مارا بمجرد
ہاتھ مارنیکے وہ خالص سونے کی ہوگئی۔ جب ہر دو حضرات کرامت دکھلا چکے صرف میں ہی باقی رہ گیا
میں نے اپنے پیر و مرشد کے ادب سے یہ نہ چاہا کہ اظہار کرامت کروں۔ حضرت مرشدی فوراً میری جانب متوجہ
ہوئے اور فرمایا تم کیوں خاموش ہو کچھ کرامت دکھاؤ۔ وہاں ایک بھوکا فقیر بیٹھا تھا میں نے
اپنے خرقہ میں ہاتھ ڈالا اور چار روٹیاں نکالکر فقیر کو دیں حالانکہ میرے کمبل میں ایک بھی روٹی نہ تھی۔ وہ درویش اور
خواجہ محمد عارف کہنے لگے جبتک درویش کو اسقدر استطاعت نہو اُسے درویش نہ کہنا چاہیئے۔ اسکے بعد
فرمایا ایک بزرگ تھے وہ کہا کرتے تھے جب سے میں نے دُنیا کو دشمن سمجھا اُس سے کنارہ کیا اور خدا تعالےٰ
کی طرف رجوع ہوا اسقدر محبت مجھپر مستولی ہوئی کہ مجھے اپنے وجود سے بھی دشمنی ہوگئی موت کو درمیان سے
اُٹھا لیا یعنی اس حدیث موتوا قبل ان تموتوا پر عمل کرکے انس بقا اور لطف حق حاصل کیا۔ بعد اسکے
ارشاد فرمایا قیامت کے روز عاشقوں کے ایک گروہ کو حکم ہوگا کہ بہشت میں جاؤ وہ عرض کرینگے یا الٰہی ہم
بہشت کا کیا کریں بہشت اُسکو عطا فرما جسنے تیری عبادت بہشت کے واسطے کی ہو آسکے بعد ارشاد
فرمایا واقعی جو عاشق فنا اللہ ہی ہو اُسے بہشت سے کیا کام۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا ایک بزرگ کہا کرتے تھے کہ اہل
دُنیا معذور اور اہل آخرت درمیان دوستی حق کے مسرور ہیں اور اہل معرفت کا کیا کہنا ہی وہ تو نور علیٰ نور ہیں اس
رمز کو اہل سلوک خوب جانتے ہیں اور عبادت اہل معرفت کی پاس انفاس ہی۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا عارف ہونے سے
مراد یہ ہے کہ وہ خدائے بزرگ کی طرف رجوع کر رہا ہی۔ جب آنکھ بند کریگا طلب حق میں یہانتک مشغول

رہیگا کہ صور اسرافیل پھونکے جانیسے بھی اُسے خبر نہ ہوگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا خواجہ ذوالنون مصری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ علامت شناخت حق کی یہ ہے کہ دُنیا سے بھاگے اور خاموشی اختیار کرے جب وہ خدا کو پہچانیگا اُسے خلق سے نفرت ہوگی۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ جو یہ دعویٰ کرے کہ مجھے معرفت حق حاصل ہوئی اور اُسے دنیا سے جدائی حاصل نہ کی جانو کہ وہ جھوٹا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا عارف وہ ہوتا ہے جو دل سے ماسوی اللہ کو باہر نکالے اور سب سے بیگانہ ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کمالیت عارف کی یہ ہے کہ راہ دوست میں جل بجھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا عارف اسیقدر معرفت کی باتیں کہہ سکتا ہے جسقدر اسکو عبور ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ سوز اور فریاد اہل عشق کی اسوقت تک رہتی ہے جبتک جمال معشوق کا نہیں ہوتا ہے۔ عارف کو کچھ سوز وغیرہ نہیں ہوتا کیونکہ معرفت حق اُسے حاصل ہو چکی ہے اور فرمانے لگے کہ جس طور دریائے رواں کے پانی میں سے بوقت اتصال آواز آتی ہے شور ہوتا ہے۔ اور جب اُس دریا کا پانی دوسرے دریا میں ملجاتا ہے اُسے شور سے سروکار نہیں رہتا ایسا ہی حال عاشق کا ہے جب وصل معشوق ہوجاتا ہے خاموشی لاحق ہوتی ہے کچھ تکلیف باقی نہیں رہتی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مینے زبانی حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ کے سنا ہے کہ دنیا میں کسیقدر خدا کے دوست ایسے بھی ہوتے ہیں جنکے سبب سے وجود اس عالم کا ہے اگر وہ نہوں یہ عالم ناپید ہوجائے اور اہل علم عبادت نہ کریں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا ایک بار خواجہ عبداللہ خفیف مجبور ہوئے کسی کار دنیا میں مصروف ہوگئے فوراً یاد آیا یہ بات خلاف وعدہ دوست ہے۔ اسکے بعد قسم کھائی جبتک جیونگا کوئی کام دنیا کا کرونگا۔ چنانچہ بعد وعدہ پچاس برس زندہ رہے اور کوئی کام دنیا کا نہ کیا۔ بعد اسکے دلولہ عشق حضرت بایزید بسطامیؒ کی حکایت فرمائی کہ ہر روز بعد نماز صبح ایک پاؤں سے کھڑے رہتے اور فریاد کرتے۔ ایک وقت یہ آواز آئی یوم تبدل الارض یعنی یاد کرو وہ وقت جبکہ اس زمین کو لپیٹیں گے دوسری زمین لائیں گے اور فراق وصال سے بدل ہوگا۔ اسکے بعد اسیطرح کی دوسری روایت بیان فرمائی کہ ایکدفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے صحرائے بسطام میں وضو کیا اور فریاد کرنے لگے کہ جہانتک سب مجھے دکھائی دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس صحرا میں عشق برستا ہے ہرچند میں قدم باہر نکالنا چاہتا ہوں مگر نہیں نکلتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا عشق اور محبت کا راستہ جداگانہ ہے۔ جو کوئی اس راستہ میں آیا گمنام ہوا اور فرمایا اہل عرفان

کی زبان سے سوائے ذکر حق کے دوسری بات نہیں نکل سکتی۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کمتر درجہ عارفوں کا یہ ہے جو کچھ انہیں مال متاع سے پہنچے سب پر تبرا کریں یہ فرما کر حضرت خواجہ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ کمتر درجہ عارفوں کا یہ ہے اگر وہ دونوں جہان کی سب چیزوں سے جو انہیں حاصل ہیں بذل حق کریں تو بھی تھوڑا ہے، اسکے بعد ارشاد فرمایا اہل محبت اگرچہ محجوب ہیں مگر کام انکا دوسرا ہے اگر وہ سوتے ہیں یا جاگتے ہیں طالب و مطلوب ہیں اور طلبگاری اور دوستداری سے فارغ ہیں یعنے مشاہدہ میں مشغول ہیں۔ اسکے بعد ارشاد ہوا کہ خواجہ ممنون محبؒ نے فرمایا ہے کہ اولیاؤں کے دل مطلع ہیں وہائے ویدے کہ انہوں نے بار محبت کے اُٹھانے میں کوتاہی نہیں کی۔ دُنیا سے باز رہکر عبادت میں مشغول ہوئے۔ پس بار کرنا خاص امر کا نہیں اُٹھا سکتا کہ طال مجاہدات اور ریاضات کا ہوتا ہے۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ عارف وہ ہے جو کوشش کرے ایک دم حاصل کرے۔ اور عارف دم وہ ہے کہ ذکر خدا تعالیٰ کرے اور اپنی تمام عمر فدا اُس دم کی کرے اگر ایسا دم مل جاوے کیا کہنا ہے برسوں زمین و آسمان میں ڈھونڈنے سے ایسا دم حاصل ہونا مشکل ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا میں نے زبانی اپنے پیر حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ کے سنا ہے جو شخص مندرجہ ذیل تین صفتیں رکھتا ہو خدا تعالیٰ اُسے دوست رکھتا ہے اول سخاوت مانند دریا کے دوم شفقت مانند آفتاب کے سوم تواضع مثل زمین کے بعدہٗ فرمایا درمیان اہل سلوک کے ایسے علوم ہیں اگر ہزارہا عالم جاننا چاہیں انہیں اُس علم سے ذرہ کے برابر واقفیت نہیں ہوسکتی اور زہد ایک طاعت ہے کہ اُس سے زاہدوں کو بھی خبر نہیں بالکل بیخبر اور غافل ہیں اور یہ اسرار الٰہی ہیں انکو سوائے اہل محبت اور اہل عشق کے دوسرا نہیں جانتا اور یہ سر دونوں عالم سے باہر ہیں۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا جو شخص ان دونوں عالم میں ثابت قدم رہا وہ اُنہیں جانے گا۔

مجلس دہم روز پنجشنبہ سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی بہت سے درویش حاضر خدمت تھے۔ گفتگو نیک مردوں کی صحبت کے بارہ میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے للصحبۃ تاثیر یعنے صحبت میں تاثیر ہے اگر کوئی بدکار نیک لوگوں میں بیٹھنا اختیار کرے تو خدا تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ نیک ہوجائیگا اسیطرح اگر کوئی نیکبخت بدوں کی صحبت اختیار کرے تو وہ بد ہوجائیگا حاصل امر یہ ہے کہ جیسی صحبت ہوگی ویسا

ہوگا۔ جو کچھ حاصل ہوا صحبت سے ہوا جس نے نعمت پائی نیک لوگوں کی صحبت سے پائی۔ بعدہٗ فرمایا اگر بد صحبت نیک لوگوں کی اختیار کریں امید ہے کہ وہ نیک ہو جائینگے۔ اسیطرح نیک بدوں کی صحبت میں بیٹھیں بد ہو جائینگے۔ بعدہٗ فرمایا کتب سلوک میں مرقوم ہے صحبت نیکوں کی نیک کام کرنیسے بہتر ہے اور صحبت بدوں کی بدکام کرنیسے بدتر ہے۔ اسکے بعد ایک حکایت زمانہ امیرالمومنین عمر فاروق رضی کی بیان فرمائی آپکے عہد میں بادشاہ عراق گرفتار ہو کر آیا آپنے اُسے دعوتِ اسلام کی دی اور فرمایا اگر مسلمان ہو جاؤ گے تو مملکت عراق تمکو واپس دیجائیگی۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ اسلام مجھے قبول نہیں حضرت عمر فاروق رضی نے فرمایا اگر ایمان نہ لاؤ گے تو قتل کی سزا پاؤ گے۔ اُس نے مرنا قبول کیا جلاد آیا بادشاہ نے اُسوقت کہا کہ میں پیاسا ہوں پانی پلوا دیجئے۔ اہل خدمت کانچ کے آبخورہ میں پانی لائے بادشاہ نے کہا اسمیں نہ پیونگا حضرت نے فرمایا یہ بادشاہ ہے اسکے واسطے چاندی یا سونے کے آبخورہ میں پانی لاؤ۔ ایسا ہی کیا گیا اُس نے پھر انکار کیا کہا کہ میرے واسطے مٹی کے پیالہ میں پانی لاؤ جب مٹی کے پیالہ میں پانی آیا بادشاہ نے حضرت عمر رضی کیجانب مخاطب ہو کر کہا "قسم کھائیے جبتک میں یہ پانی نہ پی لوں آپ مجھے مارے جانیسے امان دیویں" آپنے قسم یاد کی کہ میں نے اس پانی کے پینے تک تمکو امان دی بادشاہ نے جب یہ سُنا پیالہ زمین پر دے مارا کہ ٹوٹ گیا۔ اور حضرت عمر سے کہا کہ آپنے مجھے وعدہ دیا تھا کہ جبتک میں یہ پانی نہ پی لوں مارے جانے سے مامون رہونگا۔ حضرت عمر فاروق اُسکی تیزی ذہن سے متعجب ہوئے قتل سے امان دیکر ایک بزرگ صحابی کی صحبت میں رہنے کو ارشاد فرمایا چند روز میں صحبت نے اثر کیا بادشاہ نے حضرت عمر رضی سے کہلا بھیجا کہ آپ مجھے طلب فرمائیں آپنے بلوایا اور اسلام عرض کیا بادشاہ بصدق دل مسلمان ہوا۔ جب مشرف باسلام ہو چکا حضرت عمر رضی نے فرمایا مملکت عراق آپکو دیجاتی ہے آپ بادشاہی کیجئے بادشاہ نے جواب دیا اب مجھے بادشاہی سے کچھ سروکار نہیں اگر آپ سے ہو سکتا ہے تو ایک اُجڑا اور خراب گاؤں مملکت عراق سے عطا فرمائیے کہ زندگی دو روزہ اسجگہ بسر کروں۔ حضرت رضی نے ارشاد فرمایا کہ اجاڑ گاؤں کی تلاش ہو۔ ہرچند ڈھونڈھا نہ پایا لاچار ہو کر عرض کیا گیا کہ مملکت عراق میں کوئی گاؤں اُجاڑ نہیں۔ بادشاہ نے کہا مقصود میرا تلاش کرنے سے یہی تھا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ مملکت عراق سرسبز و شاداب ہے۔ ذمہ خداوندی بادشاہ پہ ہے کہ

اپنی مملکت سرسبز و شاداب رکھے اب میں اپنے ذمہ سے سبکدوش ہوا۔ مملکت عراق معہ حالت بر آپکو تفویض کرتا ہوں اب آپ ملک عراق کے جواب دہ ہیں مجھسے کچھ واسطہ نہیں۔ یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے زہے فراست اُس بادشاہ کی کہ از عدو ناجہ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ نیکوں کی صحبت سے ایسا ہی فائدہ پہنچتا ہے اور یہ مصرعہ زبان پر لائے مصرعہ

صحبت نیکاں باز طاعت است ٭

بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی حضرت عثمان ہرونی قدس سرہ العزیز کہ بندہ پر فقیر کا لفظ اُسوقت صادق آتا ہے کہ جبتک آٹھ سال تک بائیں ہاتھ کا فرشتہ جو بدی تحریر کرنے پر مامور ہے اُس کے نامۂ اعمال میں ایک بدی بھی تحریر نہ کرے۔ بعدہٗ ذکر فرمایا عارفان حق وہ ہیں جو حق سے کسی چیز کو سوا نہیں مانگتے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جو عارف عبادت نہیں کرتا جان لو وہ حرام روزی کھاتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا حضرت خواجہ جنید بغدادی رح سے پوچھا گیا پھل محبت کا کیا ہے فرمایا پھل محبت کا وہ ہے جو اُسے کھاتا ہے حق تعالیٰ اُسے اشتیاق و سرور جسقدر اُسکا ظرف ہو بخشتا ہے اور فرمایا جسکو خدا دوست رکھتا ہے بہشت اُس سے ملاقات کی آرزو کرتی ہے۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ محبت حق۔ اہل سلوک اور اہل معرفت میں کوئی فرق نہیں ہے کہ محبت والا مطیع و فرمانبردار ہے بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ کتاب محبت مصنفہ اُستاذی مولانا شرف الدین میں (جو مصنف شرعۃ الاسلام ہیں) لکھا دیکھا ہے کہ حضرت شیخ شبلی رح سے پوچھا گیا کیا سبب ہے کہ آپ باوجود اسقدر طاعت و عبادت کے خائف اور ہمیشہ روتے رہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ دو چیزوں نے مجھے ڈرا رکھا ہے۔ اوّل کہیں ایسا نہ ہو کہ میں راندہ ہو جاؤں اور میرے حق میں کہا جائے تو مجھے نہیں چاہیے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ دیکھا چاہیے میں اپنا ایمان سلامت لیجاؤں گا یا نہیں اگر سلامت لیگیا تو محنت ٹھکانے لگی ورنہ اکارت گئی بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ شیخ شبلی علیہ الرحمۃ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ علامت شقاوت کی کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ گناہ کرکے اُمیدوار قبولیت ہونا بڑا شقاوت کا نشان ہے۔ بعدہٗ اُس شخص نے دریافت کیا اصل عارفوں کی کیا ہے آپ نے جواب دیا ہمیشہ خاموش اور متفکر رہنا۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا عزیز ترین دنیا میں

تین چیزیں ہیں۔ اوّل عالم کا سخن جو وہ اپنے علم سے بیان کرے۔ دوسرا وہ شخص جس کو طمع نہ ہو۔ تیسرا وہ عارف جو ہمیشہ دوست کی ثنا و صفت بیان کرتا رہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ذوالنون مصری مسجد کنکری واقع بغداد میں مع یاران طریقت بیٹھے تھے گفتگو درباره محبت ہو رہی تھی ایک صوفی نے اٹھکر عرض کیا یا حضرت صوفی اور عارف کی تعریف بیان فرمایئے آپ نے فرمایا صوفی اور عارف ایسے لوگ ہیں جنکے دلوں سے بشریت نکال لیگئی ہے۔ ہوا و حرص سے وہ آزاد ہو چکے ہیں اُنہیں کسی امر سے کچھ واسطہ نہیں۔ بعد اسکے فرمایا تصوف نہ علم ہے اور نہ رسم یہ مشائخ رضوان اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مُراد ہے تخلقوا باخلاق اللہ سے مُراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق میں سے ایک شمہ تو برتو۔ یہ نہ علم سے ہو سکتا ہے نہ رسم سے کیونکہ علم اور رسم سے خلق نہیں سکھلایا جاتا یہ جدا امر ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا عارف دنیا کا دشمن ہے مولا سے اسکی لو لگی ہے اس نے دُنیا پر لعنت بھیجی اسکے عل و غش سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا اسکے بعد کسی نے پُوچھا عارف کو گریہ بہت ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہاں! مگر جب وصال حاصل ہوتا ہے گریہ موقوف ہو جاتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا ایک گروہ خدا تعالیٰ کے عاشقوں کا ہے اُنکو خدا تعالیٰ کی دوستی نے بالکل خاموش کر دیا ہے وہ عالم کی موجودات کو نہیں جانتے اور نہ فصیح و بلیغ ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جس کسی کے دل میں دوستی حق نے جگہ پکڑی اُسے چاہیئے کہ دونوں جہان کو ایک نگاہ سے دیکھے اگر نہ دیکھے تو عاشق صادق نہیں ہے۔ اسکے بعد بیان فرمایا حضرت داؤد طائیؒ کو دیکھا کہ صومعہ سے باہر آنکھیں بند کئے ہوئے نکل کر مجلس میں آکھڑے ہوئے کسی درویش نے پُوچھا کہ حضرت اسمیں کیا حکمت ہے آپ نے جواب دیا کہ پینتالیس ۴۵ برس ہو گئے میں نے ان آنکھوں کو پٹی سے باندھا ہے کہ سوائے ذات باری تعالےٰ کے اور کسیکو نہ دیکھیں۔ محبت سے بعید ہے کہ دعویٰ دوستی کا کروں اور غیروں پر نظر ڈالتا پھروں اسکے بعد فرمایا خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ فرماتے تھے کہ جب خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسیکو فخر اپنی دوستی کا عطا فرماتا ہے اپنی محبت اسپر غالب کر دیتا ہے اُسمیں کامل ہونے پر حق تعالےٰ مرتبہ فردانیت کا عطا فرماتا ہے تاکہ ہمیشہ باقی رہے۔ اسکے بعد فرمایا جب عارف رجوع بحق ہوتا ہے۔ اُسے کچھ

خبر نہیں ہوتی۔ اگر اُس سے پُوچھا جائے کہاں تھا اور کیا چاہتا ہے وہ سوائے اس لفظ کے جواب دیگا کہ میں ہمراہ خدائے عزوجل تھا بعد اسکے ارشاد فرمایا اگر تجھ سے پوچھیں کہ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ کے کیا معنی ہیں تو جواب دینا چاہیئے کہ یہ آیت مرتبہ عارفان میں ہے۔ جب عارف مقام وحدانیت و جلال ربوبیت میں پہنچتا ہے نابینا ہو جاتا ہے سوائے حق کے غیر کی طرف نظر نہیں کرتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا میں ملک بخارا میں مسافر تھا ایک بزرگ مشغول کو دیکھا وہ آنکھوں سے اندھے تھے۔ میں نے پوچھا جناب کیونا بینا ہوئے کتنا عرصہ گذرا فرمایا میں اسوقت سے اندھا ہوں جب سے مجھے معرفت حاصل ہوئی۔ اور میری نظر جلال عظمت باری تعالیٰ پر گرنے لگی۔ ایک روز میں بیٹھا تھا کوئی غیر شخص میرے سامنے سے گذرا میں نے اُسپر نگاہ کی معاً ہاتف نے آواز دی کہ ہماری دوستی کا دعویٰ کرتے ہو اور غیروں پر نظر ڈالتے ہو۔ میں بہت شرمندہ ہوا اور عرض کی یاالٰہی وہ آنکھ جو سوائے دوست کے غیر پر نظر ڈالے اُس کا جاتا رہنا بہتر ہے میں یہ بات کہنے بھی نہ پایا تھا کہ میری دونوں آنکھیں جاتی رہیں۔ بعدہ ارشاد فرمایا جب حضرت آدم پیدا ہوئے حکم الٰہی ہوا نماز ادا کرو۔ آپنے نماز پڑھنی شروع کی دل صحبت میں پیوست ہوا اور جان مقامات قرب میں جا کر ٹھیری اور سر واصل ہوا یہی مصلحت پیدائش تھی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ ہمیشہ دعا مانگتے تھے "الٰہی بروز حشر مجھے نابینا اُٹھائیو" لوگوں نے کہا حضرت یہ کیسی دعا ہے جواب دیا جو شخص دوست کو دیکھنا چاہے اُسے لازم نہیں کہ غیر پر نگاہ ڈالے۔ بعدہٗ ذکر فرمایا کہ درویشی کے یہ معنی ہیں کہ جو بھوکا آوے اُسے کھانا کھلاوے اور پیاسے کو پانی پلائے اور جسکو کپڑا میسر نہو اُسکو کپڑا دے بہر حال محروم نہ چھوڑے ہر ایک ضروری حاجت اُس سے پُوچھ لینا چاہیئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا ایک دفعہ میں اور خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ باہم مسافرت میں تھے۔ راہ میں خواجہ بہاؤالدین اوشیؒ بزرگ کامل صاحب دل سے ملاقات ہوئی۔ اُنکا دستور تھا کہ جو شخص اُنکی خانقاہ میں آتا محروم نہ جاتا سب کی حاجت ضروری پوری فرماتے تھے۔ اگر کوئی ننگا آتا اپنے کپڑے اتارتے اور اُسے پہناتے جب ایسا ہوتا آپ کے کپڑے اُتارنے سے پہلے فرشتے آپکے واسطے لباس نفیس حاضر کرتے ہم چند روز اُنکی خدمت

میں رہے۔ آپنے بروقت رخصت مجھے نصیحت کی جو کچھ روپیہ پیسہ تمہیں ملے کبھی اپنے پاس نہ رکھو راہ خدا میں ایثار کر دیا کرو کہ تم بھی دوستانِ خدا میں ہو جاؤ گے۔ اور فرمایا اے درویش جو کچھ کہ میں نے حاصل کیا ہے خاص اسی سبب سے کیا ہے۔ اسکے بعد فرمایا ایک درویش تھے اُنکی یہ رسم تھی جو نذر و نیاز انکو پہنچتا سب درویشوں کی نذر کر دیتے اور خود محنت و مزدوری سے اوقات بسر کرتے تھے ایکدفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ سب نذر و نیاز تقسیم کر چکے دو نفر درویش آئے اور آپ سے پانی طلب کیا آپ فوراً گھر میں گئے اور دو روٹیاں مع پانی لا کر اُن بزرگوں کے روبرو پیش کیں، عرض کیا نوش فرمایئے وہ دونوں بہت بھوکے تھے خوشی سے لیکر کھا گئے اور آپسمیں صلاح کی کہ انہیں کچھ بدلہ دینا چاہیئے ایک نے ارادہ اشرفی دینے کا کیا دوسرے نے منع کیا کہ کیوں اشرفی دیکر دنیا میں پھنساتے ہو۔ آخر دعا دی کہ الٰہی اسے بزرگ کامل فرما۔ یہ دعا اُنکی مستجاب ہوئی اور وہ بزرگ صاحب خیر ولی کامل ہوئے اور اس دعا کی برکت سے لنگر اُنکا بہت بڑھا کہ ہزار من غلہ روز پکتا تھا۔ بعد اسکے فرمایا کہ عاشق راہِ محبت وہ ہے جو خود کو دونوں عالم سے علحدہ کر ڈالے، بعدہ حضرت خواجہؒ نے فرمایا محبت کے چار معنی ہیں۔ اول ہمیشہ خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ اور اُسکے ذکر میں خوش و خرم رہنا دوسرے ذکر خدا بدرجہ اتم کرنا تیسرے وہ اشغال کرنے جو مانع محبت دنیا ہیں۔ چہارم ہمیشہ روتے رہنا۔ اس کے بعد چار منزلیں ہیں۔ اول محبت دوم حلمیت، سوم حیا چہارم تعظیم۔ اسکے بعد فرمایا محبت میں صادق وہ ہے کہ اپنے ماں باپ جورو لڑکے بھائی بند سب سے علیحدہ ہو اور سب سے بیزار ہو کر مشغول بحق ہو کیونکہ اُس سے محبت رکھے جس کے بموجب حکم خدا محبت رکھنی چاہیئے۔ بعدہ فرمایا حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا گیا عارف کون ہے آپ نے جواب دیا عارف وہ ہے۔ جس نے دنیا سے منہ پھیرا اور اپنی تمام دَہن دولت کو راہ خدا میں ایثار کیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا خصلت عارفوں کی محبت میں اخلاص ہے، بعدہ فرمایا بہت اچھی بات دنیا میں یہ ہے کہ درویشوں میں بیٹھیں اور نہایت صفائی دل سے گفتگو کریں اور بری بات اُسکے برعکس ہے اور فرمایا حق دوستی کرنیکا یہ ہے کہ جن باتوں کے کرنے سے اُسنے منع کیا ہے چھوڑ دے بعدہ فرمایا عارف اُسوقت کامل ہوتا ہے جب اُسکے درمیان سے مادمنی نکلجاتی ہے یاد دوست ہی رہتا ہے یاد ہے۔ بعدہ فرمایا صادق عارف وہ ہے

جسکے پاس مال و اسباب بالکل کچھ نہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت سمنون محبؒ محبت کی باتیں کر رہے تھے ایک پرندہ ہوا سے اترا اُنکے سر پر اور پھر دا ہنے ہاتھ پر اور پھر زمین پر بیٹھکر چونچیں مارنے لگا۔ اور یہانتک چونچیں ماریں کہ خون اُسکی چونچ سے رواں ہوا اور تھوڑی دیر میں وہ زمین پر گر کر مرگیا حضرت خواجہ یہ فرما کر تلاوت میں مشغول ہوئے مجلس برخاست ہوئی۔

مجلس یازدہم۔ روز چہارشنبہ سعادت قدمبوسی میسر ہوئی۔ مولانا بہاؤالدین صاحب تفسیر شیخ احمد کرمانی اور دیگر درویش حاضر مجلس شریف تھے، گفتگو عارفوں کی توکل کے بارہ میں ہوئی اپنے ارشاد فرمایا عارفوں کا توکل سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی پر نہیں ہوتا۔ اور نہ اُنہیں کسی سے کچھ غرض ہوتی ہے۔ بعدہٗ فرمایا متوکل وہ ہے کہ رنج و راحت کی کسی سے نہ حکایت کرے نہ شکایت۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا حضرت ابراہیمؑ سے جبرئیلؑ نے پوچھا آپکی کوئی حاجت ہو بیان فرمایئے آپنے ارشاد فرمایا تجھسے کچھ نہیں۔ کیونکہ حضرت خلیلؑ اپنے نفس سے غائب تھے اور باطناً بحضور حق تعالےٰ حاضر۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا اہل توکل پر ایک وقت ایسا آتا ہے اگر اُسوقت میں اِنہیں کسی حربہ سے مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں یا مجروح کریں یا اور کوئی زخم پہنچاویں یا اُنکا چمڑہ کھینچیں تو بھی اُنکو خبر نہیں ہوتی بعدہ فرمایا توکل عارف کا حق کیساتھ اس طرح پر ہوتا ہے کہ وہ متحیر ہوتا ہے عالم سکر میں۔ بعدہٗ فرمایا خواجہ بایزید بسطامیؒ سے پوچھا گیا عارف کون ہے آپنے جواب دیا عارف وہ ہے جس نے ان تین باتوں کو دل سے منقطع کیا ہو۔ اول علم سے دوسرے عمل سے تیسرے خلق سے جبتک وہ ان باتوں سے دلکو علیحدہ نکریگا متوکل نہ ہوگا۔ اسکے بعد فرمایا ایک بزرگ سے علامت عارف کی پوچھی اُنھوں نے جواب دیا عارف وہ ہے جو سوائے حق کے دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔ بعدہٗ فرمایا میں نے زبانی ایک بزرگ کے سُنا تھا شوق کی چند باتیں ہیں جبتک وہ عارف میں نہ دیکھی جائیں اُسے عارف نہیں کہہ سکتے۔ اول وقت راحت کے موت کو یاد کرے، دوسرے مولا سے اُنس اختیار کرے، تیسرے بے قرار ہونا محبت حق میں وقت آنے دوست کے اور خوشی حاصل ہونی خاص وقت میں جبکہ نظر اُسکی حق پر ہو۔ اسکے بعد فرمایا شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں دو باتوں سے زیادہ کوئی امر خوشتر نہیں۔ اول صحبت فقرا، دوم حرمت اولیا۔ بعد اسکے گفتگو توبہ کرنے کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا توبہ

کی امر سے ہوتی ہے اور در اصل تو یہ ایک امر سے ثابت لائی ہے یعنی جیسے جاہلوں سے دُور ہونا صحبت باطلوں کی ترک کرنی منکروں سے مُنہ پھیر لینا۔ بعدہٗ فرمایا پیغمبر نے فرمایا ضعیف ترین آدمیوں میں سے وہ ہے جو بولنا چھوڑ دینے پر قادر ہو یعنی ترک صحبت کرے بعدہٗ فرمایا اس راہ میں دو چیزیں مضبوط کرنی ہوتی ہیں۔ اول ادب عبودیت۔ دوم تعظیم حق معرفت۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا حضرت شیخ شبلیؒ سے پوچھا گیا کہ شوق کا مرتبہ زیادہ ہے یا محبت کا آپنے فرمایا کہ محبت کا کیونکہ شوق محبت سے پیدا ہوتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جب حضرت آدمؑ سے زلت (لغزش) واقع ہوئی اور آواز عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّهٗ آئی تمام چیزیں حضرت کو دیکھکر رونے لگیں مگر سونے اور چاندی نے آنسو نہ نکالے اور عرض کی کہ ہم اسکے حال پر نہ روئینگے جو تیرا گناہ کرے حق تعالےٰ نے اُنکی یہ عرض سُنکر قسم یاد کی میں تمہاری قیمت مقرر کرونگا اور بنی آدم کو تمہارا خادم بناؤنگا۔ بعد اسکے فرمایا جب محب مملکت کا دعویٰ کرے مقام محبت سے گر پڑیگا۔ بعد اسکے فرمایا محبت کا دعویٰ وفا ہے۔ وصال کے ساتھ اور حرمت باطل کی وصال سے یعنی مشاہدہ فقر محب ہے کہ نگاہ رکھتا ہے اپنے بتر کو اور خیال رکھتا ہے اپنے نفس پر گذرانے فرائض میں۔ اس کے بعد فرمایا سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے پُوچھا گیا۔ درجات محبت کیا ہیں۔ آپنے فرمایا اگر ساتوں دوزخ کو باہم عظمت وہیبت اس محبت والے کے داہنے ہاتھ پر رکھیں وہ یہ نہ کہے کہ میرے بائیں ہاتھ پر بھی رکھو۔ جبتک مرضی الٰہی ہو اُسی ہاتھ پر رکھی ہو۔ اسکے بعد فرمایا اول چیز جو بندہ پر فرض کی گئی وہ معرفت ہے دلیل اسکی آیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ط ہے۔ بعدہٗ فرمایا حق تعالیٰ نے جملہ چیزوں کے اندر اپنی قدرت کاملہ سے صدہا باتیں پوشیدہ رکھی ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کتاب محبت و اسرار الاولیاء میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ بروز حشر عاشقوں سے صدق اور محبت کا سوال کریگا پس جو شخص ثابت قدم اور صادق ہوگا جواب دیگا اور جو نہوگا منتشر ہو جائیگا۔ اور جواب نہ دے سکیگا پس معلوم ہو جائیگا کہ یہ عاشق صادق نہیں تھا۔ عاشقوں کے زمرہ سے اسکو دور کر دینگے۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ اہل محبت وہ لوگ ہیں جو بلا واسطہ دوست کا کلام سنتے ہیں بالحدیث عن قلبی عن ربی یعنی دل عاشق کا سوائے سخن حق تعالیٰ اور کچھ نہیں سنتا بعدہٗ فرمایا صاحب محبت مرتے ہی بخشا جاتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا جنگل میں ایک درویش حلت کردہ

کی لاش کو دیکھا کہ ہنس رہی تھی پُوچھا تم مر چکے تھے۔ اب کیونکر ہنستے ہو۔ جواب دیا محبت حق تعالےٰ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا دل عارف کا ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ اپنے حال سے فانی اور مشاہدہ دوست میں باقی ہو۔ اور حق تعالیٰ اُسکے تمام اعمال کا متولی ہو اُسے اپنی ذات پر اختیار ہو اور عرش تک قرار نہ پکڑے یہ سلوک کا راستہ ہے بعدہٗ فرمایا حضرت مالکؒ بن دینار سے پوچھا گیا ملازمت پسندیدہ کی کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ملازمت عبادت سے حاصل ہوگی یعنی وصال دوست میسر ہوگا۔ بعد اسکے فرمایا حضرت رابعہ بصریؒ سے پُوچھا گیا اعمال میں سب سے اچھا عمل کونسا ہے آپنے فرمایا قائم رکھنا اوقات کا ساتھ مراقبہ کے اور فرمایا جو دعویٰ بزرگی کا کرے ابھی وہ قید مراد میں ہے جب اُسکی تمام مرادیں فنا ہو جاویں گی۔ اُسوقت وہ اُس دعوے میں سچا ہو سکتا ہے ورنہ جھوٹا ہے اور فرمایا مرد وہ ہے جسکی تمام مرادیں فنا ہو چکی ہوں مگر ساتھ مراد حق کے باقی ہوں نام اسکا وہ ہے جو حقتعالیٰ رکھے اور سوائے بندگی کے دیگر امور سے اُسے سروکار نہو۔ کیونکہ اہل محبت کا نام نہیں ہوتا اور نہ رسم و جواب۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا میں نے زبانی خواجہ عثمان ہرونیؒ کے سُنا ہے آپ فرماتے تھے اہل عشق سوائے دوست کے اور کسی سے دل نہیں لگاتے کیونکہ بغیر دوست کے جو شاد ہوتا ہے اُس سے تمام غم و اندوہ نزدیک ہو جاتے ہیں اور جو دوست سے اُنس نہ رکھے اُس سے وحشت نزدیک ہوتی ہے۔ اور جو شخص دوست ہی نہ رکھے وہ کچھ بھی نہیں۔ بعدہٗ فرمایا عارف وہ ہے جو صبح اُٹھے اور رات کی باتیں اُس سے فراموش ہو گئی ہوں یعنی خیال دوست میں ایسا مستغرق ہو کہ ادھر کہے اُدھر بھولے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ بزرگ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ اے غافل موت آنے سے پہلے آخرت کیواسطے توشہ تیار رکھ اور موت کیواسطے ہمیشہ آمادہ رہ۔ بعدہٗ فرمایا اہل محبت وہ گروہ ہے کہ درمیان حق کے اور اُن کے کوئی حجاب نہیں۔ بعدہٗ فرمایا عارف محبت میں وہ ہے جسے کبھی عُجب نہو کیونکہ تسلیم ایک بات سے عارف نہیں ہوتا اور جب سب امور کو تسلیم کر لیا تو عُجب کس بات سے ہوگا۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا سب سے بہتر بندگی اوقات میں یہ بات ہے کہ خواطر نفس بند کئے جائیں۔ اور خلق تیری بدگمانی سے بچے۔ بعدہٗ فرمایا جسے محبت

ہوتی ہے اُسے فقر سے وحشت نہیں ہوتی۔ بعدہٗ فرمایا عارفانِ الٰہی کا فرمودہ ہے۔ یقین ایک نور ہے جب بندہ کا دل اُس سے منور ہو جاتا ہے وہ اُسکے ذریعہ سے درجہ محبوں اور معشوقوں کا حاصل کرتا ہے بعدہٗ فرمایا آدمی زاد مٹی اور پانی سے بنایا گیا ہے۔ جسکے وجود میں پانی کی زیادتی ہے وہ عبادت میں شاغل ہوگا اسوجہ سے مقصود کو پہونچے گا۔ اور جس کے وجود میں مٹی کی زیادتی ہوگی وہ نیک ہوگا۔ بختی کے وقت اُسے پہچاننا چاہیئے۔ بعدہٗ فرمایا حق تعالیٰ نے ابر کو پیدا کیا اور اُس میں طرح طرح کے رنگ جمع کئے جب سب الوان آمیختہ ہوئے پانی ہو گئے اسوجہ سے کہ دنیا میں پانی نہ تھا اُسکے میں لذت رکھی گئی مگر وہ لذت آجتک کسی سے دریافت نہیں ہوئی۔ پانی سے ہر ایک چیز زندہ ہے۔ بعدہٗ ایک شخص نے جو اسی مجلس میں حاضر تھا۔ اُٹھ کر آپ سے دریافت کیا مجنون کون ہے آپنے فرمایا مجنون وہ ہے جو ابتدائے عشق میں ناچیز ہو جائے اور مرتبہ دوم و سوم میں ناپید۔ بعدہٗ پوچھا فنا اور بقا کیا چیز ہے آپنے فرمایا بقا۔ لقاء حق ہے بعدہٗ پوچھا گیا تجرید کیا ہے آپنے فرمایا صفات محبوب کی محب کے دل میں بیٹھ جاویں۔ فاذا احببتہ کنت لہ سمعاً و بصراً۔ بعدہٗ فرمایا ملتان میں ایک بزرگ کی زبانی سنا کہ توبہ اہل محبت کی تین قسم پر منقسم ہے اوّل ندامت دوم ترک معصیت سوم خود کو مظالم اور خصومت سے پاک کرنا بعدہٗ فرمایا علم ایک محیط شئی ہے اور معرفت محیط کا ایک جزو ہے پس خدائے بزرگ کی شان کا بیان کہاں اور بندہ کہاں چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ علم ہر شے کا خدا کو ہے البتہ معرفت موافق حوصلہ کے آدمی کو ہو سکتی ہے۔ بعدہٗ فرمایا جبتک عارف کو سر خالص حاصل نہیں ہوتا کوئی عمل اُسکا خالص نہیں ہو سکتا اور فرمایا جسکو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے اُسکے سر پر بلاؤں کی بارش کرتا ہے بعدہٗ فرمایا اہل سلوک میں توبہ نصوح تین باتوں سے مراد ہے۔ اوّل کم خوری واسطے اس امر کے کہ روزہ رکھنے میں تکلیف نہو دوم کم سونا واسطے کرنے طاعت کے سوم کم بولنا واسطے کرنے دعا کے نیز اور بھی تین باتیں ہیں۔ اوّل خوف دوم رجا سوم محبت ضمن خوف میں ترک گناہ کرنا ہے تاکہ آتش دوزخ سے رہائی ملے ضمن دوم رجا سے مراد طاعت ہے تاکہ داخل بہشت ہو اور یہی فوز عظیم ہے ضمن سوم محبت سے اجتہاد اور شکر کرنا تاکہ رضائے حق حاصل ہو۔ عارف محبت میں وہ ہے جو کسی چیز کو دوست نہ رکھے مگر ذکر حق جب آپ یہ

فرماکے آبدیدہ ہوئے۔ اور فرمایا اب ہم اُس مقام کو سفر کرتا ہوں جہاں میرا مدفن ہوگا۔ یہ فرماکر سب کو وداع کیا۔ بعد اسکے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم ساتھ چلو میں اور کئی اور درویش ہمرکاب حضرت خواجہ ہوئے۔ دو ماہ سفر میں تھے بعدہٗ اجمیر پہنچے اور سکونت اختیار کی اس زمانہ میں اجمیر ہنود کا مسکن تھا کوئی مسلمان نہ تھا۔ جب قدوم مبارک آپکے وہاں پہونچے اس قدر مسلمان ہوئے جن کا شمار نہیں۔ الحمد للہ علی ذالک ۔

مجلس دوازدہم۔ روز پنجشنبہ مقام مسجد جامع اجمیر آخرین مجلس یہی تھی شرف قدمبوسی حاصل ہوا یاران طریقت اور اصحاب اہل صفہ اور بہت سے بزرگ حاضر خدمت تھے حکایت ملک الموت کے بارہ میں معنیٰ آپنے ارشاد فرمایا دنیا بے ملک الموت کوڑی کے کام کی نہیں۔ اسکا سبب پوچھا ارشاد عالی ہوا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت پل کی طرح ہے جس سے دوست دوست کی طرف عبور کرتا ہے۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا دوستی یہ ہے کہ اُسکو دل سے یاد کرے نہ زبان سے اور زبان غیر حق کے ذکر سے رُک جائے آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے صحیفوں میں مرقوم ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے میرے بندے جب میرا ذکر تجھ پر غالب ہوتا ہے میں تجھ پر عاشق ہو جاتا ہوں یعنی مجھے تجھ سے محبت ہو جاتی ہے بعدہٗ فرمایا عارفان خدا آفتاب کی مثال ہیں تمام عالم پر انکا چمکارا پڑتا ہے۔ سب اُن کے انوار سے روشن ہیں یہ بیان فرماکر آپ رو پڑے اور فرمایا اے درویشو مجھے اسجگہ اسواسطے لائے ہیں کہ یہاں میرا مدفن ہے اب چند روز میں اس عالم سے کوچ کرونگا۔ شیخ علی سنجری آپ کے کاتب موجود تھے انہیں فرمایا کہ مثال شیخ قطب الدین بختیار کے نام تحریر کرو کہ وہ دہلی جاوے خلافت اور سجادۂ خواجگان رض میں نے اُسے عطا کیا۔ اس کے بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ دہلی تمہارا مقام ہے۔ اس کے بعد جب مثال تحریر ہو چکی مجھے عنایت فرمائی۔ میں نے شکریہ حضرت مخدوم کا ادا کیا۔ فرمان ہوا آگے آؤ میں نزدیک گیا۔ دست مبارک سے اپنی پگڑی میرے سر پر رکھی اور عصائے شیخ عثمان ہرونی قدس سرہٗ اور اپنا مصحف تلاوت و مصلا بخشا اور فرمایا یہ امانت ہے رسول خدا کی خواجگان چشت رض سے مجھے پہونچی تھی میں نے تمہیں سونپی اُس کا حق جیسا کہ میں اور خواجگان

تاقبل بجالائے ہیں ویسا ہی تم بھی بجا لاؤ گے کہ بروز حشر مجھے درمیان اپنے مشائخوں کے شرمندہ نہونا پڑے مینے قبول کیا اور دوگانہ نماز شکرانہ ادا کی۔ آسکے بعد آپنے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنا منہ آسمان کی جانب اُٹھا کر ارشاد فرمایا جاؤ خدا کو سونپا اور تمہیں اپنے مقام پر پہنچا دیا۔ بعدہ ارشاد فرمایا چار چیزیں گوہر نفس ہیں اوّل درویش کہ امیر و توانگر دکھلائی دے۔ دوئم بھوکے کو سیر کرے۔ تیسرے غمگین ہے مگر ایسا کہ خوش وخورم نظر آئے۔ چوتھے جو دشمن ہو اُس سے دوستی اور مہربانی سے پیش آوے، بعدۂ فرمایا مرتبہ اہل محبت کا ایسا ہے کہ جب اُس سے پُوچھیں نماز شب ادا کی جواب دے مجھے فراغت نہیں ملک الموت کے پیچھے پھرتا ہوں جہاں کہیں وہ درماندہ ہوتا ہے دستگیری کرتا ہوں۔ جب آپ یہ فرما رہے تھے۔ مَیں نے ارادہ کیا کہ قدمبوسی حاصل کر کے رُخصت ہوں آپنے یہ امر روشن ضمیری سے دریافت کیا۔ فرمایا آگے آؤ مَیں آگے بڑھکر قدموں میں گر پڑا آپنے مجھے اُٹھایا بغلگیر ہوئے فاتحہ پڑھی اور ارشاد کیا راہ طریقت سے مُنہ نہ موڑنا۔ اور اس راہ میں مَردِ مِیدان رہنا میں پھر قدموں میں گرا آپنے ازراہ نوازش مجھے اُٹھایا دوبارہ بغلگیر ہوئے میں رُخصت ہوکر دہلی آیا اور سکونت اختیار کی۔ کئی دوست ہمراہ آئے تھے فقیر کے ساتھ رہے مجھے دہلی آئے چالیس روز ہوئے تھے کہ اجمیر شریف سے قاصد آیا خبر لایا کہ تمہارے روانہ ہونے کے بعد آپ بیسؔ روز زندہ رہے بعدہٗ انتقال فرمایا مجھے بڑا رنج ہوا اُسی حالت میں مصلے پر سو گیا خواب میں حضرت کو دیکھا کہ زیر عرش خراماں ہیں مینے قدمبوسی کی اور حال پوچھا آپنے ارشاد کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے لطف وکرم سے بخشدیا اور نزدیک کروبیوں اور ساکنان عرش کے مقام دیا۔ اب میں وہاں رہتا ہوں۔ یہ علوم ربانی اور فوائد سلوک جوزبان مبارک حضرت شیخ الاسلام سے سُنے اس مجموعہ میں تحریر ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ تمام شد بعد ختم کتاب دعا کا طالب ہوں دُعا فرمایئے کہ یاالٰہی بحرمت اپنے حبیب محمد صلعم کے معاف فرما اور بخش جمیع خطایا وذنوب غریب غلام احمد مترجم کتاب کے اور اُسکے ماباپ اور اُسکے جمیع احباب واقربا کے اور بخش تمام علمائے اُمت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عطا فرما توفیق نیک کاموں کی اور بچا سئیات وبدعات اور شرک سے اور خاتمہ بخیر کر ہم سب مسلمان بھائیوں کا۔ برحمتک یا ارحم الراحمین تمت بتمام شد ⁂

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ **امابعد** خادم درویشان بلکہ تراب نعال اقدام ایشان **غلام احمد خان** بریان ابن جناب فیضمآب سراج السالکین شمس العارفین تاج الصالحین محب الفقرا والمساکین مولانا بالفضل واولنا بالکمال خاصۂ خاصگان حضرت مولٰنا مولوی **غلام محمد خان** صاحب حنفی چشتی سلیمانی ادام اللہ ظلہٗ ساکن قصبہ جھجر از مضافات شہر شاہجہان آباد عرف دہلی بخدمت حضرات ارباب دانش اصحاب بینش عرض پرداز ہے کہ یہ رسالہ ترجمہ ہے کتاب مستطاب **فوائد السالکین** کا جسمیں حضرت ملک المشائخ سلطان الطریقت برہان المحققین انیس السالکین امام العارفین سراج الاولیا تاج الاصفیا شہید المحبت حضرت خواجہ **قطب الدین** بختیار کاکی اوشی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات بابرکات کو جسکو حضرت سلطان المشائخ شیخ شیوخ العالم قطب الاولیا فرد الاتقیا حضرت حریق المحبت فرید الحق والملۃ والدین مسعود گنج شکر اجودھنی قدس سرہٗ نے بطریق مجالس جمع فرمایا ہے اور یہ ترجمہ گنج سوم ہے۔ کتاب معدن الیواقیت والجواہر یعنی مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے للہ الحمد والمنۃ کہ یہ ترجمہ ایک باب اور دو فصل پر تمام ہوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

باب سوم۔ ترجمہ کتاب مستطاب فوائد السالکین منقسم بر دو فصل **فصل اوّل** بیان بعضے از احوال مُبارک حضرت خواجہ شہید المحبت رضی اللہ تعالیٰ عنہ **فصل دوم** ترجمہ کتاب مستطاب گنج فوائد فوائد السالکین۔ قاریان کتاب سے امید ہے کہ مترجم کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمایئں ؎

ہر کہ خواند دعا طمع دارم ؛ زانکہ من بندۂ گنہگارم ؛ والحمد للہ رب العالمین۔

بندے از حال برکت اشتمال حضرت شہید المحبت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی ثم الدہلوی قدس سرہ العزیز

صورت تحریر یافت

حضرت موصوف سادات حسینی سے ہیں کہ آپکا سلسلہ نسب شریف حضرت سبط اصغر امام حسین علیہ السلام تک اس طرح پہنچتا ہے کہ نام نامی و اسم گرامی آپکے والد ماجد کا سید کمال الدین بن سید محمد بن سید اسحٰق بن سید معروف بن سید احمد بن سید رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن امام محمد جواد بن امام علی موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام محمد جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام ہے۔ جائے مولد و موطن آپکا قصبہ اوش ہے جو ملک ماوراءالنہر کے قصبات میں ایک سرفراز قصبہ ہے۔ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ ولی مادرزاد ہیں۔ کتب سیر میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ شکم مادر سے پندرہ سیپارہ کے حافظ پیدا ہوئے تھے، بدیں وجہ کہ حضرت کی والدہ ماجدہ جو نساء عارفات سے تھیں پندرہ سیپارہ کی حافظ تھیں۔ ہر وقت تلاوت کلام اللہ شریف میں مشغول رہتیں۔ حضرت خواجہ بسبب تصرف ولایت و شنوائی تلاوت کے ایام حمل ہی میں قبل از تولد حافظ پندرہ سیپارہ کلام ربانی کے ہو گئے۔ ولادت باسعادت آپ کی شب جمعہ میں بعد از نصف شب ہوئی۔ قبل از تولد مکان مسکونہ والا نور سے بھر گیا آپ کی والدہ ماجدہ اُسوقت خواب استراحت میں تھیں اتفاقاً آنکی آنکھ کھل گئی گھر میں نور ہی نور نظر آیا تعجب میں آئیں کہ بار الہا یہ کیسا نور ہے۔ ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے والدۂ قطب الدین یہ جگہ تعجب کی نہیں کہ یہ نور تیرے فرزند دلبند کا ہے جسکو ہمنے اُسکے دلمیں رکھا ہے اُسیوقت سے حضرت کا نام نامی و اسم گرامی قطب الدین ہوا تھوڑی دیر میں حضرت پیدا ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا تھوڑی دیر سجدہ میں رہے۔ نور جو گھر میں پھیلا ہوا تھا اُس نے قطب صاحب کے قلب میں جگہ پکڑنی شروع کی تاکہ اینکہ کل نور جو

قلب مبارک میں سما گیا۔ حضرت کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ آثار بزرگی آپ کے قبل از تولد ہی ظاہر ہوئے تھے۔ کہ ایام حمل میں جب میں واسطے تہجد کے اُٹھتی آپ بھی بیدار ہوتے ایک گھنٹہ یا زیادہ ذکر فرماتے کہ آواز اللہ اللہ کی مجھے سنائی دیتی تھی۔ جب آپ ڈھائی برس کے ہوئے ظل عاطفت پدری سر سے اُٹھ گیا۔ متصدی پرورش آپ کی والدہ ماجدہ ہوئیں جب عمر شریف آپکی چار برس چار ماہ اور چار روز کی ہوئی حضرت خضر علیہ السلام نے واسطے تربیت کے سُپرد حضرت خواجہ ابوحفص حداؒ کے جو قطب زمانہ تھے فرمایا اور ارشاد کیا کہ مولانا مجھے اس لڑکے سے بہت کام لینے ہیں آپ اسے بہت اچھی طرح تربیت فرمائیں۔ ایک عرصہ تک آپنے خواجہ ابوحفصؒ سے علم تحصیل کیا اور قاضی حمید الدین ناگوریؒ سے بھی پڑھا۔ بعد حصول علم راہ خدا کی تلاش میں نکلے سعادت ازلی اور توفیق لم یزلی شامل تھی کہ بتاریخ پنجم ماہ رجب المرجب سنہ ۶۱۲ھ بروز پنجشنبہ بمقام بغداد شریف امام ابواللیث سمرقندیؒ کی مسجد میں شرف بیعت حضرت خواجہ بزرگ وارث النبی فی الہند خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہٗ سے مشرف ہوئے ایک عرصہ تک بغداد شریف میں ہمراہ خواجہ بزرگ رہکر ریاضت شاقہ فرمائیں اور فیض صحبت حاصل کیا جب حضرت خواجہ بزرگؒ نے بموجب فرمان واجب الاذعان حضرت رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بغداد شریف سے قصد اجمیر شریف کا فرمایا آپ بھی بمقتضائے محبت اپنے مرشد کامل کے ہمراہ تھے۔ دہلی پہونچے۔ خواجہ بزرگؒ نے چند روز قیام فرمایا اور بوقت روانگی اجمیر آپ کو دہلی میں چھوڑ گئے۔ آپ نے اشتیاق ہم صحبت رہنے کا ظاہر فرمایا ارشاد والا ہوا کہ قرب روحانی کو بعد مکانی مزاحم نہیں ہوتا تم کو یہیں رہنا چاہیے کہ تمہارا یہی مقام ہے الآخر بموجب ارشاد خواجہ بزرگؒ آپ نے سکونت دہلی اختیار کی لیکن واسطے حصول ملازمت جسمانی تین مرتبہ اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ بزرگؒ بھی کمال عنایت و مہربانی سے واسطے بازدید حضرت شہید المحبت کے دوبار دہلی تشریف لائے۔ آپ وقت وصال مبارک حضرت خواجہ بزرگؒ حاضر اجمیر شریف نہ تھے۔ چند روز پیشتر حسب الحکم

حضرت خواجہ بزرگ رض سے بحصول خلافت دہلی تشریف لائے تھے۔ آپکی بندگی کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی۔ کہ حضرت خواجہ بزرگ رضی نے وقت عطائے خلافت ارشاد فرمایا کہ اے قطب الدین تم بڑے نیک بخت ہو کہ آج چالیس ۴۰ روز سے متواتر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں مجھے ارشاد فرما رہے ہیں کہ قطب الدین میرا اور حق تعالیٰ کا دوست ہے اُسکو اپنی خلافت عطا کرو اور میرا خرقۂ فقر پہناؤ۔ آج کی شب میں نے حضرت رب العزت کو خواب میں دیکھا مجھے ارشاد فرمایا قطب الدین میرا دوست ہے جو نعمت اُسکی تمہارے پاس ہے پہنچا کر اُسے اپنا خلیفہ مقرر کرو حضرت قطب الاسلام رض کے کمالات سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ اِن چند اوراق میں گنجائش نہیں کہ بطور اختصار ہی حوالہ قلم ہو سکتا لیکن کتب حالات اولیاء خصوصاً روضۃ الاقطاب میں دیکھیں۔ اب فقیر خادم درویشان غلام احمد خان مترجم کسی قدر ذکر وصال مبارک معرض تحریر میں لاکر اصل کتاب یعنے ترجمہ ملفوظ مبارک شروع کرتا ہے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

آپ کا وصال حالت سماع میں ہوا اور اسیوجہ سے شہید المحبت خطاب پایا کیفیت اس واقعہ کی کتب سیر میں اس طرح مرقوم ہے کہ بتاریخ ۱۲ ماہ ربیع الاول خانقاہِ عالیہ میں بتقریب عرس حضرت رسالت پناہی سماع ہو رہا تھا۔ ہزارہا اصفیائے عظام مست بادۂ عرفان زینت دہ مجلس تھے کہ قوالوں نے خوش آوازی سے یہ شعر کہنا شروع کیا ؎

عاشق رویت کجا بیند بکس　　بستۂ سویت کمی یابد خلاص

اِس بیت سے جناب قطب الاسلام کو رقت ہوئی اور بیقراری نے گھیرا۔ اُسوقت قوالوں نے اس شعر کا گانا چھوڑ کر یہ غزل چھیڑی ؎

منزل عشقت مکانے دیگر است　　مردِ ایں رہ را نشانے دیگر است

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را　　ہر زماں از غیب جانے دیگر است

اس غزل کے دوسرے شعر پر حضرت قطب الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدرجہ نہایت

نہایت وجد ہوا مثل ماہی بے آب طپاں تھے۔ چنانچہ تین شب و روز بیقراری متصل رہی۔ مگر نماز کے اوقات میں ہوش آتا تھا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد پھر بیقراری پیدا ہوتی تھی۔ بالآخر اسی حالت ذوق و شوق میں بتاریخ ۱۴ ربیع الاول ۶۵۳ھ ہجری بمقام دہلی انتقال فرمایا اور اپنی زر خرید اراضی پر مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ عمر مبارک قطب الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے علی التحقیق آگاہی حاصل نہیں الّا شاہزادہ محمد داراشکوہ رحمۃ اللہ علیہ نے سفینۃ الاولیا میں تحریر فرمایا ہے کہ عمر حضرت رض کی بوقت بیعت خواجہ بزرگ سولہ ۱۶ برس کی تھی اور روضۃ الاقطاب میں صاحبزادہ محمد بولاق تحریر فرماتے ہیں کہ سن شریف آپکا وقت حصول خلافت عظمیٰ بیس ۲۰ سال کا تھا۔ اس امر میں کہ وصال شریف کس عمر میں ہوا راویوں میں اختلاف ہے لیکن متفق ہیں کہ آپ عالم جوانی میں رہگرائے ملک جاودانی ہوئے۔ واللہ اعلم۔

آغاز ترجمہ کتاب مستطاب فوائد السالکین

مجلس اوّل۔ خواجہ حریق المحبت فرید الحق والدین مسعود گنجشکر اجودھنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب اس بندۂ حقیر خادم درویشان کو دولت قدمبوسی حضرت قطب الاسلام رض کی حاصل ہوئی آپ نے اُسیوقت کلاہ چہار ترکی میرے سر پر رکھی اور نہایت مہربانی فرمائی۔ اُس روز میں قاضی حمید الدین ناگوری رح مولانا علاؤ الدین کرمانی رح سید نور الدین مبارک رح شیخ نظام الدین ابو المؤید رح مولانا شمس الدین ترک رح اور شیخ محمود موئینہ دوز رح مع بہت سے اصحاب اہل صفہ کے حاضر خدمت فیضدرجت تھے خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تقارہ نے فرمایا کہ مرشد کو اسقدر قوت اور نفیح خاطر ہونا چاہیئے کہ جب طالب اسکی پاس واسطے حصول بیعت کے حاضر ہو اسکو چاہیے کہ ایک ہی نگاہ میں تمام آلائش دنیا کی جو اُسکے سینہ میں ہے من کل الوجوہ نکال ڈالے اور ایسا صاف کرے کہ کوئی کدورت زنگ اور لگاؤ دنیا کا باقی نہ رہے بعدہ اُسے اپنی بیعت سے ممتاز فرماکر واصل الی اللہ کر دے اگر اسقدر قوت پیر میں نہو تو جاننا چاہیئے کہ پیر اور مرید دونوں

بادیہ ضلالت میں ہیں۔ اس کے بعد فرمایا اسرار العارفین میں خواجہ ابوبکر شبلیؒ تحریر فرماتے
ہیں کہ علاقہ بدخشان میں ایک بزرگ سے میری ملاقات ہوئی۔ زبان اُنکی تعریف
سے قاصر ہے نہایت ہی صاحب ذوق وشوق جذب ومحبت تھے موافق طریق سنت
رسول خدا صلعم، میں نے سلام ان پر عرض کیا جواب سلام دے کر فرمایا بیٹھو میرے
تعمیل ارشاد کی چند روز اُنکی صحبت میں رہا وہ بزرگ صائم الدھر تھے بروقت افطار
جَو کی دو روٹیاں عالم غیب سے اُن کے لئے پیدا ہوتی تھیں وہ اُسی سے روزہ کھولتے اور
بقدر سدرمق نوشجان فرماتے ساکنین شہر آپکے بدرجۂ غایت معتقد تھے۔ ایک روز ایسی
مرضی ہوئی کہ آپنے اُس شہر کے حاکم کو حکم کیا کہ خانقاہ تیار کر اُس نے اپنی سعادت
جانکر چند روز میں مطلوبہ عمارت تیار کرادی اور شیخ سے تکمیل تعمیر کا حال عرض کیا آپ
اُس خانقاہ میں تشریف لائے اور حکم دیا ہر روز بازار سے ایک کُتا خرید کر میرے پاس لائیں
لوگ حسب الحکم روزانہ کُتے خرید کر لاتے آپ اُنکا ہاتھ پکڑ کر سجادہ پر بٹھاتے اور فرماتے کہ خدا
کے سپرد کیا چنانچہ وہ کُتے ایسے ہوگئے کہ ہر ایک اُن میں کا پانی پر چلنے لگا تھا اور
جس کسیکو وہ تعویذ دیتا بیمار اچھا ہوجاتا۔ خواجہ ابوبکر شبلیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے دیکھنے کرامت
اُن کُتوں سے حیرت ہوئی شیخ بنور باطن میرے خطرہ سے آگاہ ہوئے اور فرمایا اے شبلی
سجادہ پر وہ متمکن ہوئے اور دوسرے کا ہاتھ وہ شخص پکڑے جسے صاحب سجادہ ہونیکی
طاقت ہو اور طاقت اُسکی یہ ہے کہ جسکا ہاتھ پکڑے اُسے صاحب سجادہ بنادے۔ اگر
ایسا نہ کرسکے راہ سلوک میں مدعی اور دروغزن ہے۔ اسکے بعد فرمایا اہل سلوک لکھتے ہیں کہ
کمالیت مرد کی چار چیز سے پیدا ہوتی ہے اوّل کم سونا۔ دوم کم بولنا۔ سوم تھوڑا کھانا چہارم
خلق سے کم صحبت رکھنی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا غزنی میں ایک بزرگ بڑے صاحب تجرید وتفرید
تھے جو کچھ فتوحات سے اُنہیں حاصل ہوتا کبھی اپنے پاس نہ رکھتے اگر دن میں آتا شام تک مساکین
فرماتے اور جو شبکو حاصل ہوتا صبح تک نہ رکھتے۔ چھوٹا بڑا درویش دتونگر اُنکی خانقاہ سے محروم

نہ جاتا بھوکے کو کھانا کھلاتے ننگے کو کپڑے پہناتے غرضکہ بڑے صاحب نعمت اور کامل درویش
تھے۔ میں نے انکی زبانی سُنا کہ چالیس برس میں نے مجاہدہ کیا کچھ حاصل نہوا ذرہ روشنائی
اپنی ذات میں نہ پائی جب سے متذکرہ بالا چار چیزیں اختیار کی ہیں اسقدر روشنائی پیدا
ہوئی ہے کہ اگر آنکھ اُٹھاکر اوپر دیکھتا ہوں عرش اور حجاب عظمت تک کوئی شئے پوشیدہ نہیں
رہتی اور جو زمین پر نظر کرتا ہوں۔ تحت الثریٰ کی اشیاء دکھائی دے جاتی ہیں۔ یہ معاملہ مجھ پر
تیس برس سے ہو رہا ہے اور میں نے اپنی آنکھ بند کر رکھی ہے اس کے بعد میری جانب مخاطب
ہوئے اور فرمایا اے درویش جبتک تھوڑا نہ کھائے کم نہ سوئے۔ مختصر کلام نہ کرے اور خلق
سے صحبت کم نہ رکھے ہرگز جوہر درویشی حاصل نہوگا۔ درویشوں کا گروہ ایسا گروہ ہے جنہوں نے
سونا اپنی ذات پر حرام کرلیا ہے اور صحبت خلق کو مار افعی جانتے ہیں۔ تب کہیں مرتبہ قرب تک
پہونچتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جو درویش واسطے دکھلانے اہل دنیا کے لباس اچھا پہنے
وہ درویش نہیں ہے بلکہ راہ سلوک کا راہزن ہے اور جو درویش خواہش نفسانی سے پیٹ بھر
کھانا کھاوے وہ نفس پرست ہے درویش نہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ دریا کے سفر میں میں نے
ایک درویش کی زیارت کی نہایت صاحب نعمت تھے۔ مجاہدوں سے اُن کا یہ حال ہوگیا
تھا کہ صرف ہڈیاں جسم میں باقی تھیں اُنکا یہ دستور تھا کہ چاشت کے بعد مشغولی سے فارغ
ہوکر لنگر میں تشریف لیجاتے جس میں ہزار من آٹا روز پکتا تھا آپ نماز ظہر تک اُس کی تقسیم
میں مصروف رہتے ہر آنے والے کو کھانا کھلاتے اور ننگے کو کپڑے پہناتے۔ الغرض جبتک
اُن کے پاس کا مال وآذوقہ ختم نہوجاتا بانٹتے رہتے پھر مصلے پر متمکن ہوتے۔ اور ہر آنیوالے
کو جو اُس کے نصیب کا ہوتا جا نماز کے نیچے سے نکال کر عطا فرماتے میں چند روز اُنکی
صحبت میں رہا وہ صائم الدہر تھے۔ جب وقت افطار ہوتا چار کھجوریں عالم غیب سے اُن کے
پاس آتیں دو مجھے دیتے اور دو خود کھاتے مجھ سے فرمایا کہ جبتک خلق کی صحبت سے
پرہیز نہ کیا جائے کم نہ سوئے۔ تھوڑا نہ بولے۔ اور کم خوراک نہ ہوجائے مقامات علیا

حاصل نہیں ہو سکتے۔ اسکے بعد قطب الاسلام ادام اللہ بقاؤہ نے ارشاد فرمایا کہ اے درویش حضرت عیسیٰ علیہ السلام تجرید اور تفرید میں بدرجہ کامل اکمل تھے جب انہیں آسمان پر لیگئے۔ آواز آئی کہ انہیں دور ہی رکھو کہ آلائش دنیا سے ملوث ہیں عیسیٰ علیہ السلام نہایت حیرت زدہ ہوئے اسباب دُنیا کا اپنے کپڑوں میں دیکھنے لگے۔ خرقہ شریف میں ایک سوئی اور کاسہ چوبین پایا عرض کی یاالٰہی ان کو کیا کروں۔ وحی ہوئی کہ پھینک دو۔ آپنے دونوں اشیاء کو پھینک دیا اسوقت آسمان اول سے گذر ہوا۔ اے درویش جب کم مایہ چیزوں سے ایسے اولوالعزم پیغمبروں اعتراض ہوا تو افسوس اُن لوگوں کے حال پر ہے جو دُنیا میں بالکل آلودہ ہو رہے ہیں اُن کا کس طرح گذارہ ہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ درویش کو مجرد رہنا چاہیئے کہ بوجہ اسکے اُسکی ترقی مدارج ہوتی ہے۔ اسکے بعد ایک اور درویش کا ذکر کیا کہ وہ بڑے بزرگ تھے ہر روز ایک سِتّر ان پر منکشف ہوتا تھا۔ اور وہ سیراب نہو کر دوسرے سِر کی طلب کرتے تا اینکہ بیشمار اسرار الٰہی کھل گئے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الاسلام ہائے ہائے کر کے رو پڑے اور فرمایا میں نے انہی کی زبانی یہ دو مصرعے سنے تھے جو مجھے بہت پسند آئے۔ مثنوی ہر آں ملک کہ واپس میگذارم + دو صد ملکے دگر درپیش دارم + اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اہل سلوک نے فرمایا ہے کہ درویش وہ ہے جو ہر وقت رہروی ہزاروں ملک پاؤں کے نیچے سے نکالے اور قدم آگے بڑھاتا چلا جائے۔ جس کو اس عالم سے خبر نہیں وہ درویش نہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ نے جو اللہ کے بھیدوں کو ظاہر کیا ہے وہ اُنسے غلبات شوق میں ہوا ہے۔ پس راہ سلوک میں حوصلہ وسیع ہونا چاہئے کہ رموزات قرار پکڑیں اور ظاہر نہونے پائیں۔ کیونکہ راز دوست کا بھید ہے جو شخص کامل ہوتا ہے کبھی اسرار الٰہی کو فاش نہیں کرتا۔ بعدہ ارشاد فرمایا کہ میں ایک عرصہ تک حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری کی خدمت میں رہا۔ کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ آپ نے کوئی اسرار خداوندی ظاہر کیا ہو۔ اسکے بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرید کامل وہی ہوئے ہیں کہ اُن سے کسی حالت میں بھی سِرّ دوست فاش نہیں ہوا۔ اس سے وہ دوسرے سرائر واقف ہوتے چلے گئے۔

بعدہ فرمایا اے فرید اگر منصور کامل ہوتا۔ ہرگز سِرّ دوست کو کشف نہ کرتا۔ چونکہ کامل نہ تھا ایک قطرہ سے ہی چھلک پڑا۔ اور اسرار دوست کو فاش کر دیا۔ پس نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ سولی پر چڑھایا گیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت جنید بغدادیؒ جب عالم سکر و سکوت میں ہوتے سوائے اثبات کے دوسری بات نہ کرتے کہ ہزار افسوس اُس عاشق پر کہ وہ دوستی کا دم بھرے اور جب کوئی راز اسپر کھولیں وہ فوراً اپنی زبان سے باہر نکالدے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری نور اللہ مرقدہ سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے ایک بزرگ تھا اُس نے مدتوں عبادت کے ساتھ بہت سے مجاہدے کئے عبادت اور ریاضت کرنے سے اس پر ایک راز ظاہر ہوا۔ افسوس کہ اُسکا حوصلہ تنگ تھا وہ اس بھید کو ضبط نکر سکا فوراً اُس محبت کے اسرار کو بیان کر دیا۔ اسیوقت اُسکی تمام نعمت سلب کر لی گئی وہ اس سلب نعمت کے رنج سے دیوانہ ہو گیا۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے خواجہ اگر تم اسرار کو ظاہر نکرتے تو مستحق حاصل کرنے دوسرے بھید کے بھی ہوتے لیکن تمہیں اتنا حوصلہ نہ تھا وہ راز تم سے واپس لیکر دوسرے کو دیا گیا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقاؤہ نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا راہِ سلوک میں ایسے ایسے لوگ ہوئے ہیں کہ ہزارہا دریائے اسرار الٰہی کو پی گئے اور ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کہتے رہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کسی بزرگ نے دوسرے بزرگ کو خط لکھا کہ آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو ایک قدح محبت سے چھلک اُٹھا ہو انہوں نے جواباً تحریر فرمایا کہ اسکی کم ہمتی اور کم حوصلگی پر افسوس ہے۔ مرد ایسے ہونے چاہئیں کہ ہزارہا دریائے معرفت الٰہی پی جائیں اور دعوائے ہَلْ مِنْ مَّزِیْد کرتے رہیں۔ یہاں بہت ایسے ہیں کہ پچاس برس سے انپر یہی حال گزر رہا ہے اور ہَلْ مِنْ مَّزِیْد پکار رہے ہیں میں تمکو منع کرتا ہوں کہ کہیں نکار نہ اُٹھنا جسنے سِرّ دوست کا ظاہر کیا ہے وہ بے نصیب رہا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جبتک درویش سب بیگانوں سے بیگانہ نہو جائے تجرید اختیار نہ کرے اور آلائش دنیا میں گرفتار رہے کبھی اُسکو مقام قرب حاصل نہو گا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جب بعد عبادت ہفتاد سالہ حضرت بایزید بسطامی کو مقام قرب میں لیگئے آواز آئی کہ دنیا

لیجاؤ اپنے ہمراہ الائش دُنیا لائے ہیں۔ اُسی وقت حضرت بایزید بسطامی رحمہ نے اپنے بدن کا ملاحظہ کیا ایک کوزہ گلی اور چمڑے کا ٹکڑا خرقہ میں پایا فوراً نکالکر پھینکدیا تب مقام قرب میں جگہ پائی پس اے بھائی جب بایزیدؒ سے بزرگ کو ایسی تھوڑی الآئش سے جسکی کچھ مقدار نہیں جگہ نہ ملی تو وہ اشخاص جو حد سے زیادہ آلائش دُنیا میں گرفتار ہیں درگاہِ خداوندی میں کیونکر باریاب ہونگے اے بھائی راہ سلوک اور شئے ہے اور دنیاداری اور شئے ہے یہ اجتماع ضدین ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ درویش جب کامل ہوجاتا ہے جو کچھ حکم دیتاہے۔ وہی ہوجاتا ہے۔ ذرا اُس سے متجاوز نہیں ہوتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوریؒ جو میرے بڑے دوست ہیں بجانب دریا مسافر تھے۔ ہم نے وہاں ایک عجیب قدرت الٰہی مشاہدہ کی جو بیان میں نہیں آسکتی دریا کے پاس میں اور قاضی حمید الدین دونو باہم ایک جگہ بیٹھے تھے کہ بھُوک معلوم ہوئی ناگاہ ایک بکری مُنہ میں دو روٹیاں لئے پیدا ہوئی اور ہمارے سامنے رکھکر چلی گئی ہم دونوں نے کھائیں اور آپس کہا کہ یہ بکری نہ تھی رجال الغیب سے کوئی تھا۔ اثنائے گفتگو میں ایک بہت بڑا بچھو نظر آیا۔ جانب دریا رواں تھا کنارے دریا کے پہونچکر خود کو پانی میں ڈالا اور عبور کرگیا۔ ہمیں دیکھنے اس واقعہ سے تعجب ہوا میں نے قاضی صاحب سے کہا کہ اس میں ضرور کوئی راز پوشیدہ ہے۔ چلو معلوم کریں۔ چنانچہ میں اور قاضی صاحب اُٹھے اور بچھو کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے دریا پر پہونچے دیکھا کہ دریا زور وشور سے بہ رہا ہے وہاں ناؤ بیڑہ یا کشتی کوئی شئے ایسی موجود نہ تھی جو ذریعہ پار اُترنے کا ہوتی ہم حیران تھے میں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ خدایا اگر ہمنے اپنا کام کمال کو پہونچا لیا ہو تو ہمیں راستہ دے۔ ناگاہ دریا شق ہوا اور بیچ میں راستہ پار اُترنے کا نظر آیا کہ ہم اُس راہ سے چلکر پار اُتر گئے وہ بچھو ہمارے آگے آگے جارہا تھا کہ ایک درخت کے تلے پہونچا جسکے سایہ میں ایک شخص سو رہا تھا۔ اور ایک اژدر کلان درخت کی جانب واسطے ڈسنے اُس مردِ خوابیدہ کے آتا تھا۔ بچھو نے پہنچکر

سانپ کو ایسا ڈنک مارا کہ سانپ مرگیا اور بچھو غائب ہوا۔ ہم دونوں اس سانپ کے نزدیک گئے ہمارے اندازہ میں وزن اُس اژدھے کا ہزار من کے قریب ہوگا۔ ہم وہاں اس امر کے منتظر تھے کہ جب وہ سویا ہوا آدمی جاگے اُس سے ملاقات کرکے اپنا راستہ لیں اس مرد خوابیدہ کے جاگنے میں دیر ہوئی ہم اُسکے پاس گئے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مرد شرابی ہے شراب پی کر تے کی اور بدمست پڑا ہے۔ ہمیں افسوس ہوا کہ ناحق اسقدر تکلیف اُٹھائی اور متعجب ہوئے کہ ایسے نافرمان شخص پر خدائے تعالیٰ نے اسقدر نوازش فرمائی کہ اُسے ایسی بڑی آفت سے بچایا جونہی یہ اندیشہ ہمارے دل میں گذرا ویسے ہی ہاتف غیب نے آواز دی کہ اگر ہم نیک آدمیوں کی ہی رکھوالی کریں تو غریب کا کون مددگار ہوگا۔ ہم باتیں کر رہے تھے کہ وہ غریب بدمست جاگ اُٹھا سانپ کو اپنے پاس مرا ہوا دیکھکر نہایت حیران اور پریشان ہوا ہم نے تمام ماجرا بچھو اور سانپ کا بیان کیا۔ وہ اپنے کردار سے شرمندہ و نادم ہوکر فی الفور تائب ہوا تھوڑے عرصہ کے بعد ہمنے سنا کہ وہ بہت بڑا بزرگ واصل الی اللہ ہوگیا تھا اُس نے سات حج پیادہ پا برہنہ کئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جب ساعت اچھی آتی ہے عنایت الٰہی شامل حال ہوجاتی ہے ہوائے لُطف چلنے لگتی ہے ذات باری قادر ہے اگر چاہے ہزاروں گبر اور خراباتیوں کو ایک لمحہ میں صاحب سجادہ کردے اور بخشدے اور جب بدبختی شامل حال ہوتی ہے۔ نسیم قہاری چلنے لگتی ہے ہزاروں صاحب سجادہ خراب ہوجاتے ہیں۔ پس اے بھائی حقتعالیٰ سے کبھی نڈر نہونا چاہیے انجام کسیکو معلوم نہیں کیا معلوم کیا ہونیوالا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا ابلیس لعین کو اگر اپنی عاقبت معلوم ہوتی بے شبہہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرتا چونکہ کچھ معلوم نہ تھا۔ اپنی طاعت پر نازاں ہوگیا جس سے غرور پیدا ہوا خاک کو سجدہ کرنا اپنی کسرِ شان سمجھا اس نافرمانی کی وجہ سے اُسکے تمام نیک اعمال ضبط کئے گئے۔ اور راندہ درگاہ ہوا۔ اسکے بعد فرمایا کہ میں نے کسی شہر میں دیکھا تھا کہ وہاں دس دس بیس بیس آدمی جابجا متحیر کھڑے تھے مگر نمازوں کے وقت ہوشیار ہوتے اور نماز ادا کرکے پھر بیہوش ہوتے تھے، میں بہت دنوں تک وہاں رہا ایک روز

چند آدمی اس گروہ کے میرے روبرو ہوش میں آئے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ صاحبوں کو
یہ حال کتنے دنوں سے ہو جوابدیا تقریباً ساٹھ یا ستر برس ہوئے ہوں گے۔ کہ ہمنے قصہ
جانے ابلیس لعین کا سُنا تھا۔ تب سے ہمارا یہ حال ہے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ قطب الاسلام اد
یقاوہ ہائے ہائے کا نعرہ مارکر زور سے رو پڑے اور یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے ارشاد
فرمائے کہ حال کاملوں کا اس سے بھی بڑھکر ہے۔ وہ لوگ خود اپنے حال میں متحیر ہیں۔ میں
یہ نہیں جانتا کہ میرا شمار کس طائفہ میں ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ
کھڑے ہوئے۔ اور تحیر جناب والا پر مستولی ہوا۔ اُسوقت حاضرین مجلس بھی اپنی جگہ گئے۔

مجلس دوم۔ روز پنجشنبہ تاریخ چہارم شوال المکرم سنہ ۶۲۸ ہجری سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی
قاضی حمید الدین ناگوری۔ مولانا علاؤ الدین کرمانی۔ مولانا شمس الدین ترک، اور بہت سے
صوفیا کرام حاضر خدمت شریف تھے، گفتگو اہل سلوک کے بارے میں ہوئی۔ آپنے ارشاد
فرمایا۔ کہ سالکین راہ وہ ہیں کہ سر سے پاؤں تک دریائے محبت میں غرق ہوتے ہیں۔ کوئی
ساعت ایسی نہیں گذرتی کہ بارانِ محبت وعشق عالم غیب سے اُنکی ذات پر نہ برستا ہو
اسکے بعد ارشاد فرمایا عارف وہ ہے کہ ہر لحظہ و ہر لمحہ ہزار حالاتِ عجیبہ اس پر ظاہر ہوں اور
عالم سکر میں ایسا غرق رہے کہ اگر اسوقت اُسکے سینہ میں ہر دو عالم داخل کر دیئے جائیں
اُسے اُنکے آنے سے مطلق خبر نہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں سمرقند میں ایک بزرگ سے
ملاقی ہوا وہ عالم میں تحیر میں متحیر تھے، میں نے وہاں کے رہنے والوں سے دریافت کیا
کہ آپ کو اس حال میں کتنے برس گذرے ہیں لوگوں نے جوابدیا کہ ہم بیس برس سے
اس حال میں دیکھتے ہیں الغرض میں چندروز اُنکی خدمت میں رہا ایک وقت آپکو عالم صحو میں
پایا دریافت کیا کہ آپ اس عالم کس قدر عرصہ سے ہیں کہ کسی کے آنے جانے سے مطلع
نہیں ہوتے اُنہوں نے جوابدیا کہ اے نادان اُسوقت کہ درویش دریائے محبت میں غرق ہو
جو کچھ اسپر منجلی ہو اُس سے اور نیز ہیجدہ ہزار عالم سے اُسے خبر نہیں ہوتی۔ اس حال میں

اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں تو اسے اپنے پارہ پارہ ہونے کی بھی خبر نہوگی۔ پس اے درویش یہ راہ عشق ہے جسنے
اس راستہ میں قدم رکھا وہ اپنی جان سلامت نہیں لے گیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت یحییٰ
علیہ السّلام کے حلق پر معاندین نے چھُری رکھی گلا کاٹنے لگے آپ نے شدت درد سے چاہا کہ فریاد
کریں اُسیوقت حضرت جبریل علیہ السلام آپکے پاس تشریف لائے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
اگر آپنے اُف کی تو نام آپکا جریدۂ انبیا سے محو کر دیا جائیگا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہ حکم سُنکر
اُف تک نہ کی اور نہایت صبر کے ساتھ جان جان آفریں کو سونپی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اسیطرح
جب آرہ حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ السلام کے سر مبارک پر رکھا گیا اور چیرنے لگے۔ آپنے بھی
شدت تکلیف سے آہ کرنی چاہی کہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور ایسا ہی حکم خدا تعالیٰ
کا سُنایا آپ بھی خاموش ہو رہے یہانتک کہ جسم مبارک کے آرہ سے دو ٹکڑے ہو گئے۔
یہ فرما کر حضرت خواجہ قطب الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ اور فرمایا جو شخص دعویٰ محبت
کا کرے اور وقت تکلیف کے فریاد کرے تو وہ محبت میں صادق نہیں ہے بلکہ کاذب
اور دروغگو ہے کیونکہ دوستی کا اصل مطلب یہ ہے کہ جو دوست کی جانب سے پہونچے
اُسے نعمتِ غیر مترقبہ جانے کہ اسی بہانہ سے یاد کیا گیا۔ اسکے بعد فرمایا کہ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا
کی رسم تھی کہ جس روز اُن پر بلا نازل ہوتی آپ نہایت خوش ہوتیں اور فرماتیں کہ دوست نے
مجھے یاد کیا اور جس روز بلا نازل نہ ہوتی فرماتیں اور بدرجۂ اتم رنج کرتیں کہ کیا سبب ہوا جو آج
میری یاد نہ ہوئی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری
رحمۃ اللہ علیہ سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ دعوئ محبت کا اُسکو کرنا چاہیئے جو دوست کی بھیجی
ہوئی بلا پر صبر کرسکے کیونکہ بلا دوست کی دوست کے واسطے ہدیہ ہے جس روز دوست پر
بلا نازل نہو جاننا چاہیئے کہ یہ نعمت اُس سے لے لی گئی کیونکہ راہ سلوک میں نعمت اُسی
بلائے دوست کو کہتے ہیں۔ رباعی مابلا بر کسے قضا نکنیم + نام اورا ز اولیا نکنیم +
این بلا گوہر خزانۂ ماست + گوہر خود بکس عطا نکنیم + اسکے بعد حکایت مردان غیب کے

بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا جب ابن آدم میں صلاحیت شامل ہوئے رجال الغیب کی ہوتی ہے۔ مردان غیب اُسے آواز دیتے ہیں وہ اُن کی آواز کی جانب روانہ ہوکر ان میں جاملتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ عثمان سنجری نام ایک صاحب میرے دوست اور پیر بھائی تھے، عابد وزاہد اور صائم الدہر تھے جب کام اُن کا کمالیت کو پہونچا مردان غیب نے اُن سے ملاقات کی اور اپنے زمرہ میں شامل ہوجانے کے لیے عرض کیا۔ آپ نے منظور فرمایا اسکے بعد ایک روز وہ میرے ہمراہ محفل احباب میں بیٹھے تھے کہ رجال الغیب نے آواز دی اے شیخ عثمان آؤ ہم جاتے ہیں اُنہوں نے لبیک کہا اور فوراً اُٹھکر آواز کی طرف چلے گئے نہ معلوم کہاں گئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں اور قاضی حمیدالدین ناگوری طواف خانہ کعبہ میں مصروف تھے ہمارے آگے ایک بزرگ جن کا نام شیخ عثمان تھا اور شیخ ابوبکر شبلی کی آل سے تھے۔ طواف کر رہے تھے ہم نے اُنکی ہمقدمی اختیار کی اُن کے نقش پا پر اپنا قدم رکھتے تھے۔ شیخ عثمان نے روشنضمیری سے ہمارا حال دریافت کیا اور فرمایا متابعت ظاہری سے کیا حاصل ہوگا۔ لازم ہے کہ میری متابعت باطنی اختیار کرو ہمیں نے عرض کی اپنی متابعت باطنی ارشاد فرمائیے۔ کہا کہ میں ہر روز ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم کرتا ہوں مجھے اور قاضی حمیدالدین ناگوری کو اُن کے اس کلام سے تعجب ہوا کہ یہ امر طاقت بشری سے باہر ہے شاید ہر سورت کی چند آیات ابتدائی پڑھ لیتے ہونگے ہم اسی اندیشہ میں تھے کہ اُنہوں نے پھر ہماری طرف دیکھا اور فرمایا کہ تمہارا خیال غلط ہے میں ہزار مرتبہ روزانہ قرآن شریف حرف بعد حرف پڑھتا ہوں جب یہ حکایت بیان ہورہی تھی مولانا علاؤالدین کرمانی نے ارشاد فرمایا کہ جو بات عقل میں نہ آئے وہ کرامت ہے کیونکہ کرامت میں عقل کچھ درک نہیں کرسکتی۔ حضرت خواجہ قطب الاسلام یہ سنکر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا جو شخص مقامات علیا کو پہونچا وہ اپنے نیک اعمال سے پہونچا فیض الٰہی ہر کسی کے خمیر میں مرکب ہے مگر کوشش اور جدوجہد چاہیئے کہ مقاماتِ علیا حاصل ہوں۔ اسکے بعد گفتگو آداب مجلس کے بارے میں واقع

ہوئی خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تقواہ نے ارشاد فرمایا کہ مجلس میں جو جگہ خالی ہو وہیں بیٹھ جائے کہ آنے والے کی وہی جگہ ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ دعاگو بمقام اجمیر شریف مولانا صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا۔ میرے پیر مرشد وارث النبی فی الہند خواجہ معین الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ بھی زینت دہ مجلس تھے امر متذکرہ بالا میں گفتگو ہورہی تھی مولانا صلاح الدین علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ تشریف فرما تھے اور اصحاب مانند ہالہ کے جو گرد قمر ہوتا ہے حلقہ کئے ہوئے بیٹھے تھے تین آدمی آئے ایک کو اس حلقہ میں جو رسول خدا صلعم کے گرد تھا جگہ ملی دوسرے کو حلقہ میں جگہ نہ ملی وہ باہر بیٹھا تیسرا شخص ہوکر چلا گیا اُسیوقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نبی آخرالزمان اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ان آدمیوں سے جو شخص دائرہ میں بیٹھا ہم نے اُسے پناہ دی اور دوسرے کو بھی جو پس دائرہ بیٹھا تھا اپنے لطف وکرم سے بخشدیا مگر تیسرا جو چلا گیا بے نصیب رہا ہو اُسکے منہ پھیرنے سے ہماری رحمت نے اُس سے منہ پھیر لیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ تنبیہ ابواللیث سمرقندیؒ میں لکھا ہے کہ جو شخص مجلس میں حاضر ہوکر اُس میں نہ بیٹھے وہ ملعون ہے۔ اسکے بعد گفتگو فرمان پیر کے بارہ میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ نفس پیر دو طرح پر ہے۔ ایک نفس نیک دوسرا نفس بد اخدا ایسا نکرے کہ کسی کے واسطے جاری فرمائیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سنا ہے آپ ارشاد فرماتے تھے کہ ایک روز میں اور خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ ایک جگہ بیٹھے تھے کہ شیخ برہان الدین نام ایک بزرگ جو میرے پیر بھائی تھے خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کسیقدر پریشانی خاطر اُن کے چہرے سے ظاہر تھی۔ حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اے شیخ برہان الدین آج تمہاری طبیعت پر ملال کیوں ہے عرض کیا کہ قصبہ عالم میں اپنے پڑوسی کی ایذا دہی کے سبب سے نہایت تنگ ہوں اُس نے اپنے مکان پر بالاخانہ بنایا ہے جس سے

میرا مکان کسقدر نیچا ہو گیا ہے۔ اُسکے چڑھنے اُترنے سے میرے گھر والوں کی بے پردگی ہوتی ہے خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ نے بُرہان الدین سے دریافت کیا کہ آیا وہ تجھے میرا مُرید جانتا ہے۔ بُرہان الدین نے عرض کیا کہ قبلہ میرے مُرید ہونے سے واقف ہے آپ نے یکایک زبان مبارک سے فرمایا پھر کیا وجہ ہے کہ وہ کوٹھے پر سے نیچے نہیں گرتا اور اس کا مہرۂ گردن نہیں ٹوٹتا اس عرصہ میں بُرہان الدین کو گھر کا کوئی کام یاد آیا۔ خدمتِ شیخ سے رخصت ہو کر گھر گئے راہ میں سُنا کہ تمہارا پڑوسی کوٹھے سے گر پڑا اور ایسا گرا کہ مہرۂ گردن ٹوٹ گیا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں اجمیر شریف میں بخدمت خواجہ بزرگ حاضر تھا۔ اس زمانہ میں رائے رایاں پتھورا کی حکومت تھی وہ ہر وقت درپے تکلیف و تصدیع جناب ہند الولی رہتا اور یہ چاہتا تھا کہ کوئی ایسی سبیل ہو کہ آپ یہاں سے تشریف لیجائیں ہر کسی سے اس امر کے متعلق صلاح پوچھتا تھا۔ جب یہ خبر سمع شریف حضرت خواجہ بزرگ میں پہنچی آپ مراقبہ میں تھے ناگاہ اسی حال میں ارشاد فرمایا کہ ہمنے پتھورا کو زندہ مسلمانوں کے سپرد کیا چند روز نہ گذرے تھے کہ لشکر سلطان شہاب الدین محمد غوری انار اللہ برہانہ کا پہونچا۔ اور پتھورا کو زندہ گرفتار کیا۔ پس جاننا چاہیئے کہ درویش کے ایک کلمہ میں آگ اور دوسرے میں پانی ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ قطب الاسلام یہ فوائد بیان فرما رہے تھے کہ ملک اختیار الدین ایبک جو بادشاہ کی طرف سے حاکم قصبہ کا تھا خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ بعد قدمبوسی شال کئی گانوں کے معافی کی بطور نذر پیش کی حضرت خواجہ قطب الاسلام نے حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ امر ہمارے پیران عظام کی رسم کے خلاف ہے کہ معافی و دیہات کی یا کسی قسم کا مقرر نذر قبول کریں دُنیا میں اسکے طالب بہت ہیں یہ انہیں کے سزاوار ہے۔ اسکے بعد آپ نے جانماز کا گوشہ اُٹھا اور ملک اختیار الدین کو بلا کر ارشاد فرمایا دیکھو ملک اختیار الدین اور سب حاضرین نے مصلے کے نیچے دریائے ذخار خزائن الٰہی کا رواں دیکھا۔ آپنے ملک اختیار الدین ایبک سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے اختیار الدین جس شخص کے پاس خزانوں کے

دریا رواں ہوں اُسے ان چند دیہات کے سند معافی سے کیا سروکار یہ مثال واپس لیجاؤ اور بادشاہ کو مطلع کر دو کہ آیندہ درویشوں کے ساتھ ایسی گستاخی سے پیش نہ آئے ورنہ نقصان اُٹھائیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ، شیخ اوحد الدین کرمانی اور شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہما مع دعاگو کے ایک جگہ بیٹھے تھے گفتگو انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ہو رہی تھی اس زمانہ میں سلطان شہاب الدین محمد غوری خورد اسپ سوار تھے ناگاہ ہماری طرف سے گذرے نظر ان بزرگوں کی اُن پر پڑی زبان مبارک خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمہ سے صادر ہوا کہ یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہوگا اور جبتک شاہ دہلی نہ ہولے گا نہ مرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ انفاس اولیاء خدا کے اکسیر کی خاصیت رکھتے ہیں۔ اسکے بعد گفتگو دربارۂ بیعت واقع ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ تجدید بیعت درست ہو اگر کوئی شخص اپنے پیر سے پھر جاوے یا توبہ میں لغزش واقع ہو وہ دوبارہ بیعت کر سکتا ہے اگر وہ بیعت نکرے گا بیعت اول درست نہ رہیگی اسکے بعد ارشاد فرمایا کتاب روضہ مصنفہ شیخ الاسلام برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے عزم فتح مکہ کیا قبل از غزوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بطریق سفارت اہل مکہ کے پاس بھیجا اُنکے جانے پر دشمنوں نے ازراہ حسد یہ گپ آڑائی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ شریف میں شہید کر دیئے گئے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سُنی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا کہ نئے سر سے بیعت حرب از سکان مکہ کرو سب نے از سر نو بیعت کی اُس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے تنہ سے تکیہ زدہ بیٹھے تھے چنانچہ اس بیعت کو بیعت شجر اور بیعت رضوان بھی کہتے ہیں اسکے بعد حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقاءہ نے ارشاد فرمایا دیکھو صحابہؓ نے بھی تجدید بیعت کی ہے حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنجشکر رحمۃ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکے بعد میں التماس کیا کہ درانجالیکہ عدم موجودگی پیر و مرشد میں توبہ کی ضرورت واقع ہو

تو کیا کرنا چاہیے۔ جناب خواجہ قطب الاسلام والمسلمین نے ارشاد فرمایا کہ اپنے پیر کے کپڑے آگے رکھکر اُن سے بیعت کرے اور فرمایا میں نے کئی مرتبہ ایسا کرتے اپنے شیخ کو دیکھا ہے اور کبھی کبھی میں نے بھی ایسا کیا ہے۔ اسکے بعد حکایت حسن اعتقاد مریدین میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ بغداد شریف میں ایک درویش کو کسی اتہام میں پکڑ کر قاضی کے روبرو لائے قاضی نے بعد تحقیقات کے حکم قتل کا سُنایا جلاد یہ حکم سُنکر درویش کو سیاستگاہ میں لایا اور موافق قاعدہ کے قبلہ رُخ بٹھایا اور چاہا کہ قتل کرے اُس درویش نے منہ قبلہ سے پھیر کر رُخ بجانب مزار اپنے پیر کے کر لیا۔ جلاد نے کہا وقت موت کے رُخ بجانب قبلہ کرنا چاہیے۔ درویش نے کہا کہ تو اپنے کام میں مشغول ہو میں نے اپنا منہ اپنے قبلہ کیطرف کر لیا ہے وہ دونوں اسی بحث میں تھے کہ قاصد خلیفہ کا حکم لیکر آیا کہ تہمت اس درویش کا معاف کیا لازم ہے کہ چھوڑ دیا جاوے۔ حضرت خواجہ قطب الاسلام نے اس حکایت کے بعد ارشاد فرمایا کہ دیکھو اسکی خوش اعتقادی نے اسے قتل سے بچالیا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت معین الدین حسن سنجری نور اللہ مرقدہ درمیان اصحاب متمکن تھے، گفتگو مختلف ابواب میں ہو رہی تھی، جب آپکی نگاہ سوئے قبلہ جاتی آپ فوراً کھڑے ہو جاتے۔ چنانچہ اس جلسہ میں تقریباً ایک سو دس مرتبہ ایسا اتفاق ہوا جملہ اصحاب متحیر تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور اسکی کیا وجہ ہے مگر بوجہ ادب آپ سے کوئی دریافت نہ کر سکتا تھا جب خواجہ بزرگ مجلس سے فارغ ہوئے میں نے ایک شخص سے جو خادم خاص حضرت کا تھا اور جناب خواجہ اُس کو بعض بعض ایسے امور جو عوام کے روبرو قابل اظہار نہیں ہوتے۔ تبلا دیتے تھے کہا کہ بوقت خلوت شیخ سے اس کا سبب دریافت کرنا اُس نے ایک روز موقع پاکر خواجہ بزرگ سے تمام کیفیت عرض کی آپنے ارشاد فرمایا کہ اس طرف مزار میرے مرشد رضی اللہ عنہ کا ہے اجب میری نگاہ اُس طرف پڑتی تھی مجھپر لازم ہو جاتا تھا کہ سرو قد کھڑا ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مرید کو پیر کے حضور اور غیبت میں یکساں رہنا چاہیے اور جب اُنکا انتقال ہو جائے اُسوقت اور زیادہ ادب کرنا ضروری ہے۔ اسکے بعد

سماع کے بارے میں ہوئی آپنے فرمایا کہ جو لذت سماع میں ہے وہ کسی دوسری چیز میں نہیں۔ اور وہ کیفیت ایسی ہے کہ بغیر سماع کے معلوم نہیں ہو سکتی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا میں اور قاضی حمیدالدین ناگوریؒ خانقاہ شیخ علی سنجری میں مقیم تھے۔ وہاں سماع ہوا قوالوں نے یہ شعر گایا ے کشتگان خنجر تسلیم را + ہر زماں از غیب جانے دیگر است ؂ مجھے اور قاضی حمیدالدین ناگوری کو اس شعر پر وجد ہوا تین رات دن پر کیف رہے کہ ہم اس شعر کے سُننے سے اکثر متحیر اور بیہوش ہوتے تھے۔ بعد اسکے جائے قیام پر آئے اور قوالوں کو ساتھ لائے مکان پر لاکر پھر یہی بیت گواتے رہے۔ اور چار روز متواتر بیہوش رہے۔ البتہ وقت نماز کے ہوش آجاتا تھا بعد نماز پھر بیہوش ہو جاتے تھے۔ الغرض سات روز سماع میں مشغول رہے ہر روز ایک نئی کیفیت ظاہر ہوتی تھی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں اور قاضی حمیدالدین ناگوری ایک شہر میں وارد ہوئے۔ وہاں بارہ آدمیوں کی جو اہل تحیر تھی زیارت کی ہر ایک ان میں کا صاحب کمال تھا وہ نماز کے وقت ہوش میں آتے اور پھر متحیر ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے فرید انبیا علیہم السلام معصوم اور اولیاء کرام محفوظ عن الخطا ہیں یہی وجہ ہے کہ عالم سکر میں بھی کوئی فعل خلاف شریعت انسے سرزد نہیں ہوتا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں اور میرے مرشد خواجہ بزرگ حج کو تشریف لیگئے بوقت واپسی ایک شہر ملا جس کا نام یاد نہیں رہا ایک بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ ایک غار میں رہتے تھے خوف اور ہیبت الٰہی نے اُن کے بدن پر گوشت باقی نہ رکھا تھا اسقدر دُبلے ہو رہے تھے گویا ایک چوب خشک ہیں خواجہ بزرگؒ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو چند روز یہاں قیام کریں میں نے عرض کی جو حضور والا کی خوشی ہو مجھے ہر طرح منظور ہے۔ الغرض میں اور خواجہ بزرگ ایک ماہ سے زیادہ اُنکی صحبت میں رہے اس عرصہ میں وہ صرف ایک روز کے لئے عالم صحو (ہوشیاری) میں آئے تھے مگر اس روز بھی تھوڑی دیر ہوش رہا۔ پھر تحیر کے عالم میں ہو گئے جنہیں اُن کا وقت

ہوشیاری کا پایا سلام عرض کیا جواب میں وعلیکم السلام ارشاد فرمایا اور کہا اے عزیزو تمہیں یہاں تکلیف ہوئی مگر اس کا بدلہ نیک حاصل ہوگا۔ کیونکہ اہل سلوک نے فرمایا ہے کہ جو درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ البتہ منزل مقصود کو پہونچے گا۔ پھر ارشاد فرمایا بیٹھ جاؤ۔ ہم بیٹھ گئے اپنا ذکر فرمانے لگے کہ میں محمد اسلم طوسیؒ کی اولاد سے ہوں مجھے اس عالم تحیر میں آئے تیس سال ہوئے ہیں مجھے رات دن کی مطلق خبر نہیں ہوتی حق تعا[لیٰ] مجھے آج صرف تمہارے سبب سے عالم صحو میں لایا ہے۔ اے عزیزو اب تمہیں چلے جانے کی اجازت ہے۔ خدا تمہیں اس زحمت کی جو تم نے یہاں رکھ اٹھائی نیک بدلہ دے لیکن میری یہ نصیحت یاد رکھنا کہ دنیا کی طرف التفات نہ کرنا اور خلقت سے تنہائی اختیار کئے رہنا اور جو کچھ تمہارے پاس نذر و نیاز سے پہونچے اُسے ایثار اور تصدق کیا کرنا کبھی اپنے پاس نہ رکھنا ورنہ جوہر درویشی حاصل نہ ہوگا اور پچھلی نصیحت میری یہ ہے کہ سوائے خدا بزرگ و برتر کے ہرگز کسی سے مشغول نہونا یہ ارشاد فرماکر وہ درویش پھر عالم تحیر میں غرق ہوگئے ہیں اور خواجہ بزرگ وہاں سے روانہ بجانب بغداد ہوئے۔ جب حضرت خواجہ بزرگ یہ فوائد بیان فرماچکے عالم تحیر میں چلے گئے۔ مجلس برخاست ہوئی دعاگو اپنے حزابہ میں جہاں مقیم تھا واپس آیا اور اپنے کام میں مشغول ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس سوم۔ روز یکشنبہ سوم ماہ مبارک شوال ۶۴۰ھ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو سلوک کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقاؤہ نے ارشاد فرمایا کہ شیوخ و اولیائے طریقت نے بالاتفاق سلوک کے ایک سو اسی درجہ قرار دیئے ہیں لیکن اولیاء طریقۂ جنیدیہ نے سو درجہ اور اولیاء طریقۂ ذوالنونؒ نے ستر درجے رکھے ہیں اور اولیاء طبقۂ ابراہیم ادہم اور بشیر حافی میں کل پچاس درجے شمار کئے جاتے ہیں اور خواجہ بایزید بسطامیؒ و عبداللہ مبارک اور خواجہ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ سلوک کے کل پینتالیس ۴۵ درجہ ہیں اور اولیائے طریقۂ شاہ شجاع

کرمانیؒ و حسنون محبؒ اور خواجہ مرتعش رح کے نزدیک سلوک میں صرف بیس ۲۰ ہی درجہ ہیں لیکن ہمارے مشائخ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا ہے کہ در اصل سلوک کے پندرہ درجہ ہیں۔ اسکے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان درجات میں ایک درجہ کشف و کرامت کا ہے چاہیئے کہ اُس درجہ میں اپنی ذات کو پوشیدہ رکھے جس نے اپنی ذات کو درجہ کشف و کرامت میں ظاہر کیا وہ آیندہ ترقی درجات سے محروم رہیگا۔ تفصیل درجہ کشف و کرامت اس طرح ہے کہ جن کے نزدیک سلوک میں ایک سو اسی درجہ ہیں انہیں شمارہ انسی ۸۰ کا درجہ کشف و کرامت کا ہے طبقہ جنیدیہ میں ستر ۷۰ واں درجہ کشف و کرامت کا ہے طبقہ بصریہ میں تیسواں ۳۰ درجہ اور طریقہ ذوالنون مصری میں پچیسواں ۲۵ درجہ کشف و کرامت کا ہے اور شاہ شجاع کرمانی کے نزدیک دسواں ۱۰ درجہ کشف و کرامت کا ہے اور خواجگان چشت رضکے نزدیک پانچواں درجہ کشف و کرامت کا ہے۔ پس مرد وہی ہے کہ مرتبہ کشف و کرامت میں اپنی ذات کو ظاہر نہ کرے کہ سلوک کے تمام درجے حاصل ہو جائیں ورنہ کشف و کرامت کے اظہار سے بقیہ درجات حاصل نہوں گے۔ اسکے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اہل سلوک نے یہ درجے اس غرض سے رکھے ہیں کہ رہرو راہ سلوک کو آسانی ہو۔ اور وہ اپنے حالات و مقامات سے واقف ہوکر اُنکی ایزادی میں کوشش کرے جب حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقاؤہ یہ فوائد بیان فرماچکے آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ اُمت محمدی میں ایسے ایسے مرد ہوئے ہیں اور موجود ہیں کہ مذکورہ درجات کو حاصل کرکے اور ہزاروں درجے انہوں نے حاصل کئے اور ایک ذرہ اسرار دوست کا باہر نہیں نکالا اور مطلق اس امر کا خیال نہیں کیا کہ ہم کون ہیں اور کیا ہیں پس اے فرید جب کوئی شخص ان مقامات سے گذر کر آگے کے مقامات حاصل کرتا ہے وہ عالم تحیر میں چلا جاتا ہے اسکا فراق وصال سے بدل ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقاؤہ یہ فوائد ارشاد فرماکر عالم تحیر میں ہو گئے۔ دعاگو اپنے مقام میں آکر مشغول ہوا الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس چہارم۔ روز شنبہ تاریخ پندرہویں ماہ ذی قعدہ ۶۴۰ھ ہجری کو دولت قدمبوسی

حاصل ہوئی درویشان اہل صفہ مثل مولانا علاؤالدین کرمانی احمد شیخ محمود موزہ دوز وغیرہما
حاضر خدمت تھے گفتگو درباب تکبیر کے واقع ہوئی کہ درویش جو ہر گلی کوچہ میں تکبیر کہتے ہیں
اسکی کیا اصل ہے۔ حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ ظلہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کہیں نہیں لکھا ہے
کہ ہر گلی و کوچہ میں تکبیر کہی جائے۔ اور نہ یہ طریقہ نیک ہے۔ البتہ واسطے شکر نعمت کے تکبیر کہنا
حدیث شریف میں آیا ہے کہ تکبیر کہنے سے نعمت بڑھتی ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ تکبیر کے معانی
حمد ہیں اور اوائے شکر بہتر طریقہ حمد جناب باری عز اسمہ ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ
جب میں مجلس شیخ شہاب الدین عمر سہروردی میں حاضر تھا وہ بغداد میں رہتے تھے مجھے بار بار
انکی صحبت میں جانیکا اتفاق ہوتا تھا فی الواقع بہت بڑے بزرگ نہایت زاہد و عابد تھے
میں نے اپنی عمر میں باوجود اس سیر و سیاحت کے اُن سے زیادہ کوئی عابد و زاہد نہیں دیکھا
الغرض ایک درویش آپ کی خدمت میں آیا سلام عرض کیا اور دست مبارک آپکا پکڑتے
ہی فوراً تسبیح و تکبیر میں مصروف ہو گیا حضرت کو اُسکا یہ فعل ازحد گراں گزرا فرمانے لگے کہ
ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد اصحاب بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ارشاد
فرمایا کہ بروز قیامت میری اُمت سے چوتھائی بہشت پُر ہوگی اور تین حصے دوسرے
اُمتوں کے ہونگے۔ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا
دوستو اسکے شکرانہ میں تکبیر کہنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہمپر نعمت مزید فرمائے حضرت صدیق
کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کھڑے ہو گئے اور
واسطے ازدیادِ نعمت کے تکبیر کہی اسکے بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوئی کہ آپکی
امت سے ایک ثلث بہشت پُر ہوگی اور دو ثلث دیگر ملل ہوں گی جو نہی آنحضرت صلعم
نے یہ ارشاد فرمایا حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور
حضرت صدیق رضی کی تقلید کی اصحاب نے حضرت فاروق رضی کی متابعت کی اسکے بعد رسول خدا
نے ارشاد فرمایا کہ بروز حشر بہشت بریں میں میری اُمت نصف ہوگی اور نصف دوسری

ملتیں ہونگی یہ سنکر حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ماسبق
یاروں کی تقلید کی اور دیگر صحابہ رضی نے متابعت فرمائی۔ اسکے بعد مرتبہ چہارم حضرت رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبتک میری اُمت داخل بہشت نہ ہوگی
دوسری اُمتیں داخل نہ ہوسکیں گی۔ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی نے فرمایا کہ اسکے شکرانہ میں
بھی تکبیر کہنی چاہئے۔ چنانچہ سب اصحاب نے آپکی تقلید کی۔ اسکے بعد حضرت شیخ شہاب الدین عمر
سہروردی نے فرمایا کہ درویشوں نے جو چار تکبیریں بیان کی ہیں وہ یہی چاروں تکبیریں ہیں
ہر وقت تکبیر کہنا غیر مناسب ہے۔ اسکے بعد گفتگو اس امر میں واقع ہوئی کہ اگر مرید نماز نفل پڑھتا ہو اور
پیر آواز دے وہ نماز چھوڑ کر چلا آئے تو کیسا ہے حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقاوہ نے
ارشاد فرمایا کہ نماز نفل چھوڑ کر پیر کو لبیک کہنا افضل ہے اسکا ثواب بہت ہے نماز نفل کا ثواب اسقدر
نہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا ایکبار میں نماز پڑھ رہا تھا کہ حضرت خواجہ بزرگ رضی نے آواز دی میں نے
فوراً نیت توڑ کر جواب دیا فرمایا آؤ میں خدمت شریف میں حاضر ہوا ارشاد فرمایا کیا کر رہے تھے
میں نے عرض کیا کہ نفلیں پڑھ رہا تھا مخدوم نے آواز دی میں حاضر خدمت ہوا ہوں ارشاد والا
ہوا بہت خوب کیا اپنے پیر کا فرمان بجالانا نماز نفل سے افضل ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں حضرت
خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رح کی خدمت میں حاضر تھا اہل صفہ اور بہت سے بزرگان چشت رض
خدمت شریف میں حاضر تھے حکایت کرامت اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہو رہی تھی
ایک طالب خدا نے آکر خدمت شریف میں واسطے بیعت کے عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا بیٹھ
جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا اور دوبارہ عرض کیا کہ میں اس غرض سے آیا ہوں کہ حضرت کے حلقہ بگوشوں میں
داخل ہوں آپ اُسوقت نہایت خوش تھے ارشاد فرمایا اگر میرا حکم بجالاؤ گے تو مجھے تمہارے
مرید کرنے میں عذر نہ ہوگا۔ اُس نے عرض کی بندہ بیدرم ہوں فرمان والا بجالانے میں مجھے کیا
انکار ہو سکتا ہے۔ حضرت ابو یوسف چشتی نے ارشاد فرمایا کہ تم کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پڑھتے ہو بجائے اسکے لا الٰہ الا اللہ یوسف چشتی رسول اللہ پڑھو وہ خدا کا نیک بندہ راسخ الاعتقاد

تھا فوراً آپ نے یوسف چشتی رسول اللہ کہا۔ آپ نے اسے ہاتھ دیا کہ بیعت کرے آپ نے بیعت کی آپنے بھی۔ نوازش فرما کر خلعت خاص عطا فرمایا اسکے بعد فرمایا کہ میں خود ہی کمترین غلامان غلام حضرت خواجہ کائنات کا ہوں میری یہ مجال کہاں کہ انکی برابری یا ہمسری کا دعویٰ کروں صرف واسطے دیکھنے تیرے حسن اعتقاد کے کہا تھا کہ تجھے راسخ الاعتقاد پایا تو مرید کیا گیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص توبہ کرے اسے لازم ہے کہ ان شخصوں سے جنکی صحبت میں بیٹھنے سے وہ خراب ہوا تھا پرہیز کرے کبھی انکے پاس ہو کر نہ نکلے ورنہ خوف ہے کہ شاید پھر پہلے حال میں مبتلا ہو جائیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ حمید الدین سہوانی بہت بڑے بزرگ تھے جب انھوں نے دست مبارک خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ پر توبہ کی اور خانقاہ شریف میں رہنا اختیار کیا انکے پرانے یاروں نے آکر انسے چاہا کہ انکی صحبت نہ چھوڑیں، اور پھر اسی ذوق و شوق پر قائم ہوں۔ خواجہ حمید الدینؒ نے ان سے اغماض کیا اور کہا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ زیادہ بکبک نہ کرو۔ میں نے ازار بند کو اسقدر مستحکم اور مضبوط باندھا ہے کہ بروز حشر بہشت کی حوروں پر بھی نہ کھولونگا۔ خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقاؤہ یہ بیان فرما رہے تھے کہ کھانا سامنے لایا گیا آپ کھانا کھانے میں مشغول ہوئے ہنگام اکل طعام شیخ نظام الدین ابو المؤید تشریف لائے اور سلام عرض کیا خواجہ ادام اللہ بقاؤہ نے جواب نہ دیا بلکہ التفات بھی نہ فرمایا یہ امر حضرت شیخ نظام الدینؒ المؤید پہ نہایت گراں گزرا جب حضرت خواجہ تناول طعام سے فارغ ہوئے اور مجلس شریف میں تشریف لائے خواجہ نظام الدین ابو المؤید نے سوال کیا کہ آپ کھانا کھا رہے تھے اسوقت میں خدمت شریف میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا آپ نے جواب سلام کا نہ دیا اس کا کیا سبب ہے حضرت خواجہ ادام اللہ ظلہ نے ارشاد فرمایا کہ میں طاعت میں مشغول تھا تجھے کیونکر جواب دیتا کیونکہ درویش کھانا واسطے قوت عبادت کے کھاتے ہیں۔ جب یہ نیت ہو وہ عین عبادت میں ہوتے ہیں اور وقت طاعت جواب نہیں دیا جاتا پس لازم ہے کہ جب کوئی کھانا کھائے تو سلام نہ کرے بعد اکل طعام سلام کرے۔ امام الحرمین نے

ارشاد فرمایا کہ یہ بات جو آپنے بیان کی از روئے عقل ہے یا نقل حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقاؤہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا یہ بیان میرا از روئے عقل ہے یہ فرما کر آپ عالم سکر میں ہو گئے۔ مجلس برخاست ہوئی دعاگو اپنے خرابہ میں آکر مشغول ہوا الحمد للہ علیٰ ذلک

مجلس پنجشم ۔ روز پنجشنبہ تاریخ پنجم ماہ ذی الحج سنہ ۶۲۴ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی درویشان اہل صفہ و کنین خانقاہ مثل قاضی حمید الدین ناگوری مولانا علاء الدین کرمانی سید نور الدین مبارک و سید شرف الدین و مولانا علم الدین و مولانا شرف الدین دلوالی و شیخ ابو الحیٰ و شیخ محمود موزہ دوز اور مولانا فقیہ حداو کہ ہر ایک انکا دنیا میں اپنی مثل نہیں رکھتا تھا اور عرش سے فرش تک انکو یکساں نظر آتا تھا حاضر خدمت شریف تھے گفتگو در بارہ حج اور مسافران خانۂ کعبہ ہو رہی تھی حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ ظلہ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہیں کہ جب وہ اپنی جگہ ہوتے ہیں کعبہ کو حکم ہوتا ہے کہ اسی جگہ جائے کہ وہ بزرگ اس کا طواف کریں حضرت خواجہ ادام اللہ تقواہ یہ فرما رہے تھے کہ حضرت خواجہ اور ہم سب اصحاب اہل صفہ کھڑے ہو کر عالم تحیر میں مشغول ہو گئے کہ ہمیں اپنے وجود کی بالکل خبر نہ رہی میں بھی اس مجلس مبارک میں عالم ذوق شوق میں منہمک تھا اتنے میں خواجہ ادام اللہ ظلہ اور ہم نے تکبیر میں زور زور سے کہیں جس طرح وقت طواف کعبہ میں بلند کیا کرتے ہیں اس عالم ذوق و شوق میں ہر ایک کے بدن سے خون جاری ہوا جو قطرہ خون کا زمین پر گرتا تھا اس سے حروف تکبیرات ظاہر ہوتے تھے اسی حالت میں ہمیں ہوش آیا خانہ کعبہ کی زیارت کی اور آداب زیارت خانہ کعبہ بجا لائے چار دفعہ اس کے گرد پھرے ہاتف غیبی نے آواز دی کہ حج حضرت خواجہ بزرگ اور دیگر اصحاب اہل صفہ کا قبول ہوا اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ ہر سال اجمیر شریف سے خانۂ کعبہ کی زیارت کو جاتے تھے جب کام انکا کمالیت کو پہنچا حاضران کعبہ انکی زیارت مکہ معظمہ میں کرتے حالانکہ آپ اپنی جگہ اجمیر میں مشغول رہتے تھے آخر الامر معلوم ہوا

ہر رات حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ واسطے زیارت خانہ کعبہ کے جاتے ہیں اور فجر ہونے سے پیشتر واپس آتے ہیں اور نماز صبح جماعت خانہ میں بجماعت ادا فرماتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میرے مرشد علیہ الرحمۃ مجھسے بیان فرماتے تھے کہ میں نے زبانی حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہ کو جب اشتیاق خانہ کعبہ غالب ہوتا تھا خانہ کعبہ کو فرشتے سرزمین چشت میں لے آتے تھے کہ خواجہ مودود چشتی زیارت سے مشرف ہوں۔ حضرت خواجہ اسکی زیارت کرتے اور جو نمازیں وقت زیارت آئی ہیں ادا فرماتے حب جمیع مہمات زیارت سے فارغ ہوتے فرشتے خانہ کعبہ کو اسکی جگہ پہونچا دیتے تھے اسکے بعد ارشاد فرمایا حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہ بہت بڑے بزرگ تھے بشتر برس تک انھوں نے اپنی جائے قیام سے قدم باہر نہیں نکالا تھا حاضران کعبہ آپ کو ایام حج میں بیت اللہ میں موجود پاتے اور واپس آنے پر کہتے کہ ہم نے زیارت حضرت خواجہ کی خانہ کعبہ اور بیت المقدس میں کی ہے۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ قرآن مجید و فرقان حمید واقع ہوئی۔ حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تقواہ نے ارشاد فرمایا کہ شروع حال میں قرآن شریف مجھے حفظ نہوتا تھا اس سے میری خاطر متردد رہتی تھی ایک شب خواب میں بارگاہ حضرت رسول مقبول صلعم سے مشرف ہوا بعد قدمبوسی عرض مدعا کی آپ نے ارشاد فرمایا سر اوپر اٹھاؤ میں نے حسب الحکم سر اوپر کیا۔ ارشاد ہوا کہ سورہ یوسف کی مواظبت کرو میں یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا چندروز سورہ یوسف کی مواظبت کی حق تعالی نے مجھے آخر عمر میں قرآن شریف کا حفظ روزی فرمایا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جو قرآن شریف حفظ کرنا چاہے اسے لازم ہے کہ سورہ یوسف کی خوب مواظبت کرے انشاء اللہ تعالی جلد قرآن شریف یاد ہو جائے گا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی حضرت خواجہ بزرگ علیہ الرحمۃ کے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ مجھسے میرے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی کو بھی قرآن شریف یاد نہ ہوتا تھا اس باعث نہایت متردد رہتے تھے۔ ایک شب اپنے پیر مرشد

کو خواب میں دیکھا انہوں نے ارشاد فرمایا کس لئے اسقدر متردد ہو اگر قرآن شریف حفظ نہیں ہوتا ہر روز سو مرتبہ سورۂ اخلاص بہ نیت یاد کرنے قرآن شریف کے پڑھا کرو حق تعالی قرآن شریف حفظ کرادے گا۔ جب بیدار ہوے حسب الحکم سورۂ اخلاص کی مواظبت کی۔ چنانچہ چندروز میں قرآن شریف حفظ ہو گیا۔ آپ آخر عمر میں پانچ ختم روزمرہ کرتے تھے پھر دوسری عبادتوں میں متوجہ ہوتے تھے۔ ان فوائد بیّنہ کو فرمانے کے بعد حضرت خواجہ قطب الاسلام عالم تحیر میں مشغول ہو گئے مجلس برخاست ہوئی دعاگو اپنی جائے قیام میں آکر مشغول ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس ششم روز شنبہ بستم ماہ ذی الحجہ ۶۴۸ھ ہجری تاریخ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی عزیزان اہل صفہ اور درویشان صاحب نعمت موجود تھے حوض شمسی کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقاؤہ نے ارشاد فرمایا کہ جب سلطان شمس الدین التمش نے حوض مذکورہ بنانا چاہا اسکے لئے زمین تلاش کرنی شروع کی ہر روز ارکان دولت کو ہمراہ لیکر واسطے تلاش زمین کے نکلتے تھے جب اس قطعہ اراضی پر جہاں اب حوض ہے پہونچے اس قطعہ کو بہت پسند فرمایا ارکان دولت سے کہا کہ یہ زمین لائق حوض مجوزہ ہے۔ سب نے پسند کیا سلطان شمس الدین نرے بادشاہ ہی نہ تھے انکو قرب الہی بھی حاصل تھا جب وہ اپنے مکان پر پہونچے حسب معمول عشاء پڑھکر سوئے رات کو خواب میں دیکھا کہ نزدیک زمین حوض مجوزہ ایک شخص میانہ قد دراز گیسو بہت خوبصورت جنکی خوبصورتی بیان میں نہیں آسکتی مع چند دوستوں کے کھڑا ہے میں نے انکی طرف اور انہوں نے میری جانب دیکھا بجرد دیکھنے کے ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا آؤ تمکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرادیں۔ میں اسکے ساتھ گیا وہ نزدیک اسپ سوار کے لیگئے اور کہا اے شمس یہ رسول خدا صلعم ہیں جو تمہیں عرض کرنا ہو عرض کرو میں حضور کے قدموں میں گر پڑا چونکہ خیال تیاری حوض سے جان کو کاہش

تھی اُسی کے بارہ میں عرض کیا آپ نے گھوڑے کو ایڑ دی وہ اُچھلا اُسکی ٹاپ سے پانی نکل آیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے شمس اسیجگہ حوض بناؤ کہ اس لذت اور شیرینی کا پانی دنیا میں کسی جگہ نہیں ہے۔ شمس والی دہلی یہ خواب دیکھکر بیدار ہوئے اور ارکان دولت سمیت سوار ہو کر موقع پر پہونچے دیکھا تو فی الواقع نشان سُمِ اسپ اور چشمہ پانی کا موجود ہے شمس والی دہلی نے اُتر کر مع ارکانِ دولت وہ پانی پیا سب نے اعتراف کیا کہ اس خوبی و لطافت کا پانی بیشک دنیا میں کہیں نہ ہوگا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمام لذت اور شیرینی اس پانی میں جو تم ملاحظہ کرتے ہو سب حضرت رسول مقبولؐ کے قدوم مبارک کا صدقہ ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس حوض کے قرب و جوار میں صدہا مردانِ خدا آسودہ ہیں اور نہ معلوم تا بقیامت اور کس قدر آسودہ ہونگے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور شمس الدین التمش کے حالات بیان فرمانے لگے کہ وہ نہایت راسخ الاعتقاد مرید تھے۔ اکثر شب بیداری کرتے بہت کم سوتے۔ جب سو کر اُٹھتے کوزہ پانی کا آپ بھرتے نوکروں چاکروں کو نہ اُٹھاتے فرماتے کہ آرام سے سونیوالوں کو کیوں تکلیف دوں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شمس والی دہلی اکثر راتوں کو بہ تبدیل لباس شہر میں گشت کرتے تھے تاکہ حال رعیت کا دریافت ہو غریب مسلمانوں کے گھر جاتے اور روپیہ پیسہ عطا کرتے ہر ایک کا حال پوچھتے جب وہاں سے روانہ ہوتے مسجد اور غیر آباد جگہوں میں جاتے اور وہاں کے رہنے والوں کی خبر گیری کرتے پھر ہزار ہا معذرت درمیان لاتے اور کہتے اگر کوئی مجھسے ملاقی ہونا دریافت کرے اصلاً ذکر نکرنا۔ وقت صبح کے دربار روزمرہ کرتے اور ان تمام مسلمانوں کو جنسے رات کو ملاقات کی تھی اور وہ فاقہ سے تھے بلاتے نہایت دلداری کرتے اور حسب ضرورت ہر کسی کی امداد کرتے اور کہتے اگر کوئی تم پر ظلم و تعدی کرے فوراً مجھے اطلاع دو کہ میں تختِ معدلت پر بیٹھا ہوں جن امور کا تصفیہ کرنا

ہو آج کر لو کل بروز حشر مجھے تمہارے معاملات سے پورا اُترنے کی قوت نہیں۔ اسکے بعد حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقاؤہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات اسواسطے کہتے کہ دعویٰ مظلوموں کا ان کے ذمہ سے ساقط ہو جائے اور یہ بات کہنے کو جگہ ملے کہ میں نے تمہیں بلایا تھا اور تم نہ آئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک شب میرے قدموں میں آگر پڑے میں نے اُنکا سر اُٹھا کر پوچھا اتنی حیران اور پریشان کیوں ہو۔ عرض کیا کہ حضور نے ازراہ پرورش یہ بادشاہت عطا فرمائی۔ اب میری یہ آرزو ہے کہ روز حشر کی شرمندگی سے چھوٹ جاؤں جس طرح آپ نے میرا دامن دنیا میں پکڑ رکھا ہے۔ آخرت میں بھی پکڑے رہیں میں نے قبول کیا اُسوقت چھوڑا اور بہت خوش ہو کر واپس گئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں بدایوں گیا تھا یہ شمس والی دہلی بھی وہیں تھے ایک روز میدان میں چوگان بازی کے لئے تشریف لیگئے۔ ایک شخص ضعیف العمر نے آکر سوال کیا اُنھوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک جوان شخص سائل ہوا اُسے مٹھی بھر روپے دیئے حاضرین کو تعجب ہوا اُنکے رفع تعجب کے لئے فرمایا کہ اے عزیزو! ہر شخص کو دینے والا خدا ہے میں کون ہوں جسکو دلاتا ہے دیتا ہوں۔ اسکے بعد قضیہ شیخ نجم الدین صغرای شیخ الاسلام دہلی اور شیخ الاسلام جلال الدین تبریزی کا بیان فرمایا کہ شیخ الاسلام دہلی نے بذمہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ تہمت لگائی تھی کہ وہ امردوں سے صحبت رکھتے ہیں۔ جب یہ قضیہ روبرو سلطان شمس الدین کے پیش ہوا اُنھوں نے تحقیقات کا حکم دیا۔ اسپر محضر بنایا گیا اُسکو دیکھکر بادشاہ نے حکم دیا کہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ حاضر ہوں۔ میں بھی اُسوقت وہاں موجود تھا کہ شیخ جلال الدین بارگاہِ سلطانی میں تشریف لائے۔ سلطان نے اُن سے حال پوچھا من و عن بیان فرمایا اور کہا کہ اس معاملہ میں ایک منصف مقرر ہونا چاہیئے۔ شیخ الاسلام سے پوچھا گیا اُنہوں نے منظور کیا کہ جسکو شیخ جلال الدین منصف مقرر کریں مجھے منظور ہے چنانچہ بہاؤ الدین زکریاؒ کو منصف مقرر کیا گیا۔ از انجا کہ شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ موجود دہلی نہ تھے۔ ملتان تشریف رکھتے تھے۔ بدینوجہ شیخ الاسلام نے اعتراض کیا کہ وہ عہدہ میں

یہاں آسکیں گے اور کوئی منصف مقرر ہونا چاہیئے شیخ جلال الدین تبریزی نے ارشاد فرمایا کہ وہ کل وقت پیش ہونے محضر کے یہاں تشریف لے آئینگے۔ سب متعجب ہوئے الغرض دوسرے روز پھر روبکاری ہوئی تمام آئمہ دہلی حاضر تھے، مقدمہ شروع ہوا۔ شیخ جلال الدین تبریزی بھی آئے اور صف نعال میں بیٹھے۔ حاضرین نے التماس کیا کہ آپ اپنی جگہ بیٹھیں آپنے جواب دیا کہ یہ وقت جوابدہی کا ہے میری جگہ یہی ہے۔ بعد اس کے روبکاری شروع ہوئی ہر شخص نے اپنی رائے ظاہر کرنی شروع کی۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ شور ہوا کہ خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی تشریف لاتے ہیں سب لوگ متعجب ہوئے کہ انہیں کس نے خبر کی اور کب ملتان سے روانہ ہوئے کہ یہاں دہلی آئے۔ القصہ شیخ بہاؤالدین زکریا مجلس میں تشریف لائے تمام عمائد نے تعظیم کی۔ آپنے جوتیاں شیخ جلال الدین تبریزی کی اٹھائیں اور بوسہ دیکر آنکھوں سے لگائیں اسوقت بزرگی شیخ جلال الدین تبریزی کا حال معلوم ہوا مدعی اپنے کردار سے نادم ہوئے اور معذرت کی۔ شمس والی دہلی بھی نہایت عذر معذرت سے پیش آیا معافی کا طلبگار ہوا۔ شیخ تبریزیؒ نے معاف فرمایا۔ بعدہ ہمراہ شیخ بہاؤالدین زکریا مجلس سے اٹھکر باہر گئے۔ رات دریائے جمن کے کنارے بسر کی اور صبح اپنے اپنے مقامات کو چلے گئے فقط

تمام شد رسالہ ھذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد خادم درویشان خاک تراب نعال اقدام ایشاں غلام احمد خاں ترین ابن جناب فیضمآب سالک مسالک راہ طریقت رہبر وراہ شریعت سراج السالکین شمس العارفین تاج الصالحین محب الفقراء والمساکین مولنا بالفضل واولانا بالکمال خاصۂ خاصگان حضرت مولنا مولوی غلام محمد خان صاحب حنفی چشتی نظامی فخری سلیمانی ادام اللہ ظلہ ساکن قصبۂ ججھر از مضافات شہر شاہجہان آباد عرف دہلی بخدمت حضرات ارباب دانش و اصحاب بینش عرض پرداز ہے کہ یہ رسالہ ترجمہ ہے کتاب مستطاب راحت القلوب کا جسمیں حضرت شیخ شیوخ العالم قطب الاولیا فرد الاتقیا شیخ الاسلام والمسلمین فرید الحق والملۃ والدین مسعود گنجشکر اجودھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات بابرکات کو حضرت سلطان المشائخ برہان الحقائق سراج الاولیا تاج الاصفیا محبوب رب العالمین نظام الحق والدین محمد بن احمد بدایونی بخاری ثم الدہلوی قدس سرہ نے بطریق مجالس جمع فرمایا ہے اور یہ ترجمہ گنج چہارم ہے کتاب مجموعہ معدن الیواقیت والجواہر یعنی مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت قدس سرہ کا للہ الحمد والمنتہ کہ یہ ترجمہ ایک باب اور دو فصل پر تمام ہوا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولےٰ ونعم النصیر

باب چہارم ترجمہ کتاب مستطاب راحت القلوب منقسم بر دو فصل فصل اوّل بذکر احوال برکت اشتمال حضرت خواجہ حریق المحبت مسعود گنجشکر اجودھنی نور اللہ مرقدہ

فصل دوم۔ ترجمہ کتاب مستطاب راحت القلوب ناظرین کتاب سے امید ہے کہ اس فرزہ بے مقدار مترجم کتاب غلام احمد بریاں کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں ؎ زناظرین سائل عالمِ دارم ÷ ازانکہ حالی ام سر بسر گنہگارم

نبذے از حالِ برکت اشتمالِ حریق المحبت برہان العاشقین حضرت خواجہ فرید الحق والملۃ والدین مسعود گنجشکر اجودھنی قدس سرہٗ بطریق تبرک صورت تحریر یافت

نام نامی اور اسم گرامی آپکا مسعود بن سلیمان ہے آپ شیخ فاروقی یعنی خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی کی اولاد سے ہیں کہ سلسلہ نسبی آپکا سترہ واسطوں سے حضرت خلیفہ دوم سے ملتا ہے حضرت کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی قرسم خاتون بنت مولانا وجیہہ الدین خجندی ہے وہ نامدار عارفات و کاملات سے گزری ہیں ذکر خیر انکا اکثر کتب سیر میں مرقوم ہے لقب شریف آپکا فرید الدین گنجشکر اور حریق المحبت ہے کہ آتش عشق و محبت الٰہی نے آپکے وجود میں بجز اپنی ذات کے جلوہ کے اور کچھ باقی نہ رکھا تھا۔ فرید الدین لقب عطا فرمودہ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مؤلف تذکرۃ الاولیاء ہے۔ دوسری روایت ہے کہ یہ لقب آپکو غیب سے حاصل ہوا تھا اور لقب گنجشکر سے ملقب ہونیکی تین وجہ کتب سیر میں تحریر ہیں۔ اول یہ کہ ایک مرتبہ آپنے دہلی میں روزہ طے رکھا وقت مقررہ پر افطار ضروری تھا مگر کوئی ایسی شئے دستیاب نہیں ہوئی جو موجب تسکین جوع بھی لاچار بعد از نصف شب آپنے غایت گرسنگی سے ہاتھ زمین پر مارا چند سنگریزے ہاتھ میں آئے آپنے اٹھا کر منہ میں ڈال لئے کہ وہ پتھر کے ٹکڑے آپکے منہ میں شکر ہو گئے جب یہ خبر آپکے پیر روشن ضمیر خواجہ قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ کو پہونچی آپ نے ارشاد فرمایا کہ فرید گنجشکر ہے۔ دوم یہ کہ ایک دفعہ آپ خدمت مبارک حضرت خواجہ شہید المحبت قدس سرہ العزیز میں حاضر ہونے کیواسطے جاے اقامت سے روانہ ہوئے راہ میں کئی مقام تک کھانیکو کچھ نہ ملا یکروز ضعف اور بھوک کی شدت سے زمین پر گر پڑے جو خاک آپ کے منہ میں پہنچی وہ شکر ہو گئی جب یہ خبر سمع مبارک حضرت خواجہ قطب الاقطاب میں پہونچی آپ نے ارشاد فرمایا کہ فرید الدین

گنجشکر ہے۔ سوم یہ کہ ایک روز آپ برسر راہ تشریف فرما تھے کہ ایک بنجارہ سامنے سے گزرا جسکے عرابوں پر شکر لدی ہوئی تھی آپ نے اُس سے دریافت کیا ان بوروں میں کیا ہے اسنے ازراہ تمسخر جواب دیا کہ نمک ہے آپنے ارشاد فرمایا "خیر نمک ہی ہوگا" وہ شکر اسیوقت نمک ہو گئی منزل پہنچکر اُسنے بار کشادہ کئے تو بجائے شکر کے نمک پایا۔ روتا ہوا خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ غلام سے بیہودگی سرزد ہوئی جو شکر کو نمک بتلایا کہ الفاظ نفیسہ حضور سے نمک ہو گیا وہ شکر تھی آپنے فرمایا کہ اگر شکر تھی تو شکر ہو جائیگی۔ آپکے اس فرمانے سے وہ نمک پھر مبدل بشکر ہو گیا۔ خانخانان بیرم خان مرحوم نے اس بارے میں کیا خوب کہا ہے ؎ کانِ نمکِ جہان و گنجشکر شیخ بحر و بر ÷ آں کز شکر نمک کند و از نمک شکر ÷ و للہ در من قال فی توصیفہ ؎ کان نمک و گنجشکر شیخ فرید ÷ کز گنجشکر کان نمک کرد پدید ÷ در کان نمک کرد نظر گشت شکر ÷ شیریں تر ازیں کرامتے کس نہ شنید ÷ ولادت باسعادت آپکی قصبہ کہوتی وال میں کہ آجکل اُسکو مشائخ کی چاولی کہتے ہیں ہوئی۔ یہ گانوں درمیان پاک پٹن و وہاران شریف ضلع ملتان میں واقع ہے آپ نے قبل از ارادت سیر ربع مسکون کی فرمائی اور ہر ملک کے اولیاء اللہ سے فیض صحبت پایا۔ چنانچہ یہ امر آپکے ملفوظات سے ظاہر ہے جب دہلی پہنچے آوازہ عظمت و جلال حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کا سنا۔ حاضر خدمت ہو کر مجلس اول ہی میں فرط عظمت و کشش شیخ سے مرید ہوئے خواجہ حریق المحبت خود ہی اعتراف فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے ملکوں کی سیر کی ہزارہا اولیاء خدا دیکھے اور انکی صحبت میں رہا۔ مگر جو عظمت و جلال میری نظر سے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کا گزرا وہ کسی میں نہ تھا۔ میں انکا مرید ہوا۔ شیخ نے بعد تین روز کے دروازہ عطا و کرم کا مجھپر کھولا اور مالامال کرکے فرمایا کہ اے فرید کامل ہونیکے بعد میرے پاس آئے۔ انتہیٰ کلامہ اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ تحصیل علم میں بمقام ملتان مصروف تھے، اور ایک بزرگ صاحب درس سے کتاب نافع جو فقہ کی مشہور کتاب ہے پڑھتے تھے کہ انہی ایام میں حضرت خواجہ شہید المحبت اوش سے ملتان تشریف لائے جب

آپ پر نظر پڑی کشف دقائق آئندہ سے حال معلوم کیا اور نزدیک بُلا کر فرمایا کہ اے صاحبزادے کیا پڑھتے ہو۔ باواصاحب نے عرض کیا کہ نافع پڑھتا ہوں یہ سُنکر قطب صاحب نے فرمایا کہ نافع سے کچھ زیادہ نفع پہنچتا ہے ؟ آپنے گذارش کی نافع کتاب کا نام ہے مگر مجھکو نگاہ کرم حضور سے البتہ فائدہ پہونچنے کی اُمید ہے ۔ یہ کہکر حضرت خواجہ شہید المحبت کے پیروں میں گرے، معتقد ہوئے۔ اور پڑھنا چھوڑ کر جناب خواجہ شہید المحبت نوراللہ مرقدہ کے ہمراہ دہلی تشریف لائے اور رشتۂ مریدان میں منسلک ہوئے خرقۂ خلافت پایا وقت بیعت آپکی عمر پندرہ اٹھارہ سال کی تھی اور بعد بیعت اسّی برس زندہ رہے اس حساب سے عمر شریف آپکی پچانوے یا اٹھانوے برس کی ہوتی ہے۔ آپکو فقر و فاقہ و ستر حال نہایت مرغوب و محبوب تھا جب کسی مقام پر تشریف لیجاتے وہاں کے باشندے انوار الٰہی کو جو آپکے رُخ انور میں تاباں تھے دیکھکر فوراً خدمت میں حاضر ہوتے یہ امر آپکو بُرا معلوم ہوتا تھا۔ آپ اُن سے کنارہ کش ہو کر دوسری جگہ تشریف لیجاتے۔ جب وہاں بھی ایسا ہی معاملہ پیش آتا تو کسی اور جگہ تشریف لیجاتے شدہ شدہ اجودھن پہونچے کہ باشندے ہاں کے منکر درویشاں نہایت بدمزاج اور سخت گیر تھے کسی نے آپکی طرف التفات نہ کیا اور نہ خاطر و مدارات سے پیش آئے بلکہ بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ جب آپ نے یہ معاملہ دیکھا بہت خوش ہوئے اور اپنے نفس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ "اے فرید یہ تیرے رہنے کی جگہ ہے" ساکنان اجودھن نے اپنی جبلی عادت کے باعث آپکو شہر میں ٹھکنے نہ دیا پس آپ شہر کے باہر ایک گھنے دار کیر کے درخت کے سایہ میں مقیم ہو کر یادِ خدا میں مشغول ہوئے۔ اکثر وقت اپنا مسجد جامع میں بسر فرماتے تھے۔ اسی قصبہ میں آپکو اولاد ہوئی بچے فاقہ پر فاقے کھینچتے اور شدت سے سختی اور تکلیف اُٹھا کر نشوونما پاتے تھے، چونکہ آپ ولی کامل اور اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے تھے پوشیدہ طور پر رہنا بلا شہرت آپکی نزدیک و دور ہوئی اور اطراف و جوانب سے بکثرت مشائخ اور ائمہ دین آنے لگے بالآخر اس شہرت نے یہاں تک اشاعت حاصل کی کہ آمد و رفت و بود و باش صلحاء سے اجودھن کا نام

ہو کر پاک پٹن شریف ہو گیا۔ آپنے بمتابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متعدد نکاح کئے کہ پانچ فرزند نرینہ اور تین لڑکیاں۔ آپکے وصال کے بعد بھی برشتہ حیات باقی رہیں۔ پوتوں اور نواسوں کا شمار نہ تھا۔ آپکے حالات و کرامات سے جملہ کتب سیر معمور ہیں۔ اس مختصر میں عدم گنجائش بیان اور تحریر سے عاجز ہوں۔ شائقین کتب سیر کے ملاحظہ سے پوری اطلاع بہم پہونچا سکتے ہیں۔ قصہ مختصر آپکی ادنیٰ کرامت یہ ہے کہ آپنے دروازۂ رحمت و بخشائش کا ہر کس و ناکس کے واسطے کھول دیا تھا۔ کیسا ہی خاطی مذنب فاسق فاجر آپکی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ اُسکو شرف بیعت سے مشرف فرما کر مقامات اعلیٰ پر پہونچاتے تھے آپکے خلفاء کی تعداد پچاس ہزار تین سو بیالیس (۵۰۳۴۲) ہے۔ مریدوں کا اندازہ اس تعداد خلفاء سے کر لیا جائے۔ واللہ اعلم کسقدر زیادہ ہونگے۔ وفات شریف آپکی عہد سلطان غیاث الدین بلبن انار اللہ برہانہ میں بروز شنبہ پنجم ماہ محرم ۶۶۰ھ ہجری میں ہوئی۔ مزار مبارک آپکا پاک پٹن میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آغاز ترجمہ کتاب مستطاب راحت القلوب

مجلس اوّل۔ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ ۱۰۔ ماہ رجب المرجب ۶۵۵ھ بروز چہار شنبہ مجھے سعادت قدمبوسی حضرت سید العابدین سند العارفین کی حاصل ہوئی آپ نے نہایت مہربانی اور شفقت فرمائی اور اُسیوقت کلاہ جو زیب وہ فرق مبارک تھی مع خرقۂ خاص و نعلین چوبیں مجھے لطف فرمائیں الحمد للہ علیٰ ذالک اور یہ ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ ہندوستان کی ولایت کسی اور شخص کو دینے کا تھا مگر قسمت میں تمہاری لکھی تھا۔ مجھے الہام ہوا کہ یہ نظام الدین کا حق ہے جب وہ آئے اُسکے سپرد کرنا۔ اس کے بعد میں نے چاہا کہ شرح اُس اشتیاق کی جو برائے حصول قدمبوسی مجھے تھا عرض کروں کہ حضور کی دہشت مجھپر غالب آئی کہ تمام معروضات بھول گیا

مگر حضرت سید العابدین روشن ضمیر تھے، میرے اس خطرہ سے مطلع ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ہاں مجھ سے
ملنے کا شوق تم پر بہت غالب تھا اور واسطے رفع ہیبت کے فرمایا کہ ہُکُلِّ دَاخِلٍ دَہشَۃ یعنی ہر ایک
داخل ہونیوالے پر دہشت مسلط ہوتی ہے۔ اسکے بعد میرے خیال میں گزرا کہ آیندہ جو کچھ زبان فیض
ترجمان سے کلمات قدسیہ سُننے میں آئیں اُنکو تحریر کرتا جاؤں۔ اس اندیشہ کا گزرنا تھا کہ آپ میری
جانب مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ زہے سعادت اُس مُرید کی کہ جو کچھ اپنے پیر کی زبان سے سُنے لکھتا
جائے اور اُسکو اپنا طریقہ رہبری بنائے اُسکو بالعوض ہر ایک حرف کے ثواب عبادت ہزار سال کا
اور بعد مرنیکے جگہ اُسکی بہشت بریں ہوگی۔ اور یہ بیت بھی حسب حال اس دعاگو کے ارشاد فرمائی۔ سہ
اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ ٭ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ ٭
بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ آدمی کو ہر حال میں ایسا رہنا چاہئے کہ محبت اُسپر مستولی ہو کیونکہ کوئی لمحہ اور
لحظہ ایسا نہیں گزرتا کہ میرے دل میں یہ آواز نہ آتی ہو کہ وہ دل زندہ ہے جسمیں محبت خدا ہے
اسکے بعد حکایت درویشی کے بارہ میں ہوئی کہ درویشی کُل پردہ پوشی ہے اور خرقہ پہنا اُس شخص کو لازم ہے
جو مسلمانوں اور غیر قوموں کا بھی عیب چھپائے اور کسی آگے مکاشفہ گفتگو نکرے اور جو کچھ مال دُنیا وغیرہ
اُسکو پہنچے راہ خدا میں خرچ کرے تا اینکہ ایک کوڑی اسمیں سے بچا کر نہ رکھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ
اصحاب طریقت اور مشائخ کبار اپنے فوائد میں بیان فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ تین قسم پر منقسم ہے۔ زکوٰۃ شریعت
زکوٰۃ طریقت اور زکوٰۃ حقیقت پس زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ جب دوسو درم شرعی ہوں پانچ درم اسمیں
سے دیوے اور زکوٰۃ طریقت یہ ہے کہ منجملہ دوسو درم کے پانچ درم اپنے واسطے رکھے اور باقیکو بچا نرے
راہ خدا میں دے ڈالے اور زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ اُن دوسو درم میں سے ایک حبہ بھی اپنے واسطے
نہ رکھے کیونکہ درویشی پردہ پوشی اور از خود فراموشی ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے شیخ شہاب الدین
عمر سہروردیؒ کی زیارت کی ہے اور مجھے اُن سے فیض صحبت کئی روز تک حاصل رہا ہے کوئی دن ایسا نہ
ہوتا تھا کہ اُنکی خانقاہ میں دس بارہ ہزار روپیہ سے کم فتوح آتی ہو۔ اور وہ اُسکو اُسی روز راہ خدا
میں خرچ نہ فرماتے ہوں ایک حبہ شام تک باقی نہ رکھتے تھے فرماتے تھے کہ اگر میں باقی رکھوں

مجھے درویش نہ کہینگے بلکہ مالدار کہیں گے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ درویشی قناعت ہے اگر درویش
کے پاس فتوح مطلق نہ پہونچے وہ یہ نہ کہے کہ مجھے کچھ نہیں ملا کیونکہ کتب سلوک میں مرقوم
ہے کہ مالک بن دینارؒ ایک بزرگ کی زیارت کو گئے اور اُن سے باتیں کرنے لگے اتنے
کھانیکا آپہونچا درویش کی لڑکیوں نے دو روٹیاں جَو کی جنمیں نمک نہ تھا لا کر آگے دونوں
بزرگوں کے رکھدیں۔ درویش نے کھانے کو کہا۔ مالک بن دینارؒ نے چکھا روٹیاں پھیکی پائیں
فرمایا کہ نمک ہوتا تو بہتر تھا درویش کی لڑکیوں نے جب یہ کلمات سُنے فوراً بقال کی دوکان
میں لوٹا گرو رکھا اور نمک لا کر مالک بن دینارؒ کے حوالہ کیا۔ دونوں نے وہ روٹیاں نمک
سے کھائیں جب فراغت پائی۔ مالک بن دینارؒ نے شکر یہ جناب باری عز اسمہٗ کا ادا کیا اور
کہا کہ زہے قناعت کہ جو کی روٹیاں نمک سے کھائی جائیں درویش کی لڑکیاں یہ گفتگو سُن
رہی تھیں فوراً جواب دہ ہوئیں کہ اگر آپکو قناعت حاصل ہوتی ہمارا لوٹا بقال کی پاس گرو
نہوتا۔ آج سترہ برس ہوتے کہ ہمنے اپنے نفس کو نمک سے محروم رکھا ہے ہمیں یہ خبر نہیں
کہ نمک کس رنگ اور مزہ کا ہوتا ہے۔ اے مالک تم حکایت کھانے کی کرتے ہو۔ اے
مالک درویشی اور شئے ہے اور سخن درویشی دوسری شئے تم نہیں جانتے کہ درویشوں
پر کیا کیا مصیبتیں گذرا کرتی ہیں اور کس کس طرح وہ آزمائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد گفتگو
دربارہ خرقہ ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے
واپس آئے آپنے صحابہؓ کو بُلا کر ارشاد فرمایا کہ مجھے فرمان خدائے عزوجل ہوا ہے کہ خرقہ درویشی
اُس شخص کو دو جو تمہارے سوال کا شافی جواب دیگا میں نہیں جانتا کہ ایسا شافی جواب مجھے
کس سے حاصل ہوگا۔ اسکے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ اگر یہ خرقہ تمکو
دیا جائے تم اسکا حق کیا بجا لاؤ گے آپنے جوابدیا کہ صدق اختیار کرونگا۔ بندگی مولا میں قصور
نہوگا۔ اور جسقدر مال میرے پاس ہوگا یا آئیگا وہ اللہ کے راستہ میں ایثار کروں گا
اسکے بعد حضرت عمر فاروق رض سے بھی یہی بات پُوچھی اُنہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ خرقہ

آپ مجھے لطف فرمائیں میں اسکی عوض عدل اختیار کرونگا خدا کے بندوں کے درمیان انصاف مرعی رکھونگا اور مظلوموں کی فریاد رسی کرونگا بعد اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے بھی یہی سوال کیا آپنے جواب دیا کہ یارسول اللہ اگر یہ خرقہ آپ مجھے لطف فرما دیں گے میں حیا اختیار کرونگا اور جو کچھ کہ حق اس خرقہ کا ہے بجالاؤنگا۔ سخاوت اختیار کرونگا۔ بعد اس کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ اگر تم کو دیا جائے تو کیا کروگے آپنے جواب دیا کہ اے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ خرقہ آپ مجھے مرحمت فرمائینگے تو میں بندگان خدا کی پردہ پوشی کرونگا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جواب باصواب یہی تھا جو مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے دیا ہے پس یہ خرقہ انکو دیا جاتا ہے۔ اسکے بعد شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے ہائے ہائے کرکے رو پڑے اور بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے ارشاد فرمایا کہ درویشی پردہ پوشی ہے درویش کو چاہیئے کہ عیب بندگان خدا نہ دیکھے۔ دوسرے کان بہرے کرے کہ ناشنیدنی باتیں نہ سنے تیسرے زبان گونگی کرے کہ سخن ناگفتنی منہ سے نہ نکلے چوتھے پاؤں کو لنگڑا رکھے کہ جب اسکا نفس کسی ناجائز جگہ جانا چاہے وہاں نہ جاوے جب یہ چاروں باتیں حاصل ہونگی اُسے درویش کہینگے ورنہ مدعی دروغگو ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی چالیس برس آنکھوں پہ پٹی باندھے رہے کسی نے اسکا سبب پوچھا آپنے جواب دیا پٹی اسواسطے باندھ رکھی ہو کہ عیب آدمیوں کا دکھائی نہ دے اور اگر اتفاقیہ نظر آئے اُسکو چھپاؤں کسی سے ذکر نہ کروں۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے مراقبہ کیا۔ دیر تک مراقب رہے جب سر اُٹھایا میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا درویش کو ایسا ہونا چاہیئے کہ جو کچھ اُس کی خواہش ہو ویسا ہی ہوجائے شیخ الاسلام یہ ذکر فرمارہے تھے کہ محمد شاہ نامی آپکے پیر بھائی خدمت شریف میں حاضر ہوئے آپنے اُنکی خاطر کی اور بیٹھنے کو ارشاد فرمایا جب وہ حسب الارشاد بیٹھ گئے آثار تفکر اُنکے چہرہ سے عیاں تھے کہ اُنکے بھائی حالت سکرات موت و نزع جان میں تھے آپنے روشن ضمیری سے اُنکا حال دریافت فرماکر اُن سے

مخاطب ہوکر فرمایا کیوں متفکر ہو۔ کچھ جائے اندیشہ نہیں جاؤ تمہارا بھائی اچھا ہوگیا ہے۔ محمد شاہ آداب بجالاکر اپنے گھر روانہ ہوئے۔ جب گھر پہونچے دیکھا کہ فی الواقع بھائی کی بیماری جاتی رہی۔ اور وہ بالکل تندرست بیٹھا ہوا کھانا کھارہا ہے مطلق آثار زحمت چہرے سے نمایاں نہیں اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اکثر خطبہ میں فرماتے تھے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز آئی ہو اور آپ نے درمیان صبح اور قیلولہ کے خرچ نہ فرمائی ہو۔ شام تک کسی چیز کو آپ باقی نہ رکھتے تھے۔ اُسیوقت مولانا بدرالدین اسحاق رح نے عرض کیا کہ اسراف کیا ہے اور اُسکی حد کہانتک ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ بے نیت دین اور خدا کے واسطے نہ دیں وہ اسراف ہے اور اگر تمام عالم کی اشیا برائے خدا دیجاویں تو وہ اسراف نہیں ہے۔ حضرت شیخ الاسلام یہ فوائد بے بہا بیان فرمارہے تھے کہ نماز ظہر کی اذان ہوئی آپنے نماز ظہر ادا فرمائی۔ بعدہ مشغول ہوئے اور مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

مجلس دوم۔ روز شنبہ تاریخ ۱۹ ماہ رجب ۶۵۵ھ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ شیخ بدرالدین غزنوی شیخ جمال الدین ہانسوی اور مولٰنا شرف الدین نبیسہ قاضی حمیدالدین ناگوری رحمہم اللہ حاضر خدمت تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ درویش کے پاس خواہ مسکین خواہ تونگر حاضر ہو لازم ہے کہ اُسے محروم نجانے دے جو کچھ موجود ہو دنیا چاہیئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرے پاس آتا ہے۔ کسیقدر نذر ضرور لاتا ہے۔ اگر کوئی فقیر آئے اور کچھ نہ لائے مجھپر فرض ہے کہ اُسے کچھ عطا کردں۔ اسکے بعد آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلعم کے پاس صحابہ آتے تھے برائے حصول علم واحکام شرع آپ کے فیضان صحبت سے مقصود اُنکا اُنکو حاصل ہوتا تھا۔ جب آپ سے رخصت ہوتے تو کچھ آپ سے سنا تھا وہ اوروں کو سکھلاتے اور نصیحت و موعظت فرماتے تھے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام عمدۃ الابرار تاج الاولیا قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ

کی رسم تھی کہ جس روز اُنکے لنگر خانہ میں کوئی شئے خوردنی موجود نہوتی آپ شیخ بدر الدین غزنوی
خادم خانقاہ سے ارشاد فرماتے کہ اگر پانی موجود ہو اُسی کا دور چلاؤ کہ آج کا روز بھی بخشش اور
عطا سے خالی نجاوے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب میں بغداد اور اُسکے نواح میں سیاحت کرتا
تھا اُسوقت مجھے اور خواجہ اجل شیرازیؒ سے ملاقات ہوئی تھی میں نے سلام کیا اُنھوں نے
جواب دیکر مصافحہ کیا۔ اور خاص انداز سے مجھے مخاطب کیا "بیا اے لنگر عالم کہ نیک آمدی"۔ میں یہ سنکر
بیٹھا آپنے بہت لطف وکرم میرے حال پر فرمایا اور کئی روز مجھے مہمان رکھا۔ آپکی عادت دیکھی
گئی کہ کسی آنیوالے کو خالی نجانے دیتے تھے۔ میرے سامنے کبھی ایسا نہوا کہ کوئی آنیوالا خالی گیا ہو۔
اگر کچھ موجود نہ ہوتا آپ خستہ خرما جو اکثر اپنے پاس موجود رکھتے تھے عطا فرماتے مجھے بوقت رخصت
دُعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں برکت دے، جب میں وہاں سے روانہ ہوا لوگوں کی
زبانی سُنا کہ آپ صاحب نفس ہیں نفس آپ کا کبھی خالی نہیں جاتا ہے جیسا فرماتے ہیں ویسا ہی
ہوتا ہے اور اس کا اثر اولاد میں بھی باقی رہتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اُسی نواح میں ایک
اور بزرگ سے ملاقات ہوئی بعد مراسم معمولی اُنھوں نے مجھے بیٹھنے کیواسطے ارشاد فرمایا
میں حسب الارشاد بیٹھ گیا وہ بہت لاغر اندام تھے گوشت، اُنکے بدن میں مطلقاً نہ تھا اور جس مقام
پر وہ رہتے تھے وہ ایسے ویرانے میں تھا کہ آدمی کا کیا ذکر چرند پرند تک وہاں نہ جاتے تھے۔
یہ حال دیکھکر مجھے خیال گذرا کہ یہ بزرگ ایسے خرابہ میں کیوں رہتے ہیں اور صورت اُنکی معاش کیا
ہے۔ اس خیال کا میرے دل میں گذرنا تھا کہ آپ میری طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا
کہ اے فرید مجھے اس غار میں رہتے ہوئے چالیس برس ہو چکے ہیں۔ خورش میری سوائے
حشیش و خاشاک کے اور کچھ نہیں ہے جب یہ مکاشفہ اُنکا دیکھا سر اُنکے قدموں میں رکھا اور
چند روز اُنکی صحبت میں رہا۔ پھر وہاں سے جانب بخارا روانہ ہوا۔ وہاں شیخ سیف الدین باخرزی
سے ملاقات ہوئی بزرگ باعظمت وہیبت تھے جب اُنکی مجلس میں پہونچا سلام عرض کیا
ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ آپ ہر لحظہ میری جانب دیکھکر فرماتے تھے کہ یہ لڑکا صاحب

خانقاہ ہونے والا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سیاہ کمبل جو دوش مبارک پر تھا اُتار کر مجھے
لطف فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ یہ گلیم اوڑھ لو۔ میں نے یہ امر نیک سمجھکر اوڑھ لیا۔ چند روز آپکی خدمت
رہا۔ کوئی دن ایسا نہوتا تھا کہ ایک ہزار آدمی سے کم اُنکے دسترخوان پر کھانا نہ کھاتے
ہوں۔ اور آنیوالا اُنکی خانقاہ سے محروم جاتا ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ وہاں سے روانہ ہوکر
ایک مسجد میں شب باش ہوا وہاں سُننے میں آیا کہ اس مسجد کے متصل ایک صومعہ ہے ایک
بزرگ صاحب دل اُسمیں رہتے ہیں میں علی الصباح اُنکی خدمت میں پہنچا۔ شرف زیارت سے
مشرف ہوا وہ عالم تحیر میں کھڑے تھے چار رات دن کے بعد ہوشیار ہوئے۔ میں نے سلام
کیا بعد جواب سلام ارشاد فرمایا کہ تمکو یہاں ٹھہرنے میں تکلیف ہوئی بیٹھ جاؤ میں حسب الحکم بیٹھ گیا
اُنہوں نے اپنا قصہ کہنا شروع کیا کہ میں خاندان شمس الدین سے ہوں تیس برس سے اس غار
میں رہتا ہوں سنئے فرید اس عرصہ میں سوائے ہیبت اور حیرت کے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا شاید
تم اسکے سبب سے واقف نہ ہو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اس کا باعث معلوم نہیں آپ نے ارشاد
فرمائیں۔ فرمانے لگے کہ یہ راہ راستبازوں کی ہے جس شخص نے اس راہ میں قدم نیک نیتی
سے رکھا وہ منزل مقصود کو پہونچا۔ وصال دوست اُسے حاصل ہوگا۔ اگر اس راہ میں بد رضائی
دوست کے قدم رکھیگا جل جائیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس روز سے مجھے محبت الٰہی نصیب
ہوئی میرے اور حق تعالیٰ کے درمیان ستر ہزار پردے تھے فرمان ہوا آگے آؤ۔ جب پہلا پردہ
اُٹھا تقربان درگاہ کو دیکھا کہ وہ اپنی آنکھیں اوپر کئے ہوئے کھڑے ہیں اور زبان حال سے
کہہ رہے ہیں کہ ہم تیرے دیدار کے مشتاق ہیں۔ بعدہٗ دوسرے حجاب سے گذرا وہاں بھی یہی
حال نظر آیا۔ جب حجاب خاص میں پہنچا آواز آئی کہ اے شخص اس حجاب کو وہ عبور کر سکتا ہے
جو جملہ موجودات دنیاوی کو ترک کرکے اپنی ذات سے بیگانہ ہوجائے تاکہ مجھ سے یگانہ
ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں سب سے بیگانہ ہوگیا ہوں۔ آواز آئی کہ اگر تو نے سبکو چھوڑ دیا
تو مجھ سے یگانہ ہوا اسوقت میں نے نگاہ ڈالی اپنے تئیں اس صومعہ میں پایا۔ پس اے فرید

اس راہ میں سب سے بیگانہ ہونا چاہیئے کہ حق تعالےٰ سے یگانہ ہو۔ بعد اسکے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اثناء گفتگو میں وقت نماز شام کا آگیا تھا۔ ہم دونوں نے جماعت سے نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے دیکھا کہ غیب سے دو کاسہ آش اور چار روٹیاں آئیں۔ اُنھوں نے مجھسے کھانیکے واسطے ارشاد فرمایا میں نے وہ کھانا اُنکے ساتھ کھایا عجب مزے کا تھا کہ وہ حلاوت آج تک کسی اور طعام میں نہیں پائی۔ الغرض اس رات وہاں مقیم رہا۔ بعدہٗ روانہ ہوکر ملتان پہنچا۔ برادر محترم مولانا بہاؤالدین زکریا ملتانی سے ملاقات کی اُنھوں نے بعد مصافحہ کے دریافت کیا کہ تم نے اپنا کام کہاں تک پہنچایا ہے میں نے جواب دیا کہ میری کمالیت اتنی ہے کہ اگر میں اس کرسی کو جس پر آپ متمکن ہیں ہوا میں اُڑنے کا حکم دوں وہ ہوا میں بلند ہوجائے۔ یہ بات میرے مُنہ سے پوری نہ نکلی تھی کہ کرسی ہوا میں بلند ہوئی۔ حضرت بہاؤالدین زکریا نے ہاتھ اپنا کرسی پر رکھکر فرمایا کہ قائم رہ یہ سخن بطریق تمثیل تھا نہ بسبیل حکم۔ بعدہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم نے اچھی دستگاہ بہم پہنچائی ہے وہاں سے رخصت ہوکر دہلی آیا چند روز سکونت اختیار کی ملازمت شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رح کی حاصل ہوئی جو عظمت اور نعمت میں نے آپ میں مشاہدہ کیں وہ کسی بزرگ سے اس سفر میں نہ دیکھی تھی میں اُن کا مرید ہوا۔ تیسرے روز آپنے دروازہ عطا و کرم کا کھولا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے فرید تم اپنا کام پورا کرکے ہمارے پاس آئے ہو۔ آپ نے یہ بیان فرماکر زور سے چیخ ماری اور بیہوش ہوگئے۔ بعد تین روز کے ہوش میں آئے اور میری طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ مردان خدا نے ایسی ایسی صعوبتیں اور ایسے ایسے کرب اُٹھائے ہیں تب کہیں مقامات علیا کو پہنچے ہیں یہ سعادت تمام بنی آدم میں مرکب ہے اور فیضانِ الٰہی سب کے واسطے یکساں ہے لیکن مرد ہونا چاہیئے جو جد و جہد کرکے ایک مقام حاصل کرے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اس راستہ میں سفر دل سے کرو اور قدم صدق کا رکھو اور بغیر آنکھوں کے دیکھو ورنہ ہرگز مقام قرب کو نہ پہنچو گے

اسکے بعد یہ رباعی ارشاد فرمائی رباعی تو راہ نرفتۂ ترا ننمودند ✦ ورنہ کہ زد این در کہ بروئے نکشودند ✦ جاں در رہ دوست باز اگر میخواہی ✦ تو نیز چناں شوی کہ ایشان بودند ✦ آپ بار بار اس رباعی کی زبان سے تکرار کرتے تھے، اور ہر مرتبہ بعد پڑھنے رباعی کے سر سجدہ میں رکھتے اور سر اُٹھاکر پھر پڑھتے اور پھر سربسجدہ ہوتے تا اینکہ وقت نماز ظہر کا آگیا۔ موذن نے اذان دی آپ اُٹھکر نماز میں مصروف ہوئے خلق اور دعاگو اپنے اپنے مقام کو گئے۔

مجلس ششم۔ روز چہار شنبہ ۲۔ ماہ رجب المرجب ۶۵۵ھ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی شیخ برہان الدین غزنوی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی۔ مولانا ناصح الدین پسر قاضی حمید الدین ناگوری اور مولانا شمس الدین برہان اور دیگر مشائخین عظام رضی اللہ عنہم حاضر خدمت مبارک تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے حب الدنیا راس کل خطیئۃٍ یعنی محبت دُنیا تمام خطاؤں کی جڑ ہے اور دوسری حدیث میں آیا ہے من ترک الدُنیا مَلَکَ ومن اخذ الدُنیا ھَلَکَ یعنے جس نے چھوڑ دیا دنیا کو وہ فرشتہ ہوا اور جس نے گھیرا دُنیا کو ہلاک ہوا۔ اور حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ دُنیا اور دوستی دُنیا سے بڑھکر کوئی حجاب درمیان بندہ کے اور حق تعالیٰ کے نہیں ہے جسقدر دُنیا میں زیادہ مشغولی ہوگی اُسیقدر حق سے دوری ہوگی اُسیوقت آپنے ایک مثال متضمن اسی معنی کی بیان فرمائی کہ ایک آدمی سیدھا کھڑا ہے وہ سامنے دیکھتا ہے اور جب اُس نے مُنہ پیچھے موڑ لیا تو وہ آگے دیکھنے سے رہگیا آدمی کو چاہیئے کہ کسی حال میں دُنیا سے مشغول نہو ورنہ حق سے باز رہے گا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ زبان فیض ترجمان شیخ الاسلام خواجہ شہید المحبت رضہ سے میں نے بذات خود سُنا۔ اور وہ مرفوعاً اپنے اُستاد سے نقل فرماتے تھے۔ کہ جب وقت آدمی صیقل محبت سے زنگ دُنیاوی کو اپنے آئینہ دل سے پاک کرے اور ذکر حق سے موانست پکڑے کہ ہستی غیر کی انکے درمیان سے اُٹھ جاوے اُسوقت خدا تعالیٰ سے یگانہ ہوگا اگر ایسا نکرے گا حاشا و کلا مطلق بہرہ ور نہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ دل کیواسطے بھی حیات و ممات ہے علاوہ حیات جسمی کے جسم سے

روح خارج ہونے پر دفن کر دیتے ہیں دل اپنی زندگی اور موت علیحدہ ہی رکھتا ہے جسکی نسبت اللہ عزاسمہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا یعنے بکثرت شغل دنیا فَاَحْيَيْنَاهُ یعنے بذکر مولا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ دل ہرگاہ لذات۔ شہوات۔ ماکولات اور مشروبات میں مبتلا ہوتا ہے غفلت اُس پر اثر کرتی ہے اور ہوا اُس پر مستولی ہوتی ہے بجز ذکر حق تعالیٰ سبحانہ ہر طرح کے وسوسے آتے ہیں پس دل سیاہ ہو جاتا ہے اور دل کا سیاہ ہو جانا حکم دل کی موت کا رکھتا ہے کیونکہ جس زمین میں جھنڈ اور گھانس زیادہ ہوتی ہے وہ تخم قبول نہیں کرتی اسے بنجر کہتے ہیں ایسا ہی دل کا حال ہے اور وہ دل جو یاد حق میں مشغول ہے اس پر دیو پری اور آسیب کسی طرح کی بلیات مستولی نہیں ہو سکتیں۔ ایسا دل زندہ ہے جو کسی طرح کا تعلق دنیا سے نہیں رکھتا اور ہوا اُس سے جاتی رہتی ہے یہ دل منور دل ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کتاب عمدہ میں حضرت جنید بغدادیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ اصل اس راہ میں صلاحیت دل کی ہے اور صلاحیت دل اُسوقت حاصل ہوتی ہے کہ اپنی ذات کو کل غل وغش دنیاوی اور حسد و نفاق سے پاک و صاف کرے۔ اعمال درویشی بھی یہی ہیں اور جوہر درویشی بھی یہی ہے۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ وہ درویش جو اس دنیائے دنی کی رفعت و جاہ کا خواستگار ہو اور اپنی ذات کو اسیر لطف مردمان کرنے کی خواہش کرے پس اُسکی نسبت جاننا چاہیئے کہ وہ درویش نہیں ہے درویشوں کا بدنام کرنے والا ہے اور مرتد طریقت ہے کیونکہ فقرا کو دنیا سے اعراض آیا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بہنگام قیام بغداد مجلس حضرت خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے سنا تھا آپ فرماتے تھے کہ کتاب عمدہ مصنفہ حضرت سید الطائفہ میں مرقوم ہے کہ درویش کو حرام ہے کہ دنیا اور اہل دنیا سے آمیزش کرے امراء و سلاطین کے پاس آوے جاوے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ بادشاہ عراق اسقدر سخت بیمار ہوا کہ صاحب فراش ہو گیا اور تین سال اس زحمت میں گرفتار رہا آخرکار اُس نے حضرت خواجہ سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کیا کہ اُن کے ذریعہ سے استعانت

طلب کرے۔ الغرض خواجہ سہیلؒ بادشاہ کے پاس حسب الطلب گئے اور اپنا ہاتھ مریض کے جسم پہ پھیلا حق تعالیٰ نے بادشاہ کو شفا عنایت کی۔ حضرت سہیل تستریؒ نے اس امر کے کفارہ کے لیے سات برس تک خلق سے عزلت اختیار کی آپ ارشاد فرماتے تھے کہ بزرگان دین اور مشائخ طریقت کا فرمودہ ہے صُحبۃ الاغنیاء للفقراء سمّ قاتل حاصل یہ ہے کہ جہاں تک تم سے صحبت اغنیا اور ارباب دنیا سے بچا جاوے بچو۔ انکی طرف بالکل التفات نکرو کیونکہ محبت دنیا کی اُن کے دلوں پر بالطبع ہوتی رہتی ہے ملنے والوں کو بھی نقصان پہنچائیگی۔ حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک ذرہ کے برابر دوستی دنیا کی جس درویش کے دل میں ہوگی وہ مردود طریقت ہے۔ اسکے بعد گفتگو ذکر بلند ذکر ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر حق میں یہانتک مشغول رہنا چاہیئے کہ ہر بُن مو زبان ہو جاوے۔ چنانچہ میں نے کتاب اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہٗ ذکر خدا میں تھے کہ ہر بال کی جڑ سے خون رواں ہونے لگا۔ اہل خانہ نے کاسہ چوبین انکی نشستگاہ کے نیچے رکھ دیا کہ جسقدر باہر آئے وہ پیالہ میں جمع ہوتا جاوے۔ آپ کے جسم مبارک سے اس قدر خون جاری تھا کہ بہت جلد وہ پیالہ پر ہوگیا گھر کے لوگوں نے وہ خون پی لیا۔ اسکے بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اصل اس راہ میں دل کی اصلاح ہے اور یہ صلاحیت اُس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو لقمۂ حرام سے پرہیز کرے اور اہل دنیا سے مجتنب ہو اسکو گلیم اور صوف پہننا روا ہے ورنہ لباس زہاد پہننا نہ چاہیئے۔ اس کمبل کی قدر حضرت موسیٰ کلیم اللہ آدم صفی اللہ ابراہیم خلیل اللہ یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانی ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی حضرت خواجہ قطب الملۃ والدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے سنا ہے کہ میں خدمت حضرت خواجہ مودود چشتی رہ میں دس برس حاضر رہا ہوں میرے روبرو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ آپ کسی بادشاہ یا امیر کی ملاقات کو گئے ہوں۔ البتہ واسطے ادائے نماز جمعہ کے خانقاہ سے جامع مسجد تشریف لیجاتے تھے۔ حضرت خواجہ مودود کی زبانی میں نے سنا ہے کہ اگر درویش کسی بادشاہ یا امیر کے دروازے پر جائے اُس سے گلیم اور جملہ اسباب درویشی چھین لینا چاہیئے اوّل اسکو منع کریں اگر باز نہ آوے پس وہ گلیم یا خرقہ جو اوڑھے یا پہنے ہو آگ میں ڈالدینا چاہیئے کہ جل جائے کیونکہ دنیا اور

دنیا سے آمیزش کرنیوالا درویش نہیں ہے مدعی دروغگو اور کاذب ہے۔ نیز آپ فرماتے تھے کہ زمانہ گذشتہ میں جب کسی اہل صفہ یا صاحب گلیم کو کوئی حاجت پیش آتی تھی وہ گلیم اور صوف پہنکر زنجیر گلے میں ڈالتا اور مناجات کرتا کہ الٰہی برکت سے اس لباس درویشی کے حاجت رفع فرما۔ حق تعالیٰ اُنکی اُس مہم کو سرانجام پہنچا دیتا تھا۔ اسکے بعد میری جانب مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ جو شخص جامہ پشمین پہنے اُسکو لازم نہیں کہ لقمہ چرب و شیریں کھاوے اور جب لباس اہل سلوک کا پہنے بادشاہوں اور اہل دنیا سے ملے اگر یہ دونوں موخر الذکر امور کریگا وہ لباس اہل سلوک میں خیانت کرنیوالا ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اسرار العارفین میں مرقوم ہے کہ کسی شخص نے حضرت ذوالنون مصریؒ سے عرض کیا کہ ایک شخص آپکے مریدوں میں سے بادشاہ اور اہل دول کے پاس آمد و رفت رکھتا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ اُسکو حاضر لاؤ وہ سامنے لایا گیا۔ آپنے دیکھتے ہی اُسکی گلیم اور لباس یعنی خرقۂ درویشی اُتروا کر جلوا دیا۔ اور ایک تیز نظر سے دیکھکر ارشاد فرمایا کہ لباس انبیاء اور عرفا کو ہر زنا باز آدمیوں میں لیجا کر جو خبیث کرتا اور یہ چاہتا ہے کہ اس لباس سے روبرو حضرت الٰہی کے آئے یہ بالکل ناممکن اسکے بعد حضرت مالک بن دینارؒ کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ تین کپڑے اوپر تلے پہنتے تھے، جب نماز کا وقت آتا وہ لباس جو سب سے اوپر اور نیچے ہوتا تھا وہ اُتار ڈالتے اور پیراہن درمیانی سے نماز ادا فرماتے اسکا سبب اُن سے دریافت کیا گیا جواب دیا کہ اوپر والے لباس پر نگاہ خلق کی پڑتی ہے۔ اور پیراہن سوم یعنی سب سے نیچے کی پوشش سے تو حرص فضل و غش کی آتی ہے لیکن پیراہن درمیانی ان باتوں سے مبرا ہے لہذا بہتر ہے کہ اس سے ہی نماز ادا کیجائے۔ اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ متقدمین ایسی ہی احتیاط سے مقامات علیا کو پہونچے ہیں۔ آپ یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ وقت نماز پیشین آگیا۔ شیخ الاسلام نماز میں مصروف ہوئے اور خلق برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس چہارم ۔ روز سہ شنبہ ۲۷ رجب ۶۵۵ھ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی۔ شیخ نجیب الدین متوکل۔ شیخ بدر الدین غزنوی۔ شمس دبیر اور بہت سے بزرگ حاضر خدمت تھے۔ گفتگو شب معراج اور اُسکی فضیلت کے بارے میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ شب معراج نہایت باعظمت اور بابرکت رات تھی کیونکہ حضرت رسول اللہ صلعم

اس رات میں عروج حاصل ہوا۔ جو شخص اس رات کو زندہ رکھے یعنی تمام رات جاگتا رہے یہ دلیل اس بات کی ہے کہ اسکو بھی معراج نصیب ہو یعنی سعادت معراج کی اور ثواب اُسکا اُس جاگنے والے کے نامہ اعمال میں تحریر کیا جاوے گا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں جانب بغداد مسافر تھا جب بغداد پہونچا۔ وہاں کی سیر کی اور مطلب اس سیر و سیاحت سے یہ تھا کہ کسی اہل اللہ کی زیارت نصیب ہو۔ چنانچہ میں اپنا یہ ارادہ ہر کس و ناکس کے آگے ظاہر کرتا تھا۔ اور اُن سے بزرگان دین کا نشان پوچھتا۔ الغرض مجھے ایک بزرگ کا حال معلوم ہوا کہ کنارہ دریائے دجلہ کے سکونت گزیں ہیں۔ میں اُنکی خدمت میں حاضر ہوا وہ نماز میں مصروف تھے۔ مجھے اسقدر انتظار کرنا پڑا کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے اُسوقت میں نے سلام کیا وہ جواب سلام دیکر فرمانے لگے کہ بیٹھ جاؤ میں حسب الامر بیٹھ گیا۔ اُن کے چہرے سے ایک عظمت اور ہیبت ظاہر تھی۔ منہ اُنکا مانند چودھویں رات کے چاند کے تاباں و درخشاں تھا۔ الغرض وہ میری جانب مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ کہاں سے آئے ہو میں نے عرض کیا کہ اجودھن سے آتا ہوں ارشاد فرمایا کہ اگر بزرگوں کی زیارت کے لئے یہ سفر اختیار کیا ہے اللہ تعالیٰ تمکو بھی بزرگی عنایت فرمائیگا۔ جب انہوں نے یہ فرمایا میں نے سر تسلیم خم کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی حکایت بیان فرمانی شروع کی کہ اے مولانا فرید مجھے پچاس برس یا اس سے کچھ کم و بیش اس غار میں رہتے ہوئے گذرے ہیں میں حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہوں۔ جڑی بوٹی میری خورش ہے شب گذشتہ ۲۷ رجب کی شب تھی میں غنیمت مندہ دار تھا۔ اے فرید اگر تم اس رات کی حکایت سنو تو میں بیان کروں۔ میں نے عرض کیا کہ بسر و چشم سنونگا۔ فرمانے لگے کہ عرصہ میں سال سے میں تمام رات جاگتا ہوں لیکن شب گذشتہ اتفاقاً میری آنکھ مصلے پر لگ گئی کیا خواب دیکھتا ہوں کہ آسمان اول سے ستر ہزار فرشتے آئے ہیں اور میری روح کو عالم بالا میں لیگئے ہیں۔ جب آسمان اول پر پہونچا فرشتوں کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے یہ تسبیح پڑھ رہے ہیں سُبحَانَ ذِی المُلکِ وَالمَلَکُوتِ میں نے دریافت کیا یہ کب سے اس طور پر کھڑے ہیں آواز آئی جس روز سے پیدا ہوئے اسی روز سے اسی طرح کھڑے ہیں اور عبادت اُنکی یہی تسبیح ہے۔

بعدہٗ اس آسمان سے آسمان دوم پر پہونچا اور عجائبات قدرت الٰہی مشاہدہ کیں کہ اُن کا بیان نہیں
ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بڑی بڑی اشیاء عجیبہ پیدا کی ہیں۔ القصہ زیر عرش
پہنچا آواز آئی کہ ٹھیراؤ میں ٹھیر گیا۔ جملہ انبیاء و اولیاء اس جگہ حاضر تھے میں نے اپنے دادا جنید بغدادی
رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دیکھا کہ متفکر سر نیچا کئے کھڑے ہیں۔ اسوقت میرا نام لیکر پکارا گیا۔ میں نے جواب میں
لبیک عرض کی فرمان ہوا اچھے آئے اور عبادت کا حق خوب بجا لائے اب تم پر عنایت کیجاتی ہے۔
تمہارا مقام علیین ہوا۔ میں اس امر کے سننے سے بہت خوش ہوا اور سر سجدہ میں رکھا۔ فرمان
ہوا سر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا اور عرض کی اس سے بالاتر رتبہ کا خواستگار ہوں۔ حکم ہوا اے
فلاں اس جگہ سے آگے نہ جا سکو گے معراج تمہاری اسیجگہ تک ہے جب کامل ہوا اس سے زیادہ بڑھالوگے
اعلیٰ رتبہ کے مستحق ہوگے۔ جب میں نے یہ آواز سنی واپس ہوا۔ اور اپنے دادا خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
کے پاس آیا پیروں میں گرا اور دریافت کیا کہ آپ متفکر اور سر افگندہ کس واسطے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ جب
تجھے اسجگہ لائے میں متحیر ہوا کہ شاید اس سے کوئی امر خلاف صادر ہوا اور اسلئے لائے ہوں کہ مجھے
شرم دلائی جائے کہ تمہارا پوتا ہے جو تمہارے طریقہ کے خلاف تھا میں یہ سنکر بیدار ہوا اپنے تئیں اسجگہ
پایا پس اے فرید جو طلب خدا کرتا ہے حق تعالیٰ بھی اُس کا طالب ہوتا ہے۔ آدمی کو لازم ہے ہر وقت اپنا
مرتبہ بڑھانیکی کوشش کرتا رہے جو شخص اس رات جاگے گا البتہ سعادت اس شب کی اُسکو حاصل ہوگی یہ
فرما کر خاموش ہوئے میں بسبب رات ہو جانے کے وہیں ٹھیر گیا۔ اُن کا قاعدہ دیکھنے میں آیا کہ بعد
نماز عشا کے نماز معکوس پڑھتے ہیں اور صبح تک نماز معکوس میں رہتے ہیں جب علی الصباح وہاں سے
روانہ ہو کر بغداد واپس آیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ اس شبکو سو رکعت نماز
اس ترکیب سے پڑھنی چاہئے کہ بعد سورہ فاتحہ کے پانچ پانچ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے جب فارغ ہو تو ستر
دفعہ استغفار پڑھے پھر سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔ بعد اسکے سر بسجدہ ہو کر حاجت طلب کرے
انشاء اللہ تعالیٰ حاجت اُسکی پوری ہوگی۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام خواجہ معین الدین
سنجری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ۲۷ رجب المرجب کی شب رحمت کی شب ہے جو شخص

اس رات کو زندہ رکھے گا اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ بے بہرہ نہ رہیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا
کہ حضرت رسول مقبول صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ۲۷ رجب کی شبکو ستر ہزار فرشتے اپنے سروں پر
انوار الٰہی کے طباق رکھے ہوئے زمین پر آتے ہیں اور اُس گھر میں جاتے ہیں جسکے رہنے والے یادِ خدا
میں جاگتے ہوں حکم ہوتا ہے کہ ان نور کے اطباق کو اُنکے سروں پر اُلٹ دو۔ اسکے بعد حضرت شیخ
الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ معلوم نہیں کیا سبب ہے کہ لوگ اس نعمت عظمیٰ سے
بے بہرہ رہتے ہیں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ شیخ بدر الدین غزنوی مع چھ نفر درویشوں کے حاضر خدمت
ہوئے۔ اور حضرت شیخ الاسلام کے نزدیک بیٹھ گئے۔ گفتگو سماع کے بارہ میں ہوئی۔ ہر شخص اپنی اپنی
سمجھ کے موافق بیان کرتا تھا۔ حضرت شیخ الاسلام نے شیخ جمال الدین ہانسوی رح کی طرف مخاطب
ہو کر ارشاد فرمایا کہ سماع راحت دل ہے اور اہل محبت کو بخشش دینے والا ہے جو بحر محبت میں شناوری
کرتے ہیں۔ اور اُسیوقت یہ بھی بیان فرمایا کہ رسم عاشقوں کی یہی ہے کہ جب نام دوست کا سنتے ہیں واسطے
تعظیم کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت
کیا کہ سماع میں جو بعض وقت بیہوشی ہو جاتی ہے۔ اسکا کیا سبب ہے آپ نے زبان مبارک سے ارشاد
فرمایا کہ یہ بیہوشی درحقیقت الست بربکم کے روز سے ہے کہ جب الست بربکم سنا تھا بیہوش ہو گئے
تھے۔ پھر وہی بیہوشی اُن میں اثر کر جاتی ہے۔ اسکے بعد شمس دبیر نے زمین خدمت چوم کر عرض
کی کہ جس روز الست بربکم کہا گیا تھا۔ جملہ ارواح یکجا تھیں یا متفرق آپ نے ارشاد فرمایا کہ سب یکجا تھیں
شمس دبیر نے دوبارہ عرض کیا کہ پھر لوگ جہود ترسا و مغ وغیرہ کس طرح ہو گئے۔ شیخ الاسلام نے
ارشاد فرمایا کہ امام محمد غزالی رح نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ندا الست بربکم
کی دی تمام ارواح چار صفوں میں تقسیم ہو گئیں۔ حصہ اول پہلی صف والوں نے بلیٰ دل و زبان
سے کہا اور سجدہ کیا۔ یہ ارواح انبیاء اولیاء و صدیقوں اور شہیدوں کی تھیں۔ لیکن صف دوم نے
دل سے بلیٰ کہا اور زبان سے نہ کہا۔ اور سجدہ کیا یہ ارواح ہنود کی تھیں کہ کافر پیدا ہوئیں بعد کو مسلمان
ہو گئیں اور خاتمہ اسلام پر ہوا۔ اور صف سوم نے زبان سے بلیٰ کہا مگر دل سے نہ کہا اور سجدہ کیا

یہ ارواح مسلمانوں کی تھیں کہ مسلمان پیدا ہوئیں اور بعدہٗ عیاذاً باللہ مرتد اور کافر ہو کر اخیر ہوئیں اور صف چہارم نے بلیٰ نہ دل سے کہا اور نہ زبان سے کہا اور نہ سجدہ کیا وہ کافر پیدا ہوئے اور کافر مرے۔ جب شیخ الاسلام یہ بیان فرما چکے فرمانے لگے کہ اہل سماع اُسی روز الست کی بیہوشی سے بیہوش ہو گئے تھے اب بھی بیہوش ہو جاتے ہیں وہ بیہوشی ان میں مرکب ہے۔ جب دوست کا نام سُنتے ہیں۔ حرکت و حیرت اور ذوق و بیہوشی۔ یہ چاروں چیزیں ان میں پیدا ہو جاتی ہیں اور یہ سب معرفت کے سبب سے ہے۔ یعنی جبتک معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ یہ چاروں چیزیں حاصل نہیں ہو سکتیں اور مقصود طاعت سے یہی ہے کہ معرفت الٰہی حاصل ہو۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ترقیم فرمایا ہے کہ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے کہ نہیں پیدا کیا میں نے جن و انس کو مگر واسطے طاعت کے اور اہل سلوک کے نزدیک لیعبدون سے مراد لیعرفون ہے۔ مقصود اس سے شناخت دوست ہے۔ جبتک اُسکو نہ پہچانو گے مزا طاعت میں نہ پاؤ گے۔ عشق مجازی ہی میں دیکھ لینا چاہئے۔ کہ جب ایک دوسرے پر عاشق ہوتا ہے وہ جبتک اپنے معشوق کو دیکھ نہیں لیتا عاشق نہیں ہوتا اور جبتک اُسکے آشناؤں سے نہیں ملتا آشنا نہیں ہوتا۔ پس حقیقت و طریقت میں بھی یہی حکم ہے یعنی جبتک معرفت ذات باری حاصل نہیں ہوتی۔ وہ اولیاء خدا سے نہیں ہو سکتا۔ اور جبتک خود کو کسی ولی اللہ کے پلہ میں نہیں باندھتا ذوق طاعت اسکو حاصل ہونا محال ہے۔ اس کے بعد شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ اہل معرفت کے تئیں مقصود الست بربکم سے یہی شناخت دوست ہے یعنی جبتک خدا کو نہ پہچانو گے ذوق طاعت نہ پاؤ گے۔ آسکے بعد محمد شاہ نامی ایک قوال خدمت شیخ احد کرمانی کا منع اپنی جوگی کے حاضر ہوا۔ اُسوقت شیخ جمال الدین ہانسوی اور شیخ بدرالدین غزنوی بھی موجود تھے آپ نے قوال کو حکم دیا کہ راگ شروع کرو۔ اُنہوں نے اجازت پاکر راگ شروع کیا۔ شیخ الاسلام کو وجد ہوا۔ کامل ایک ہفتہ وجد کی حالت میں رہے۔ جب وقت نماز ہوتا۔ نماز ادا فرماتے پھر تو وہ لاحق ہوتا کہ بعد سات روز کے عالم صحو میں آئے وہ غزل جو محمد شاہ اور اُسکے ہمراہی گا رہے تھے

ملامت کردن اندر زعاشقی راست	ملامت کے کند آنکس کہ بیناست
نہ ہر تردامنے راعشق زیبد	نشانِ عاشقاں از دور پیداست
نظامی تاتوانی پارسا باش	کہ نور یار رسائی شمع دلہاست

بعد اسکے حکایت سلوک میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اہل سماع وہ طائفہ ہیں کہ جب سماع و تحیر میں مستغرق ہوتے ہیں اُسوقت اگر ہزاروں تلواریں اُن کے سر پر ماریں اُنکو مطلق خبر نہیں ہوتی بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ عارف جب عالم تحیر میں ہوتا ہے اُسکو اُسوقت کسی آنیوالے کی خبر نہیں ہوتی۔ اگر ہزار فرشتے اُسکے داہنے کان میں داخل ہو کر بائیں کان سے نکل جائیں اُس کو اُنکے آجانے کی بالکل خبر نہ ہوگی۔ بعد اسکے اُن چھ درویشوں نے جو آئے تھے عرض کی کہ ہم مسافر ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اسجگہ سے آگے روانہ ہوں لیکن ہمارے پاس زادِ راہ نہیں ہے کچھ عنایت فرمائیے۔ آپنے چند خستہ خرما جو آگے رکھے تھے اُٹھا کر اُنکو دیئے اور رخصت فرمایا۔ جب اُنہوں نے وہ خرمے ہاتھ میں لئے ایک نے دوسرے کو دیکھا اور چاہا کہ پھینک دیویں کہ خستہ خرما کی ضرورت نہیں۔ پھینکتے ہوئی ہاتھ پر نظر پڑی تو دیکھا کہ چھوہارے سونے کے ہو گئے ہیں۔ وہ یہ کرامت بیّنہ دیکھکر معتقد حضرت شیخ الاسلام کے ہوئے۔ بعدہٗ منزل مقصود کی راہ لی۔ اس اثنا میں اذان نماز ظہر کی ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلام نماز میں مصروف ہوئے۔ مجلس برخاست ہوئی ہر شخص اپنے مقام کو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس ششم ۔ روز پنجشنبہ تباریخ ۱ شعبان المعظم ۶۵۵؁ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی شیخ جمال الدین ہانسوی حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اسرار العارفین میں مرقوم ہے کہ جب کوئی شخص مرید ہونیکا ارادہ کرے۔ اُسکو لازم ہے اول غسل کرے اور شب بیدار رہے۔ اور اس رات میں اپنی خیریت اور اپنے پیر برادروں کی عافیت بارگاہ عزاسمہٗ سے طلب کرے اگر رات بھر نہ جاگ سکے تو بروز پنجشنبہ بوقت چاشت یا بروز دوشنبہ بوقت مذکور اپنے تمام عزیز و اقارب کو جمع کرے اگر اعزہ موجود نہ ہوں تو صالح مسلمانوں کو جمع کرے اور سجادہ کے روبرو مستقبل قبلہ بیٹھے اور دو رکعت نماز استخارہ پڑھے اور پیر کو لازم ہے

کہ اپنے تمام مریدوں کو اپنے روبرو بلا کر اپنے پاس بٹھائے اور آیات قوارع پڑھ کر اُس مرید ہونے والے کے منہ پہ دم کرے اور غسل کیواسطے ارشاد فرمائے جب نہا کر آوے آیات قرآنی دوبارہ پڑھ کر اس کے منہ پہ دم کرے اور اسکو مستقبل قبلہ بٹھا کر مقراض اپنے ہاتھ میں لے اور بہ نیت مقراض چلانیکے تین مرتبہ بہ آواز بلند تکبیر کہے۔ اس میں اختلاف ہے نزدیک اہل سلوک کے بعضے کہتے ہیں کہ تکبیر اس نیت کہی جاتی ہے کہ کہنے والا نفس امارہ اور نفس متمردہ کی جانب مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ میں تمکو ساتھ حرب کے باہر لاؤنگا اور غزا کرونگا اور سنت غازیوں کی یہ ہے کہ جو چار بہ تکبیر کہتے ہیں تاکہ شیطان رجیم دور ہو اور کسیطرح کا وسوسہ نہ ڈالے۔ جب تکبیر دل سے فارغ ہو اکیس[21] مرتبہ کلمہ توحید کی زبان سے پڑھوائے اور اکیس مرتبہ استغفار بھی پڑھوانا چاہیئے بعد اسکے مقراض مرید کے سر پہ چلائے۔ اس طور سے کہ اول ایک بال اُسکی پیشانی کا پکڑے اور اُسوقت جانب باری تعالیٰ مخاطب ہو کر یہ کہے کہ اے ملک لے بادشاہ یہ بندہ تیری بارگاہ سے بھاگا ہوا تھا اب پھر آیا ہے چاہتا ہے کہ تیری بندگی مانند بندگان خاص کرے۔ اور چاہتا ہے کہ سوائے تیرے جو اُسکے دل میں آوے اُسے باہر نکالے بعد اس کے ایک بال پیشانی کے داہنی جانب کا پکڑے اور ایک بائیں جانب کا پکڑے اور ایک درمیان سے پکڑے پھر تینوں کو بل دیکر ایک بال بنا لیوے اور بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ صرف ایک ہی بال پکڑے مقابل کا۔ الاقول صحیح یہ ہے جو پیشوائے عارفان حضرت خواجہ حسن بصری رح نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ مقراض سر پر چلانا چاہیئے خواہ کسی طرح سے ہو یہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا صحیح ہے کیونکہ حلقہ اہل صفہ سے یہی ہیں اور انہیں کے باب میں یہ حدیث ہے انا مدینۃ العلم و علیؑ بابہا بعد اسکے میں نے دریافت کیا کہ اصل مقراض چلانے کی کیا ہے اور یہ سنت کس نے جاری ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابتدا اسکی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی اور بعض کے نزدیک ابتدا اسکی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ہے کہ اُنہوں نے خلیل علیہ السلام

کو تلقین کیا تھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز حبیب عجمی اور حسن بصری رضی اللہ عنہما یکجا بیٹھے تھے ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ میں مرید فلانے درویش کا ہوں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اس سے نشان پوچھنا چاہیئے۔ لہٰذا سوال کیا کہ تیرے مرشد نے تجھے کیا تلقین کیا ہے، جوابدیا کہ کچھ نہیں۔ البتہ میرے سر پر مقراض چلائی تھی۔ دونوں بزرگ یہ سُنکر خاموش ہو گئے اور فرمایا ھُوَ مضلّ ضالّ اسی جگہ اشارہ ہے۔ شیخ کو لازم ہے کہ مرید کا عارف ہو۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے مجلس کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ کو اسقدر قوت اور نفیح خاطر ہونا چاہیئے کہ جب آنیوالا بہ نیت ارادت آوے وہ اپنی ایک نگاہ سے زنگ دُنیاوی جو اسکے سینے میں ہے نکال ڈالے اور موافق آئینہ کے روشن کردے اگر اس سے یہ ممکن نہ ہو تو پھر وہ مرید نہ کرے ورنہ دوسرے کو بھی گمراہ کرنیوالا ہوگا۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی صاحب سجادہ کے پاس بہ نیت ارادت آئے۔ اسکو لازم ہے کہ اسکی حرکات و سکنات و نفوس ثلاثہ پر نظر کرے اول دیکھے کہ یہ مبتلائے نفس امارہ تو نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ عز اسمہٗ و جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا ہے وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ بعدہٗ نفس لوامہ پر نگاہ کرے کہ تحقیق مبتلائے نفس لوامہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ بعدہٗ اسکے نفس مطمئنہ پر نظر کرے کہ تحقیق مبتلائے نفس مطمئنہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ یٰٓاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً اسکے بعد دیکھے کہ مرید میں اوصاف سلیم ہیں یا نہیں ان تمام مذکورہ بالا باتوں کو خوب اچھی طرح دیکھ لیوے۔ بعد اسکے ہاتھ واسطے بیعت کرنیکے دے اور شرف بیعت سے مشرف کرکے اور موافق قاعدہ کے مقراض چلاوے اگر کوئی زمرہ مشائخ یا اہل سلوک سے مقراض چلانی نہ جانتا ہو اور نہ بال پکڑنا جانے وہ پیر بذاتہ گمراہی میں ہے مرید کا کیا ذکر۔ کیونکہ جب شیخ ہی راستہ نجانتا ہو وہ کیونکر مرید کو راستہ بتلا سکیگا۔ ہر آئینہ دونوں گمراہی میں ہونگے۔ اسکے بعد شیخ الاسلام ادام اللہ تقواہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ حکایت بیان فرمائی کہ جس روز بشر حافی تائب ہو کر رشتہ غلامان خواجہ جنید بغدادیؒ میں منسلک ہوئے موافق قاعدہ کے مقراض ان کے سر پہ چلائی گئی اور خرقہ

عطا فرمایا گیا۔ یہ نعمت پاکر خواجہ بشر حافی اپنے مسکن میں آئے اور جب تک زندہ رہے پانوں میں
جوتیاں نہ پہنیں۔ لوگوں نے اسکا سبب دریافت کیا جوابدیا کہ میری یہ مجال نہیں کہ اُس شہنشاہ
کے بچھائے ہوئے فرش پر جوتیاں پہنکر چلوں دوسرا سبب یہ ہے کہ جس روز میں نے خدا تعالیٰ سے آشتی
کی تھی اُس روز ننگے پانوں تھا۔ اب مجھے شرم آتی ہے کہ بعد شرف حضوری کے جوتیاں
پہنوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو مرید یا شیخ مذہب سُنت و جماعت سے نہو اور حکایت
اُسکی موافق کتاب اللہ اور سُنت رسول اللہ کے نہیں ہو۔ وہ ایک ٹھگ سے زیادہ وقعت نہیں
رکھتا کیونکہ دھواں آتش کی نشانی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر مرید بادیہ ضلالت میں بھٹکتے پھرتے
ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ہر ایک مومن کے دل میں عظمت و کرامت آلہی رکھی گئی ہے اور
تقرب حضرت عز و جل حاصل کرنیکا مادہ اس میں موجود ہے۔ مگر افسوس کہ خلق دل کی اصلاح سے
غافل ہے اُسکی اصلاح نہیں کرتی، لاچار وہ بادیہ ضلالت میں بھٹکتا ہے۔ اہل سلوک نے
فرمایا ہے۔ قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ یعنی قلب مومن کا عرش خدا ہے۔ بعد اس کے ارشاد فرمایا
کہ وہ درویش جسکے آگے ستر پردے حجاب کے ہوں اور ذرہ روشنی اسکو حاصل نہو اور چلانے
مقراض اور دینے خرقہ سے خبر نہ رکھتا ہو۔ مثال اُسکی ٹھگ اور راہزن کے موافق ہے کہ خود بھی
گمراہ ہے، اور مریدوں کو گمراہ کرتا ہے پس ضرور ہے کہ درویش صاحب حال ہو کہ قوت چلانے
مقراض اور عطائے خرقہ کی رکھتا ہو۔ طریقۂ سلف اور مذہب سنت و جماعت پر تمام ہو اگر
وہ بیعت کرے تو درست ہے، اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ دلیل انسانی
میں تحریر فرماتے ہیں کہ جسکو خلق سے عزلت عطا نہیں ہوئی۔ تحقیق جانو کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو
اپنے سے دُور رکھا ہے کیونکہ اختلاط خلق خالی از خلل نہیں رونده وجوینده راہ مولا کو جیسا کہ کتب
سلوک میں مرقوم ہے اور خواجہ بایزید بسطامی نے فرمایا ہے کہ وہ بے حاجت گھر سے قدم باہر نکالے
اور مجمع اہل دُنیا میں نہ بیٹھے، البتہ مجلس علم میں حاضر ہونیکا مضائقہ نہیں۔ اور بے ضرورت گفتگو
نکرے کیونکہ اِن باتوں کے کرنیسے روشن ضمیری جاتی رہتی ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب مرید کے

سر پر مقراض چلاوے اُسیوقت امر واسطے غسل کرنے کے کرے اور تھوڑی شیرینی اپنے ہاتھ سے
اس کے منہ میں ڈالے اور تین مرتبہ کہے "آلہی بندۂ خود را الطلب راہ خویش بروے شیریں گردان"
بعد اسکے مناسب حال مُرید حکم کرے اگر شایان خلوت ہو خلوت کا حکم دے اگر محل سکوت ہو سکوت
کیواسطے ارشاد فرمائے، بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ اسرار العارفین میں مرقوم ہے کہ خلوت کی مدت چالیس روز
ہے اور نزدیک بعض اصفیا کے ستر روز اور نزدیک بعض کے ننانوے روز لیکن قول معتبر خواجہ عبداللہ
سہل تستری صاحب اسرار العارفین کا ہے۔ اور طبقہ جنیدیہ میں مدت خلوت کی بارہ سال کی ہے اور
اہل بصرہ کے نزدیک آٹھ سال اصل یہ ہے کہ خلوت کی مدت کا تعین نہیں مقصود خلوت سے صرف بذریعہ
ریاضت کے سیدھا کرنا اپنے نفس امارہ کا ہے کہ وقت خلوت و عزلت کے جیسی ہوتا ہے کہ کام خراب نکرے
اور سکوت سے مراد طبقات مشائخ میں مراقبہ ہے اور جب خلوت و عزلت میں بیٹھے ضرور ہے کہ
شیخ اسکو اپنے ہاتھ سے پیراہن پہناوے تاکہ برکت سے اس جامہ کے روشنی حاصل ہو۔ خرقہ دینے
سے یہی مُراد ہے اور بعض مشائخ مثل خواجہ فضیل بن عیاض اور خواجہ حسن بصری رحمہا اللہ سے
منقول ہے کہ ٹوپی اپنی مرید کو اُڑھائے بعد میں اسکے تلقین ذکر کرے اور ذکر تین قسم پر منقسم ہے
اوّل۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ دوم سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ سوم يَا حَیُّ
يَا قَيُّومُ ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ اس طرح کرنا چاہیئے کہ نو مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور دسویں مرتبہ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ شامل کرے اور ذکر سُبْحَانَ اللّٰہ الخ اکٹھ مرتبہ کرے اگر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کا ذکر کرے
تین مرتبہ کرے لیکن ہر ایک ذکر بلند آواز سے کرے کہ پڑوس کے رہنے والے بھی سُن لیں اور ارشاد فرمایا
کہ طبقہ جنیدیہ والے اسکو بارہ مرتبے کرتے ہیں اور ہمارے مشائخ سے منقول ہے کہ ذکر اسوقت
تک کرتا رہے کہ ہر بُنِ مو سے آواز ذکر نکلنے لگے۔ اسوقت یہ بھی فرمایا کہ حضرت یحیٰی علیہ السلام وقت
ذکر کرنیکے بیہوش ہو جاتے تھے۔ جنگل میں جاتے اور وہاں غلبات شوق سے باواز بلند ذکر فرماتے
کہ اے منزہ از مکان آپ ہی عزم کر کہ دل میرا تیرے فراق میں خون سے بھر گیا۔ اگر تیرا ذکر میرا مونس
نہوتا ہر آئینہ روح میری اس کالبد خاکی سے پرواز کر جاتی۔ اسکے بعد شیخ الاسلام ادام اللہ تقواہ

نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ ناصر الدین ابی یوسف چشتی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے معراج الاسرار میں لکھا دیکھا ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رح فرماتے تھے کہ پیر مرید کیواسطے مثال دایہ کے ہے کہ جبوقت بچہ بدخوئی پر آتا ہے وہ اسکو کسی اور امر میں مشغول کر دیتی ہے جس سے وہ موانست کرتا اور اپنی خوبُو بھول جاتا ہے شیخ کو بھی موافق حال مرید کے حکم کرنا چاہیئے کبھی موافق حال اسکے ذکر کرنیکا امر کرے اور کبھی قرآن شریف کی تلاوت کیواسطے فرمائے اور یہ نصیحت کرے کہ دنیا اور اہل دُنیا سے پرہیز کرتا رہے کہ صحبت انکی درویش کے حق میں زہر ہے، کوئی صحبت تونگروں کی صحبت سے بدتر نہیں۔ اسکے بعد شیخ الاسلام ادام اللہ تقواہ نے ارشاد فرمایا کہ مُرید اور پیر دونوں کو اوپر بیان کی ہوئی باتیں بجالانا چاہیئے۔ اب یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگر کسی شخص کو مرشد کامل نہ ملے پس اسکو کیا کرنا چاہیئے۔ ایسے شخص کے مناسب حال یہ ہے کہ کتب اہل سلوک مطالعہ میں رکھے اور انکی متابعت کرے تاکہ مشابہ ارادت سے ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ کو چاہیئے کہ مُرید کو وصیت کرے کہ صحبت ملوک و اہل دنیا سے مجتنب رہے اور طالب شہرت و ثروت کا نہو بے مطلب بات نہ کہے اور بے ضرورت صومعہ یا خانقاہ سے قدم باہر نہ نکالے کہ اصل اس راہ میں ترک علائق دنیاوی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا حب الدُنیا راس کل خطیئۃ۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ صاحب سجادہ بے ضرورت اشد سجادہ سے نہ اُٹھے کہ اصحاب طریقت اور دانشمندوں کا فرمودہ ہے کہ جب عالِم طلب دُنیا کریگا پس حلال و حرام کون پہچان کریگا اور جب صوفی سجادہ سے غیر حاضر ہوگا کوچہ و بازار میں پھریگا تلقین سلوک کون کریگا کیونکہ انکو دوسرا کام درپیش آرہا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ شبلی کا فرمودہ ہے کہ علامت روندگان راہ الٰہی کی یہ ہے کہ وہ جس طرح سے ہو سکتا ہے شب جمعہ کو زندہ رکھتے ہیں اور اس شب کو ذکر یا تلاوت یا نماز میں گزارتے ہیں۔ فاضل تر اس شب کی احیار میں یہ ہے کہ نماز پڑھتا رہے کہ نماز صفت معراج کی رکھتی ہے۔ الصلوٰۃ معراج المومن مشہور ہے بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ سلوک صرف اس طرح سے قائم رہ سکتا ہے کہ بندہ اپنے تئیں دنیا اور صحبت اغنیا سے دُور رکھے، ہوائے نفس سے باز رہے اور صحبت صالحوں کی اختیار کرے کہ حضرت رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے۔ صحبۃ الصالحین نورٌ و رحمۃٌ للعالمین یعنی صحبت صالحوں کی

ایک نور اور رحمت واسطے اہل عالم کے ہے۔ حضرت شیخ الاسلام یہ فوائد بیان فرما کر مشغول ہوئے اور مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

مجلس ششم۔ تاریخ یازدہم ماہ مذکور ۶۵۵ھ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو بے نمازوں کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے نماز البتہ اپنی طاعت ماسبق بجا نہیں لاتے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مجھے وقت مسافرت نواح غزنی میں ایک شب کسی مسجد میں شب باش ہونیکا اتفاق ہوا۔ وہاں چند درویش رہتے تھے، ہر ایک ان میں کا حد سے زیادہ مشغول تھا۔ میں رات بھر انکی خدمت میں رہا۔ جب صبح ہوئی وہاں سے روانہ ہوکر ایک حوض پر پہونچا۔ ایک بزرگ حد سے زیادہ مشغول حوض پر تشریف فرما تھے، ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے سلام عرض کیا۔ جوابِ سلام کر کے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ وہ بہت لاغر اور ضعیف الاندام زار و نزار تھے، میں نے سبب دریافت کیا۔ جواب دیا کہ مجھے عارضہ شکم ہے۔ الغرض میں دن بھر انکی خدمت میں رہا جب رات ہوئی، عارضہ انکا زیادہ ہوا۔ اُنکی عادت تھی کہ ہر شب انکو بیس رکعات نماز نفل ادا فرماتے تھے مرض سے بعد دو رکعت کے انکو قضائے حاجت کی ضرورت ہوتی تھی۔ قضائے حاجت کے واسطے تشریف لاتے واپس آکر غسل فرماتے اور دوگانہ ادا کرتے۔ اور پھر حاجت ہوتی جاتے پھر غسل کرتے اور دوگانہ ادا فرماتے مختصر یہ کہ اس شب انکو ساٹھ مرتبہ نہانا پڑا وہ ساٹھ مرتبے نہائے اور اپنا وظیفہ پورا کیا آخر بار جب نہانے تشریف لیگئے میاں آب ہی انتقال فرمایا۔ سبحان اللہ کیا مضبوط اور راسخ الاعتقاد تھے، اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام ہائے ہائے کر کے رو پڑے اور ارشاد فرمایا اللہ اللہ اپنے ارادہ پر کسقدر مستحکم تھے، کہ دم واپسیں بھی اپنے ارادہ سے نہ ٹلے اور جبتک وظیفہ پورا نہ کر لیا انتقال نفرمایا۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص بیمار ہو اسکو جاننا چاہیئے کہ یہ بیماری اُس کے حق میں رحمت ہے کہ گناہوں سے پاک کرتی ہے۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ جب میں بخارا میں بخدمت شیخ سیف الدین باخرزی حاضر تھا ایک شخص انکی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ یا حضرت میں مال رکھتا ہوں۔ آج کئی برس سے

برس سے اسمیں نقصان پاتا ہوں اور بعض وقت خود بھی بیمار ہو جاتا ہوں۔ اس سے نقصان زیادہ ہوتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے بھائی جب کسی مسلمان کے مال میں نقصان دکھلائی دیوے جاننا چاہیئے کوئی قصور دل میں پیدا ہوا تھا۔ اسکی درستی کیواسطے یہ امر سرزد ہوا کہ اسکا ایمان درست ہو جائے۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ صحابہ اور تابعین کے آثار میں تحریر ہے کہ کل بروز قیامت تمنا وصد تمنا فقراء کو ایسا درجہ دیا جائیگا۔ کہ امیر لوگ غبطہ کرینگے، اور کہینگے کاش ہم دنیا میں رنجور ہوتے۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے کام میں لگا رہے اور جب کوئی درد و محنت آوے خیال کرے کہ کہاں سے اور کیوں آیا۔ اس کا سبب اسکو معلوم ہو جائیگا۔ کیونکہ آدمی طبیب نفس ہے اسکے بعد شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ بیت پڑھی ؎ اے بسا درد کاں ترا دار وست اے بسا شیر کاں ترا آہو است ٭ اسکے بعد گفتگو دربارۂ درویشاں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ ہر حال میں درویشوں سے عقیدہ اچھا رکھنا چاہیئے تاکہ انکی برکت سے یہ شخص بھی حمایت حق میں رہے بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ شیر خان والی ملتان واوچ میرے حق میں عقیدہ اچھا نہ رکھتا تھا میں اکثر اسکی عدم توجہی سے یہ بیت زبان پر لاتا ؎ افسوس کہ از حال منت نیست خبر ٭ آنگہ خبرت شود کہ افسوس خوری تھوڑے دن گذرے تھے کہ کافر اسکے ملک پر چڑھ آئے اور ملک اسکا تاخت و تاراج کر ڈالا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس زمانہ میں یہ فقیر ملک سیوستان کی سیر و سیاحت میں مصروف تھا۔ ان ایام میں شیخ الاسلام احد الدین کرمانی سے ملاقات ہوئی اُنہوں نے ازراہ کرم مجھے بغل میں لیا اور فرمانے لگے کہ جسقدر مشائخ کی تمنے خدمت کی۔ وہ تمہارے واسطے سعادت ہے اور میرے پاس آنا بھی تمہاری واسطے اچھا ہوا۔ الغرض میں انکے ہاں مقیم ہوا دس درویش اور بھی انکی مجلس میں حاضر تھے اور سب صاحب نعمت تھے گفتگو کرامت کے بارہ میں کر رہے تھے، ایک انہیں سے کہہ اٹھا کہ اگر ہر ایک ہم میں سے صاحب ولایت ہے اسکو لازم ہے کہ کرامت ظاہر کرے۔ شیخ احد کرمانی میر مجلس تھے سب کا اتفاق ہوا کہ اول کرامت کا اظہار حضرت کریں کہ اس مجلس میں بیٹھے ہیں یہ درویشاں ہیں شیخ احد کرمانی نے جب یہ سنا درویشوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ والی اس شہر کا مجھسے اعتقاد

نہیں رکھتا۔ اور بعض اوقات تکلیف دیتا ہے۔ عجب ہے کہ آج میدان سے سلامت آئے آپ یہ کلام پورا نفرما چکے تھے کہ ایک شخص بھاگا ہوا آیا۔ اہل مجلس سے کہنے لگا کہ اسیوقت بادشاہ اس شہر کا چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گرا اور مرگیا۔ بعد اس کے وہ درویش میری طرف مخاطب ہوئے۔ کہنے لگے کہ اب آپ کرامت دکھلائیں۔ میں نے سر مراقبہ میں کیا۔ تھوڑی دیر مراقب رہا پھر سر اُٹھا کر اُن سے کہا کہ آنکھیں کھولو۔ درویشوں نے آنکھیں کھولکر دیکھا تو اپنے تئیں خانہ کعبہ میں پایا۔ تھوڑی دیر وہاں رہے پھر جہاں سے گئے تھے وہیں آگئے۔ اُن سب نے اس کرامت کا اقرار کیا اور کہا کہ درویش ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ جب میں کرامت دکھا چکا میں نے اور شیخ احد الدین کرمانی نے اُن سے کہا کہ ہماری باری پوری ہو چکی اب تم دکھلاؤ۔ اُنہوں نے بہت خوب کہکر سر خرقہ میں ڈالا اور غائب ہوگئے۔ خرقے اِن کے خالی تھے، درویش اُن میں نہ تھے۔ اس کے بعد شیخ الاسلام میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ مولانا نظام الدین جو شخص خدا کی عبادت کرتا ہے اور اسکے خدمت میں تقصیر نہیں کرتا حق تعالی بھی اسکی رضا کے موافق کام کرتا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ وقت سیاحت ملک بدخشان میری ملاقات شیخ عبدالواحد نبیسۂ ذوالنون مصری رح سے ہوئی وہ شہر کے باہر ایک غار میں رہتے تھے، بدرجۂ اتم دُبلے ہو رہے تھے۔ ایک پاؤں انکا غار میں تھا اور دوسرا کاٹ کر باہر ڈال رکھا تھا۔ ایک ہی پاؤں پر عالم تحیر میں کھڑے تھے، میں اِن کے نزدیک گیا، سلام کیا۔ جوابدیکر اُنہوں نے مجھے بیٹھنے کی اجازت دی بعدہ عالم تحیر میں ہو گئے۔ میں حسب الامر بیٹھ گیا وہ تین رات دن تک عالم صحو میں نہ آئے اور مجھ سے التفات نہ کیا۔ بعد تیسرے روز کے عالم صحو میں آئے اور ارشاد فرمایا کہ اے فرید میرے قریب نہ آنا ورنہ جل جاؤ گے، اور دور بھی نہ رہو کہ مہجور ہو گے، مگر میرا حال سُنو۔ کہ میں اس غار میں ستر برس سے رہتا ہوں۔ خورش میری عالم غیب سے ہے۔ ایک وقت ایسا اتفاق ہوا کہ ایک عورت اس راستہ سے جاتی تھی کہ نگاہ اسپر گئی اور بمقتضائے بشریت میری طبیعت میں میل آیا۔ حجرہ سے باہر نکلنا چاہا تھا کہ ہاتف نے آواز دی کہ اے مدعی یہی عہد تھا کہ سوائے میرے دوسرے

سے بھی آویزش کرے چھری میرے کمر میں تھی۔ یہ آواز سنکر میں متنبہ ہوا اور فی الفور اس پانوں کو
جو باہر نکل آیا تھا کاٹکر پھینک دیا۔ اس وقوعہ کو تقریباً تیس برس ہو گئے کہ میں حیران ہوں
کہ بروز قیامت جب اس امر سے سوال کرینگے، کیا جواب دونگا۔ بعد اسکے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ
وہ شب میں نے وہیں گذاری وقت افطار کچھ دودھ اور خرمے کہ گنتی میں دس تھے، ایک طباق
میں اترے میں نے انکے آگے رکھے۔ فرمانے لگے کہ اے فرید ہر روز پانچ اترتے تھے آج زیادہ ہیں
یہ تمہارے حق کے ہیں تم نوش کرو میں نے آداب بجا لاکر ان چھواروں کو کھا لیا۔ تھوڑی دیر
میں وہ بزرگ پھر مشغول ہو گئے۔ اسوقت خلیفہ بدخشان مع اپنے ارکان دولت کے حاضر آیا اور
آداب کرکے کھڑا رہا آپنے اسکی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کیا حاجت ہے خلیفہ نے عرض کیا کہ سیوستان
کا حاکم خراج ادا نہیں کرتا۔ میں اجازت چاہتا ہوں کہ اس پر فوج کشی کروں حضرت بزرگ متبسم
ہوئے۔ ایک لکڑی آگے پڑی تھی۔ اسکو اٹھا کر جانب سیوستان کے پھینکی اور ارشاد فرمایا کہ والی
سیوستان کو قتل کر دیا خلیفہ نے جب یہ حال دیکھا اپنی جگہ واپس گیا۔ چند روز نہ گذرے ہونگے
کہ وہاں کے باشندے بہت سا مال لائے اور بیان کیا کہ والی سیوستان دربار عام میں بیٹھا تھا ناگاہ
دیوار شق ہوئی اور ایک شخص کا ہاتھ دیوار سے مع لکڑی ظاہر ہوا اس نے وہ لکڑی بادشاہ
کی گردن پر ماری جس سے سر جدا ہو گیا اور یہ آواز آئی کہ شیخ عبدالواحد بدخشاں میں ہے یہ اس ہاتھ
تھا جس نے اسکو مارا۔ بعد اسکے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں چند روز انکی خدمت میں رہا۔
بعدہٗ حسب الاجازت روانہ ہوا۔ مجھے ان سے بہت فیض پہنچا آپ یہ فرما رہے تھے کہ اذان
نماز ظہر کی ہوئی۔ حضور نماز میں مصروف ہوئے اور مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

مجلس ہفتم۔ بتاریخ ۱۳ ماہ مذکورہ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی ذکر کشف و کرامات حضرت
خواجہ ابو الغیث یمنی اور شیخ سعد حموی رح کا ہوا۔ حضرت شیخ الاسلام ادام اللہ تقواہ نے ارشاد
فرمایا کہ حضرت خواجہ ابو الغیث قدس سرہٗ بڑے بزرگ تھے، شیخ یوسف چشتی شیخ شہاب الدین
عمر سہروردی۔ شیخ فریدالدین عطار اور خواجہ ابی النور عثمان ہارونی قدس سرہم انکے ہمعصر تھے

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب بلاء مغل نازل ہوئی اور مغلوں نے یمن کا محاصرہ شروع کیا والئی یمن
بیتاب ہو کر آپکی خدمت میں آیا بہت عرض معروض کی اسوقت آپ کے دست مبارک میں پتلی
سی چھڑی تھی آپنے وہ خلیفہ کو عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ جسوقت آفتاب غروب ہو اور رات ہو جائے
لشکر مغل پر شبخون مارنا انشاء اللہ کام انجام کو پہنچیگا۔ خلیفہ بعد بجا آوری آداب واپس ہوا اور
بعد مغرب ہو جب ارشاد حضرت کے عمل کیا۔ لکڑی کے پھینکتے ہی لشکر مغل میں ہزیمت
واقع ہوئی۔ ایک دوسرے پر گرتا پڑتا بھاگا۔ سواران یمن نے انکا تعاقب کیا اور کشتوں
کے پشتے لگا دیئے۔ ایک نفر قوم مغل سے زندہ واپس نہ ہوا۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ حضرت
خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی رح فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور
شیخ جلال الدین تبریزی خدمت شیخ بہاؤالدین زکریا میں بمقام ملتان موجود تھے اسوقت قباچہ
والئی ملک اوچ خدمت شیخ بہاؤالدین میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لشکر مغل نزدیک شہر کے
پہونچ گیا ہے جو ارشاد عالی ہو عمل میں لایا جائے۔ حضرت شیخ شہید المحبت قدس سرہٗ کے ہاتھ میں
اسوقت ایک تیر چوبیں تھا۔ آپنے وہ قباچہ کو عطا فرمایا اور حکم دیا کہ جانب لشکر مغل پھینکدے
وہ ارشاد ہوتے ہی عمل میں لایا۔ اسیوقت لشکر مغل میں ہزیمت پڑی اور ایک نے دوسرے کو قتل
کرنا شروع کیا کہ ایک نفر بھی لشکر مغل سے باقی نہ بچا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا زمانہ خواجہ
ابو الغیث یمنی رح میں بملک یمن قحط عظیم ہوا۔ ایام بارش میں ایک بوند بھی آسمان سے نہ برسی
کنووں میں پانی نہ رہا۔ زراعت خشک ہو گئی۔ جملہ بنی آدم و دواب سخت تکلیف میں مبتلا ہوئے
خلیفہ یمن اور جملہ باشندگان اس عذاب سے تنگ ہو کر بخدمت حضرت خواجہ ابو الغیث یمنی رح
میں حاضر ہوئے کہ دعائے باران رحمت مانگیں کہ آپ کی برکت دعا سے حق تعالیٰ سبکو
اس آفت جانکاہ سے نجات بخشے۔ آپنے منظور فرمایا اور ارشاد کیا کہ صبح سب آدمی حاضر ہوں کہ
شہر کے باہر نماز استسقا پڑھی جاوے۔ دوسرے روز حسب الارشاد شیخ ہر گروہ حاضر
بیابان ہو گئے۔ اسوقت حضرت نے منبر پہ چڑھ کر حمد و ثنا جناب باری عز اسمہ بیان کی اور حضرت رسول

پر درود بھیجا اور پھر منہ جانب آسمان اُٹھاکر کہا کہ الہٰی اگر میری عبادت تیری درگاہ بے نیاز میں
قبول ہے تو باران رحمت نازل فرما۔ یہ بات پوری زبان مبارک سے نہ نکلی تھی کہ گھٹا چھا گئی
اور خلق خدا بھیگتی ہوئی اپنے مکانوں کو گئی پانی پانچ روز تک برابر برستا رہا کہ ساکنین دیار یمن نے
کہا ایسی بارش ہمنے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اسکے بعد حکایت انکی وفات کے بارے میں ہوئی۔ حضرت شیخ
الاسلام ادام اللہ تقواہ نے ارشاد فرمایا کہ جب وقت وصال انکا قریب ہوا اور وہ صبح آئی جسکی شام کو
آپ رحلت فرمائینگے خادم کو طلب فرماکر حکم دیا کہ غسال کو بلا لائے۔ وہ حاضر آیا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ
جامہ وسبوچہ آب تختہ و خوشبو بھی موجود کرکے مجھے دکھلاؤ فرمان ہوتے ہی سب اشیاء مطلوبہ مہیا
ہوگئیں اور سامنے شیخ کے لائی گئیں۔ جب آپنے ملاحظہ فرمایا ارشاد فرمایا کہ اس مقام کو خالی کرو۔ یہ فرماکر
سورۂ یٰسین پڑھنی شروع کی اور جب والیہ ترجعون پر پہونچے رحلت فرمائی اُسیوقت مکان سے
آواز آئی کہ دوست دوست سے ملاقی ہوا یہ ارشاد فرماکر حضرت شیخ الاسلام ہائے ہائے کرکے
روپڑے نعرہ مارا اور بیہوش ہوئے۔ جب ہوش میں آئے یہ بیت ارشاد فرمائی ؎ در کوئے عاشقاں
چناں جاں بدہند ٭ کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز ٭ اسکے بعد غلبات شوق میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب
عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پوری ہوئی۔ اور وقت وصال آپہونچا۔ آپ بازار میں مانند مستوں کے
پھر رہے تھے کہ ملک الموت عؑ سے ملاقات ہوئی اُسنے سلام کیا آپنے جواب سلام دیکر ارشاد فرمایا کہ تم کون
ہو انھر آپنے انکے مُنہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ وہ یہ کہتے ہوئے واپس تشریف لیگئے کہ میں اب دوبارہ
نہ آؤنگا۔ جب ملک الموت اپنی جگہ پہنچے اُنہوں نے سر سجدہ میں رکھ کر عرض کی کہ بارالٰہا تو نے مجھے ایسے
شخص پر بھیجا کہ اگر میں طمانچہ کھاکر اسکے سامنے سے نہ ہٹ جاتا گمان غالب تھا کہ وہ مجھے مار ڈالتا۔ ایں
عرضداشت پر از جانب باری تعالیٰ خطاب ہوا کہ اے ملک الموت ہمنے تجھے اسواسطے اُن کے پاس بھیجا
تھا کہ تجھے معلوم ہو کہ ہمارے بندے ایسے بھی ہیں جنسے تجھے کچھ علاقہ نہیں۔ انکی جان میں خود ہی قبض
کرتا ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ دوسرے روز حضرت موسیٰ علیہ السّلام نماز پڑھکر بیت المقدس
میں مستقبل قبلہ بیٹھے تھے، کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام آئے اور سلام کرکے ایک سیب بہشتی دیا جب

آپنے اسکو سونگھا خوشبوئے مشام جان معطر ہوا آپنے ایک نعرہ مارا اور جان جان آفریں کے سپرد کی یہ فرماکر
حضرت شیخ الاسلام ادام اللہ تقواہ اسقدر روئے کہ آپ کا گریہ تمام حاضرین مجلس میں اثر کر گیا۔
ایک آواز آہ وزاری کی مجلس سے نکلنی شروع ہوئی تھوڑی دیر میں شیخ الاسلام رُدتے روتے بیہوش
ہوگئے جب ہوش میں آئے یہ مثنوی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ؎ در کوئے عاشقاں چناں جان بدہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز ٭ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ بہت سے مشائخ عظام مزار مبارک حضرت
موسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام پر حاضر تھے کہ مزار فائض الانوار سے آواز آئی رَبِّ اَرِنِی اَنظُر
اِلَیْکَ حاضرین سے ایک بزرگ کہہ اُٹھے کہ یہ کمالیت عشق ہے جب زندہ تھے اسی دھن میں
تھے اب بعد مُردن بھی وہی حال ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ سُننے میں آیا ہے کہ روز حشر حضرت موسیٰ عؑ
کنگرۂ عرش پکڑ کے یہ فرما دینگے رَبِّ اَرِنِی اَنظُرُ الیكَ فی المشاقِی فرشتے آپکو پکڑ لین گے کہ ایسا
نہو کہ تمام اہل قیامت شور اشتیاق سے برہم ہوجادیں۔ اسکے بعد میری جانب مخاطب ہوئے اور
ارشاد فرمایا کہ مولانا نظام الدین مرد کو لازم ہے کہ جس کام کو کرے مستحکم طور سے کرے ایسا نہ کرے کہ پھر
اُسکو چھوڑ دے جب عشقِ الٰہی کرے چاہیئے کہ ہر وقت و ہر ساعت محبت وعشق دوست میں مستغرق
ہو اور ہر لحظہ عشق اس کا مزید ہوتا جائے کہ شمار اسکا سلف صالحین میں ہو۔ اسکے بعد غلبات شوق میں یہ
مثنوی بار بار ارشاد فرمانے لگے ؎ در کوئے عاشقان جان بدہند ٭ کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز ٭ اسکے بعد ارشاد
فرمایا کہ ایک جوان واصلان حق سے تھا جب عمر اسکی تمام ہوئی ملک الموت نے اسکو شرق سے غرب
تک ڈھونڈا مگر پتہ نہ پایا مجبور اپنے مقام میں آکر سر بسجدہ ہو عرض کی کہ الٰہی اس جوان کو میں نے شرق
سے غرب تک ڈھونڈا مگر اس کا پتہ نہ لگا اور نام اسکا تختہ حیات سے پاک ہوگیا ہے۔ ارشاد باری ہوا
کہ اس جوان کو فلاں خرابہ میں تلاش کر۔ ملک الموت اس خرابہ میں تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں بھی
کچھ پتہ نہ لگا لاچار پھر اپنے مقام پر واپس تشریف لائے اور عرض ثانی موافق عرض اول کی حکم ہوا کہ
اے ملک الموت تم ہمارے دوستوں کی روح قبض نہیں کرسکتے اور نہ انکو دیکھ سکتے ہو اور نہ اس جگہ
کو پاسکتے ہو جہاں وہ رہتے ہیں وہ میرے پاس ہیں میرے نام یا میری ہدا کے پہونچتے ہی جان اپنی

دیتے ہیں اور مجھے خبر تک نہیں ہوتی۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور زور سے روئے۔ اور یہ مثنوی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ؎ در کوئے تو عاشقان چناں جان بدہند۔ کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے انتقال کا وقت قریب آیا حضرت کے بڑے صاحبزادے مخدوم شیخ صدر الدین عارف حاضر خدمت تھے کہ ایک شخص نے آکر ایک کاغذ حوالہ کیا اور کہا کہ یہ فرمان الٰہی ہے اسے تم نہ کھولنا دست مبارک حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا میں دینا وہی اسکو کھولیں گے۔ شیخ صدر الدین نے عنوان نامہ پڑھا ہائے ہائے کرکے رونے لگے، اور اس شخص سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تم ملک الموت ہو اور یہ فرمان طلب دوست ہے تم خود ہی جاکر کیوں نہیں دیتے۔ جواب دیا کہ مجھے حکم ہے کہ میں یہ فرمان تمہارے زریعہ سے خدمت شیخ میں پہنچاؤں۔ شیخ بہاء الدین اسوقت مشغولی میں تھے۔ جب فارغ ہوئے شیخ صدر الدین نے وہ نامہ حوالہ کیا۔ حضرت خواجہ نے حکم دیا کہ سب لوگ یہاں سے ہٹ جائیں۔ جب سب لوگ ہٹ گئے۔ آپنے سر سجدہ میں رکھا اور جان جان آفریں کے سپرد کی اسیوقت مکان کے اندر سے آواز آئی کہ دوست دوست سے ملاقی ہوا۔ یہ بیان فرماکر حضرت شیخ الاسلام نے نعرہ مارا زار زار رونے لگے کہ روتے روتے بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے یہ مثنوی پڑھی ؎ در کوئے تو عاشقان چناں جان بدہند۔ کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز۔ اسکے بعد حکایت انتقال شیخ سعد الدین حمویؒ کی بیان فرمائی کہ بزرگ کامل تھے، جب حج کیواسطے تشریف لیگئے اور بعد مراجعت بغداد میں مسکن گزین ہوئے۔ آپکے آتے ہی شہرہ آپکی ولایت کا بغداد میں ہوا۔ ان ایام میں ساکنین بغداد کسی مرض وبائی میں مبتلا تھے آپنے آتے ہی صلائے عام دی کہ جو شخص بیمار و زخمی ہو میرے پاس آئے اس حکم کے سنتے ہی بیماروں کے گروہ حاضر خدمت ہونے لگے۔ آپنے ہاتھ پھیرنا شروع کیا۔ جسپر ہاتھ رکھتے تھے وہ اچھا ہوجاتا اور بیماری بالکل جاتی رہتی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہاں سے روانہ ہوکر غزنی تشریف لائے یہاں بھی کتنے ہی معیوب اور سقیم آدمیوں کو آپکے لمس انامل سے صحت ہوئی۔ بعد اسکے وہاں سے روانہ ہوکر اوچ میں مقیم ہوئے۔ جب وقت وفات آپ کا قریب آیا اور جس روز کہ انتقال

فرمائینگے وہ دن آگیا آپ اپنے تمام خادموں اور جلیسوں کو ہمراہ لیکر جنگل تشریف لیگئے اور مستقبل قبلہ بیٹھ کر سورہ بقر پڑھنی شروع کی کہ بوقت اشراق ختم ہوئی آپنے مکرر اس سورت کو پڑھنا شروع کیا۔ جب دوبارہ ختم ہوئی۔ سر سجدہ میں رکھکر انتقال فرمایا، ہاتف غیب نے اس مضمون کی آواز دی جو تمام حاضرین نے سنی کہ "بندہ نیک بخت اپنے دوست سے ملاقی ہوا" یہ بیان فرماکر حضرت شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ ہائے ہائے کرکے رو پڑے اور یہ مثنوی زبان فیض ترجمان سے فرمائی ؎ در کوئے تو عاشقان چناں جاں بدہند۔ کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ سیف الدین باخرزیؒ کا قاعدہ تھا کہ نماز شام پڑھکر اسی جگہ لیٹ جاتے خادم بعد گذر جانے ایک ثلث شب کے بیدار کرتا اسوقت آپ وضو کرتے موذن نماز عشاء کی اذان دیتا پس نماز عشا با جماعت ادا فرماتے۔ سب لوگ نماز عشا پڑھکر رخصت ہوتے اور آپ صبح تک خدا کی یاد میں جاگتے تھے اسی طریقہ پر عمر تمام کی۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام ادام اللہ تقواہ نے ارشاد فرمایا کہ انہی ایام میں ایکروز ایک شخص نے خواب دیکھا کہ دروازہ شہر بخارا سے ایک مشعل سوزاں باہر نکلی اس نے یہ خواب روبرو ایک صاحب دل کے بیان کیا اور طالب تعبیر ہوا انہوں نے جوابدیا کہ تعبیر اسکی یہ ہے کہ ایک بزرگ کاملین شہر سے انتقال کریگا۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ اسی روز شیخ سیف الدین باخرزیؒ نے اپنے پیر کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اشتیاق تیرے ملاقی ہونیکا ہمکو بہت ہے تمہیں آنا چاہیئے اس خواب کے دیکھنے سے آپکو معلوم ہوگیا کہ زمانہ میری وفات کا قریب ہے اس روز سے برابر مجلس وعظ میں ذکر فراق فرماتے تھے خلق اللہ حیران تھی کہ خیر باشد آپ ہمیشہ فراق و وداع کا ذکر کیوں فرماتے ہیں جب آپ وعظ ختم بیان فرماچکے تب کل حاضرین مجلس کیطرف مخاطب ہوکر خاص طور سے ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مومنین تحقیق جانو کہ میں نے اپنے پیر دستگیر کو خواب میں دیکھا کہ مجھے طلب فرماتے ہیں۔ پس اب میں روانہ ہونا اور تمکو وداع کرتا ہوں یہ فرماکر آپ ممبر سے اترے اور خانقاہ کو تشریف لیگئے قصہ مختصر شب ہوئی تمام اصحاب حاضر خدمت تھے اور درد فراق حضرت سے مانند مشعل کے جلتے تھے۔ شب گزرکر صبح ہوئی قریب ایک تہائی کے دن گذرا ہوگا اسوقت ایک شخص

صوف پہنے سیب ہاتھ میں لئے آیا سلام کرکے زمین پر بیٹھا اور وہ سیب آپ کے ہاتھ میں دیا آپنے اُسکو سُونگھا اور جان جان آفرین کے سُپرد کی۔ یہ بیان فرماکر شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھرلائے رو پڑے اور یہ مثنوی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ؎ در کوئے تو عاشقاں چناں جان بدہند ✽ کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز ✽ آسکے بعد حضرت شیخ الاسلام نے حضرت شیخ بدرالدین غزنویؒ اور مولانا بدرالدین اسحاق کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ تم اس مثنوی کی تکرار کرو اُنہوں نے حسب الارشاد باربار پڑھنا شروع کیا۔ خدمت شیخ الاسلام پر حالت طاری ہوئی جو اُنہی کے سزاوار تھی بیان میں نہیں آسکتی۔ حضرت کے پُرکیف ہونے کی وجہ سے جملہ حاضرین مجلس پر ایک رقت طاری تھی کہ حلاوت اُسکی ابتک باقی ہے یہ عالم تین رات دن رہا ہر دو اصحاب تین شبانہ روز برابر مثنوی مذکورہ پڑھتے رہے۔ بعد تین روز کے حضرت شیخ الاسلام ادام اللہ تقواہ عالم صحو میں آئے اور مجلس برخاست کی۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

مجلس ہشتم۔ تاریخ ۲۹ ماہ مذکور ۶۵۵؁ھ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی کئی درویش خانقاہ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سے آئے تھے گفتگو سلوک کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ حضرت شیخ الاسلام دام اللہ تقواہ نے ارشاد فرمایا کہ درویشوں کا طریقہ تحمل ہے اور تحمل بھی اسقدر کہ جفا اس حد تک پہونچے کہ اگر کوئی شخص ننگی تلوار گردن پر رکھے یا مارے تو بھی اس سے راضی و خوش رہیں۔ اُسکے واسطے بددعا نہ کریں۔ حضرت شیخ الاسلام یہ فرمارہے تھے کہ ایک بڑھیا عورت زار و نالاں خدمت میں حاضر ہوئی حضرت اسکے نزدیک تشریف لیگئے اور آہستہ سے فرمایا کیف حالک یعنی تیرا حال کیسا ہے بڑھیا نے عرض کی اے خواجہ آج عرصہ بیس سال سے میرا لڑکا مجھسے جدا ہے۔ اس کا حال مجھے مطلق معلوم نہیں واللہ اعلم زندہ ہے یا مرگیا۔ حضرت شیخ الاسلام نے یہ سُنکر مراقبہ کیا دیر تک مراقب رہے۔ بعدہ سر اُٹھا کر ارشاد فرمایا کہ تیرا لڑکا گھر آگیا ہے۔ بڑھیا اپنے گھر چلی گئی ہنوز اپنے گھر پہنچنے نہ پائی تھی کہ راستہ ہی میں لڑکا مل گیا۔ بڑھیا بہت خوش ہوئی اور لڑکے کو گھر کے اندر لیگئی حال پوچھنا شروع کیا کہ اتنی مدت کہاں رہا جوان نے جوابدیا کہ اس جگہ سے پندرہ سو کوس دور

تھا کہ ایک میرا دل تجھسے ملنے کے واسطے چاہا اور اس خیال سے کہ دیکھئے کب ملاقات نصیب ہو۔ دریا کے کنارے کھڑا ہوا رو رہا تھا کہ ایک پیر مرد نورانی چہرہ خرقہ پہنے ہوئے میرے پاس آئے دریافت کیا کیوں روتا ہے۔ میں نے اپنا حال بیان کیا فرمانے لگے کہ اگر میں تجھے تیرے گھر پہونچا دوں تو رُونا موقوف کردیگا۔ یہ بات مجھے بہت دشوار معلوم ہوئی ہنوز میں نے جواب نہیں دیا تھا کہ اُنھوں نے ارشاد فرمایا کہ اپنا ہاتھ مجھے دے اور آنکھیں بند کر میں نے ایسا ہی کیا۔ جب آنکھیں کھولیں تو مکان کے دروازہ پر موجود تھا۔ عورت نے یہ ماجرا سُنکر اپنے دل میں خیال کیا کہ وہ بزرگ شیخ الاسلام تھے۔ فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر قدموں میں گر پڑی۔ آسکے بعد حضرت شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی وظیفہ یا ورد متعبدوں سے فروگذاشت ہوجاوے وہ اِن کے حق میں موت سے بڑھکر ہے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میں حضرت ابویوسف چشتی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک صوفی نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ آجکی شب میں نے خواب میں دیکھا کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ موت تیری نزدیک ہے۔ حضرت نے اسقدر سنتے ہی فی الفور فرمایا کہ کل کے روز نماز صبح تجھ سے قضا ہوئی تھی۔ صوفی نے جب یہ سنا خیال کیا پس فی الواقع حال ایسا ہی تھا۔ جیسا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ تارک ورد کو ایسے خواب اسواسطے دکھلاتے ہیں کہ متنبہ ہو۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ قاضی رضی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا وظیفہ ہر روز سورہ یٰسین پڑھنے کا تھا جس روز کہ انتقال فرماوینگے اس روز صبح یہ وظیفہ ان سے قضا ہوگیا آپ گھوڑے پر سوار چلے جاتے تھے اتفاقاً گھوڑا بھڑکا اور اس کا پانوں ایک گڑھے میں جاپڑا آپ گھوڑے سے گرے پیر ٹوٹ گیا۔ اور اُسی روز آپنے انتقال فرمایا۔ آسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب ورد کو لازم ہے کہ ہر روز وظیفہ پڑھے اگر دن میں نہ ہوسکے تو رات کو پڑھنا چاہئے اور اگر رات کا وظیفہ ہو اور وقت پر نہ پڑھ سکے تو دن میں پڑھنا

لازم ہے۔ بہر حال وظیفہ ترک نہ کرے اگر وظیفہ ترک ہو جائے تو جاننا چاہیئے کہ یہ امر شومی قسمت سے واقع ہوا اور یہ شومی بخت ساکنان شہر پر موثر ہو گی ممکن ہے کہ اسکی وجہ سے اہل شہر کسی بلا میں مبتلا ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک سیاح نے مجھ سے یہ حکایت بیان کی تھی کہ میں نے شہر دمشق کو اُجاڑ پایا دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ وہاں کے بعض باشندوں نے وظیفہ ترک کیا تھا اور ایک سال تک برابر تارک ورد رہے۔ ناگاہ لشکر مغل ان کے شہر میں آیا اور شہر کو تباہ اور خراب کر دیا بہت سے مسلمانوں کو بلاوجہ شہید کیا اور ہزاروں کو غلام بنا کر لیگئے یہ سب بدبختی ان کے ترک ورد سے تھی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری نور اللہ مرقدہٗ کی رسم تھی کہ آپ کے پڑوسیوں میں سے جسکا انتقال ہوتا آپ اسکے جنازہ کے ہمراہ جاتے نماز اور دفن کے بعد جب سب لوٹ آتے آپ تنہا اسکی قبر پر بیٹھے رہتے اور وہ وظائف اور ادعیات جو ایسے وقت میں پڑھنی آئی ہیں پڑھتے۔ بعد فراغت واپس تشریف لاتے۔ چنانچہ ہنگام قیام اجمیر ایک شخص نے جو آپکا ہمسایہ تھا انتقال کیا آپ حسب معمول اسکے جنازے کے ہمراہ گئے اور موافق قاعدہ مقررہ بعد لوٹ جانے جمیع اشخاص ہمراہیان جنازہ کے آپ اس ہمسایہ کے قبر پر ٹھیرے رہے خواجہ قطب الاقطاب فرماتے ہیں کہ میں بھی اسوقت آپ کے ہمراہ تھا میں نے دیکھا کہ رنگ روئے آپکا متغیر ہوا اور پھر اسیوقت اصلی رنگ پر آگیا آپ الحمد للہ فرماتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ بیعت بھی عجیب چیز ہے میں نے حضرت سے اس معاملہ میں تغیر لون مبارک کو دریافت کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جسوقت اس مُردہ کو قبر میں دفن کیا اور سب لوگ چلے گئے صرف میں ہی بیٹھا رہا کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتے عذاب کے آئے اور اسکو عذاب کرنا چاہا معاً اسیوقت حضرت خواجہ ابی النور عثمان ہرونی قدس سرہٗ بھی تشریف لائے آپنے ان فرشتوں سے کہا کہ یہ شخص میرا مُرید ہے اسے تعذیب مت کرو فرشتوں نے خدمت خواجہ میں عرض کی کہ بیشک یہ آپکا مُرید ہے مگر آپکے طریقے سے خلاف تھا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ تم بیان

کرتے ہو یہ سب سچ ہے مگر اس نے اپنی ذات کو اس فقیر کے ساتھ وابستہ کیا تھا میں نہیں چاہتا کہ اسکو عذاب ہو۔ آپ یہ فرمارہے تھے کہ خدا کا حکم ان فرشتوں کو پہنچا کہ اسکو ایذا ند و۔ ہمیں خاطر حضرت کی منظور ہے فرشتے واپس چلے گئے حضرت شیخ الاسلام یہ بیان فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ بیعت عجب چیز ہے مگر مرد کو لازم ہے کہ ایک کا ہو رہے بعدہٗ یہ مثنوی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمائی ؎ گر نیک زیم مرا ز ایشاں گیرند ؞ ور بد باشم مرا بدیشاں بخشند ؞ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام فرمانے لگے کہ اس وقت مجھے ایک حالت پیدا ہوئی ہے اگر کوئی قوال حاضر ہو تو اس رباعی کو خوش الحانی سے سُنائے۔ اتفاقاً اس روز کوئی قوال موجود نہ تھا۔ صورت واقعہ عرض کی گئی۔ آپنے حضرت مولانا بدر الدین اسحاق کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ وہ مکتوب جو قاضی حمید الدین ناگوری نے لکھا تھا پڑھو۔ مولانا بدر الدین اسحاق نے تمام مکاتیب جو خدمت شیخ الاسلام میں اس سال آئے تھے، اور ایک خریطہ میں یکجا جمع تھے۔ اپنا ہاتھ واسطے نکالنے مکاتیب کے ڈالا کہ تمام خطوط نکالکر مطلوبہ تلاش کریں ببرکت حضرت شیخ الاسلام سے باوجودیکہ اُس خط کو آئے ایک عرصہ گذر گیا تھا سب سے پہلے وہی مکتوب ہاتھ میں آیا۔ حضرت بدر الدین اسحاق اس خط کو لیکر خدمت شیخ الاسلام میں حاضر ہوئے اور اس عریضہ کو پڑھنا شروع کیا لکھا تھا "کہ فقیر و حقیر ضعیف و نحیف محمد عطا کہ بندہ درویشان است و از سر و دیدہ خاک قدم ایشان"۔ حضرت مولانا نے صرف اسیقدر پڑھا تھا کہ حضرت شیخ الاسلام کو اتنی ہی عبارت کے استماع سے ایک عجیب غریب حالت لاحق ہوئی کہ میں زبان سے بیان اسکا نہیں کرسکتا۔ اس مکتوب میں ایک رُباعی بھی تھی مولانا بدر اسحاق نے اس رباعی کو پڑھنا شروع کیا رباعی آن عقل کجا کہ در کمال تو رسد ؞ آں روح کجا کہ در جلال تو رسد ؞ گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال ؞ آن دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد ؞ اس کے بعد ذکر دربارہ مسافرت اور بیعت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح واقع ہوا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جب شیخ قطب الدین بختیار کاکی اور شیخ جلال الدین تبریزی دونوں کی باہم ملاقات ہوئی اور حکایات سیاحی درمیان میں آئی ہیں بھی اسوقت

حاضر تھا۔ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد کیا کہ ایک دفعہ میں ملک قریش میں مسافر تھا وہاں بہت سے بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوا اور انکی خدمت سے بہت نعمت حاصل کی۔ القصہ ایک بزرگ کی ملازمت کا ذکر ہے کہ وہ ایک غار میں جو شہر سے متصل تھا رہتے تھے جب میں انکے پاس پہنچا وہ نماز میں مصروف تھے میں نے توقف کیا یہانتک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے اسوقت میں نے سلام کیا انہوں نے جواب سلام میرا نام لیکر دیا۔ میں متحیر تھا کہ میرے نام سے انکو خبر کسطرح ہوئی سب سے پیشتر میں نے یہی سوال کیا کہ آپکو میرے نام سے کیونکر اطلاع ہوئی بجواب اسکے انہوں نے فرمایا علمنی العلیم الخبیر یعنی بتلایا مجکو جاننے والے خبردار نے یعنی جو تجھے یہاں لایا ہے اسی نے مجھے تمہارے نام سے بھی مطلع کیا ہے۔ میں یہ سنکر قدموں پر گر پڑا آپنے مجھے اٹھا کر بیٹھنے کے واسطے ارشاد فرمایا میں حسب الامر بیٹھ گیا انہوں نے اپنی حکایت بیان فرمانی شروع کی کہ تمہاری طرح سے میں بھی مسافرت کرتا تھا۔ اصفہان میں ایک بزرگ سے ملا بڑے صاحب کمال تھے عمر انکی ایکسو پچاس سال سے تجاوز کر گئی تھی۔ فرماتے تھے کہ میں خواجہ حسن بصریؒ کا پڑوتا ہوں۔ اہل شہر کو ان سے بہت اعتقاد تھا جب کسیکو کوئی حاجت پیش آتی انکی خدمت میں رجوع کرتا۔ آپکی دعا فرمانے سے انکی حاجت فوراً پوری ہو جاتی۔ کبھی ایسا اتفاق نہوتا کہ انکی دعا مسترد ہو گئی ہو۔ یہ فرما کر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک ہزار ستر اولیاء اللہ کی خدمت کی ہے۔ ہر ایک نے مجھے نصیحتیں فرمائیں۔ آخری ملاقات میری شمس العارفین سے ہوئی سب سے پچھلی نصیحت بھی انہیں کی نصیحت ہے۔ حضرت شمس العارفین ارشاد فرماتے تھے کہ اے درویش اگر تجھکو واصل الی اللہ ہونا منظور ہے تو دنیا سے بیزار ہو امور دنیاوی میں منہمک رہنا ہی سبب تمام خطاؤں اور گناہوں کا ہے جو دنیا سے بیزار ہوا وہی واصل بحق ہوا۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ میں رات کو وہیں مقیم رہا۔ وقت افطار دو روٹیاں عالم غیب سے پیدا ہوئیں۔ انھوں نے ایک میرے سامنے رکھی اور مجھے کھانے کے واسطے ارشاد فرمایا۔ میں نے روٹی کھائی بڑی پرکیف و بالذت تھی۔ جب میں کھانے سے فارغ ہوا۔ انہوں نے ہمارا ارشاد فرمایا کہ اس گوشہ میں جاکر ایک ثلث شب تک نماز و مراقبہ میں مشغول رہو۔ میں نے تعمیل ارشاد کی تھوڑا ہی عرصہ

گذرا تھا کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص سبز پوش آیا۔ اسکے بعد سات شیر آئے اور سلام کر کے بالمقابل بیٹھ گئے مجھے دیکھنے اس امر تعجب انگیز سے تحیر ہوا کہ الٰہی تیرے ایسے بھی بندے ہیں کہ شیروں نے ان سے انس اختیار کیا ہے۔ الغرض انہوں نے کلام اللہ آغاز کیا اور آخر شب تک دس ختم کئے اور پھر تلاوت میں شاغل ہوئے تا اینکہ صبح ہو گئی میں نے نماز صبح انکے ہمراہ ادا کی انھوں نے سبز پوش بزرگ سے ملایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ بزرگ میرے بھائی خضر علیہ السلام ہیں۔ میں ان سے بغلگیر ہوا اور انھوں نے مجھپر بہت شفقت اور مرحمت فرمائی۔ بعدہٗ وہ بزرگ شیروں کو اپنے ہمراہ لیکر چلے گئے۔ شیخ جلال الدین تبریزیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بوقت اشراق ان سے اجازت روانگی طلب کی فرمانے لگے اے جلال جاتے ہو تو جاؤ لیکن لازم ہے کہ ہمیشہ درویشوں کی خدمت کرتے رہا کرو اپنی ذات کو انکے پیچھے میں بامذہ ہو اور بجا آوری احکام خداوندی میں علق سستی نکرنا ورنہ مقامات اعلےٰ سے رہ جاؤ گے یہاں سے تھوڑی دور پر ایک چشمۂ آب ہے دو شیر اسکے محافظ ہیں وہ کسیکو اس راستہ سے گذرنے نہیں دیتے جانیوالے کو آزار پہنچاتے ہیں۔ جب تم اس مقام پر پہنچو میرا نام ان شیروں کے روبرو لینا وہ تمکو راستہ دینگے اور کچھ ضرر نہیں پہونچائینگے۔ بسلامت گزر جاؤ گے۔ حضرت شیخ جلال الدین تبریزیؒ فرماتے ہیں کہ میں بعد سننے ان وصایا کے روانہ ہوا۔ جب اس چشمہ پر پہونچا۔ وہ شیر نعرہ زنان مجھ پر حملہ آور ہوئے اور چاہتے تھے کہ مجھے پارہ پارہ کر ڈالیں میں نے بلند آواز سے کہا کہ فلانے بزرگ کی زیارت سے مشرف ہو کر اپنے گھر واپس جاتا ہوں۔ جب انھوں نے نام ان کا سنا حملہ سے باز رہے پاس آکر میرے تلوؤں سے اپنی آنکھیں ملتے اور عاجزی کرتے تھے۔ میرے آگے روانہ ہوئے پھر واپس اپنے مقام پر چلے گئے۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب شیخ جلال الدین تبریزیؒ نے اپنی سیاحت کی حکایت تمام کی حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ نے اپنی مسافرت کی حکایت آغاز کی کہ میں بدو حال میں کسی شہر میں وارد ہوا جس کا نام مجھے یاد نہیں۔ اس شہر کے باہر ایک ویران مسجد تھی اسمیں ایک بزرگ اقامت فرماتے تھے اس مسجد میں ایک مینار تھا جسکو ہفت مینار

کہتے تھے اور اسکے متعلق یہ روایت مشہور تھی کہ اگر باقاعدہ سات دعائیں اس منارہ کے زیر سایہ مانگی جاویں وہ مقبول ہوتی ہیں ایک قاعدہ ان میں سے یہ تھا کہ دو رکعت نماز ادا کرے اور وہ دعا جو واسطے ملاقی ہونے حضرت خضر علیہ السلام کے آئی ہے مانگے۔ ضرور حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگی۔ حضرت شہید المحبت ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے عمل مذکورہ بالا کرنے کا ارادہ کیا اور منارہ پر واسطے دعا پڑھنے کے چڑھا اور دعا ختم کرکے نیچے اُترا اور تھوڑی دیر خضر علیہ السلام کی ملاقات کے انتظار میں مسجد کے اندر بیٹھا رہا۔ ایک آدمی بھی مسجد میں نہ آیا میں ملاقات سے ناامید ہوکر باہر نکلا مسجد کی سیڑھیوں پر ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُس نے دریافت کیا کہ تم بے وقت یہاں کس غرض سے آئے تھے۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کی آرزو تھی مگر شرف قدمبوسی سے محروم رہا ناامید ہوکر اپنی جائے اقامت کو واپس جاتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ خضر کی ملاقات سے تمکو کیا فائدہ ہوگا۔ وہ بھی تمہاری طرح سرگردان ہے شاید تم طالب دُنیا ہو جو خضر کی طلب کرتے ہو میں نے کہا نہیں میں طالب دُنیا نہیں ہوں۔ یہ سُنکر انہوں نے کہا کہ اس شہر میں ایک بزرگ رہتے ہیں کہ بارہ مرتبہ خضر علیہ السلام ملاقات کیواسطے ان کے گھر گئے مگر ملاقات میسر نہیں ہوئی۔ میں اور وہ بزرگ یہی مکالمہ کر رہے تھے کہ ایک صاحب نورانی چہرہ پاکیزہ رو سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے وہ بزرگ تعظیم تمام انکے استقبال کو آگے بڑھے پاس پہنچکر قدموں میں گر پڑے میں اپنی جگہ کھڑا دیکھتا رہا۔ جب میرے متصل پہنچے اس شخص سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اس درویش کو کچھ قرض دنیا ہے یا طالب دُنیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ انکو نہ قرض دینا ہے اور نہ یہ طالب دُنیا ہیں مگر آپ کی ملاقات کی آرزو رکھتے ہیں۔ ہم یہ باتیں کر رہے تھے کہ اذان ہوئی ہر طرف سے صوفی آنے شروع ہوئے۔ تھوڑے عرصہ میں بڑا مجمع ہوگیا۔ اقامت کہی گئی۔ ایک شخص نے آگے بڑھکر نماز پڑھائی چونکہ ماہ رمضان تھا تراویح پڑھی گئی انھوں نے تراویح میں بارہ سیپارہ پڑھے۔ میرے دل میں بعد فراغت خیال آیا کہ اگر زیادہ پڑھے جاتے تو بہتر ہوتا۔ نماز پڑھکر ہر شخص اپنے اپنے مقام کو چلا گیا میں اُس مسجد میں شب باش ہوا صبح

تک وہاں رہا تا صبح کوئی متنفس وہاں نہ آیا حضرت شیخ الاسلام یہ فوائد بیان فرمارہے تھے کہ اذان ہوئی۔ آپ نماز میں مصروف ہوئے اور مجلس برخاست ہوئی کہ ہر شخص اپنی جائے اقامت کو واپس گیا۔ الحمدللہ علی ذلک

مجلس نہم۔ بتاریخ پنجم ماہ رمضان المبارک ۶۵۵ھ دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو فضیلت ماہ رمضان المبارک میں ہورہی تھی۔ حضرت شیخ الاسلام امام اللہ تقیۃ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کا مہینا عجب بابرکت مہینا ہے اس ماہ میں شیطان علیہ اللعنۃ کو لوہے کی زنجیروں سے جکڑ دیتے ہیں کہ تمام مسلمان اسکے شر سے محفوظ رہیں اس ماہ میں رحمت کے دروازے واسطے عام مسلمانوں کے کشادہ کئے جاتے ہیں کہ جسکا جی چاہے اسباب رحمت میں داخل ہو اور اس ماہ کے فیض سے محروم نہ رہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اس مہینہ میں ہر روز ایک فرشتہ ہر ایک مومن کے سر پر خوان نعمت لیئے کھڑا رہتا ہے کہ جب وہ مسلمان روزہ افطار کرے وہ فرشتہ طباق رحمت کا اُسکے سر پر سے نثار کردے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے نے ہر ایک عبادت کی جزا اور مکافات مقرر فرمائی ہے مگر روزہ کی کوئی جزا مقرر نہ فرمائی۔ بلکہ اس کی جزا کے بارہ میں فرمایا الصوم لی وانا اُجزی بہ یعنی روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کی جزا دونگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ روزہ درمیان مولا اور بندہ کے ایک راز ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اس ماہ کے اللہ بزرگ و برتر نے تین حصے مقرر فرمائے ہیں اور ہر ایک کا جداگانہ نام رکھا ہے۔ اول عشرہ کا نام عشرۂ رحمت ہے کہ اس میں رحمت عام نازل ہوتی ہے دوسرے عشرہ کا نام عشرۂ مغفرت ہے کہ اس میں ہر روز لاکھوں مسلمانوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ تیسرا عشرہ موسوم بہ آزادی از دوزخ ہے اس عشرہ میں ایک مومن جو ذرہ کے برابر بھی ایمان رکھتا ہو۔ اللہ تعالے اسکو اپنے فضل و کرم سے بخشدیتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو فرد بشر ماہ رمضان کے آنے سے خوش ہوتا ہے اللہ تعالے اسکو سال بھر کبھی رنجیدہ نہ فرمادے گا۔ اور اسکے کام میں برکت عطا کرے گا اور جو شخص ماہ رمضان کے ختم ہونے سے دلگیر ہوگا۔ اللہ تعالے اسکو سعادت دو جہانی

نصیب فرمائیگا۔ اور وہ کبھی غمناک نہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے سے ہزار سالہ عبادت کا ثواب ملتا ہے اور بیشمار بدیاں اسکے نامۂ اعمال سے مٹائی جاتی ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے آخر عشرے میں ایک رات شب قدر ہوتی ہے۔ بلکہ اصل تو یوں ہے کہ اس ماہ کے آخر عشرہ کی ہر ایک شب شب قدر ہے۔ مرد کو لازم ہے کہ ان راتوں میں یاد حق سے غافل نرہے کہ مبادا سعادت شب قدر سے محروم ہو اس کے بعد ارشاد فرمایا اس طائفہ صوفیہ میں ایسے مرد ہیں کہ ان کو ایک سال کی ہر ایک شب شب قدر ہے۔ کیونکہ نعمت اس شب کی تمام راتوں میں مرکب ہے، اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ہمارے سلسلہ کے بزرگوں نے اس ماہ کی ہر شب کو ایک ایک قران شریف تراویح کی بیس ۲۰ رکعتوں میں ختم کیا ہے اور فرمایا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ ہر شب تراویح میں دو ختم فرماتے تھے، اس حساب سے ساٹھ قرآن شریف تیس ۳۰ روز کی تراویح میں پڑھتے تھے، اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب میں ملک غزنی کی سیاحی کر رہا تھا تو کسی شہر کی مسجد میں امام حدادی کی شرف قدمبوسی سے رمضان شریف میں مشرف ہوا اور عرصہ تک انکی خدمت میں رہا وہاں ایک اور بزرگ باعظمت وہیبت صاحب کمال شیخ عبداللہ محمد بوحرزنی نام رہتے تھے امامت اس مسجد کی انسے متعلق تھی۔ وہ بزرگ ہر شب میں دو ختم قرآن شریف کے کرتے تھے، بلکہ چار سیپارہ اور زیادہ پڑھ جاتے تھے، یہ دعاگو ان کے ساتھ رہا۔ اور اس سعادت سے بھی بہرہ یاب ہوا۔ انھوں نے مجھے نصیحت کی کہ راہ سلوک میں جفاکشی اور محنت بہت ہی ضروری ہے جبتک مجاہدات کاملہ اور ریاضات شاقہ نکروگے مقامات اعلٰے کو نہ پہنچو گے، کیونکہ اہل صفہ کا فرمودہ ہے کہ اصل اس راہ میں مجاہدہ ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی نے ستر برس اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور سے کی کہ ایک ایک دو دو برس تک نفس کو پانی سے محروم رکھا اور اسکی کوئی آرزو پوری نہ کی۔ تب انکی رسائی بارگاہ رب العلا میں ہوئی ہاتف نے آواز دی کہ ابھی ابنیں آلائش دنیا باقی ہے

پہلے اسے دفع کریں تب حضوری حاصل ہو گی۔ حضرت بایزیدؒ نے عرض کی کہ الٰہی تو عالم الغیب ہے میری دانست میں میرے پاس کوئی شئے دنیاوی نہیں میں کس چیز کو دفع کروں حکم ہوا کہ اپنے کپڑوں میں دیکھو جب بغور دیکھا سوائے ایک پوستین چرمی اور مٹی کے پیلے کے دوسری چیز نہ پائی۔ آپنے انکو پھینکدیا اسوقت رسائی میسّر ہوئی۔ جب حضرت شیخ الاسلام یہ بیان فرما چکے ہائے ہائے کرکے رو پڑے اور فرمانے لگے کہ حضرت بایزیدؒ تو بسبب ایک پوستین اور مٹی کے پیلے کے بار نہ پایا افسوس ان آدمیوں کے حال پر ہو کہ ان کے پیچھے اسقدر بکھیڑے لگے ہوئے ہیں وہ کیونکر بار پاویں گے۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے سب کیجانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ ماہ رمضان ہے میری خواہش ہے کہ اسمیں ہر روز تراویح میں ختم قرآن مجید کیا جاوے تم میں سے کون کون اس امر کو پسند کرتا ہے، سب نے قبول کیا اور عرض کی کہ زہے سعادت اگر یہ دولت میسّر ہو اس روز سے شیخ الاسلام نے تراویح میں دو ختم قرآن کرنے شروع کئے بلکہ دس سیپارہ اور زیادہ پڑھتے تھے حالانکہ چوتھائی شب پھر بھی باقی رہتی تھی۔ ان ایام میں فقیر بھی وہاں یعنی حضرت محبوب الٰہیؒ) موجود تھا الحمد للہ علیٰ ذلک۔ اسکے بعد گفتگو کشف و کرامت کے بارہ میں واقع ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ میں ایک مرتبہ خدمت شیخ جلال الدین اوچیؒ میں حاضر تھا کہ خانقاہ شریف میں چند نفر درویش قلندر روش لوہے کی سیخیں کمر میں باندھے ہوئے آئے سلام کرکے بیٹھ گئے اور کلام قلندرانہ سخت و درشت کرنے لگے آپنے ان کے واسطے کھانا منگوایا سب قسم کا کھانا تھا الا دہی اسمیں نہ تھا۔ انہوں نے آپکی ایذا دہی کی غرض سے دہی طلب کیا۔ دہی جماعت خانہ میں موجود نہ تھا حضرت شیخ جلال الدینؒ نے دہی کی طلبی سنکر مجھے دیکھا اور میں نے انکے رخ انور پر نظر کی فرمانے لگے کہ دہی تو دستیاب نہیں ہوتا۔ کیا بندوبست کیا جائے۔ میں نے عرض کی انکو حکم دیجئے کہ اس موری پر جہاں سے پانی آپکے مطبخ کا باہر نکلتا ہے جاویں اور دہی لے آویں شیخ نے مطابق میری عرضداشت کے انکو حکم دیا۔ یہ بات ان پر ازبس گراں معلوم ہوئی اٹھکر بدر رو پر گئے وہاں جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ تمام بدرو دہی

سے معمور ہے۔ جسقدر انہیں درکار تھا اُٹھا کر لائے۔ اور کھانا کھایا۔ بعدہٗ شیخ جلال الدینؒ نے دعاگو کو اجازتِ دائمی دی۔ آسکے بعد حکایت مشعر بہ احوال بزرگی حضرت شیخ جلال الدین اوچیؒ نے بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ کوئی شخص ساکن اوچ برائے حصول سعادتِ حج و زیارت مدینہ منورہ گیا تھا۔ حرمین آپ سے ملاقی ہوا۔ حالانکہ شیخ اپنے مکان پر موجود تھے۔ القصہ ایک عرصہ تک وہاں آپ کے ساتھ رہا اور مناسکِ حج آپ کے ہمراہ بجالایا۔ جب کعبہ شریف زادہ اللہ شرفاً وتعظیماً سے واپس آیا اور اپنے گھر رہنے لگا۔ حضرت کی خدمت میں آتا جاتا تھا ایک روز بزبان تذکرہ حج کا ذکر آیا اسنے اپنا اور آپکا ماجرا جو ایام گذشتہ میں گذرا تھا بیان کرنا چاہا۔ آپ روشن ضمیری سے اسکے ارادہ پر مطلع ہوئے اور خفا ہو کر ارشاد فرمایا کہ خبردار مردان خدا کا راز فاش نہ کرنا۔ یہ جسم جو اس کمبل کے نیچے ہے بخدا اگر ارادہ کرے تو ایک چشم زدن میں کعبہ شریف جا پہونچے اور واپس چلا آوے اور اپنی جائے اقامت پر بھی موجود ہو۔ یہ ارشاد فرما کر اس شخص سے کہا کہ اپنی آنکھیں بند کر اُسنے حسب الارشاد آنکھیں بند کیں ایک لحظہ کے بعد آپنے آنکھیں کھولنے کو ارشاد فرمایا۔ جب اسنے آنکھیں کھولیں تو اپنے تئیں اور حضرت خواجہ کو کوہ قاف میں متصل اس فرشتہ کے جو کوہ قاف پر متعین ہے حاضر پایا اور پھر اُسیوقت اپنے آپ کو اور شیخ کو اُسجگہ موجود دیکھا جہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ اس شخص نے یہ کرامت باہرہ دیکھکر اعتراف کیا کہ بیشک ارشاد والا صحیح ہے۔ مردان خدا کو سوائے خدائے تعالےٰ عزاسمہٗ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ آسکے بعد حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ شیخ جلال الدین اوچی اُچ میں نماز کبھی نہ پڑھتے تھے، جب وقت نماز کا ہوتا آپ غائب ہو جاتے آخر معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ زادہ اللہ شرفاً وتعظیماً میں نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام یہ فرما رہے تھے کہ ایک مرتاض ریاضت کش جوگی حاضر خدمت ہوا۔ زمین ادب چومی۔ ہیبت حضرت کی اسقدر اسپر مستولی ہوئی کہ اسنے جو زمین چومنے کیواسطے سر جھکایا تھا پھر اُٹھا نہ سکا۔ دیکہ اسی طرح پڑا رہا۔ آپنے یہ حال ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ سر اُٹھا اوپر اُٹھاؤ اُسنے فوراً ہاتھ باندھ کر حضرت

شیخ الاسلام کے سامنے آ کھڑا ہوا آپنے ارشاد فرمایا کہ اے جوگی کہاں سے آتے ہو جوگی پر حضرت شیخ الاسلام کی ہیبت اسقدر غالب ہو گئی تھی باوجودیکہ حضرت شیخ الاسلام نے تین مرتبہ دریافت حال کیا الا اُسنے کچھ جواب ندیا۔ جب چوتھی مرتبہ آپنے دریافت فرمایا آہستہ سے بولا کہ آپکی ہیبت مجھ پر اسقدر غالب ہے کہ میری زبان سے ایک لفظ باہر نہیں نکلتا اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام نے مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ جوگی کسی امر کا دعوے کر کے آیا تھا۔ جب میرے سامنے پہونچا مجھے خیال آیا کہ سر اس جوگی کا زمین سے مل جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا جو تم نے مشاہدہ کر لیا ہے۔ جب یہ جوگی اپنے ارادہ سے تائب ہوا تب میں نے سر اُٹھانیکا حکم دیا اگر یہ اپنے ارادہ سے باز نہ آتا تا بقیامت سر اسکا زمین سے پیوست رہتا۔ اسکے بعد آپ اُس جوگی سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ تم نے اپنا کام کہانتک کمال کو پہونچایا ہے اُس نے جواب دیا کہ جوگیوں کے ہاں کمال یہ ہے کہ جب چاہیں ہوا میں اُڑ جائیں یہ کہکر ہوا میں بلند ہوا۔ حضرت شیخ الاسلام نے بھی اپنی جوتیاں ہوا میں رواں کیں وہ جوگی کے سر سے اوپر چلی گئیں اور اُسکے سر پہ لگنے لگیں۔ جوگی چپ و راست بہت چھپتا پھرا مگر جوتیوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ الغرض اُسے مار مار کر روبرو شیخ الاسلام کے لا کھڑا کیا۔ جوگی معترف ہوا کہ جس شخص کی جوتیوں کا یہ مرتبہ ہے وہ خود کس درجہ میں ہوگا یہ کہکر مشرف بہ اسلام ہوا اور بعد تھوڑے عرصہ کے یکے از واصلان حق ہو گیا۔ بعد اسکے اُس جوگی نے حالات و کیفیت ماہ و ورد و بیان کرنے شروع کئے کہ دنیا میں جو انسان نیک و بد ہوتے ہیں اُسکا یہ سبب ہے کہ مرد مباشرت بلا دریافت اوقات سعد و نحس کرتے ہیں۔ اگر وہ وقت نیک ہوا تو اولاد نیک ہوتی۔ اور بوقت نحس مباشرت کرنیسے اور اولاد بدبخت ہوتی ہے۔ پس لازم ہے کہ آدمی اوقات نیک و بد جانیں کہ اولاد صالح ہو۔ الغرض اُسنے اسکے متعلق تمام کیفیت اور حالات بیان کئے میں بغور سنتا رہا اور اُن سبکو ذہن میں رکھ شیخ الاسلام کے سامنے دہرایا آپ نے متبسم ہو کر ارشاد فرمایا کہ مولانا نظام الدین بہتر ہوا جو تم نے سیکھا مگر تمکو اس سے فائدہ

پہنچے گا۔ بعد اسکے چند نفر درویش صوف پوش جو بیت المقدس سے آئے تھے خدمت حضرت شیخ الاسلام میں حاضر ہوئے آپنے بیٹھنے کو ارشاد فرمایا۔ سب بیٹھ گئے اور شیخ الاسلام کیجانب نظر غور سے دیکھنا شروع کیا ہر بار غائر نظر سے شیخ الاسلام کو دیکھتے تھے اور حضرت اپنا سر مبارک نیچے فرما لیتے تھے۔ جب اُن درویشوں کو یارائے ضبط نہ رہا بیساختہ کہہ اٹھے کہ ہمنے آپ کو بیت المقدس میں جھاڑو دیتے دیکھا ہے۔ اور جب ہمنے آپ سے نام دریافت کیا تو آپنے فرید اجودھنی بتلایا تھا یہ سُنکر شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ بیشک تم سچ کہتے ہو۔ لیکن تمنے عہد کیا تھا کہ یہ بات ہم کسی سے نہ کہیں گے، اب عہد فراموش کر گئے یہ سُنکر وہ سب شرمندہ ہوئے بعد اسکے شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے عزیزو اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے بندے ہیں کہ وہ ہر جگہ موجود رہتے ہیں، خانہ کعبہ اور بیت المقدس میں بھی اور جہاں رہتے ہیں وہاں بھی یہ ارشاد فرما کر اُن سے فرمایا کہ آنکھیں بند کرو اُنہوں نے آنکھیں بند کیں پھر فرمایا کہ آنکھیں کھولو۔ اُنہوں نے آنکھیں کھولیں۔ جو شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا تھا معائینہ کیا سب درویش نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا مشرف بہ بیعت حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ ہوئے آپنے اُنہیں سیوستان میں رہنے کے واسطے حکم کیا اور ولایت سیوستان کی اُن درویشوں کے سپرد کی۔ اسکے بعد آنیوالوں کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الاسلام روزانہ ایک مرتبہ بیت المقدس جاتے ہیں اور وہاں جاروب کشی کے بعد واپس تشریف لاتے ہیں۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام نے اپنی ریاضت اور مجاہدہ کی حکایت بیان فرمائی کہ میں بیس برس عالم تفکر میں کھڑا رہا بالکل نہیں بیٹھا۔ میرے پانوں بہت زیادہ سوج گئے تھے۔ اور خون اُن سے بہتا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ اِن بیس سال میں کچھ کھایا ہو شیخ الاسلام یہ بیان فرما رہے تھے کہ درویش شہاب الدین غزنوی کہ یاران اعلےٰ شیخ الاسلام سے تھے تشریف لائے آپنے اُنہیں بیٹھنے کیواسطے ارشاد فرمایا وہ حکم پاکر بیٹھ گئے شاید والئی لاہور نے اُنکو سو دینار شیخ الاسلام کی نذر کیواسطے دیئے تھے۔ شہاب الدین نے پچاس نذر کئے اور پچاس خود رکھ لئے انجاکہ جناب شیخ الاسلام روشن ضمیر تھے آپ نے

قبول فرما کر ارشاد فرمایا کہ شہاب الدین خوب تقسیم برادرانہ نصفا نصفی کی ہے درویشوں کو یہ بات لازم نہیں وہ شرمندہ ہوئے اور فوراً بقیہ دینار نکالکر حضرت کی خدمت میں پیش کئے آپنے وہ سو دینار اُنہیں کو عنایت فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ یہ بات اسواسطے کہی کہ خیانت بڑا گناہ ہے خائن کتنی ہی عبادت کرے الامنزل مقصود کو نہ پہونچے گا۔ اسکے بعد شیخ شہاب الدین نے از سر نو بیعت کی کہ اُنکی ابتدائی بیعت میں خلل آگیا تھا آپنے بعد تلقین اور ہدایت کے مقامات اعلےٰ کو پہنچا کر اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

مجلس دہم ۱۰۔ بتاریخ پنجم شوال المکرم ۶۵۵ھ ہجری سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی۔ شیخ بدرالدین غزنوی۔ مولانا بدرالدین اسحاق اور بہت سے اصفیائے عظام حاضر خدمت تھے وہ جوگی بھی حاضر تھا۔ میں نے جوگی سے دریافت کیا کہ طریقہ تمہارے جوگ کا کیا ہے اور اصل کام کا دھیان تمہارے کونسا ہے اُس نے جواب دیا کہ ہمارے مسلک میں نفس آدمی میں دو عالم ہوتے ہیں ایک عالم علوی دوسرا عالم سفلی۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے یہ سُنکر ارشاد فرمایا کہ فی الواقع یہ سچ کہتا ہے عالم سفلی میں نگہداشت پارسائی کی ہوتی ہے۔ یہ فرما کر حضرت شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ مجھکو اس کا یہ کہنا بہت اچھا معلوم ہوا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص دعویٰ دوستی حق سبحانہ تعالیٰ کا کرے اور اسکے دل میں محبت دُنیا کی ہو وہ جھوٹا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ قاضی حمیدالدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کتاب تاریخ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نزول رحمتِ الٰہی کے تین وقت ہیں۔ اول حالت سماع۔ دوم وقت کھانا کھانے کے جبکہ کھانا بہ نیتِ قوت برائے طاعت الٰہی کھایا جاوے۔ سوم درویشوں کے اجتماع کے وقت جبکہ آپس میں بیٹھیں اور ذکر و مکالمہ میں مشغول ہوں۔ شیخ الاسلام قدس سرہٗ یہ فرما رہے تھے کہ چھ یا سات نفر درویش وارد ہوئے سب خورد سال الاصحاب نعمت خاندان عالیہ چشتیہ کے مرید تھے۔ شیخ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکی تعظیم کی اور اپنے پاس بٹھایا۔ اُنہوں نے خدمت شیخ الاسلام میں عرض کی کہ ہم میں سے ہر ایک کو کچھ کہنا ہے اگر

حضرت اپنے کسی خادم کو حکم دیتے کہ وہ ہمارا ماجرا سنے حضرت نے منظور کیا مجھے حکم دیا کہ تم جاؤ اور مولانا بدرالدین اسحاق کو اپنے ساتھ لے لو اور ان کا ماجرا سنو القصہ میں اور مولانا بدرالدین اسحٰق انکا ماجرا سننے لگے اس قدر نرمی سے گفتگو کرتے تھے کہ مجھ اور بدرالدین اسحٰق کو انکی حسن تقریر سے گریہ طاری ہو گیا اور ہم دونوں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کیا عجب ہے کہ یہ فرشتے ہوں جنہیں اللہ تعالے ہماری تعلیم کیواسطے بھیجا ہو کہ مکالمہ اس طریقہ سے کرنا چاہیئے۔ جب ہم ان کا ماجرا سن چکے۔ خدمت شیخ الاسلام میں حاضر ہو کر حال عرض کیا۔ حضرت شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ ماجرا اسی طرح بیان کرنا چاہئے کہ ہنگام تقریر رگ گردن بھی جنبش نکرے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب ایک شخص کھانا بہ نیت قوت برائے طاعت کھاتا ہے یہ کھانا نہیں بلکہ عبادت ہے۔ اسکے بعد گفتگو حضرت شیخ عبداللہ بن مسعودؓ کی بزرگی میں واقع ہوئی کہ بڑے عالم تھے حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی شان میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ خریطۂ علم ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں مجلس حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ میں حاضر تھا۔ رئیس نام ایک شخص میرا ہم خرقہ تھا۔ اس نے خدمت حضرت شیخ الاسلام نوراللہ مرقدہٗ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے آجکی رات ایسا خواب دیکھا کہ ایک قبہ ہے اور حوالی قبہ میں خلق اللہ کا ازدحام ہے ایک شخص اس قبہ کے اندر سے باہر آتا ہے اور پیام خلائق لیکر پھر اندر جاتا ہے۔ میں نے آدمیوں سے پوچھا کہ اس قبہ میں کون صاحب تشریف فرما ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اس قبہ میں حضرت رسول اللہ صلعم تشریف رکھتے ہیں اور یہ شخص جو آتے جاتے ہیں عبداللہ بن مسعود رضؓ ہیں میں ان کے نزدیک گیا سلام عرض کیا اور ملتجی ہوا کہ مجھے زیارت حضرت رسالت پناہ صلعم سے مشرف ہونیکی خواہش ہے میرا یہ بیان سنکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ اندر تشریف لیگئے اور باہر آکر ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ تجھے ابھی اہلیت ہماری زیارت کی نہیں ہوئی ہے لیکن میرا سلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے کہو اور یہ کہنا کہ آپ پیشتر ہمیشہ تحفہ بھیجا

کرتے تھے وہ برابر پہنچتا تھا مگر اب تین روز سے نہیں آیا مانع اس کا بخیر ہو۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے حالات مجاہدات حضرت خواجہ شہید المحبت رضؓ بیان فرمانے شروع کئے کہ بیس برس تک آپ رات کو مطلق نہ سوئے اور زمین سے پہلو نہ لگایا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ درویشی میں زیادہ سونا حرام ہے کیونکہ درویش کو خواب و قرار کم چاہیئے۔ حضرت شیخ الاسلام یہ فرما رہے تھے کہ شمس دبیر حاضر خدمت ہوئے اور قدمبوسی کے بعد کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میں نے حضور کی مدح میں ایک قصیدہ کہا ہے اگر اجازت والا ہو سنایا جائے۔ حضرت شیخ الاسلام نے اجازت عنایت فرمائی شمس دبیر نے کھڑے ہو کر سنانا شروع کیا جب قصیدہ ختم ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے۔ حضرت نے دوبارہ پڑھنے کیواسطے ارشاد فرمایا وہ دہرانے لگے آپ سنتے جاتے تھے کسی شعر پر استحسان فرماتے اور کسی کسی شعر میں مناسب حال اصلاح بھی دیتے جاتے تھے، جب تمام قصیدہ سن چکے ارشاد فرمایا کہ اگر کچھ عرض کرتا ہو کرو۔ شمس دبیر حضرت شیخ الاسلام کے قدموں میں گر پڑے اور عرض کیا کہ میری صرف ایک بڑھیا ماں ہے جسکی پرورش سے میں قاصر ہوں کہ نہایت تنگی معاش رکھتا ہوں۔ شیخ الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا شکرانہ لاؤ۔ الغرض شمس دبیر گھر جا کر چند جیتل بگانی لائے اور حضورؒ کے روبرو رکھے آپنے فاتحہ پڑھکر تقسیم کا حکم دیا۔ ہر کیکو موافق قسمت کے کم و بیش پہونچے، چار مجھے بھی ملے تھے، برکت دعائے شیخ الاسلام سے شمس دبیر کو وسعت و فراخی حاصل ہوئی کہ چند روز میں سلطان غیاث الدین بلبن (شہنشاہ دہلی) کے دبیر ہو گئے۔ اور کام ان کا بنگیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مجلس یازدہم۔ پنجم ماہ شوال ۶۵۵ھ سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی والی اجودھن نے اپنے کارکنوں کے ہاتھ دو گانو کی سند معافی اور دو سو روپیہ نقد بطور نذرانہ روانہ کئے تھے وہ حاضر لائے گئے اور نقدانہ مع سند معافی دیہات خدمت شیخ الاسلام میں پیش کیا گیا۔ آپنے متبسم ہو کر فرمایا کہ ہم نے آجتک کوئی شے مثل دیہات وغیرہ کسی سے قبول نہیں کی اور نہ یہ سنت ہمارے خواجگان کی ہے تم واپس لیجا کر کہدو کہ اسکے طالب بہت ہیں انہیں دینا چاہیے

اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ایک حکایت مناسب اسی معنی کی بیان فرمائی کہ سلطان ناصر الدین محمودؒ (جو سلطان غازی کے نام سے مشہور ہیں) کے زمانہ میں سلطان المعظم غیاث الدین بلبن (وزیر سلطان غازیؒ) بروقت واپسی از ملتان بجانب دہلی میری ملاقات کے واسطے اجودھن آئے اور جب مجھ سے ملاقی ہوئے۔ شال چار گانوں کی اور کسیقدر نقد میرے نذر کیا اور عرض کیا کہ شال چار گانو کی حضرت کیواسطے اور نذرانہ درویشوں کیلئے ہے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ اسکو واپس لیجائیں طالب اسکے بہت ہیں انکو دینا چاہیئے کہ ہمارے خواجگان کی یہ رسم نہیں ہے بعد اسکے شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ اگر میں دیہات قبول کروں اور مال تم سے لوں اس صورت میں مجھے درویش نہ کہینگے بلکہ مالدار کہینگے۔ اور دربار وہیہ وار میر القب ہوجاوے گا۔ پس کیوں یہ بات خلق اللہ سے کہلواؤں کہ بعد اسکے یہ منہ درویشوں میں دکھانے کے قابل نہ رہیگا۔ اور میں ان کے زمرہ میں کھڑا نہ ہو سکونگا۔ حاشا وکلا مجھے یہ امر منظور نہیں اسکو واپس لیجاؤ اور دوسروں کو دو کہ طالب اسکے بہت ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خدمت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ میں وزیر سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ حاضر آیا اور شال چھ گانوں کی اور ایک طشت پُر از زر نذر کیا اور عرض کی کہ یہ سلطان شمس الدین کیجانب سے ہدیہ ہے۔ حضرت شہید المحبتؒ متبسم ہوئے اور فرمانےلگے کہ مجھے قبول کرنے میں عذر نہوتا اگر میرے خواجگان ماقبل نے قبول فرمایا ہوتا۔ جبکہ انہوں نے قبول نہیں کیا میں کیونکر قبول کرسکتا ہوں اگر آج کے دن ان کے طریقہ پر نہ چلا اور متابعت نہ کی تو کل کے روز کس طرح سے انکے روبرو سرخرو ہونگا اسکو واپس لیجاؤ کہ طالب اسکے بہت ہیں اور اسکے واسطے ٹوپی سر سے اتار کر نیچے رکھدیتے ہیں بعد اسکے گفتگو احادیث کتاب مشارق الانوار کے بارے میں ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ صاحب مشارق نے اپنی کتاب میں لکھا ہے نہایت صحت کے ساتھ لکھا ہے سب احادیث مشارق الانوار کی صحیح ہیں۔ تین ہزار حدیثیں مشارق میں ہیں۔ بعد اسکے مولانا

رضی الدین صنعانیؒ کی حکایت بیان فرمائی کہ جب انہیں روایت حدیث میں مشکل در پیش ہوتی۔ اور خلق کو نزاع وہ خدمت میں صاحب مشارق کے رجوع کرتے تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت رسول مقبول صلعم نماز کے وقت تنہا بیٹھے تھے سوائے عبداللہ ابن عباس کے دوسرا شخص اسجگہ موجود نہ تھا آپنے عبداللہ بن عباسؓ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر کھڑا کیا وہ ہٹکر اپنی جگہ جہاں بیٹھے تھے چلے گئے آنحضرت نے دوبارہ پھر ایسا ہی کیا۔ پھر وہ ہٹکر اپنی جگہ چلے گئے حضرت رسول مقبول صلعم نے دریافت کیا کہ برابر کیوں نہیں کھڑے رہتے عبداللہ بن عباسؓ نے عرض کیا کہ میری مجال نہیں جو حضور کے برابر کھڑا ہوں۔ آپ کو انکی یہ حسنِ ادب کی بات بہت اچھی معلوم ہوئی انکے حق میں دعا کی اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ یعنی اے خدا اسکو دین میں فقیہ کر۔ اسکے بعد گفتگو کشف وکرامت کے بارے میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ کرامت کا اظہار نہ کرنا چاہیئے کہ یہ کام پست حوصلہ لوگوں کا ہے۔ مشائخ طبقات نے اس اظہار کو پسند نہیں کیا کہ اس سے نفس کو ایک طرح کا غرور پیدا ہوتا ہے۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ خواجہ حسن نوریؒ دریائے دجلہ کے کنارے تشریف لیگئے۔ ایک ماہی گیر نے دریا میں جال ڈال رکھا تھا۔ آپنے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر مجھ میں کرامت ہوگی ضرور ایک مچھلی ڈھائی من وزن کی اس جال میں آنی چاہیئے چنانچہ ایسا ہی ہوا ماہی گیر نے جب جال کھینچا ڈہائی من کی مچھلی جال سے نکلی جبوقت یہ خبر حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو پہونچی آپنے ارشاد فرمایا کہ کاش اس جال میں ایک سانپ پھنستا حسن نوری کو ڈستا اور وہ شہید وفات پاتے۔ اب معلوم نہیں انکی عاقبت کیسی ہوگی اسکے بعد شیخ سعد الدین حمویؒ کی حکایت بیان فرمائی کہ میرا انکا بہت ساتھ رہا ہے فرماتے تھے کہ جس نے کرامت ظاہر کی اس نے ایک فرض ترک کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ برادرم شیخ سعد الدین حموی رحؒ فرماتے تھے کہ والی شہر مجھسے عقیدت رکھتا تھا ایک روز میرے مکان پر آیا اور اپنا حاجب واسطے خبر لانے کے اندر بھیجا کہ صوفی سے کہو باہر آوے ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں۔ حاجب نے پیغام بادشاہ کا مجھسے کہا۔ میں نے انکی عرض پر کچھ التفات نہ کی

اور نماز میں مصروف ہوا۔ اُس نے باہر نکلکر ماجرائے گذشتہ بادشاہ سے کہا۔ بادشاہ گھوڑے سے اُتر کر اندر آیا میں   بادشاہ کو آتا دیکھ واسطے تعظیم کے اُٹھا معانقہ کیا میں اور ایک جگہ بیٹھے اسوقت میں نے خادم کو اشارہ کیا کہ ایک طباق میں سیب لگا کر لاوے جب سیب لائے گئے میں نے سیب کو پارہ کرکے خود کھایا اور بادشاہ کو دینا شروع کیا اُس طباق میں ایک سیب سب سے بڑا تھا اُسے دیکھکر بادشاہ کے دلمیں گذرا کہ اگر شیخ کو صفائی باطن حاصل ہوگی تو یہ سیب مجھے دینگے۔ بادشاہ کے دلمیں اس خیال کا گذرنا تھا کہ میں نے وہی سیب اُٹھایا اور بادشاہ کی جانب مخاطب ہو کر یہ حکایت بیان کی کہ ایک مرتبہ سفر مصر میں میرا گذر کسی شہر میں ہوا۔ اس شہر میں طرفہ ماجرا نظر آیا دیکھا کہ ایک بقال نے اپنے گدھے کی دونوں آنکھیں کپڑے سے باندھیں ہیں اور مجمع میں ایک شخص کے ہاتھ میں اپنی انگوٹھی حوالہ کر دی ہے پھر اس گدھے کو ان آدمیوں کے حلقے میں چھوڑ دیا۔ گدھا چشم بستہ ہر شخص کو سونگھتا پھرتا تھا یہانتک کہ اُس مرد کے پاس جسکے ہاتھ میں انگشتری تھی آیا   اُسکو سونگھ کر کھڑا ہو گیا بقال نے پہونچکر انگشتری اُس سے لے لی۔ بعد اس تقریر کے بادشاہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اگر میں کشف و کرامت سے کوئی بات کروں تو اپنے تئیں اس گدھے کے برابر کروں اگر نکروں اور کرامت نہ دکھلاؤں تمہارے دل میں یہ خیال گزریگا کہ اس درویش کو صفائی باطنی نہیں ہے یہ کہکر سیب بادشاہ کو دیدیا۔ بعدہ حضرت شیخ الاسلام ہائے ہائے کر کے رو پڑے اور فرمانے لگے کہ مردانِ خدا نے اپنی ذات کو پوشیدہ رکھا ہے کسی شخص کے آگے ظاہر نہیں کیا۔ حضرت شیخ الاسلام یہ بیان فرما رہے تھے کہ بانگ نماز ہوئی حضرت اُٹھکر نماز میں مصروف ہوئے۔ دعاگو اپنے مقام پر واپس آیا

مجلس دوازدہم ۱۲ ۔ تاریخ دہم ماہ شوال ۶۵۵ھ علی صاحبہا الف الف تحیۃ والسلام سعادت قدمبوسی میسر ہوئی شیخ بدرالدین غزنوی اور بہت سے صوفیائے کرام حاضر خدمت تھے گفتگو امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی کے عدل کے بارے میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ جب تک امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی ایمان نہ لائے تھے بانگ نماز کی غار میں دی جاتی تھی۔ جس روز

آپ ایمان لائے ننگی تلوار کھینچکر کھڑے ہوئے اور بلال رضی سے کہا کہ ممبر خانہ کعبہ پر چڑھکر اذان دو ایسا ہی کیا گیا۔ جب اذان علانیہ ہوئی کافروں میں لرزہ پڑگیا کہ آج کیا سبب ہوا جو یارانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علانیہ اذان دیتے ہیں اُس مجمع کفار سے ایک نے کہا کہ آج عمر بن الخطاب رضہ ایمان لائے ہیں۔ یہ سُنتے ہی کمر جملہ کفار کی ٹوٹ گئی۔ آپس میں کہنے لگے کہ آج ہمارے مذہب میں خلل پڑگیا کہ عمر رضہ نے دینِ محمدی قبول کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز عمر بن الخطاب رضہ دُرّہ لئے جارہے تھے ایک دہی والا راستہ میں کھڑا ہوا رو رہا تھا۔ آپ نے اُس سے دریافت کیا کیوں روتا ہے اُس نے جواب دیا کہ آپ اس امر کو روا رکھتے ہیں کہ آپ کے عہد میں دہی میرا گر پڑے اور زمین اُسے پی جاوے۔ امیر المومنین رضہ کو یہ سُنکر ایک حالت پیدا ہوئی وہیں کھڑے ہو گئے اور دُرّہ اُٹھا کر نعرہ مارا کہ اے زمین دہی دیتی ہے یا نہیں ورنہ اس دُرّہ سے عدل کروں ہنوز یہ کلمات آپکے دہن مبارک سے پورے نکلے بھی نہ تھے کہ زمین پھٹ گئی اور دہی اوپر نکل آیا۔ اس دہی والے نے سبوچہ اپنا پُر کیا اور چلا گیا اسکے بعد حضرت امیر المومنین کی بزرگی کے بارے میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز آپ بیٹھے ہوئے اپنے خرقہ میں بخیہ کر رہے تھے پشت مبارک آپکی جانب آفتاب تھی۔ تمازت آفتاب سے پشت مبارک گرم ہوگئی۔ آپ نے نگاہِ غضب سے آفتاب کی طرف دیکھا سعاً فرشتوں کو حکم ہوا کہ نور آفتاب کا چھین لیں کہ گستاخی سے حضرت عمر رضہ کے ساتھ پیش آیا ہے۔ فرشتوں نے فی الفور تعمیل کی اور نور آفتاب سے لے لیا تمام جہان تاریک ہو گیا۔ حضرت رسول مقبول صلعم اُس زمانہ میں حیات تھے از حد غمناک ہوئے فرمانے لگے شاید قیامت قائم ہوئی جو نور آفتاب سے لے لیا گیا یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور بیان کیا کہ یا رسول اللہ قیامت نہیں ہوئی ہے بلکہ نور آفتاب سے بوجہ گستاخی کرنے خدمت عمر بن الخطاب رضہ کے لیا گیا ہے کہ آنکی پشت مبارک پر اسکی تیز شعاعیں پڑیں کہ وہ گرم ہوگئی اور آنہوں نے نگاہ گرم سے جانب آفتاب دیکھا۔ حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ نور اُس کا لیا جاوے اور جبتک عمر رضہ معاف نہ فرمادیں اُسکو واپس نہ ملے آنحضرت

نے یہ حال سنکر حضرت عمر فاروق رضہ کو طلب فرمایا اور سفارش کی حضرت عمر رضہ نے معاف کیا فرمایا اگرچہ میں نے غصّہ سے آفتاب کو دیکھا تھا الاّ حضور کے حکم سے معاف کرتا ہوں فی الفور جہان روشن ہوگیا۔ اسیطرح اُنکی بزرگی کے بارہ میں ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ آپنے قیصر روم کے پاس ایلچی روانہ کیا کہ وہ خراج نہ بھیجتا تھا ہمیشہ حیلہ وحوالہ اور عُذر لا طائل پیش کرتا تھا۔ اُسکو اُن دنوں فقر امیر المومنین رضہ سے خبر ہوگئی تھی اُس نے بھی دو ایلچی آپکی خدمت میں روانہ کئے کہ وہ آپ کے حالات دیکھکر قیصر کے سامنے ظاہر کریں۔ اگر لائق ہوں تو مال دیا جائے ورنہ خیر۔ جب فرستادگان قیصر مدینہ شریف میں آئے اور امیر المومنین کے مکان پر گئے آپ وہاں تشریف فرما نہ تھے لوگوں سے دریافت کیا کہ امیر المومنین کہاں تشریف فرما ہیں۔ لوگوں نے جوابدیا کہ خطیرہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ الغرض وہاں گئے دیکھا کہ آپ خرقہ میں بخیہ کر رہے ہیں۔ ایلچیوں نے پہونچتے ہی سلام کیا۔ امیر المومنین نے اپنی روشنضمیری سے دریافت کیا کہ یہ فرستادگان قیصر روم ہیں۔ پس اُنکی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ مال لائے۔ اُنہوں نے عرض کیا نہیں قیصر مال نہیں دیتا آپکے سامنے دُرّہ رکھا ہوا تھا اُٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ ہمنے قیصر کو تخت سے گرادیا۔ ایلچی حیرت زدہ ہوکر واپس گئے اثناء راہ میں انکو خبر ملی کہ قیصر تخت پر بیٹھا ہوا دربار کر رہا تھا ناگاہ دیوار پھٹی اور ایک ہاتھ مع دُرّہ نکلا جو قیصر کی گردن میں لگا۔ جس سے اُس کا سَر جُدا ہوکر گر پڑا۔ اُنہوں نے یہ کیفیت بمواجہ خود معائنہ کی تھی بیونجکر مفصّل بیان کی بعد اسکے اسقدر مال آیا جسکا حساب نہیں اور ہزارہا کفار معائنہ اس کرامت سے مسلمان ہوئے

مجلس سیزدہم بتاریخ بست ویکم ماہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو دربارہ ترک دُنیا ہو رہی تھی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ پانی پر مصلاّ بچھائے نماز پڑھ رہے تھے جب فراغت پاچکے یہ دعا مانگی کہ خدایا خضرؑ نے گناہ کیا ہے اُسے توبہ نصیب فرما۔ اُسیوقت خضر علیہ السلام بھی آئے اور کہا اے یار مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے۔ جس سے توبہ کروں اُنہوں نے کہا تو نے بیابان میں ایک درخت نصب کیا ہے جسکے سایہ میں بیٹھتا ہے اور کہتا

ہے کہ واسطے خدا کے واسطے لگایا ہے۔ خضر علیہ السلام فی الحال مستغفر ہوئے۔ اسکے بعد اُنہوں نے فرمایا کہ اگر مجھکو تمام دنیا دیجاوے اور واسطے قبول کرنیکے حکم ہو اور یہ بھی کہا جاوے کہ ہم اس کا حساب تجھسے نہیں لیں گے۔ اور یہ بھی کہیں کہ اگر قبول نکریگا۔ تجھے دوزخ میں ڈالیں گے پس میں دوزخ قبول کرونگا دوزخ کو دنیا پر ترجیح دونگا۔ خضر علیہ السلام نے اس کا سبب دریافت کیا آپنے جوابدیا کہ دُنیا مبغوضہ خدا ہے اللہ عزوجل اُسکو دشمن رکھتا ہے میں اُسکی خاطر سے دوزخ قبول کرونگا مگر دنیا نہیں لونگا۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ مشغولی حق ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ آدمی کو لازم ہے کہ در ہمہ حال یادِ حق میں مشغول رہے۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص نے کسی درویش صاحب کمال سے درخواست کی کہ بوقت مشغولی حق میرے حق میں دعا فرمائیگا۔ آپ نے جوابدیا کہ مجھے بڑا افسوس اس امر کا ہے کہ ایسے وقت میں تیری یاد آئے اور میں دعا کروں۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ عقدِ کتاب ہوئی۔ کتاب مُفصّل آپکے روبرو رکھی ہوئی تھی آپ سے اُسکے غوامض بیان فرمانے شروع کئے اسی درمیان میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی آدمیوں پر دو احسان ہیں ایک ظاہری دوسری باطنی احسان ظاہری یہ ہے کہ اُسنے ہدایت کیواسطے پیغامبر علیہم السلام بھیجے۔ دوسرا احسان باطنی عقل ہے کیونکہ اگر عالم کو عقل نہو علم سے اُسے کچھ فائدہ نہ پہونچیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے آثار تابعین میں لکھا دیکھا ہے کہ جب مہتر آدم علیہ السلام پر حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے فرمان ہوا کہ علم وعقل بھی لیجاؤ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ آپ علم وعقل دونوں حضرت کیخدمت میں لائے مہتر آدم متفکر ہوئے کہ اسمیں سے کس کو قبول کروں پس بعد بہت غور کے عقل آپنے قبول فرمائی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مہتر سلیمان علیہ السلام کو اُنکے صحیفے میں فرمان ہوا تھا کہ جملہ عاقلوں اور صالحوں کو واجب ہے کہ چار ساعت سے غافل نہیں اوّل ایک ساعت چاہیئے کہ اسمیں اپنے خداوند سے ملاقات کریں یعنی نماز پڑھیں اور نماز کے آخر میں دعا مانگیں ساعۃ فیہا یناجی ربّہ اور دوسری ساعت وہ ہے کہ ہر شخص اپنی حالت پر غور کرے اور دیکھے کہ میں کیا کرتا ہوں اور کیا کھاتا ہوں کیا پیتا ہوں کیسے

اعمال مجھسے سرزد ہوتے ہیں اور ایک ساعت حق نفس کی ہونی چاہیے کہ کھاوے پیوے اور سورہے اور نفس کو اس کی مراد پہونچادے وساعة فیھا بمجالس عند الاخوان یخبرون عن عوایتہ یعنی ایک ساعت یہ شخص اپنے بھائیوں کے پاس بیٹھے اور جو انکی برائیاں اسکی نظر میں آویں کسی شخص سے نہ کہے اور نزدیک مردانِ زشت خونا پسندیدہ کے نہ بیٹھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدرستی علم و عقل دونوں باہم شریک ہیں کہ جدا نہیں ہوسکتے کیونکہ عقل کو بغیر علم کے چارہ نہیں پس فاضل ترین مرداں وہ ہے جو اپنی ذات کو پہچانے وہی صاحب عقل ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ قاضی حمیدالدین ناگوریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی غایت ہے اور غایت عبادت کی عقل ہے۔ اور عبادت بے علم کے رنج بیہودہ ہے۔ اور علم بغیر از عقل درد سر ہے اور حجت روز قیامت یہی عقل ہوگی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت امام اعظمؒ سے پوچھا گیا کہ آپ جو آیت و حدیث سے ہزارہا مسائل استنباط فرماتے ہیں یہ کس قوت سے فرماتے ہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا عقل سے اگر عقل نہوتی تو ایک مسئلہ بھی استخراج نہیں کرسکتا تھا۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ جملہ وجوہات مندرجہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ عقل شریف ترین جملہ اشیا ہے اگر عقل نہوتی معرفت باری تعالیٰ کسی طرح ممکن نہ تھی اتنے میں اذان نماز کی ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلام نماز میں مصروف ہوئے خلق اور دعاگو اپنے مقام پر آئے

مجلس چہاردہم ۱۴۔ بتاریخ دوم ماہ ذی قعدہ ۶۵۵ھ دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو علم اور فضل کے بارہ میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم تمام عبادتوں سے افضل ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کا فضل نماز روزہ حج وغیرہ سے زیادہ ہے بعد اسکے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ علم کی قدر و منزلت عالم ہی جانتے ہیں۔ اور زہد کی قدر زاہد اور علوم میں ایک ایسا علم ہے کہ عالم بھی اسکو نہیں جانتے اور کام ان دونوں سے باہر ہے مرد کو لازم ہے کہ ان دونوں امور سے گذر جائے اور اپنے دل کو سب طرف سے قطع کرکے

مشغول الی اللہ ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر آدمی مرتبہ علم کا جانیں تو تمام کاموں کو چھوڑ دیویں۔ اور تحصیل علم میں مشغول ہوں کیونکہ علم ایک ابر ہے بارانِ رحمت کا جنے اسپر ہاتھ مارا تمام معاصی سے پاک ہوا۔ اسیوقت ایک حکایت بھی بیان فرمائی کہ علم مثال ایک چراغ کے ہے قندیل آب گینہ پاک میں کہ تمام عالم علوی و سفلی اور عالم ملکوت اسمیں روشن ہیں پس جو شخص علم میں مشغول ہے اسے تاریکی سے کیا واسطہ کیونکہ وہ روشنی علم میں ہے۔ بعد اسکے اسی محل میں فرمایا کہ علماء علم سے غافل ہیں دنیا کو انہوں نے اپنا قبلہ گاہ بنایا ہے اور ساتھ غرور دانائی کے اپنے نفس کو مغرور کیا ہے اسکے بعد شیخ الاسلام قدس سرہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور رو پڑے کہ اب قوت و برکت علم میں نہیں رہی کیونکہ عمل اسپر نہیں رہا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شرح علماء میں لکھا ہے کہ فردائے قیامت آمَنّا وَصَدَّقنا صلہا اور اہل علم کہ دنیا میں اہل دنیا سے مشغول ہو اور علم پر کاربند نہیں ہوئے فرمانِ الٰہی ہوگا کہ انکو عرصات قیامت میں حاضر لاویں۔ جب حاضر ہوں گے فرشتوں کو حکم دیا جائیگا کہ حلقہائے آتشیں انکی گردنوں میں ڈالکر دوزخ میں داخل کریں۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایسے عالموں کا گروہ ہوگا کہ ظاہر میں خلق کو علم اور پارسائی کا حکم کرتے تھے اور خود علم پر کاربند نہیں ہوتے تھے۔ اور حیلہ و بہانہ سے اہل دنیا کو اپنے دام تزویر میں پھانستے تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ راحت الارواح میں قاضی حمید الدین ناگوریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ جب آدمی طریقہ علم اختیار کرینگے اور اسپر کاربند ہونگے حق سبحانہ تعالیٰ انکو ایسی توفیق عطا فرمائیگا کہ حق کو باطل سے جدا کرینگے۔ نیک کو بد سے پہچانینگے اور حرام سے حلال کو علیحدہ کرینگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ علم کی کئی قسمیں ہیں۔ عالم مطلق اس شخص کو کہا جاوے گا جو علم نبوی صلعم جانتا ہو اور علم نبوی صلعم علم آسمانی ہے کہ وحی پروردگار عالم کی تھی کہ حضرت رسول مقبول صلعم پر نازل ہوئی تھی اور آپکے ذریعہ سے وہ باتیں ہمکو پہونچیں۔ اسکے بعد گفتگو در بارۂ معرفت اتفاق ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبتک کسی شخص کو معرفت الٰہی نہیں ہوتی وہ دوسروں کے پیچھے مبتلا پھرتا ہے لیکن جب اسکو محبت حق سبحانہ تعالیٰ کی ہوجاتی ہے اسکے بعد اگر اسکے پاس فرشتے اور ہیجدہ ہزار

عالم آئے وہ اپنی کن انکھیوں سے بھی نہ دیکھیگا۔ اسکے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اہل محبت کا ایسا فریق ہے کہ اگر عرش اعلے سے تحت الثریٰ تک کے تمام فرشتے اور ملائک مقرب مثل جبرئیل و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام اُسکی خدمت میں آویں، وہ محبت باری تعالیٰ میں ایسا مستغرق ہوگا کہ اُنکو نہیں پہچانیگا۔ اور نہ اُنکے آنیسے اسکو خبر ہوگی۔ اگر اُسکو یہ حال معلوم ہو جاوے تو جاننا چاہیئے کہ وہ مدعی دروغگو ہے اُسے مطلق مشغولی نہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر تھا وہ فرماتے تھے کہ جب اللہ چاہتا ہے کہ کسیکو اپنی دوستی کی نعمت عطا فرمائے اپنے ذکر کا دروازہ اُسپر کھول دیتا ہے اور سرائے فردانیت میں داخل فرماتا ہے کہ وہ محل جلال و عظمت اُسکا ہے۔ پس وہ عارف ربانی حفظ حق تعالیٰ سبحانہ میں رہتا ہے اسکے بعد اسی محل میں فرمایا کہ ایک روز میں خدمت شیخ الاسلام معین الدین چشتیؒ میں حاضر تھا وہ فرماتے تھی کہ اہل معرفت کو توکل اوقات ہے اور وہ علم علوی ہے شوق کی قسم سے اگر اُسکو ایسے وقت جلادیں اُسے مطلق خبر نہوگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اہل معرفت کو دعویٰ اور گفتگو کرنی نہیں درست ہوگی کہ وہ اول اپنا ثمرہ معرفت خلق کو دکھلادیں اور جو لوگ اُسکے پاس بطریق بحث آویں بزور اپنی کرامت کے اُنکو ملزم گردانیں۔ اسکے بعد حکایت وصال شیخ جلال الدین تبریزیؒ کی بیان فرمائی کہ آپ وقت انزہاق روح مسکراتے تھے۔ اسوقت آپکے ایک مرید نے دریافت کیا کہ اسوقت یہ کیسا تبسم ہے آپنے جواب دیا کہ اہل معرفت کا ایسا ہی حال ہوتا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ عشق اور معرفت میں وہی کامل ہے جسکو کسی حال میں سوائے یاد باری تعالے کے دوسرا خیال نہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کے سنا ہی فرماتے تھے کہ درخت معرفت کو فکر کا پانی دینا چاہیئے کہ خشک نہو اور درخت غفلت کو آب جہل دیں کہ خشک ہو جائے۔ اور درخت توبہ کو آب ندامت دینا چاہیئے کہ پژمردہ نہو اور درخت موت کو آب موافقت دینا چاہیئے کہ پژمردہ ہو جاوے۔ اسکے بعد حکایت دربیان وصال مبارک حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ بیان فرمائی کہ جس روز آپکا وصال ہوگا اُسروز

تمام اولیا اللہ رضی اللہ عنہم نے حضرت رسول مقبول صلعم کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں کہ دوست خدا تعالیٰ کا معین الدین حسن سنجری آنیوالا ہے آؤ اُسکی پیشوائی کو چلیں جب حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ نے انتقال فرمایا اُنکی پیشانی پر یہ عبارت بخط نور لکھی ہوئی پائی گئی مات حبیب اللہ فی حب اللہ حضرت شیخ الاسلام یہی قصہ بیان فرمارہے تھے کہ اذان ظہر کی ہوئی آپ نماز میں مصروف ہوئے دعاگو اور خلق اپنے اپنے مقام پر واپس گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس پانزدہم ۔ تاریخ بارہویں ماہ ذی قعدہ ۶۵۵ھ ہجری دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ مولنا بدرالدین غزنوی شیخ جمال الدین ہانسوی اور بہت سے بزرگ مجلس شریف میں حاضر تھے گفتگو دربارہ ترک دنیا ہو رہی تھی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جس روز سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے اُسروز سے آجتک ایک مرتبہ بھی نظر رحمت سے نہیں دیکھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ مومنوں کو دو چیزوں سے ڈرنا چاہیئے۔ ایک درازی امل دوم متابعت دنیا و سوائے نفس کیونکہ سوائے نفس بندہ کو اللہ تعالیٰ سے دور رکھتی ہے اور درازی امل کی فراموش کرنیوالی آخرت کی ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ بمقام غزنی سُنا تھا کہ دنیا آدمی کی طرف پشت رکھتی ہے اور آخرت منہ حالت زندگی میں یہ دونوں ساتھ ہیں پس لازم ہے کہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دیکر اختیار کیا جائے اور اُس کو ہمیشہ یاد رکھا جائے کہ آخرت ہی کام آویگی اور جو دنیا اختیار کروگے کل کے روز حسرت ہوگی وہاں عمل نیک کرنا چاہوگے مگر نکر سکوگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ عبداللہ سہل تستریؒ نے جب ترک دنیا کیا تمام اموال و اسباب کو خلق خدا پر وقف کردیا۔ مردمان خانہ اور دیگر لوگوں نے اُنکو طعن و تشنیع کرنا شروع کیا کہ اپنے ضروری خرچ کے واسطے بھی کچھ نہ رکھا اسکا کیا سبب ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ نگاہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حیات العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ یحییٰ معاذ رازیؒ فرماتے ہیں کہ جب حکمت آسمان سے اُتری اُسنے جانب قلوب نگاہ کی اُسنے جس دلکو چار چیزوں سے خالی پایا اُسمیں قرار پکڑا۔ اول وہ دل جسکے

اندر حرص دنیا نہ تھی۔ دوسرے وہ دل جسکے اندر یہ اندیشہ نہ تھا کہ کل کیا کرونگا۔ سوم وہ دل جسکے اندر مومنوں سے حسد وحقد کا ذرہ نہ تھا۔ چہارم وہ دل جسکے اندر دوستی شرف وجاہ کی نہ دیکھی اگر ان چاروں میں سے ایک خصلت بھی حکمت کو معلوم ہوئی۔ اُس نے فوراً اُس دل سے کنارہ کیا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں اور برادرم بہاؤالدین زکریا۔ ایک جگہ جمع تھے۔ گفتگو زہد کے بارہ میں ہوئی اُنہوں نے ارشاد فرمایا کہ زہد فروشی تین چیزیں ہیں۔ جسکے اندر یہ تین چیزیں نہیں ہیں وہ زاہد نہیں ہے۔ اوّل جاننا دنیا کا اور اُس سے ہاتھ اُٹھا لینا۔ دوم طاعت مولا کرنا۔ اور آداب کی رعایت رکھنا۔ سوم آرزومندی آخرت کی کرنی اور اُسکو طلب کرنا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ فضیل بن عیاض رح فرماتے تھے کہ روز قیامت دنیا بن سنور کر عرصات قیامت میں پھریگی اور اپنی زینت اور نکوروئی کا حال بیان کریگی اور کہیگی یا الٰہ العالمین تو مجھکو سزا وار ایک بندے کا کر۔ حضرت عزت کی بارگاہ سے جواب آویگا کہ اے دنیا نہ میں تجھے پسند کرتا ہوں اور نہ اُن لوگوں کو دوست رکھتا ہوں جو تجھے دوست رکھتے ہیں دنیا ہباءً منثورا ہو جائیگی۔ آسکے بعد مجیب مخاطب ہو کر فرمایا مرد کو چاہیئے کہ دنیا کو اختیار نہ کرے ورنہ کل اُسکے ساتھ دوزخ میں جانا ہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسقدر نذرانہ میرے پاس آتا ہے اگر میں جمع کروں تو ایک خزانہ جمع ہو جاتا لیکن جو کچھ آتا ہے میں اُسکو صرف کر دیتا ہوں۔ وہ اللہ کی راہ میں صرف ہو جاتا ہے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ مودود چشتی رح شرح اولیا میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام برائیوں کو ایک جگہ جمع کیا اور اُسپر کنجی دنیا کی لگادی۔ پس جو شخص دانا ہے وہ گرد اُس خانہ اور اُس کنجی کے نہیں پھٹکتا کیونکہ علم ہے کہ تمام دنیا سے متعلق ہیں تفسیر امام زاہد رح حضرت شیخ الاسلام کے سامنے رکھی ہوئی تھی اُسے دیکھکر ارشاد فرمایا کہ نجاء المخففون وھلاک المثقلون یعنی رستگار ہوئے سبکبار اور ہلاک ہوئے وہ لوگ جو گراں بار تھے۔ آسکے بعد گفتگو باریتعالیٰ عز اسمہٗ کے ذکر کے بارہ میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ذکر اللہ تعالیٰ عز اسمہٗ کا تمام اشیاء سے زیادہ بزرگ ہے پس آدمیوں کے شایاں حال نہیں کہ ایسی نعمت عظمےٰ سے محروم رہیں اور اپنی عمر اس ذکر میں صرف نکریں۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ

کے ایسے بھی بندے ہیں کہ بجز اُس کا نام سُننے کے اپنا جان ومال فدا کرتے ہیں۔ چنانچہ آثار تابعین میں لکھا ہے کہ ایک درویش جنگل میں ساٹھ برس سے عالم تحیر میں کھڑے تھے ناگاہ غیب سے یا اللہ کی آواز آئی۔ اُنہوں نے جب یہ نعرہ سُنا سنتے ہی زمین پر گرے اور جان جان آفرین کے سپرد کی۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اہل سلوک جسوقت ذکر اللہ تعالےٰ سے غافل ہوتے ہیں اُسوقت اُنہیں یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم مر گئے۔ اگر زندہ ہوتے ذکر مولا ہم سے فوت نہوتا آسکے بعد ارشاد فرمایا بغداد میں ایک بزرگ تھے۔ ہر روز تین ہزار بار ذکر اللہ اُنکا وظیفہ تھا۔ ایک روز یہ وظیفہ اُن سے فوت ہو گیا عالم غیب سے آواز آئی کہ فلاں ابن فلاں مر گیا اہل شہر یہ آواز سُنکر اُس زاہد کے مکان پر گئے دیکھا تو زندہ تھے سب متعجب ہوئے اور معذرت کی اُنکے معذرت کرنیسے وہ بزرگ متبسم ہوئے اور فرمانے لگے اسمیں تمہارا کچھ قصور نہیں۔ فی الواقع جسوقت وہ آواز دی گئی میں مردہ تھا۔ کیونکہ میرا وظیفہ مجھسے فوت ہو گیا تھا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ زبان پر ذکر مولا جاری رکھنا۔ نشان ایمان داری کا ہے اور بیزاری ہے نفاق سے اور ذکر اللہ تعالیٰ کا حصار ہے شر وآفت سے اور یہی ذکر آتش دوزخ سے خلاص کرنیوالا ہوگا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شرح مشائخ میں مرقوم ہے کہ جب مسلمان ذکر اللہ تعالیٰ میں زبان کھولتے ہیں۔ آسمان سے آواز آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمپر رحمت کرے اور خدا تعالیٰ نے تمہارے گناہ بخشدیئے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ملک سیوستان میں ایک درویش کو میں نے دیکھا کہ کھڑے ہوئے ذکر اللہ عز اسمہٗ کر رہے تھے۔ میں اُنکے پاس ٹھیرا ایک روز اُنکو ہوش ہوا مجھسے فرمایا کہ جسکو سعادت ابدی نصیب کرتے ہیں دروازہ ذکر کا اُسپر کھول دیتے ہیں وہ شخص سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے ذاکر ہی رہتا ہے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ سوائے وقت قضاء حاجت کے اور سب وقت ذکر کرنا چاہیئے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ تھے جسکو حدیث میں مشکل واقع ہوتی اُن کے پاس آتا وہ اُس مشکل کو رفع فرماتے تھے وہ پڑھے لکھے نہ تھے یہ عالم اُنکا ذکر کے سبب سے تھا۔ اسکے بعد گفتگو گنگھا کرنے کے درمیان میں واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ڈاڑھی

میں کنگھا کرنا حضرت رسول مقبول صلعم کی سنت ہے اور یہی طریقہ دوسرے پیغمبران علیہم السلام کا تھا جو شخص رات کو ڈاڑھی میں کنگھا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسکو آفت فقر و تنگدستی سے پناہ میں رکھیگا۔ اور ہر ایک بال کے بدلے ہزار بردوں کے آزاد کرنیکا ثواب مرحمت فرمائیگا۔ اگر آدمی کنگھا کرینگے۔ ثواب جان لیویں کہ اسکا کسقدر زیادہ ثواب ہے پس دیگر عبادات کی طرف ملتفت نہوں اور اسی عبادت میں مصروف رہیں۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کا کنگھا دوسرے شخص کو نکرنا چاہیئے کیونکہ اس سے جدائی واقع ہوتی ہے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ عہد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے کہ آپکی حیات میں ایک شخص کے دو بچے توام پیدا ہوئے جو آپسمیں جڑے ہوئے تھے، یہ خبر حضرت رسول اللہ صلعم کو پہونچائی گئی۔ اور عرض کیا گیا کہ اُنکے جدا کرنیکی تجویز ارشاد فرمائی۔ آپ متفکر تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ ان دونوں کے سروں میں ایک ہی کنگھا کرنا چاہیئے علاحدہ ہو جاوینگے ایسا ہی کیا گیا اور وہ دونو علیحدہ ہوگئے۔ آسکے بعد گفتگو نماز جماعت کے بارہ میں ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلام نے اس بارہ میں نہایت غلو فرمایا۔ فرمانے لگے کہ اگر دو آدمی بھی ہوں تو جماعت کرلینی چاہیئے اگرچہ دو آدمیوں سے جماعت نہیں ہوتی مگر ثواب جماعت کا ملتا ہے۔ جب دو آدمی نماز جماعت سے پڑھیں تو برابر کھڑے ہوں۔ آسکے بعد شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ اطراف لاہور میں ایک بزرگ مجھ سے ملاقی ہوئے۔ صاحب عظمت و نعمت تھے میں نے جب اُنسے ملاقات کی مجھسے مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ مجھے ذکر باریتعالیٰ کرتے وقت چھ باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ جب ذکر شروع کرتا ہوں میرا دل حاضر ہوتا ہے اور اُس مقام تک عروج حاصل کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ساتھ چشم دل کے دیکھنے لگتا ہے۔ دوم بوقت ذکر اللہ تعالیٰ مجھے معاصی سے دور رکھتا ہے۔ دل میں خیالات دُنیاوی نہیں آتے اور جس کے دل سے وقت ذکر خیالات دُنیاوی دور نہوں یہ علامت اس امر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو دُور رکھتا ہے۔ سوم ذکر باری تعالیٰ کرنیسے شرف و دوستی اللہ تعالیٰ حاصل ہوتا ہے اور دوستی حق جل و علا کی

اُسکے دل میں مستحکم ہو جاتی ہے۔ چہارم یہ کہ جب ذکر خداتعالیٰ کا بہت کرتا رہے شرف دوستی حقتعالےٰ حاصل ہونیسے شر و آفت دیو پری سے امن میں رہتا ہے۔ پنجم خاتمہ ذاکر کا بخیر ہوگا۔ ششم خدائے تعالیٰ قبر میں اسکا مونس ہوگا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کوئی ذکر خدائے تعالیٰ عز اسمہٗ کے ذکر سے بڑھکر نہیں ہے۔ اور اسمیں سب سے بڑھکر پڑھنا کلام اللہ کا ہے کہ ثمرہ اس کا تمام عبادتوں سے فاضلتر ہے آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی قطب الاسلام شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے سُنا تھا فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورہ مُلک کا نام توریت میں ماثورہ ہے اور فارسی میں ماثورہ کا ترجمہ باز رکھنے والا عذاب گور سے ہے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو سورۂ یٰس پڑھے اُسکو شب قدر کے برابر ثواب ملیگا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ تھے رات دن اللہ اللہ کہتے رہتے تھے، ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جو وقت وہ راہ میں جارہے تھے ایک لکڑی اُنکے سر پر گری جس سے اُنکا سر زخمی ہوگیا اور خون بہنے لگا ہر ایک قطرہ جو زمین پر گرتا تھا اُس سے نقش اللہ منقش ہوتا تھا۔ پس بتحقیق جاننا چاہیئے کہ خیال ہی پھلتا پھولتا ہے۔ جو شخص جس کام میں مصروف ہوگا اُس کا خاتمہ بھی اُسی خیال میں ہوگا۔ اور وہ اُنہی خیالات میں اُٹھیگا۔ آسکے بعد گفتگو دعا کے بارے میں واقع ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا یہ کہ فتاوائے کبریٰ میں لکھا ہے کہ ابی ہریرہؓ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیس شیٔ اکبر عند اللہ من الدعاء یعنی کوئی شے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ بڑی باکرامت نہیں ہے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ معین الدین حسن سنجری نور اللہ مرقدہ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ سے روایت کی ہے کہ قوت القلوب میں تحریر ہے کہ ان اللہ یحب المسلمین فی الدعاء یعنے دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُن مسلمانوں کو جو بہت دعا مانگتے ہیں۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ملتان میں یہ دعاگو اور خواجہ بہاؤالدین زکریا ایک جگہ بیٹھے تھے گفتگو دعا کے بارہ میں ہو رہی تھی ایک بزرگ صاحب نعمت بھی اُس جلسہ میں موجود تھے اُنہوں نے ارشاد فرمایا جب آدمی تین باتوں سے مجتنب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ برکت اُسکے مال میں سے اُٹھا لیتا ہے، اوّل جو شخص زکوٰۃ چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ برکت اُس کے مال میں سے اُٹھا لیتا ہے

دوم جو شخص ترک قربانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے عافیت اُٹھا لیتا ہے۔ تیسرے یہ جو نماز پڑھنی چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے بوقت مرگ ایمان جدا کر دیتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک شخص بغداد میں شیر کے سامنے بغرض اہلاک و ہلاکت ڈالا گیا۔ سات روز تک وہ شیر کے سامنے پڑا رہا۔ شیر نے اسکو مضرت نہ پہونچائی سلامتی اُسکی اس دعا کے پڑھنے سے تھی وہ اسم اعظم یہ ہے یا دائمًا بلا فناءٍ ویا قائمًا بلا زوالٍ یا بتینُ یا قدیمُ اُسکے بعد شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دشمن کے شر سے نجات چاہے وہ پیوستہ اس دعا کو پڑھتا رہے آسکے بعد حضرت شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ ہر کسیکا دشمن نفس امارہ اور شیطان لعین ہے حضرت یہ فرما رہے تھے کہ اذان نماز ظہر کی ہوئی شیخ الاسلام نماز میں مصروف ہوئے اور خلق اور دعا گو اپنے اپنے مقام پر واپس آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس شانزدہم بتاریخ دوم ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ھ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو فضیلت ماہ ذی الحجہ کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ اوراد شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی رح میں بروایت ابو ہریرہ رض منقول ہے کہ جو شخص شب اول ماہ ذی الحجہ میں حج کی نیت سے دو رکعت نماز اسطرح پڑھے کہ رکعت اول میں بعد فاتحہ آیات اول سورۂ انعام یعنی از الحمد للہ الذی خلق السموات سے ویعلم ما تکسبون تک پڑھے اور رکعت دوم میں بعد سورہ فاتحہ قل یا ایہا الکافرون ایک مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ ثواب حج کرنیوالوں کا اُسکے نامۂ اعمال میں ثبت فرما دیگا۔ آسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ایک جوان بدرجہ غایت فاسق و فاجر تھا۔ جب اُس نے انتقال کیا خلق کو اُسکی طرف سے بہت تاسف تھا کہ حال اس جوان کا قبر کے تنگ و تاریک گڑھے میں کیسا ہوگا۔ اسی اثنا میں ایک بزرگ نے اُس جوان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اُس نے جواب دیا کہ جب لوگ مجھے دفن کر کے واپس چلے آئے فرشتگان عذاب ہاتھوں میں گرز ہائے آتشیں لئے آئے اور مجھے عذاب کرنا چاہتے تھے کہ فرمان اس ذات کی طرف سے جو ہمیشہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا اور اُس قائم کیجانب سے جو کبھی فنا نہیں ہوگا آیا کہ ہاتھ عذاب دینے کے اس بندے سے روکو

میں نے اسکو بخشدیا جگہ اسکی بہشت ہے کیونکہ وہ ایک حج کرنیوالوں سے ہے فرشتگانِ عذاب نے ہاتھ تعذیب کا میری جانب سے روک کر عرض کی کہ الٰہی یہ جوان فاسق و فاجر اور ریاکار تھا اس سے کونسی ایسی نیکی صادر ہوئی جو تونے اسکو بخشدیا۔ فرمان خداوندی ہوا کہ اے فرشتو درحقیقت حال ایسا ہی ہے جو تم کہتے ہو لیکن یہ جوان ماہ ذی الحجہ کی پہلی رات کو ہر سال دو رکعت نماز پڑھتا تھا میں نے اُسکو اسی وجہ سے بخشدیا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ وہب بن منبہ رض سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تحفہ بھیجا حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور کہا کہ اے موسیٰ ع عشرہ ذی الحجہ کے دنوں روزے آپکے لئے اور آپکی اُمت کے لئے بہتر ہیں عبادت ہزار سالہ سے اور یہ کلمات نہایت بارفعت ہیں۔ پس آپ اپنی قوم کو فرمادیں کہ ہر ایک شخص سو سو مرتبہ پڑھے یہ ایسا ہوگا گویا اُس نے توریت کی بارہ ہزار مرتبہ تلاوت کی اور ان کلمات کے کہنے والوں کے نامۂ اعمال میں دس ہزار نیکیاں لکھی جاوینگی اور اُسیقدر بدیاں محو ہونگی اور ہزار فرشتے اُس کیلئے حق میں دعا کرینگے اور عمل اُسکے تمام روئے زمین کے عمل کرنیوالوں سے افضل ہوں گے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ عوارف میں شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ میں لکھا ہے کہ یہ کلمات انجیل میں نازل ہوئے ہیں، اسوقت ایک نابینا تھا ببرکت پڑھنے ان کلمات کے بینا ہوگیا اور بصارت اُسکی گئی ہوئی پھر عود کر آئی۔ آسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ ان کلمات کی کمال تعظیم و عظمت کرے جو شخص انکی تعظیم مرعی رکھے گا۔ انشاء اللہ اس کا اثر دیکھے گا وہ کلمات یہ ہیں لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہُ الملک ولہُ الحمد یحیی و یمیت وھُو حیٌّ لا یموت بیدہِ الخیر وھو علیٰ کلِّ شیءٍ قدیر پہلے روز کلمات مندرجہ بالا سو مرتبہ پڑھے اور دوسرے روز یہ کلمات سو مرتبہ کہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ الٰھًا واحدًا احدًا صمدًا فردًا وترًا ولم یتخذ صاحبةً ولا ولدًا تیسرے روز سو مرتبہ کہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ احدًا صمدًا لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفوًا احد چوتھے روز سو مرتبہ یہ کلمات کہے اشھد ان لا

الٰہ اِلّا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہُ الملک ولہُ الحمد یُحیی ویُمیت بیدہِ الخیر وھُوَ علیٰ کُلِّ شیٍٔ قدیرٌ پانچویں شو مرتبہ کہے حَسبیَ اللہ وکفی سَمِعَ اللہُ لِمَن دَعا لیسَ وراءَ اللہِ المنتہیٰ سُبحانَ لَم یَزَل کَیمایُماوَ لایَزال حَیّاً آسکے بعد حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ روز ششم پھر نئے سر سے شروع کرے اور وہی ترکیب پڑھنے کی ملحوظ رکھے۔ آسکے بعد شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عشرہ ذی الحج میں کسی رات کو دو رکعت نماز قبل از وتر سونے سے پیشتر اس طرح پڑھے کہ رکعت اول میں بعد سورہ فاتحہ سورہ کوثر و اخلاص ایک ایک بار اللہ تعالیٰ اس شخص کو اسقدر ثواب عطا فرمائیگا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا حصہ نہیں کر سکیگا اور اس نماز کا پڑھنے والا جبتک جگہ اپنی بہشت میں نہ دیکھ لیگا نہ مریگا۔ آسکے بعد ایک حکایت ملائم اسی معنی کے ارشاد فرمائی کہ شیخ سعدالدین حموی رح کو بعد ان کے وصال کے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیف حالک اُنہوں نے جوابدیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو بخشدیا ہر عبادت کا ثواب موافق امر کے اندازہ کے ملاگران دو رکعتوں کے بدلے اسقدر ثواب ملا کہ اُسکو سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرا نہیں جانتا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایام عشرہ ذی الحجہ میں جمعہ کی راتکو چھ رکعت نماز اس ترکیب سے پڑھیں کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص پندرہ پندرہ بار اور بعد ہر سلام کے دس مرتبہ درود شریف اور بعد آسکے یہ کلمات لاالٰہ الّا اللہ الملک الحق المُبین کئی مرتبہ کہے اللہ تعالیٰ اُسکو اسقدر ثواب عطا فرمائیگا کہ اُسکی نہایت نہوگی اُسے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغامبروں کا ثواب ملیگا اور دوسرے برس تک کوئی گناہ اُسکے نامۂ اعمال میں نہ لکھا جائیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میرے ایک دوست جو نہایت صالح اور متقی تھے یہ نماز پڑھا کرتے تھے جب انکا وصال ہوا لوگوں نے خواب میں دیکھا دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا اُنہوں نے جواب دیا کہ بخشدیا اور سبب میری بخشائش کا یہ نماز ہوئی۔ آسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اوراد شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری رح میں لکھا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص سورہ والضحیٰ ایام عشرہ ذی الحجہ میں اکثر پڑھتا رہیگا حضرت عزت جل جلالہٗ اُسکو بخشدیگا

اور جو تمام عشرہ ذی الحجہ میں ہر روز سورۂ والضحیٰ پڑھیگا اللہ تعالیٰ آتش دوزخ سے اُسکو نجات عطا فرمائیگا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بعد رحلت فرمانے شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری رح کو خواب میں دیکھا منکر نکیر کا حال دریافت کیا کہ یہ وقوعہ شدنی آپ کے ساتھ کیونکر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالےٰ نے تمام مشکلات اپنے فضل وکرم سے آسان کیں جب مجکو زیر عرش لیگئے میں نے سر زمین پہ رکھا۔ آواز آئی کہ سر اوپر اُٹھاؤ۔ اتنا کس واسطے ڈرتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ الٰہی میں تیری شان جباری سے ڈرتا ہوں فرمان ہوا کہ اے معین الدین جو شخص ہمارے کام میں ہے ہم اُسکے کام میں ہیں۔ جو شخص ایام عشرہ ذی الحجہ میں سورۂ والفجر پڑھیگا اُسکو ڈر سے کچھ کام نہیں جاؤ ہمنے تمکو بخشدیا اور بیکے از واصلان درگاہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنا سورۂ والفجر کا ایام عشرۂ ذی الحجہ میں نہایت فائدہ مند ہے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص روز ترویہ چھ رکعت نماز پڑھے اول رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ والعصر ایک بار۔ اور رکعت دوم میں بعد سورہ فاتحہ سورۂ لِاِیلٰفِ قُرَیشٍ ایکبار رکعت سوم میں بعد فاتحہ سورۂ کافرون ایکبار رکعت چہارم میں بعد فاتحہ سورۂ اذا جاء نصر اللہ ایکبار پڑھے اور باقی دو رکعتوں میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص تین تین بار پڑھے اُس کا ثواب اسقدر ہے کہ اگر تمام مخلوق جمع ہو اور اس ثواب کا حصر کرنا چاہے الاحصر نکر سکے گی آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شب عرفہ ذی الحج میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی سو بار پڑھے حق تعالیٰ کا بتان ثواب کو حکم دیگا کہ اس شخص کے نامۂ اعمال میں ثواب ایک ہزار حج مقبول شدہ کا لکھو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک وقت میں جانب اجمیر مسافر تھا جب وہاں پہونچا۔ روضۂ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری رح میں معتکف ہوا اور اس سعادت کو پایا۔ چنانچہ نماز عرفہ والی حضرت خواجہ کے مزار متبرک پر پڑھی اور روضۂ مخدوم جہانیاں شیخ معین الدین حسن سنجری رح کے متصل بیٹھکر تلاوت قرآن شریف میں مشغول ہوا تہائی رات گذری ہوگی میں پندرہ سیپارہ پڑھ چکا تھا بہ تحقیق یاد نہیں شاید سورہ مریم پڑھ رہا تھا اتفاق سے ایک حرف ترک ہوگیا۔ روضۂ مخدوم سے آواز آئی کہ اس حرف کو پھر پڑھ

میں نے دوبارہ پڑھا آواز آئی کہ خوب پڑھتے ہو خلف تمہارے ہی طرح کا ہونا چاہئے جب میں ختم قرآن شریف سے فارغ ہوا سر پایاں مزار خواجہ میں رکھکر رونے لگا اور مناجات کی کہ الٰہی مجھے معلوم نہیں کہ میں کس طائفہ سے ہوں آیا از آمرزیدگان ہوں یا از راندگان چوں ہی یہ اندیشہ میرے دل میں گذرا روضۂ متبرکہ سے آواز آئی کہ اے مولانا فرید جس شخص نے یہ نماز جو تمنے آج بروز عرفۂ عید الضحیٰ پڑھی بتحقیق وہ بخشے ہوؤں میں سے ہے میں دوبارہ تصدّق مزار خواجہ ہوا اور خاطر میری جمع ہوئی۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ چند روز بعد میں وہاں سے روانہ ہوا اور روضہ مبارک سے مجھے نعمت بیحد وعد حاصل ہوئی کہ حصر میں نہیں آسکتی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص عرفہ کے روز درمیان ظہر و عصر کے چار رکعت اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ اخلاص پچاس بار اور بعد سلام کے سورۂ اخلاص ایک ہزار مرتبہ پڑھے اسکو اسقدر ثواب عطا ہوگا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اسکو دوسرا نجان سکے گا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو بروز عرفہ قبل از غروب آفتاب ان کلمات کو سو مرتبہ کہے۔ حضرت رسول مقبول صلعم فرماتے ہیں کہ اس کے پڑھنے والے کے حق میں اللہ تعالیٰ منادی کراتا ہے اور خوش ہوکر فرماتا ہے کہ اے میرے بندے مجھسے سوال کر جو تو طلب کریگا عطا کروں گا۔ اور ان کلمات میں ایک بڑی تاثیر یہ ہے کہ جو شخص بوقت سونے اور سوکر اُٹھنے کے ان کلمات کو پڑھیگا شیاطین کے شر سے امن میں رہیگا وہ کلمات یہ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ كُلَّهٗ بِيَدِ اللّٰهِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كُلُّ نِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ بِيَدِ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْٓءَ اِلَّا بِاللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَمَا كَانَ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۝ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شب عید الضحیٰ میں بارہ رکعت آئی ہیں۔ ان کے پڑھنے سے حج و عمرہ میں شرکت ہوتی ہے اور مال میں برکت وہ بارہ رکعات اسطور پڑھنی چاہئے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ مرسلات ایک ایک مرتبہ۔ اگر سورہ مرسلات یاد نہو تو سورہ والشمس پانچ پانچ بار۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے اوراد حضرت

خواجہ عثمان ہرونی رحمہ میں لکھا دیکھا ہے کہ آخر روز ماہ ذی الحجہ کہ وہ آخر روز سال کا ہے اس دعا کو پڑھے اللہ تعالےٰ تمام سال اسکو اپنی حفظ و امان میں رکھے گا۔ وہ دعا یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ مَا عَمِلْتُ مِنْ عَمَلٍ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ مِمَّا نَهَيْتَنِيْ وَنَسِيْتُ وَلَمْ تَنْسَهٗ وَعَلِمْتَ عَنِّيْ بِقُدْرَتِكَ عَلٰى عُقُوْبَتِيْ وَدَعَوْتَنِيْ اِلَى التَّوْبَةِ بَعْدَ جُرْمِيْ عَلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْكَ وَاَسْتَغْفِرُكَ مِنْهَا يَا غَفُوْرُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا عَمِلْتُ مِنْ عَمَلٍ تَرْضَاهُ عَنِّيْ وَوَعَدْتَنِيْ عَلَيْهِ التَّوْبَةَ فَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ وَلَا تَقْطَعْ رَجَائِيْ يَا عَظِيْمَ الرَّجَاءِ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ خَيْرَ هٰذِهِ السَّنَةِ وَقِنِيْ فِتْنَتَهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میرے محترم بھائی شیخ بہاؤ الدین زکریا قدس سرہٗ فرماتے تھے۔ کہ جو شخص دو رکعت نماز آخر ماہ ذی حج میں اس ترتیب سے کہ بعد سورہ فاتحہ کے ستر آیت قرآن شریف کی پڑھے اور بعد سلام کے سات مرتبہ اسی دعا کو پڑھے اللہ تعالےٰ اُسکے تمام سال کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ یہ فوائد بیان فرماکر شیخ الاسلام نماز میں مصروف ہوئے دُعا گو اور خلق اپنے اپنے مقام پر واپس آئے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

مجلس ہفتدہم۔ بتاریخ ہفتدہم ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ھ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو مذاہب کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ اول مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضہ کا دوسرا امام شافعی کا تیسرا امام احمد حنبل کا چوتھا امام مالک رحمہم اللہ کا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آدمی اگر ان چاروں میں سے ایک پر شک لاوے وہ مسلمان اہل سُنت و جماعت سے نہو گا اور جاننا چاہئے کہ مذہب امام اعظم رحمہ کا حق ہے اور دیگر مذاہب ثلاثہ بھی حق ہیں۔ اول مذہب جو قرار دیا گیا وہ امام اعظم کا تھا وہ افضل المتقین و افضل المتقدمین تھے رضہ۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں مذہب امام اعظم رحمہ کا رکھتا ہوں یہ مذہب صواب ہے الا احتمال خطا کم رکھتا ہے اور دیگر مذاہب بھی ایسے ہی ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ ہر چہار مذہب سُنت و جماعت ہیں اسکے مجتہدوں میں سے کسیکو ہوائے نفس سے میل نہ تھا اور بدعت کے پاس بھی نہ تھے۔ اُنہوں نے بالکل متابعت کتاب خدائے تعالیٰ اور حدیث رسول اللہ صلعم کی ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ فتاوائے ظہیریہ میں مرقوم ہے کہ جب آخر بار حضرت امام اعظم

نے حج کیا فرمانے لگے معلوم نہیں مجھے دوبارہ حج نصیب ہو یا نہو یہ کہکر مجاوران خانہ کعبہ سے کہا
دروازہ حرم کا کھولدو اور اجازت دو کہ ایک رات اللہ عزوجل کی عبادت حرم میں کروں انہوں نے
عرض کی کہ اے امام یہ تیرا ہی منصب ہے یہ دولت کسی کو آپ سے پہلے نصیب نہیں ہوئی اور
سبب آپکو حاصل ہونیکا یہ ہے کہ آپنے علم پھیلایا اور مسلمانوں کی اقتدا کی یہ سنکر امام اندر تشریف لیگئے
اور دو ستونوں کے درمیان پائے راست پر کھڑے ہو کر نصف قرآن شریف پڑھا۔ اور بعدہٗ داہنا
پانوں اٹھالیا بایاں ٹیک کر بقیہ نصف ختم کیا جب فارغ ہوئے مناجات کی کہ بار آلہا مجھسے کوئی
عبادت بن نہ آئی اور نہ میں نے تجھے شناخت کیا جیسا کہ حق شناخت کرنیکا تھا میرے تمام نقصانات
اور زلات بخشدے۔ آپ یہ فرمارہے تھے کہ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے ابی حنیفہ درحقیقت
تم نے ذات باری کو پہچانا اور جیسا کہ حق جاننے کا تھا جانا اللہ تعالیٰ نے تمکو بخشدیا اور فرماتا ہے کہ
جو شخص تمہاری پیروی کرے گا وہ بھی بخشدیا جاویگا۔ یہ روایت بیان فرماکر حضرت شیخ الاسلام نے
فرمایا کہ میں حضرت کا پیرو ہوں۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اسمٰعیل بخاری رحمۃ سے مروی ہو کہ امام محمد حسن شیبانی
کو انہوں نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ حضرت عزت نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ امام محمدؒ نے
فرمایا کہ مجھکو بخشدیا اور یہ فرمایا کہ اگر مجھکو تیرا گرفتار عذاب کرنا منظور ہوتا پس میں تجھے علم کی دولت
نہ دیتا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے انسے سوال کیا کہ امام ابو یوسفؒ کہاں ہیں انھوں نے
جواب دیا کہ درمیان میرے اور ان کے فرق زمین و آسمان کا ہے۔ پھر امام بخاریؒ نے پوچھا کہ امام اعظمؒ
کا کچھ حال تمکو معلوم ہے فرمانے لگے کہ وہ علیین میں ہیں۔ آسکے بعد حکایت فرق مذاہب کے بارہ
میں واقع ہوئی کہ بہترین مذہب کونسا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ امام اعظمؒ کے رتبہ کا ذکر کس زبان سے
ہو سکتا ہے ان کے ایک شاگرد امام محمدؒ تھے کہ امام شافعیؒ انکے گھوڑے کی رکاب پکڑکر ہمراہ
چلتے تھے پس اس سے معلوم کرلینا چاہیئے کہ درمیان ان ہر دو مذاہب کے کسقدر فرق ہے۔ آسکے بعد ارشاد
فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ اور شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی رحمۃ اور شیخ جلال الدین
تبریزی اور شیخ بدر الدین غزنوی قدس سرہٗ مسجد جامع دہلی میں چندروز معتکف رہے ہر ایک

نے ختم قرآن شریف رات دن میں اپنے ذمہ لازمی کئے تھے۔ ایک شب سب نے آپس میں صلاح کی
کی کہ اگر ہو سکے آجکی رات ایک پاؤں پر کھڑے رہکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور دو رکعتوں
میں تمام رات گذار دیں آپنے یہ صلاح پسند کی۔ جب رات ہوئی قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے سب کی
اقتدا کی اور ایک پاؤں پر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت میں قرآن شریف ختم کیا بلکہ چار سیپارہ
اور زیادہ پڑھے اور رکعت دوم میں چھبیس ۲۶ سیپارہ پڑھے بعدہ سلام پھیرا اسکے بعد کھڑے ہوکر
ہاتھ دعا کیواسطے اٹھائے اور دعا مانگی الٰہی ہم سے تیری عبادت جیسی کہ ہونی چاہیئے تھی نہ ہوسکی
پس ہمکو بخش اور تیری خدمت میں جو نقصان ہمسے ہوا ہے اسکو معاف فرما۔ جب دعا سے فارغ
ہو گئے گوشہ مسجد سے آواز آئی کہ تحقیق تمنے ہماری عبادت میں کوتاہی نہیں کی ہم تمسے بہت
خوش ہیں ہمنے تمکو بخشدیا اور جو تمہارا مطلوب تھا عطا کیا۔ یہ سنکر سب بزرگ وہاں سے متفرق
اور جدا ہو گئے ہر ایک کسی جانب مسافر ہوا آسکے بعد گفتگو شجرہ پیران کے بارہ میں واقع ہوئی
حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ ہر مرید کو اپنا شجرہ جاننا چاہیئے کہ کتنے واسطوں سے
حضرت الوہیت سے ملتا ہے بلکہ یہ امر مرید پر فرض ہے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر تجھسے دریافت کریں کہ
تو کس مذہب میں ہے تو جواب دینا چاہیئے کہ امام اعظمؒ کے مذہب میں ہوں اور وہ امام حماد کے مذہب
میں تھے اور وہ مذہب القمہ میں اور وہ مذہب امام ابراہیم نخعی میں اور وہ مذہب امام عبداللہ بن مسعودؓ
میں اور وہ مذہب ابی ہریرہ رضؓ میں اور وہ مذہب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور آپ
مذہب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام میں اور آپ مذہب نوح علیہ السلام میں اور آپ مذہب آدم ؑ
میں اور آپ مذہب جبرئیلؑ میں اور آپ مذہب میکائیلؑ میں اور آپ مذہب عزرائیلؑ اور آپ
مذہب اسرافیلؑ میں تھے۔ پھر اگر تجھسے سوال کریں کہ حضرت اسرافیلؑ کس مذہب میں تھے پس
کہنا چاہیئے کہ درمیان حضرت اسرافیلؑ اور حضرت صمدیت جل جلالہ کے ایک خاص اسرار ہے اسکو
کوئی نہیں جانتا۔ اسکے بعد حکایت ادعیہ ماثورہ اور آیات قرآن شریف کے بارہ میں واقع ہوئی۔
آپنے ارشاد فرمایا کہ آدمی کو دعا میں آیات کلام اللہ ضرور پڑھنا چاہیئے اور پیوستہ دعا میں مصروف

رہے کہ اللہ تعالیٰ کی امان میں رہیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ نماز تہجد آنحضرت صلعم پر فرض تھی اور ہمارے واسطے سنت ہے۔ . . . . اور وہ آٹھ رکعت ہیں۔ جو کچھ قرآن شریف میں سے یاد ہو ان رکعات میں پڑھے کوئی خاص سورتیں مقرر نہیں ہیں لیکن اس امر میں کوشش کرنی چاہیئے کہ قرأت دراز ہو کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے قرأت لمبی پڑھی ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ شیخ یحییٰ معین الدینؒ نامی بہت باکمال تھے کہ اُنکے بیان کمالات سے زبان قاصر ہے ایک روز نماز تہجد اُنسے قضا ہوگئی اُسکی پاداش میں ورد زائل انکو پیدا ہوا جو ایک عرصہ تک رہا اُنہوں نے فکر کیا کہ اسکی کیا وجہ ہے ناگاہ الہام ہوا کہ سبب اسکا قضائے نماز تہجد یکروزہ ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اوراد شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجریؒ میں مرقوم ہے کہ جو شخص ہر روز سورۂ بقر کی دس آیتیں اس ترتیب سے کہ آیۃ الکرسی سے پہلے کی چار آیتیں اور آخر سورۃ کی دو آیتیں پڑھے اُنکی برکت سے شیطان اُسکے گھر پر مسلط نہ ہوسکے گا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک درویش سے منقول ہے کہ کلمات لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بھی یہی خاصیت رکھتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ کی خدمت میں ایک شخص آیا میں اُسوقت موجود تھا اسنے عرض کی کہ مجھکو معاش میں نہایت سخت تنگی ہے شیخ الاسلام نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ تم لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھا کرو تنگی رفع ہوجائیگی۔ اُس شخص نے سر تسلیم خم کیا اور چلا گیا بعدہ معلوم ہوا کہ وہ چند روز میں امیر ہوگیا تھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلعم سے منقول ہو کہ جو شخص ان کلمات کو بہت دفعہ کہیگا اللہ تعالیٰ اُسکو آفت درویشی سے محفوظ رکھیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کتاب تنبیہ میں مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر پر وحی بھیجی "تعجب ہو کہ عوام چار باتوں سے غافل ہیں" اول تعجب ہے اُس گروہ سے جو غم میں گرفتار ہو۔ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بکثرت نہیں کہتے یہ دفع غم و فکر کے واسطے تریاق اکبر ہے اللہ تعالیٰ عز اسمہ فرماتا ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام بلائے جسمانی میں مبتلا

تھے چالیس برس اس بلا میں مبتلا رہے جب وقت شفا یابی آیا بارگاہ ایزدی میں مناجات کی حکم ہوا کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بہت پڑھا کرو حضرت نے کئی روز اس آیت کی مداومت کی اللہ تعالیٰ نے اُنکو بلائے عظیم سے خلاص کیا۔ اسکے بعد ارشاد کیا کہ ایک جوان کو ہارون رشید نے گرفتار کیا اور یہ چاہتا تھا کہ ہلاک کرے وہ بندیخانے میں بند تھا۔ ایک بزرگ اسکے قریب سے گذرے جوان کو زار غمگین دیکھا آپکو اُسکے حال پر ترس آیا چلتے وقت یہ آیت اُسکو بتلا گئے اُسنے اُسیوقت سے اس آیت کو پڑھنا شروع کیا۔ چند روز میں خلاص ہوکر خدمت خاص پر مقرر ہوا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا دوسری بات تنبیہ میں لکھی ہے کہ مجھے اُس گروہ سے تعجب ہے کہ وہ کسی چیز سے ڈرتے ہیں اور یہ نہیں کہتے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ اسکے بعد اسی محل میں فرمایا کہ ایک بادشاہ از حد ظالم تھا۔ باد غرور اُسکے سر میں سمائی ہوئی تھی کہ دعویٰ خدائی کرتا تھا۔ خاک اُس ناپاک کے منہ میں ہو۔ اُسنے ایک روز اپنے دلمیں خیال کیا کہ ایسا حیلہ کرنا چاہیئے جس سے اس دعوے کو استحکام کی صورت حاصل ہو اُسنے اپنے وزیر سے کہا وہ بڑا مکار تھا اُسنے مشورہ دیا کہ دو باتیں ایسی ہیں اگر ہوسکیں دعویٰ خدائی آپکا قائم ہوجائیگا۔ اول اس شہر میں دانشمند بہت ہیں اُنکو حکم دیجیے کہ آپکی مملکت سے چلے جاویں۔ جب وہ چلے جاوینگے کوئی اسلام کا تلقین کرنیوالا نہ رہیگا جو آپکا دعویٰ ہوگا سب منظور کرلینگے۔ بادشاہ نے یہ رائے اُسکی منظور کی اور جسقدر دانشمند اور واعظ تھے سبکو حکم دیا کہ فوراً چلے جاویں سب چلے گئے اور جو باقی رہے اُنکو مروڈالا۔ جب اُنمیں سے کوئی باقی نہ رہا پھر وزیر سے پوچھا اب دوسری بات کہو اُسنے کہا کہ دوسری تجویز یہ ہے کہ کاتبان کتب مروا ڈالے جاویں اور کتابیں جلوا دی جاویں کیونکہ وہ علم تحریر کرتے ہیں اور لوگ اُنسے فیض پاتے ہیں بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ تب مسلمانان شہر ضلالت اور گمراہی میں مبتلا ہوئے بادشاہ ملانیہ اپنے دین سے پھر گیا اور اپنے دعوے میں مصر ہوا۔

الغرض ایک بزرگ حضرت خواجہ حسن بصری نور اللہ مرقدہٗ کی اولاد سے تھے وہ کلمات مذکور بہت پڑھتے تھے جب انکو واسطے حصول اجازت قتل بادشاہ کے روبرو لائے بادشاہ فوراً تخت سے نیچے اتر آیا۔ اور بہت سی معذرت کے بعد حکم دیا کہ انکو چھوڑ دو اور بعد دینے خلعت کے روانہ کیا اس واقعہ کے بعد وزیر نے بادشاہ سے کیفیت اس ماجرے کی پوچھی بادشاہ نے ڈرتے ہوئے کہا کہ جسوقت انکو میرے سامنے لائے میں نے بچشم خود دیکھا کہ ان کے داہنے بائیں سانپ اور بچھو تھے، منہ انکے اسقدر بڑے کہ زمین اور آسمان کا ایک لقمہ کر جائیں آگ ان کے منہ سے نکلتی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی چاہا کہ نگل جائیں میں نے عجز وزاری کی اور گڑگڑا کر کہا کہ مجھے آپ سے مطلق پرخاش نہیں۔ میرے اس کہنے سے انہوں نے مجھے معاف کیا اور مجھکو نگلنے سے چھوڑ دیا وزیر نے اس کلام کے سننے کے بعد اس صاحب کمال بزرگ سے جاکر پوچھا کہ آپ ایسی کونسی دعا پڑھتے ہیں جو اسوقت کام آئی اور وجہ آپکی خلاصی کی ہوئی آپ نے جواب دیا کہ میں یہ کلمات حسبی اللہ ونعم الوکیل بیشمار پڑھتا ہوں جو شخص ان کلمات کو پڑھتا رہے گا اسکو مطلق کوئی آزار نہ پہونچیگا۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ امر سوم جس سے تعجب ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص دشمنوں سے ڈرتا ہے اور یہ کلمات نہیں کہتا اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَوَقٰہُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِ مَا مَکَرُوْا۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت خواجہ حسن بصریؒ حجاج بن یوسف کے سامنے جاتے اس آیت کو پڑھکر تشریف لیجاتے۔ حجاج قسمیہ بیان کرتا تھا کہ میں کبھی کسی شخص سے ایسا نہیں ڈرا جیسا حضرت سے ڈرتا تھا جب آپکی شکل مجھے نظر آتی تھی لرزہ میرے اندام میں پڑ جاتا تھا میں دیکھتا تھا کہ دو شیر آپکے ساتھ آتے تھے اور مجھپر حملہ کرنا چاہتے تھے آپ انکو روکتے تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ امر چہارم جس سے تعجب ہے یہ ہے کہ آدمی بہشت کی آرزو کرتے ہیں اس دعا کو نہیں پڑھتے مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ

جَنَّتِکَ۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آثار التابعین میں مرقوم ہے کہ ایک جوان فاسق وفاجر تھا ہمیشہ علی الدوام معصیت میں مبتلا رہتا۔ لیکن صبح اٹھتے وقت اور سوتے وقت کلمات مذکورہ بالا بہت کہتا تھا۔ بعد اسکے دوسرے کاروبار میں مصروف ہوتا۔ القصہ جب وہ مر گیا بعد وفات اسکو خواب میں دیکھا کہ بہشت بریں میں خراماں ہے دیکھنے والے کو مشاہدہ اس امر سے تعجب ہوا دریافت کیا کہ یہ سعادت تجھکو کس سبب سے حاصل ہوئی جوان نے جواب دیا کہ اگرچہ میں بدتھا الا سوتے سے اٹھتے ہی اور سوتے وقت یہ کلمات مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ الخ بہت کہتا تھا۔ اسکے بعد گفتگو ہیبت قبر اور پرسش منکر ونکیر کے بارہ میں واقع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھکو ایسی چیز بتلاتا ہوں اگر تو اسکو عمل میں لائے یہ خوف مبدل بہ طمانیت ہو جائے تجھے چاہئے کبھی ترک نکرے وہ عمل یہ ہے کہ جمعہ کی شب کو دو رکعت نماز اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھے۔ یہ عمل رفع ہیبت گور کے واسطے اکسیر ہے۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے اس نماز کی ہر شب جمعہ کو مواظبت کی شرح اولیاء میں مرقوم ہے کہ بعد فوت اسکو کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا منکر ونکیر کے نیچے سے کیونکر چھوٹے اسنے جواب دیا کہ جب منکر نکیر باشکل مہیب آئے اور مجھسے سوال کیا میں انکے جواب سے عاجز ہوا۔ چاہتے تھے کہ مجھے گرز ہائے آتشیں ماریں ناگاہ فرمان باریتعالیٰ پہنچا کہ اس شخص کو عذاب ندو۔ اور گرفتار تکلیف نکرو میں نے بخشدیا۔ ہے یہ سنکر انہوں نے ہاتھ مجھ سے علیحدہ کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ عبداللہ بن عباس رضی سے کسی نے سوال کیا کہ ھل عندک شیئ یحفظ من ضغطۃ القبر یعنی آیا نزدیک آپکے پاس کوئی ایسا عمل ہے جو ضغطہ قبر سے پناہ میں رکھے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میرے ایسا عمل ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص ضغطہ گور سے بچنا چاہے اسکو لازم ہے کہ شب جمعہ کو دو رکعت نماز اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ اذا زلزلت الارض پندرہ پندرہ بار اگر سورہ زلزال یاد نہو پس قل ہو اللہ پندرہ پندرہ بار پڑھے انشاء اللہ

امان حق میں رہیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میری موجودگی میں بخدمت شیخ الاسلام ایک مرد نے حضرت شہید المحبت رضہ سے ایسا ہی سوال کیا تھا آپنے بھی اسکو یہی عمل ارشاد فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ نماز پڑھیگا اسکو پندرہ قرآن شریف ختم کرنیکا ثواب ملے گا اور وہ عذاب گور سے امن میں رہیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کتاب روضہ میں تحریر ہے کہ جو شخص بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہے گا اللہ تعالیٰ اسکو عذاب گور سے نجات بخشے گا۔ اور تنگی و تاریکی قبر کی اس سے چالیس برس کے لئے اٹھالی جائے گی۔ اسکے بعد مولانا شیخ شہاب الدین قریشی مفتی شہر دہلی جو حاضر خدمت شیخ الاسلام تھے فرمانے لگے کہ میں نے ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص ان چند سورتوں یعنی سورۃ واقعہ۔ مزمل۔ والشمس۔ واللیل اور الم نشرح کو پڑھتا رہیگا اللہ تعالےٰ اسکو عذاب گور سے امن میں رکھیگا اور تنگی معاش اسکی مبدل بہ فراخی ہوگی۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک درویش نے جو خواجگان چشت رضہ کے خانوادہ میں منسلک تھا انتقال کیا جب اسکو زمین کے سپرد کرکے لوگ واپس آئے۔ فرشتوں نے آکر سوال معمولی کیا اُسنے جواب شافی دیا بعد اسکے اسکی قبر میں روشنی اور فراخی پیدا ہوئی کہ دوری اسکی پر نظر کام نکرتی تھی کسی نے انکو خواب میں دیکھا سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا اُنہوں نے جواب دیا مجکو بخشدیا اور اسقدر عنایتیں میرے حال پر مبذول فرمائیں جس کا حد و حساب نہیں اور فرمان ہوا کہ یہ سب نعمت تجکو اس سبب سے دیگئی ہے کہ تو ان قبل الذکر سورتوں کی مواظبت رکھتا تھا۔ بعد اسکے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ بکثرت احادیث اس بارہ میں ہیں کہ حضرت رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بعد ادائے فریضہ نماز فاتحہ ایک مرتبہ اخلاص تین مرتبہ اور تین ہی تمجید درود اور اسکے بعد ایک مرتبہ یہ آیت وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا پڑھکر آسمان کی جانب دم کرے اللہ تعالیٰ اسکو تین نعمتیں عنایت فرمائیگا اول درازی عمر

دوم تونگری سیوم برخورداری عاقبت کی اور اسکو بیحساب بہشت میں داخل فرماویگا۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔ حضرت شیخ الاسلام یہ فرمارہے تھے کہ اذان ہوئی۔ آپ نماز میں مصروف ہوئے۔ خلق اپنے مقام پر واپس گئی۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

مجلس پچیسویں۔ تاریخ بستم ماہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ بوقت چاشت جماعت خانہ میں تشریف فرما تھے، اور بہت سے بزرگ اور مسافر بھی حاضر خدمت شریف تھے اس دعاگو نے جمال انور کی زیارت سے مشرف ہوکر سر زمین پر رکھا۔ فرمان ہوا اٹھاؤ۔ میں نے حسب الحکم سر بالا کیا۔ ارشاد فرمایا بہت خوب تشریف رکھئے یہ سنکر میں بیٹھ گیا۔ حضرت شیخ الاسلام نے عام حاضرین کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا میں نے خدا سے چاہا ہے کہ جو کچھ نظام الدین طلب کرے وہ اسے عطا ہو۔ اسکے بعد گفتگو درود شریف پڑھنے کے بارے میں واقع ہوئی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مینے آثار اولیا میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلعم پر درود شریف بھیجتا ہے گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے گویا اسیوقت اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور ایک لاکھ نیکیاں اسکے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اسکا زمرۂ اولیا میں تحریر ہوتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ صحابہ تابعین اور طبقات مشائخ نے اپنی ذات پر کوئی وظیفہ لازم کرلیا ہے کہ وہ اسکو اوقات معینہ میں ادا کرتے ہیں اگر دن میں نہیں ہوسکتا تو رات کو پڑھتے ہیں اور اگر رات کو انسے وہ وظیفہ فوت ہوجاتا تو اپنی ذات کو مردوں میں شمار کرتے ہیں اور تعزیت میں بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں اگر ہم زندہ ہوتے تو وظیفہ مقرر کردہ ہمسے فوت نہوتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا یحییٰ معاذ رازی رح کا وظیفہ تھا کہ تین ہزار درود حضرت خواجہ کائنات پر بھیجتے تھے ایک شب انسے فوت ہوگیا۔ جب صبح ہوئی آپ ماتم میں بیٹھے خلق واسطے تعزیت کے آتی اور وجہ اس کی دریافت کرتی۔ آپ فرماتے کہ اس ماتم کا سبب یہ ہے کہ میں ایک بڑی نعمت عظمےٰ سے محروم ہوا ہوں۔ حضرت یحییٰ معاذ رازیؒ یہ حکایت بیان کر رہے تھے کہ ہاتف نے آواز دی کہ اے یحییٰ ہر روز تمکو تین ہزار درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا تھا۔ آجکے روز

میں نے تمکو اور دنیوں سے سو درجہ زیادہ ثواب مرحمت کیا۔ یہ بیان فرماکر حضرت شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے رو پڑے اور یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ ثنائی رحمۃ نے حضرت رسول مقبول صلعم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اپنا روئے مبارک مجھ سے چھپاتے ہیں خواجہ ثنائی دوڑے حضرت کے قدموں میں گر پڑے اور پائے مبارک کو بوسہ دیکر عرض کی کہ یا رسول اللہ میری جان آپ پر فدا ہو اسکا کیا سبب ہے جو آپ اپنا روئے مبارک اس نحیف سے چھپاتے ہیں حضرت رسول خدا نے خواجہ ثنائی رحمۃ کو اٹھایا۔ بغلگیر ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے خواجہ ثنائی تم نے اس قدر درود مجھ پر بھیجا ہے کہ میں تم سے شرمندہ ہوں یہ فرماکر حضرت شیخ الاسلام ہائے ہائے کرکے رو پڑے زور زور سے روتے تھے جب افاقہ ہوا فرمانے لگے ایک وہ لوگ تھے کہ بہ سبب ہدیہ کثرت درود کے حضرت رسول مقبول صلعم اُنسے شرمندہ تھے ہزار رحمت اُنکی جان پر ہو جیو کہ اس درجہ کو پہونچے اُسی پر زندہ رہے اور انتقال کیا اور اسی خیال میں بروز حشر اُٹھینگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک گروہ کسی مقام پر بیٹھا تھا۔ ایک مسلمان درویش آیا اور اُن سے کسی قسم کی درخواست کی اسی محل میں امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے یہودیوں نے ازراہ تمسخر کہا شاہ مرداں تشریف لاتے ہیں جا اور اُن سے مانگ درویش نے حضرت کو نہ دیکھا تھا دوبارہ دریافت کیا کہاں ہیں اُنہوں نے کہا وہ آتے ہیں۔ الغرض وہ درویش حضرت کے پاس گیا سلام کرکے اپنے فقر و فاقہ کا حال کہا۔ امیر المومنین کے پاس اُسوقت کچھ نہ تھا آپ فکرمند ہوئے کہ کیا دیا جاوے مگر آپ نے بفراست معلوم کیا کہ یہودیوں نے واسطے آزمائش کے بھیجا ہے۔ قصہ مختصر امیر المومنین نے ہاتھ درویش کا پکڑا اور دس مرتبہ درود شریف پڑھکر اُسکے ہاتھ پر دم کیا اور کہا اب مٹھی بند کرکے اُنکے پاس جا اُسنے مٹھی بند کی اور اُن یہودیوں کے پاس گیا اُنہوں نے پھر بطریق تمسخر کہا کہ تجھے کیا ملا۔ درویش نے جواب دیا کچھ نہیں مگر آپنے دس مرتبہ درود شریف پڑھکر میرے ہاتھ پر دم کیا ہے اور کہا ہے مٹھی بند کرکے چلا جا۔ یہودیوں نے یہ سُنکر اور زیادہ ہنسی اُڑائی الغرض اُس سے مٹھی کھولنے کی فرمائش کی جب درویش نے مٹھی کھولی دس اشرفیاں

کف دست میں تھیں۔ اسکرامت کو دیکھکر کئی ہزار یہودی اُسیوقت مسلمان ہوئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ہارون رشید نور اللہ مرقدہٗ بیمار پڑے چھ ماہ سخت بیمار رہے کہ ضعف پر اُن پر نہایت غالب ہوا اور قریب تھا کہ جان بدن سے نکل جائے قضا را شیخ ابوبکر شبلی قدس سرہٗ شاہی محل کے سامنے گزرے۔ یہ خبر ہارون رشید کو معلوم ہوئی کہ امام ابوبکر شبلی اس طرف سے جارہے ہیں۔ خلیفہ نے اپنے وزیر کو بھیجا۔ وزیر بمنت امام ابوبکر شبلی کو بلا کرلے گیا۔ جب آپ ہارون رشید کے پاس پہونچے اُس سے ارشاد فرمایا کہ خاطر جمع رکھ تو اچھا ہے یہ فرماکر درود شریف کئی مرتبہ پڑھا اور رشید کے منہ پر دم کیا۔ بادشاہ اُسیوقت اچھا ہوگیا۔ اسکے بعد شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کو لازم ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم پر بہت درود شریف بھیجا کرے۔ اگر نہ بھیج سکے یعنے فرصت نہو تو ہر روز پانچ مرتبے ضرور ہی بھیجے۔ درود شریف تمام درودوں سے بہتر ہے اگر تمام رات عبادت کریں تو ایک وقت درود شریف پڑھنے کے برابر ثواب ملے گا۔ مگر درود مختلف ہیں ہر ایک فضیلت جُداگانہ ہے وہ پانچ درود جنکا ابھی ذکر ہوا یہ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِی الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا ابوالحسن زندوسیؒ اپنی کتاب روضہ میں دربارہ فضیلت درود شریف دو حکایتیں تحریر فرماتے ہیں فضیلت اول یہ ہے کہ امام شافعیؒ کو بعد اُنکی نقل کے خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا سلوک کیا آپنے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے بخشدیا اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ میں پانچ دفعہ درود ہر روز پڑھا کرتا تھا۔ فضیلت دوم یہ ہے کہ ایک روز حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور اصحاب مانند نجوم کے آپکے گرد حلقہ زن اس جلسہ میں حضرت ابوبکر رضؓ آپکے داہنے طرف بیٹھے تھے۔ ایک جوان نے آکر سلام عرض کیا خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بالاتر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے بیٹھ

حضرت ابوبکر صدیق شامل ہوئے اور دیگر اصحاب نے جانا کہ شاید یہ خضر علیہ السلام ہیں ورنہ اصحاب میں کسی کا رتبہ بالاتر حضرت صدیق رضہ سے بیٹھنے کا نہیں ہو۔ حضرت نے اس خطرہ پر واقف ہو کر ارشاد فرمایا اس جوان نے اسقدر مجھ پر درود بھیجا ہے جسکی انتہا نہیں حضرت صدیق اکبر رضہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ فرمائیے یہ جوان کھانے پینے اور کسی دوسرے کام میں بھی مشغول ہوتا ہے یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کھاتا پیتا اور تمام کام کرتا ہے لیکن ہر روز ایک درود مجھ پر بھیجتا ہے یہ کبھی اس نے ناغہ نہیں کیا اور وہ درود شریف یہ ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ یہ بیان فرما رہے تھے کہ پانچ نفر درویش آئے اور زمین ادب چوم کر بیٹھ گئے عرضداشت کی ہم مسافر ہیں خانہ کعبہ جانیکا ارادہ رکھتے ہیں مگر زادراہ پاس نہیں ہے شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ یہ حال سنکر متفکر ہوئے اور مراقبہ کیا جب سر اوپر اٹھایا چند ٹھیکریاں آپکے سامنے پڑی تھیں اٹھاکر ان درویشوں کو عطا فرمائیں درویشوں کو حیرت ہوئی کہ ان ٹھیکریوں کا کیا کریں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے روشن ضمیری سے انکا یہ خطرہ دریافت فرمایا اور ان سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ حیران مت ہو۔ انہوں نے جب بغور نظر کی ٹھیکریاں زر خالص ہو گئی تھیں مجھے شیخ بدرالدین اسحاق سے معلوم ہوا کہ آپنے ان ٹھیکریوں پر درود شریف پڑھکر دم کیا تھا۔ اسکے بعد گفتگو آیتہ الکرسی کے فضیلت میں واقع ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ جس روز یہ آیت نازل ہوئی ستر ہزار فرشتے جو گرد آیت کرسی کے ہیں ہمراہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نیچے اترے تھے اور جسوقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول مقبول صلعم نے اسکو ساتھ اعزاز کے لیا اور آنکھوں پر رکھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے جو اسکو پڑھیگا ہر حرف کے بدلے ثواب عبادت ہزار سالہ اسکے نام لکھا جائیگا۔ اور یہ ستر ہزار فرشتے جو اسکو گھیرے ہوئے ہیں اس آیت الکرسی کا ثواب اسکے نام لکھینگے۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ فتاوائے ظہیریہ میں لکھا ہے کہ حضرت رسول مقبول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آیت الکرسی کو پڑھکر گھر سے باہر نکلے حضرت عزت عم

عم نوالہ ستر ہزار فرشتے اسکے ہمراہ کرتا ہے۔ جبتک کہ وہ پڑھنے والا واپس گھر میں نہ آجائے وہ اسکے ہمراہ رہکر اسکے واسطے آمرزش طلب کرتے ہیں۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی رحمۃ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آیت الکرسی پڑھکر گھر سے باہر نکلے حضرت رسالت پناہ صلعم نے اسکی شان میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ آفت درویشی کو اسکے گھر سے دفع کرتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جامع الحکایات میں مرقوم ہے کہ بغداد میں ایک درویش تھا ایک روز اسکے مکان میں دو چور آئے درویش گھر میں نہ تھا آیتہ الکرسی پڑھکر باہر گیا تھا چور گھر میں داخل ہوتے ہی اندھے ہو گئے۔ جب درویش واپس آیا یہ حال معائنہ کرکے ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کس لئے آئے تھے چوروں نے جواب دیا کہ ہم چور ہیں اور چوری کرنے کے واسطے آئے کہ اندھے ہو گئے۔ آپ دعا کریں کہ البتہ آپکی دعا سے اللہ تعالیٰ ہماری آنکھوں میں روشنی بخشے۔ اب ہم اس کام سے توبہ کرتے ہیں۔ اور دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ صاحب خانہ نے متبسم ہو کر کہا کہ آنکھیں کھولو۔ انھوں نے آنکھیں کھولیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب بینا ہو گئے تھے۔ چوروں نے بعد معائنہ اس کرامت کے توبہ کی اور پکے مسلمان ہو گئے

مجلس نوزدہم تاریخ ۲۰ ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ھ ہجری دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو دعاؤں کے بارہ میں واقع ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ امام محمد حسن شیبانیؒ کی کتاب میں مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضہ کو جناب رسول مقبول صلعم سے پہونچا ہے کہ جس شخص کو غم ہو یا کوئی دوسری مہم درپیش ہو جسکی اصلاح اسکی طاقت سے باہر ہو اسے لازم ہے کہ صبح کی نماز پڑھکر سو مرتبہ یہ دعا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا قَیُّوْمُ یَا فَرْدُ یَا وِتْرُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ۔ فَاِنْ لَمْ تَصِحَّ قُلْنَا عَلَى الدَّوَاءِ غم دور ہوگا اور وہ مہم انشاء اللہ انجام کو پہنچیگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خدمت شیخ الاسلام خواجہ شہید المحبت قطب الحق والدین بختیار کاکی اوشی چشتی رحمۃ میں حاضر تھا آپ ارشاد فرماتے تھے کہ جس شخص کی معاش میں تنگی ہو اسے لازم ہے کہ اکثر اوقات یہ دعا پڑھتا رہے

فان لم تصح قلنا علی الدواء یہ الفاظ دعا کے نہیں دعا تو یا صمد پر ختم ہو گئی اور ان الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ اگر اس دعا کے پڑھنے سے صحت نہو تو دوا کرنی ضروری ہے ۱۲ مترجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یَا دَائِمَ الۡعِزِّ وَالۡمُلۡکِ وَالۡبَقَاءِ یَا ذَا الۡجَلَالِ صَاحِبِ الۡجُوۡدِ وَالۡفَضۡلِ
وَالۡعَطَاءِ یَا وَدُوۡدُ ذُو الۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدِ یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ وقت بلا کے
جو شخص ایک ہزار مرتبہ ان اسمار کو پڑھے گا اُسکے مہم ضرور کفایت کو پہونچیگی وہ کلمات یہ ہیں۔
اقوی معین واھدی دلیل بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا
کہ تفسیر امام زاہدؒ میں لکھا ہے کہ جسکی یہ خواہش ہو کہ اعمال اُسکے مقبول ہوں اُسے لازم ہے کہ یہ سوت
یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ اور جب چاہے کہ تنگی دنیا و آخرت
سے خلاصی ہو اور دوزخ سے چھٹکارا ملے یہ آیت پڑھا کرے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً
وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور جب چاہے کہ ہر حال میں طلبر رہے از روئے سہ تمام امور میں ثابت اور
دشمنوں پہ فتح ہو اس آیت کو پڑھا کرے رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا
عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ہ اور جب چاہے کہ دل اُسکا ساتھ ایمان کے امان میں اور رغبت حق کی
اس پر شار رہے اس آیت کو پڑھے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا وَھَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ
رَحۡمَۃً اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ ہ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلعم تشریف فرما تھے
اور صحابہ آپکے گرد اگرد جمع تھے حکایت انبیار پیشین علیہم السلام کی ہو رہی تھی اتنے میں ایک
ایک صحابی نے زمین ادب چوم کر گذارش کی کہ یا رسول اللہ ایمان کس طرح امن میں رہے
کہ وقت نزع تلف نہو آنحضرت صلعم متفکر ہوئے اُسیوقت مہتر جبرئیل علیہ السلام تشریف
لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آیتہ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا
واسطے سلامتی ایمان کے ازبس مفید ہے جو شخص اسکی ملازمت کریگا۔ با ایمان دنیا سے جاویگا۔
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اولیار خدا کے زمرہ میں شامل ہو اس آیت کو بہت
پڑھا کرے رَبَّنَا اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوۡمٍ لَّا رَیۡبَ فِیۡہِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ اسکے
بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس آیت کی ملازمت کریگا اللہ تعالیٰ اُسکو بروز حشر زمرہ محبان
خود میں محشور فرمائے گا۔ ہم سبکو مناسب نہیں کہ اپنے تئیں اس سعادت سے محروم

رکھیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب کسیکو حاجت پیش آوے یا غلام بھاگ جاوے یا یہ چاہے کہ
فرزند شائستہ و نیکبخت اُسکو عطا ہو وہ اس آیت کی مواظبت کرے نہایت مجرب ہے رَبِّ
ھَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ط اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَاءِ۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مہتر زکریا ؑ
نے یہی آیت پڑھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو یحییٰ علیہ السلام سا فرزند روزی فرمایا۔ اسکے بعد حضرت
شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت یحییٰ ؑ پر خوف باریتعالیٰ نہایت غالب تھا۔ آغاز
جوانی میں خدا کے خوف سے اسقدر روئے کہ گوشت و پوست اُنکے رخساروں کا بہ گیا مہتر زکریا ؑ
اور انکی بیوی یعنی والدہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس حال کو دیکھکر محبت سے کہا کہ اے فرزند
تم ابھی لڑکے ہو اتنی ہیبت اور اسقدر خوف نہیں چاہیئے۔ آپنے فرمایا اے والدہ تو دیگ کے
تلے چولہے میں آگ جلاتی ہے۔ جبتک کہ چھوٹی لکڑیاں آگ کے اوپر نہیں رکھتی آگ نہیں سلگتی
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ملک سیوستان میں مسافر تھا وہاں کے بہت سے اصفیا سے
ملاقات ہوئی۔ چنانچہ ایک روز خدمت شیخ محمود سیوستانی میں حاضر تھا وہ ایک بزرگ صاحب
نعمت و صاحب ولایت تھے، حکایت سلوک کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ خانقاہ مبارک کے درویشوں
کو اسیں تذکرہ تھا اتنے میں ایک درویش آیا اور آپکے سامنے بیٹھ گیا۔ حضرت نے روشن ضمیری
سے اُسکا حال ملاحظہ کر اُس سے مخاطب ہو فرمایا کہ حاجتمند آئے ہو اُسنے عرض کی کہ فی الواقع حضرت
بجا فرماتے ہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اس آیت پر مواظبت کر اللہ تعالیٰ فرزند شائستہ عطا فرمائیگا
اور وہ یہ ہے۔ رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الدُّعَاءِ یہ سنکر وہ چلا گیا
اسکے بعد ایک مدت کے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو برکت انفس شیخ سے فرزند صالح عطا فرمایا
سجادہ نشین ہوا اور جسنے شترنج یا پیادہ و یا برہنہ کئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ تفسیر کشاف
میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص چاہے کہ نیک ہو جائے اور بروز حشر عذاب سے امن میں
رہے وہ یہ آیت بکثرت پڑھا کرے رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ
الۡقِیٰمَۃِ ط اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ہ اسکے بعد ایک حکایت ملائم اسکے معنی کے ارشاد

فرمائی کہ بخارا میں ایک شخص فسق و فجور میں نہایت مشہور تھا۔ جب مر گیا تو لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ درمیان اولیاء خدا کے کھڑا ہے اُنکو دیکھنے اس امر سے حیرت ہوئی۔ پُوچھا تجھے یہ دولت کیونکر ملی جواب دیا کہ میں نے تفسیر کشاف میں لکھا دیکھا تھا کہ جو شخص آیۃ ربنا آمنا بما انزلت آخر تک اکثر پڑھیگا۔ اللہ تعالیٰ اُسکو نیک بندوں کے ہمراہ رکھیگا میں یہ آیت صدق دل سے پڑھا کرتا تھا اللہ تعالیٰ جو اندک پذیر اور بسیار بخش ہے خلوص کیساتھ بہت ہی تھوڑی عبادت کا از راہ کرم بیحد و بیحساب ثواب دیتا ہے میری اس طاعت کو قبول فرمایا مجھے بخش دیا اور ہمراہ نیک مردوں کے رہنا مرحمت فرمایا۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ کہ اسکو ظالموں کی صحبت سے نجات ہو وہ پیوستہ اس آیت کو پڑھے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۵ اس پڑھنے والیکو اللہ تعالیٰ نعمت اپنے دوستوں کی روزی فرمائیگا۔ اور دروازہ فتح اور نصرت کا اُسپر گشادہ کریگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ امیر المومنین علی رضی جنگ غول بیابانی درماندہ ہوگئے اور سخت تکالیف میں مبتلا تھے آپ نے عرضی متضمن بریں حال حضرت رسولِ مقبول صلعم کی خدمت میں ارسال کی اور تحریر کیا کہ جسقدر حیلہ ہائے جنگ تھے وہ سب میں کر چکا مگر کسی طرح فتح حاصل نہیں ہوتی جب یہ مکتوب خدمت الور اقدس رسالت پناہ صلعم میں پہونچا۔ آپ از حد تنگدل ہوئے اور متفکر تھے۔ کہ اسی اثنا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت لائے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الخ اور بیان کیا کہ اس آیت کو آپ علی رضی کو لکھ بھیجیں وہ اُسکی مواظبت کرنے سے مظفر و منصور ہوں گے۔ آپنے آیت مذکورہ حضرت علی رضی کو لکھ بھیجی اُنہوں نے چند روز مواظبت کی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں فتحیاب ہوئے کہ اُس غول بیابانی کو زندہ گرفتار کرکے مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ تفسیر مولانا برہان الدین زاہد میں مسطور ہے کہ جب کوئی شخص چاہے کہ اللہ کی برکت و رحمت اُسپر نازل ہو روزی اُسکی فراخ ہو جائے اور کسیکا محتاج نہو لازم ہے کہ وہ اس آیت کا ورد کرے۔ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً

مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۵ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں تھی۔ اُنکی اُمت نے کفرانِ نعمت اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے مائدہ جو اُنپر نازل ہوتا تھا بند کر دیا جسکا حال سبکو معلوم ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص چاہے کہ ساتھ ظالموں کے جمع نہووے اور دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اُسپر رحمت کرے اُسے لازم ہے کہ اس آیت بہت پڑھا کرے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۵ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ زندگی ساتھ خیریت کے گذارے اور مونس اسکا اسلام ہو اُسکو لازم ہے کہ یہ آیت بہت پڑھے رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اکثر آدمی ظالموں کے پنجے میں گرفتار ہو جاتے ہیں اُنکو لازم ہے کہ اس آیت کی مزاولت کیا کریں رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور جب کوئی شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکو باایمان لوگوں کے زمرہ میں اُٹھائے اور زندگی میں سلف صالحین کے مراتب کو پہونچائے اُسے لازم ہے کہ اس آیت کو بہت پڑھا کرے۔ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۵ بعد اسکے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت یوسف اور حضرت یعقوب علیہما السلام بعد ایک مدت کے ملاقی ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام روز جُدائی سے سجدہ میں آیت فاطر السموات والارض الخ پڑھتے تھے جب بادشاہ ہوئے اس آیت کا پڑھنا نہ چھوڑا سجدہ میں رُو رُو کر دعا مانگتے تھے کہ الٰہی تو نے مجھے بادشاہی لطف فرمائی مگر میری یہ خواہش نہ تھی جو وقوع میں آئی میری خواہش یہ ہے کہ تو مجکو بروز حشر زمرہ بادشاہاں میں نہ اُٹھانا مجھ بیچارہ مسکین و ضعیف کی یہ طاقت نہیں کہ درمیان ملوک میرا حشر ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کہ جب کوئی چاہے کہ شر دیو و پری سے امن میں رہے اور اولاد اُسکی بُت پرستی میں مبتلا نہو اس آیت کو بہت پڑھا کرے رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۵ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ شان نزول اس آیت کی یہ ہے کہ ایک روز حضرت

رسول مقبول صلعم تشریف فرما تھے اور اصحاب آپکے گرد حلقہ کئے ہوئے بیٹھے تھے اور پند و نصیحت
سُن رہے تھے اسی اثنا میں ایک اعرابی آیا زمین ادب چوم کر عرض کی یا رسول اللہ مجکو ایسی دعا
تلقین فرمایئے جو حرز از شر شیطان دیو پری ہو اور نیز یہ کہ میری اولاد بت پرست نہو حضرت
رسول مقبول صلعم متفکر ہوئے کہ ایسی کونسی جامع دعا تلقین کروں جو تمام امور پر حاوی ہو۔ اسیوقت
حضرت جبرئیل آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمان باریتعالی ہے کہ یہ آیت
اس اعرابی کو سکھلایئے کہ یاد کرے اور ہمیشہ پڑھتا رہے اللہ تعالی اُسکی برکت سے اُسکو اور اُسکی
اولاد کو بت پرستی سے و مکائد شیطانی اور شر دیو پری سے اپنی حفظ و امان میں رکھے گا۔ بعد اسکے
حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص چاہے کہ کفار اسپر مستولی
نہوں اس دعا کو بہت پڑھا کرے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا
إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۔ جب حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ ان فوائد کو بیان فرما چکے میری طرف
مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ یہ سب ادعیات تمہاری کمالیت کیواسطے بیان کئے
ہیں کیونکہ پیر مُرید کے حق میں بجائے مشاطہ کے ہے چاہئے اُسوقت تک کہ مُرید کو آلائش
سے پاک نکرے اور جو کچھ شرائط طریقت ہیں سب اُسکو نہ بتلاوے اور ہر قسم کی ترغیب نکرے
ہرگز نہ چھوڑے ورنہ بیچارہ چاہ ضلالت سے باہر نہ آسکیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس دعا کو دن میں ایک مرتبہ پڑھے
اگر وہ اُس روز مریگا ہر آئینہ اہل بہشت سے ہوگا۔ اور وہ دعا یہ ہے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِيِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ
مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ
لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ
التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ عباس رض سے منقول ہے فرماتے تھے کہ جب سے یہ دعا
میں نے زبانی آنحضرت صلعم کے سُنی ہر نماز فریضہ کے بعد ایک مرتبہ پڑھتا ہوں کبھی قضا نہیں

کی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بعد وفات اُنکو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ کیا
سلوک کیا جواب دیا کہ مجھے بخشدیا بہ برکت اس دعا کے جو رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے بتائی تھی
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی اپنے بندوں پر چھ ہزار بلائیں روزانہ نازل فرماتا ہے جو شخص کہ
نماز تسبیح اور دعا میں مشغول رہتا ہے وہ بلا بزور دعا کے رد ہوجاتی ہے کیونکہ خبر میں آیا ہے کہ
جب بلا آسمان سے اُترتی ہے دُعا بلا کو راہ میں سے واپس کر دیتی ہے۔ اگر دعا میں صدق اور اخلاص
نہو تو بلا نیچے اُتر آتی ہے اور اُس آدمی پر حملہ کرکے اُسے ہلاک کر دیتی ہے۔ مگر میں نے زبان
مُبارک حضرت شیخ الاسلام خواجہ شہید المحبت رض سے سُنا ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ ہر حال میں دعا
سے خالی نرہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام ابو طالب مکی نے کتاب قوت القلوب
میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس دعا کو رات دن میں
ایک مرتبہ پڑھے اللہ تعالی اُسے ہر بلا سے محفوظ رکھیگا وہ دعا یہ ہے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ مَا شَاءَ اللهُ
كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَعْلَمُ اَنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
وَّاَنَّ اللهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَّاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ غَيْرِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ امام شعبی رح نے اپنی کتاب کفایہ میں تحریر فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں
ایک شخص بڑا زاہد و عابد اور معمر تھا۔ اسکی ایک لونڈی نوعمر شکیلہ و جمیلہ تھی زاہد اُس لونڈی
کی گرفت میں نہ آتا تھا اسلئے لونڈی زاہد سے منغض رہتی اور ہر آنے جانے والے کے
روبرو گلہ کرتی اور تدبیر پوچھتی کہ نجیہ زاہد سے کس طرح خلاص ہوں۔ اتفاقاً ایک بڑھیا سے
اُسکی ملاقات ہوئی جو زاہد کے ہمسایہ میں رہتی تھی اُس نے کہا غیراز یں اور کوئی تدبیر نہیں
کہ میں تجھکو تھوڑا سا زہر ہلاہل لادوں اور تو اُسکو پانی میں ملا کر زاہد کو دیدے کہ اُسکا
کام تمام ہوجائے قصہ مختصر لونڈی نے زہر لے لیا اور ہمیشہ پانی میں ملا یا اور بوقت افطار

زاہد کو دیا۔ اُس سادہ دل نے لاعلمی سے بلا خوف وخطر پی لیا۔ مگر زہر نے زاہد پر ذرا اثر نہیں کیا۔ کنیزک اس بات کی منتظر تھی کہ کس وقت زاہد کا انتقال ہو جب صبح ہوئی زاہد بھلا چنگا خلوت سے باہر نکلا۔ لونڈی کو دیکھتے ہی ضبط کی طاقت نہ رہی اور زاہد کے روبرو تمام داستان زہر خورانی کی بیان کی اور عرض کیا کہ آپ خواہ مجھے سزا دیں خواہ معاف فرمائیں میں نے آپ کو زہر دیا تھا معلوم نہیں کس وجہ سے اُسکا اثر نہ ہوا زاہد نے متبسم ہو کر کہا کہ میں ہر روز ایک ایسی دعا پڑھتا ہوں کہ زہر تو کیا چیز ہے اگر ہزار ہا مہلک بلائیں بھی نازل ہوں پس برکت سے اس دعا کے میں امن میں رہونگا۔ آسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ امام شعبیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ زاہد یہ دعا پڑھتا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ شافی بسم اللہ کافی بسم اللہ المعافی بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء انک انت السمیع العلیم۔ آسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ شرائط دعا بہت ہیں اگر میں اُن سے ایک کا بھی ذکر کروں سخن دراز ہوگا۔ لیکن بعض شرائط کا بیان ضروری ہے کہ آغاز دعا کا نام پروردگار جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت صلعم کا فرمودہ ہے۔ کل امر ذی بال لم یبدأ باسم اللہ فھو ابتر۔ لازم ہے کہ اول بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور بعد اسکے دعا مانگے کہ جلد مستجاب ہو۔ شرط دوئم یہ ہے کہ اپنے اہل کو ایسے زیورات کے پہننے سے منع کرے جسمیں آواز ہو مثل جھانجن وغیرہ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اللہ لا یستجیب دعاء قوم یرضون من نسائھم بلبس الخلخال مع الصوت تیسری شرط یہ ہے کہ آغاز دعا سے پیشتر کچھ صدقہ دیوے۔ امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ جس کسی شخص کو دعا مانگنی ہو اللہ تعالیٰ سے پس قبل از دعا کسی درویش کو صدقہ دے کہ وہ اُس کا وسیلہ ہو درویش دربان بارگاہِ سبحان ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام یہ فوائد بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہوئی آپ نماز میں مصروف ہوئے خلق اور دعا گو اپنے اپنے مقام پر واپس گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

مجلس ہشتم بتاریخ غرہ ماہ محرم الحرام ۶۵۲ھ دولت قدمبوسی میسر ہوئی جملہ خلق اجودھن کیا صغیر کیا کبیر مشائخ ودرویش مسکین وامیر حضرت شیخ الاسلامؒ کی خدمت میں باریاب ہوکر دست مبارک کو بوسہ دیتے تھے اور حضور دست مبارک زیر مصلا لیجا کر تنکہ زر وجیتل جسقدر جسکی قسمت کا ہوتا نکالکر عطا فرماتے تھے۔ پھر وہ آنیوالا چلا جاتا تھا۔ اسیطرح ہزارہا خلقت آرہی تھی لیکن ہر ایک آنیوالا کسیقدر شیرینی اپنے ہمراہ لاتا تھا اسوجہ سے شیرینی کا ایک انبار لگا ہوا تھا آپ اُسمیں سے بھی تقسیم فرماتے تھے درویشان خانقاہ کو بھی حصہ ملتا تھا اُس روز خدمت شیخ الاسلام کے عطیہ سے اجودھن کا ایک بچہ بھی محروم نہ رہا۔ حضرت شیخ الاسلام نے دروازہ عطا وکرم کا کھول رکھا تھا کہ اسی اثنا میں شیخ عبداللہ محمد بلخی کہ یکے از واصلان حق سے تھے تشریف لائے اور آداب بجا لاکر بیٹھ گئے خدمت شیخ الاسلام نے مراقبہ کیا اور ذکر فرمانے لگے اسقدر رو کر فرمایا کہ بیہوش ہو کر گر پڑے ہم سبکو فکر ہوا اور خرقہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا لاکر شیخ الاسلام کے جسم اطہر پر ڈالا۔ الغرض بڑی دیر میں ہوش آیا۔ حاضران مجلس قدوم مبارک میں گر پڑے آپ نے شیخ عبداللہ محمد بلخی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ برادرم شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ نے اس وقت انتقال فرمایا ہے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اُٹھیے کہ نماز جنازہ پڑھیں۔ حضور کے ارشاد فرماتے ہی جمیع حاضران مجلس کھڑے ہو گئے اور نماز جنازہ ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ نماز جنازہ غائبانہ پڑھنی درست ہے کیونکہ امیر المومنین حمزہ اور دیگر صحابہ شہید ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی۔ بلکہ ہر ایک صحابی کے واسطے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی۔ اس کے بعد گفتگو دربارہ عاشورہ ہوئی حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ بروز عاشورہ دیگر اذکار واشغال دنیاوی میں مشغول نہ ہونا چاہئے الا تلاوت قرآن مجید اور وہ دعائیں جو اُس روز کے واسطے پڑھنی آئی ہیں ضرور پڑھے کیونکہ روز عاشورہ میں دو وصف ہیں۔ ایک صفت قہری۔ دوسری صفت رحمت۔ بہت سے مشائخ نے روز عاشورہ میں تکلیف اختیار کی ہے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے نظام الدین تم جانتے ہو کہ بروز عشرہ محرم

خاندانِ نبوی صلعم پر کیا آفت گذری آپکے جگر گوشہ حسین کس طرح مجبور کرکے شہید کئے گئے اکثر عزیز بڑی تشنگی سے شہید ہوئے اور ظالموں نے ایک قطرہ پانی کا ندیا۔ جب حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے۔ آپنے ایک آہ کھینچی اور نعرہ مارکر بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے فرمانے لگے زہے سنگدلان زہے کافران زہے بے عاقبتان زہے بے سعادتان و بیمہران جانتے تھے کہ یہ فرزند پادشاہ دُنیا و آخرت کے ہیں اور باوجود اس جاننے کے زار زار مارتے تھے، ہائے اسقدر اُنکو خیال نہ آیا کہ کل بروز حشر ہم کس منہ سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہونگے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ عزہ محرم کیواسطے یہ دعا آئی ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ الْفَرْدُ الْاَبَدُ الْقَدِيْمُ هٰذِهٖ سَنَةٌ جَدِيْدَةٌ اَسْئَلُكَ فِيْهِ الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَالْاَمَانَ مِنْ شَرِّ السُّلْطَانِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ مِّنَ الْبَلَايَا وَالْاٰفَاتِ فِيْ ذٰلِكَ وَنَسْئَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰى هٰذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْٓءِ وَالْاِشْتِغَالِ بِمَا يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْكَ يَا بَرُّ يَا رَءُوْفُ يَا رَحِيْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اوراد شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری نور اللہ مرقدہٗ میں سنے لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص اول شب ماہ محرم میں چھ رکعت نماز اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایکبار اور اخلاص پندرہ بار اللہ تعالیٰ اُسکو بیحد ثواب عطا فرمائیگا۔ اور ایک روایت میں صحیح طور سے آیا ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے اوّل رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سورہ انعام ایک بار اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورہ یٰس ایک بار اللہ تعالیٰ اُسکو بہشت میں دو ہزار کوشک عطا فرمائیگا ہر کوشک میں دو ہزار دروازے یاقوت کے ہونگے۔ اور ہر دروازہ میں ایک تخت زبرجد کا ہوگا۔ اسپر ایک حور بانازوادا بیٹھی ہوگی اور گذرانندہ اس نماز سے چھ ہزار بلائیں دُور کی جائینگی اور چھ ہزار نیکیاں اُسکے نامہ اعمال میں لکھی جائینگی۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کفایہ امام شعبی رہ میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص ماہ محرم میں ہر روز

سوم تیسرا ان کلمات کو کہیگا اللہ تعالیٰ اُسکو آتش دوزخ سے نجات دیگا وہ کلمات یہ ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ اس دعا کو پڑھکر ہاتھ پر دم کرکے منہ پر پھیرے و منہ پر مل لیوے گناہوں سے ایسا پاک ہوگا۔ گویا اپنی ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہو شیخ الاسلام یہ فوائد بیان فرمارہے تھے کہ اذان ہوئی آپ نماز میں مصروف ہوئے مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس بست و یکم۔ بتاریخ نہم ماہ مذکور دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ شمس دبیر شیخ جمال الدین ہانسوی شیخ بدرالدین غزنوی اور بہت سے اصفیا حاضر خدمت مبارک تھے گفتگو برکت روز عاشورہ کے بابت ہورہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ ایسا بزرگ روز ہے کہ اسکی فضیلت میں یہ حدیث شریف سرور کائنات کی وارد ہے مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَا فَكَاَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ یعنے جس نے روز عاشورہ کا روزہ رکھا گویا اُس نے تمام سال کے روزے رکھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ یوم عاشورا کو آہوانِ دشتی رسول اللہ صلعم کے خاندان کی دوستی کے سبب سے اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتے تھے آدمیوں کے حال پر افسوس اور تعجب ہو کہ وہ روزہ کیوں نہیں رکھتے۔ آدمیوں کا اس روز روزہ نہ رکھنا موجب خواری ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ تھے کہتے ہیں کہ اُنھوں نے جب قصہ شہادت امیر المومنین حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا سُنا اپنے سر کو اسقدر زمین سے مارا کہ سر سے جوئے خون رواں ہوئی اور تھوڑی دیر میں مرگئے۔ کسی بزرگ نے اُسی روز اُنکو خواب میں دیکھا کہ امیر المومنین امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے روبرو کھڑے ہیں پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا آپنے کہا کہ مجھکو بخشدیا اور دوستداران خاندان مصطفوی میں میرا نام لکھا اور حکم دیا کہ خدمت میں امامین ہم کے حاضر رہوں۔ [لہ] اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت رسول اللہ صلعم مع صحابہ

لہ یہ روایت کسی دوسری صحابی اور اُنکے لڑکے سے متعلق ہے یزید بعد ارتحال سرور کائنات ایک مدت کے بعد پیدا ہوا

ایک جا تشکن تھے معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کو اپنے کندھے پر سوار کئے ہوئے گذرے رسول اللہ
صلعم نے تبسم کیا اور فرمایا کہ سبحان اللہ دوزخی بہشتی کے کندھے پر سوار جاتا ہے یہ ارشاد والا
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سُنا دریافت کیا یا رسول اللہ فرمایئے پسر معاویہ رضہ کیونکر دوزخی
ہوگا۔ آپنے فرمایا اے علی رضہ یزید بڑا بد بخت ہے یہ میرے حسن رضہ حسین رضہ اور اُنکی تمام اولاد کو شہید کرادیگا
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اُٹھے تلوار میان سے کھینچی اور چاہا کہ یزید پلید کو مار ڈالیں آنحضرت
صلعم مانع ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حکم باریتعالیٰ کا یونہی ہے مخالفت تقدیر کی نکرنی چاہیئے۔ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ بہ تعمیل حکم بیٹھ گئے رو پڑے اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس روز اُنکے
سر پر ہونگے آپنے فرمایا خیر میں اُس روز زندہ نہونگا۔ پھر دریافت کیا کہ آپ کے یاران
اعلیٰ میں سے کوئی زندہ ہوگا۔ حضرت نے فرمایا نہیں۔ حضرت علی نے پھر پوچھا کہ فاطمہ رضہ
اُس روز زندہ ہونگی آپنے فرمایا نہیں یہ سُنکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ رو پڑے اور کہنے لگے
کہ یا رسول اللہ کون ماتم میرے غریبوں کا کریگا۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد کیا کہ ماتم اُنکا میرے
اُمتی کرینگے۔ اسکے بعد حضرت رسول مقبول صلعم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ رو پڑے شاہزادوں
کو بغل میں لیکر نعرے مارتے تھے کہ اے ہمارے غریبو ہم نہیں جانتے کہ حال تمہارا دشت
کربلا میں کیا ہوگا اور وہ دن اور رات کس طرح سے گذریگی۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام رح
نے ارشاد فرمایا کہ جس روز امیر المومنین حسین رضہ شہادت پاوینگے اس شب ایک بزرگ نے حضرت
فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات کے ہمراہ
تشریف لائے ہیں اور دامن مبارک سے دشت کربلا میں جھاڑو دیتی ہیں اور جو آنسو آنکھوں
سے رواں ہیں آنکو دامانِ مبارک سے پاک فرماتی ہیں اُنہوں نے پوچھا کہ اے خاتونِ جنت
بنت شافع روز محشر یہ معاملہ کیا ہے جواب دیا کہ اس مقام پر کل میرا حسین رضہ شہید ہوگا۔
اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام نے اسی محل میں ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے حضرت جبرئیل
سے پوچھا کہ جب ہم میں سے ہر دو واقعہ ہائلہ کربلا کوئی زندہ نہ رہے گا۔ پس تعزیت

اہل بیت کی کون کریگا۔ جواب دیا کہ یا رسول اللہ آپکے اُمتی آپکے فرزندوں کی تعزیت کرینگے اور وہی
ماتم قائم کرینگے اور پھر حیوان اپنے بچوں کو اُن ایام میں دودھ نہ پلائیں گے اور ماتم حسین ہر سال ہوتا
رہیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شب عاشورہ میں چار رکعت نماز پڑھنی آئی ہے اسکو ضرور پڑھنا
چاہیئے۔ طریق اُسکا یہ ہے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی تین بار اور سورۂ اخلاص دس بار
پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو سو مرتبے سورۂ اخلاص پڑھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اوراد شیخ
الاسلام خواجہ ابو النور عثمان ہارونی رح میں مرقوم ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ روز
عاشورہ بعد بلند ہونے آفتاب کے دو رکعت نماز پڑھے اسمیں بعد فاتحہ جو قرآن سے یاد ہو پڑھے
اس کا پڑھنے والا بے حد وبے اندازہ ثواب پائیگا اور بعد اُسکے یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ یَا اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَ مَا خَلَقْتَ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْیَوْمِ وَتَخْلُقُ اٰخِرَ
مَا تَخْلُقُ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْیَوْمِ اَعْطِنِیْ فِیْہِ خَیْرَ مَا اَوْلَیْتَ فِیْہِ اَنْبِیَاءَکَ وَاَصْفِیَاءَکَ مِنْ
ثَوَابِ الْبَلَایَا وَاَسْھِمْ بِیْ مِثْلَ مَا اَعْطَیْتَ فِیْہِ مِنَ الْکَرَامَۃِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اوراد شیخ الاسلام خواجہ شہید المحبت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رح میں مرقوم ہے کہ
جو شخص عاشورہ کے روز چھ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ والشمس و انا انزلنا
اذا زلزلت الارض و اخلاص و معوذتین علی الترتیب ایک ایک بار پڑھے۔ جب نماز سے فارغ
ہو سر سجدہ میں رکھکر قل یا ایہا الکافرون پڑھے اور حاجت طلب کرے انشاء اللہ روا ہوگی
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اسی کتاب میں مرقوم ہے کہ جو شخص بروز عاشورہ ستر مرتبہ کہے حَسْبِیَ اللّٰہُ
وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اللہ تعالیٰ اُسکو بخش دیگا اور نام اُسکا زمرہ مشائخ و اولیاء کبار میں تحریر کیا جاویگا
اسکے بعد ارشاد فرمایا اور ایک شخص تھا جو پیشہ نباشی (کفن چوری) کا کرتا تھا اُس نے دو ہزار
دو سو سے زیادہ آدمیوں کے کفن چُرائے تھے جب وہ بدستِ حق پرست حضرت خواجہ
حسن بصری رضہ تائب ہوا اُس سے مسلمانوں کا حال پوچھا گیا کہ جب تو نے کفن چرایا اُن کا حال
کیسا تھا اُس نے جواب دیا کہ اگر میں ہر ایک کا حال بیان کروں سخن بہت دراز ہوگا۔ لیکن میں

چند آدمیوں کا حال بیان کرتا ہوں منجملہ ایک شخص کی جب میں نے قبر کھولی صاحب قبر کو دیکھا کہ منہ اسکا سیاہ ہو رہا ہے اور ہاتھ پاؤں میں زنجیر ہائے آتشیں پڑی ہیں زبان باہر نکلی ہوئی منہ سے پیپ جاری ہے اور پیٹ پھول گیا ہے اور اسمیں سے سڑی ہوئی بدبو آرہی ہے اگر ایک قطرہ اُس گندگی کا دنیا میں گر جاوے تمام اہل عالم کو اُس سے نفرت ہو۔ الغرض میں اُسکا یہ حال دیکھکر بھاگا اُس نے آواز دی کیوں بھاگتا ہے میرا حال سنتا جا جسکے سبب سے اس بلا میں گرفتار ہوں میں یہ آواز سنکر واپس آیا دیکھا کہ فرشتوں نے طوق و سلاسل میں جکڑ رکھا ہے۔ میں نے دریافت کیا تو کون ہے، جواب دیا کہ میں مسلمان اور مسلمان زادہ ہوں۔ الا شراب پیتا اور بازحد زانی تھا۔ مرتے دم تک فسق و فجور میں مبتلا رہا۔ یہانتک کہ حالت مستی میں بے توبہ کئے مر گیا۔ اسی وقت سے گرفتار عذاب ہوں۔ میں نے یہ حال دیکھکر ایک اور قبر کشادہ کی صاحب اُس قبر کا بھی گرفتار رنج و محن تھا منہ سیاہ ہو رہا تھا۔ گرداگرد آگ دہک رہی تھی فرشتگان عذاب آگے کھڑے تھے۔ جب صاحب مزار نے مجھے دیکھا دیکھتے ہی فریاد کی کہ اے خواجہ مجھے تھوڑا پانی پلا کہ تشنگی سے عاجز آیا ہوں جب اُسنے لجاجت کی مجھے رحم آیا اور چاہا کہ پانی دوں ایک فرشتے نے غصہ ہو کر مجھسے کہا کہ خبردار اسکو پانی نہ دینا یہ تارک الصلوٰۃ تھا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اسکو پانی نہ دیا جائے یہ سنکر میں نے اُس سے پوچھا کہ تو اپنا حال بتا اُسنے جواب دیا کہ میں مسلمان تھا الا کبھی بھولکر بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کیا۔ مرتے دم سے اسوقت تک گرفتار اسی عذاب میں ہوں۔ اسکے بعد میں نے ایک اور قبر کشادہ کی اُسمیں ایک جوان کو دیکھا نہایت حسین میں نے کبھی ایسا خوبصورت آدمی نہیں دیکھا تھا اُسکی جائے نشست کے چاروں طرف سبزی اُگی ہوئی اور حوض بھرے ہوئے تھے، حوران بہشتی حاضر خدمت تھیں۔ میں نے اُس جوان سے پوچھا کہ آپ اپنا حال بیان فرمادیں کہ آپنے ایسے کیا عمل کئے جسکے بدلے اسقدر سرور و عنایات ہو رہے ہو اُسنے جواب دیا کہ اے خواجہ میں تیری موافق کفن چور تھا لیکن بماہ محرم عاشورے کے روز ایک واعظ سے سنا کہ جو شخص آجکے روز چھ رکعت نماز پڑھیگا اللہ تعالیٰ اُسکو بخشدیگا۔ میں نے اُسیوقت نماز پڑھی

اور اپنی ذات پر واجب گردانا کہ جب تک زندہ رہونگا انشاء اللہ تعالیٰ کبھی قضا نکرونگا۔ چنانچہ ہمیشہ اس سعادت سے مشرف ہوتا رہا اسی سبب سے یہ درجہ عطا ہوا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلعم سے منقول ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اُسکے مدعی راضی ہوں پس وہ بروز عاشورہ چار رکعت نماز خوشنودی خصمان پڑھے اللہ تعالیٰ اُنکے مطالبے اسکے ذمے سے معاف کرا دیگا اور سوال منکر و نکیر و عذاب گور سے امان میں رکھیگا حضرت شیخ الاسلام یہ بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہوئی آپ نماز میں مصروف ہوئے خلق اپنے اپنے مقام پر واپس گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس بست و دوم[۲۲] - تاریخ چہارم ماہ صفر ۶۵۶ھ؁ دولت قدمبوسی میسر ہوئی دعاگو چند روز سے قصبۂ ہانسی کو بخدمت یکے از یاران اعلیٰ حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الدین بختیار کاکی اوشی گیا ہوا تھا۔ جب واپس آیا اور دولت قدمبوسی میسر ہوئی میں نے سر زمین پر رکھا۔ فرمان ہوا بیٹھ جاؤ بندہ حسب الارشاد بیٹھ گیا اور وہ مکتوب جو حضرت برہان الدین صوفی نے دیا تھا حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں پیش کیا آپنے اُسے ملاحظہ کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ تم بہت دنوں میں واپس آئے میں نے دوبارہ قدمبوس ہو کر عرض کیا کہ فی الواقع دیر ہوئی مگر یہ تن خاکی وہاں تھا اور دل یہاں۔ حضرت مخدوم کی قدمبوسی کیواسطے پھڑک رہا تھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ سچ کہتے ہو تمکو اکثر یہاں پہونچنے کا اشتیاق اس طور غالب ہوتا تھا کہ افسوس کرتے اور آرزو کرتے تھے کہ کاش میرے پر لگجائیں جو میں اُڑکر اجودھن پہونچوں۔ اسکے بعد حاضرین مجلس کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ مرید اور فرزند ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسے مولانا نظام الدین ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ تمنے ایک خط ہانسی سے بھی لکھا تھا اُسمیں تمام حال اور ذکر اشتیاق قدمبوسی درج تھا۔ اور ایک رباعی بھی تمنے لکھی تھی مجھے بہت پسند آئی اُسکو یاد کر لیا جسوقت تمہاری یاد آتی تھی اُس رباعی کو پڑھ لیتا تھا وہ رباعی ازحد بے نظیر ہے اگر یاد ہو تو پڑھو میں اُسکو سننا چاہتا ہوں۔ میں نے بعد بجا آوری آداب کھڑے ہو کر وہ رباعی پڑھی رباعی زاں روز کہ بندۂ تو دانند مرا + بر مردمک دیدۂ نشانند مرا + لطف عامت عنایتے فرمودہ است + ورنہ کیم و چہ خوانند مرا + جب میں نے

یہ اشعار پڑھے حضرت شیخ الاسلام پر ایک حالت طاری ہوئی۔ کھڑے ہو کر رقص فرمانے لگے کہ اسکی حد و نہایت نہ تھی۔ چاشت کیوقت سے دوپہر تک آپ حالت رقص میں رہے۔ جب تسلی ہوئی مجھے بلایا اور خرقہ خاص عنایت کیا اُسی روز عصا اور کھڑاؤں اور مصلا بھی مرحمت ہوا۔ دعاگو آداب بجالایا اور شکریہ عطائے مخدوم ادا کیا آپ مجھسے بغلگیر ہو کر فرمانے لگے کہ مولانا نظام الدین اب وہ وقت قریب ہو کہ میں اور تم جدا ہوں۔ واللہ اعلم بعد اس جدائگی کے میں تمہیں دیکھوں یا نہ دیکھوں آج ہی کے روز سے تمکو وداع ہے لیکن چند روز اور قیام کرو کہ میں تمکو پیٹ بھر کر دیکھ لوں کہ دیدار غنیمت ہے۔ بعد اسکے شیخ الاسلام قدس سرہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے ہائے ہائے کر کے رو پڑے اور یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ؎ دیدار دوستان مواقع غنیمت است ☆ چوں یا فتیم حیف بود گر رہا کنیم ☆ اسی اثناء میں چند مسافر جو ملتان سے آئے تھے قدمبوسی شیخ الاسلام سے مشرف ہوئے آپنے ارشاد فرمایا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے۔ طعام موجود تھا۔ اُنکو کھلایا گیا۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ ماہ نہایت کربت و صعوبت والا ہے جب یہ ماہ آتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنگدل ہوتے اور اُسکے ختم ہونے کی خوشی فرماتے یہ تغیر حال صرف اس ماہ کی گرانی کے سبب سے تھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلعم فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے بشارت دے خروج صفر کی میں اُسکو بشارت دخول جنت کی دیتا ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی ہر سال دو لاکھ اسی ہزار بلائیں آسمان سے نازل فرماتا ہی منجملہ اُسکے صرف اس ماہ صفر میں ایک لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ جو شخص اس ماہ کو طاعت اور عبادت آلہی میں گذاریگا۔ اُسپر اُن بلاؤنکا اثر نہو گا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سُنا ہی کہ جو شخص چاہے کہ بلائے ماہ صفر سے امن میں رہے وہ اس ماہ میں اس دعا کو بہت پڑھا کرے۔ دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ هٰذَا الزَّمَانِ وَاَسْتَعِیْذُ بِہٖ مِنْ شَرِّ هٰذَا الزَّمَانِ اَعُوْذُ بِکَ بِجَلَالِ وَجْهِکَ وَکَمَالِ قُدْسِکَ اَنْ تُحْرِسَنِیْ مِنْ مُفْسِدَاتِ السَّنَةِ وَقِنِیْ مِنْ شَرِّ مَا قَضَیْتَ فِیْهَا وَاَکْرِمْنِیْ وَاخْتِمْهُ بِالسَّلَامَةِ

وَالسَّعَادَةِ لِاَهْلِیْ وَاَوْلَادِیْ وَاَقْرِبَائِیْ وَجَمِیْعِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ؕ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اول شب ماہ صفر میں برائے عصمت جمیع مسلمانان چار رکعت نماز آئی ہے بعد عشاء پڑھنی چاہیئے ترتیب اُسکی یہ ہے کہ رکعت اول میں بعد سورہ فاتحہ قل یاایہا الکفرون پندرہ دفعہ اور رکعت دوم میں بعد سورہ فاتحہ اخلاص پندرہ دفعہ اور رکعت سوم میں بعد سورہ فاتحہ قل اعوذ برب الفلق پندرہ دفعہ اور رکعت چارم میں بعد سورہ فاتحہ قل اعوذ برب الناس پندرہ دفعہ پڑھے اور بعد سلام اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ سو مرتبہ کہے بعدہ ستر مرتبہ درود شریف پڑھے یہ نماز جس کا بیان ہوا قبل از وتر پڑھنی چاہیئے اللہ تعالیٰ اُسکو اس ماہ کی جمیع آفات و بلیات سے اپنے حفظ و امن میں رکھے گا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شرح شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری میں لکھا ہے کہ تمام ماہ صفر میں ایک لاکھ بیس ہزار بلائیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں اور سب ایام سے زیادہ روز آخری چہار شنبہ میں اُن بلاؤں کا نزول ہوتا ہے پس روز آخری چہار شنبہ ماہ مذکور میں چار رکعت نماز نفل اس ترتیب سے پڑھنی چاہیئے کہ بعد فاتحہ سورہ کوثر سترہ مرتبہ اور اخلاص پانچ بار ہر رکعت میں پڑھے اور بعدہ یہ دعا پڑھے اللہ تعالی اُسکو تمام بلاؤں سے جو اس روز نازل ہوتی ہیں امن میں رکھے گا اور دوسرے سال تک اُسکو تمام بلاؤں سے پناہ دے گا اور وہ دعا یہ ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یَا شَدِیْدَ الْقُوٰی وَشَدِیْدَ الْمِحَالِ یَا مُفَضِّلُ یَا مُکْرِمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝ اس کے بعد اسی محل میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص بلا میں مبتلا ہوتا ہے اسی ماہ صفر میں ہوتا ہے۔ چنانچہ نقل کی گئی ہے کہ حضرت آدمؑ نے بہشت بریاں گیہوں کا دانہ اسی ماہ میں کھایا تھا کہ سبب اُنکے بہشت میں سے نکلنے کا ہوا آپ تین سو برس تک بوجہ زلت (لغزش) کے روتے رہے، اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کوئی جز اُن کے بدن میں باقی نہ رہا تھا گوشت و پوست اُنکا ہیبت الٰہی سے گل گیا ہوا اسکو بحکم توجہ کا ہوا آپنے توبہ کی وہ مقبول ہوئی۔ یہ واردات جو اُن پہ گذری کل گرانی ماہ صفر کی وجہ سے تھی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ہابیل و قابیل دونوں بھائی ماہ صفر میں واسطے کھیلنے شکار کے گئے تھے حضرت آدمؑ

نے اُنکو اس امر سے صراحت کے ساتھ منع کیا تھا کہ ماہ صفر میں شکار کھیلنے نہ جاویں اُنہوں نے یہ قول حضرت کا یاد رکھا یا پاس نہ کیا۔ الغرض جب جنگل میں پہونچے درمیان دونوں بھائیوں کے تکرار ہوئی قابیل نے تلوار نکالکر ہابیل کو مار ڈالا بعدہٗ اپنے اس کردار سے نادم ہوا جو وقت یہ خبر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں پہونچی آپ از حد تنگدل ہوئے اسی اثنا میں حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرزندان ہابیل تمام مسلمان ہونگے اور قابیل کی اولاد جہود ترسا و مشرک ہوگی کیونکہ اُس نے ماہ صفر میں اپنے بھائی کو مار ڈالا ہے، اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح ؑ کی قوم اسی ماہ میں غرق ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی ماہ میں آگ میں ڈالے گئے وہ روز اول صفر یعنی آخری چہارشنبہ کا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام جو بلا میں گرفتار ہوئے اسی ماہ صفر میں ہوئے تھے اور یونس علیہ السلام کو اسی ماہ میں مچھلی نگل گئی تھی۔ بعد اسکے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور زور سے نعرہ مار کر رو پڑے کہ روتے روتے بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش ہوا فرمانے لگے کہ جملہ انبیا پر جسقدر بلائیں نازل ہوئیں وہ اسی ماہ صفر میں ہوئی ہیں ماہ صفر از حد گراں ہے اللہ تعالیٰ ہمکو تمکو اور سب کو اس ماہ کی گرانی سے پناہ میں رکھے۔ آپ یہ بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلام نماز میں مصروف ہوئے۔ مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علےٰ ذالک

مجلس بست و سوم ۲۳ تاریخ بست و پنجم ماہ صفر ۶۵۶ھ ہجری دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو در باب مجاہدہ ہو رہی تھی، عزیزان اہل صفہ و سلوک مثل شیخ برہان الدین ہانسوی و شیخ بدرالدین لاسعودی و شیخ جمال الدین ہانسویؒ حاضر خدمت شریف تھے، اور چند نفر صوفی بھی جو خاندان چشت سے تھے آئے تھے وہ بھی حضوری مجلس شریف سے مشرف تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ ستر برس تک اللہ تعالیٰ کی اس طور سے عبادت کی کہ غایت مشغولی سے نہ جانا کہ آج کونسا روز یا کونسا مہینہ ہے۔ الغرض اُن سے ان مجاہدات کا حال پوچھا گیا بیان کیا کہ تیس برس تک میں عالم حیرت و تفکر میں کھڑا رہا۔ اس عرصہ میں اُٹھنا بیٹھنا اور سونا مجھے یاد نہیں۔ ہمیشہ کھڑے

رہنے کی وجہ سے میرے پیروں سے جوڑے خون رواں ہوتی تھی اور پشت پا پھٹ گئے تھے۔ اسکے بعد دو سال میں عالم صحو میں رہا۔ اس عرصہ میں ایک ساعت یا ایک لحظہ و لمحہ نفس کو پانی یا کھانا پیٹ بھر نہیا ہینے دو ہفتہ میں تولہ یا دو تولہ کھا لیتا تھا۔ بعد اسکے جب کام میں کاہلی دیکھی ایک سال کامل پانی نہ دیا۔ اسکے بعد نفس کو آرزو انار شیریں کی ہوئی اُسکو ہر روز وعدہ وعید سے ٹالتا رہا یہانتک کہ ایک مدت کے بعد وہ پکار اُٹھا کہ یہ وعدہ خلافی کب تک۔ میں نے جواب دیا یوم واپسین تک۔ باقی اگر میں اپنے حالات مجاہدات تم سے بیان کروں تم تاب سماعت نہ لا سکو گے اور وہ معاملات و تنگیاں جو میں نے اپنے نفس پر کی ہیں اُسکے سننے سے تمپر ہیبت اور تعجب غالب ہوگا۔ الغرض جب ستر سال گذرے حجاب میرے درمیان سے اُٹھا لیا گیا آواز آئی کہ اندر آؤ میں کیا فرمان ہوا کہ جسقدر حق مجاہدہ تھا وہ تم بجا لائے اور اُسمیں بالکل تقصیر نہ کی پس ہمپر واجب ہوا کہ ہم تجھ پر تجلی کریں اس آواز کے آتے ہی خواجہ بایزید بسطامیؒ نے نعرہ مارا اور جان بحق ہوئے۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا حال وفات خواجہ بایزید بسطامیؒ یہ تھا جو بیان کیا گیا۔ اسکے بعد فرمایا ارے (الحق) جو شخص مجاہدہ کرتا ہے اُسکو مشاہدہ بھی ہوتا ہے۔ اسکے بعد یہ مثنوی بیان فرمائی ؎ در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند + کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز + اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا مجاہدہ کیا ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ اپنے نفس کو نار زار رکھنا یعنی اُسکی کوئی خواہش پوری نہ کرے۔ پس جب طاعت کرے اُس سے راضی ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ ابو یوسف چشتی قدس سرہٗ اپنے نفس سے کہا کرتے تھے کہ اے نفس اگر آجکی رات تو مجھ سے موافقت کرے، تو دو رکعت نماز میں ختم قرآن شریف کروں ہر روز ایسا فرماتے تھے کہ ایک روز اُنکے نفس نے موافقت نہ کی دو رکعت نماز کی اُن سے فوت ہوگئیں دوسرے روز بوقت مناجات اسکی پاداش میں یہ عہد کیا کہ بیس برس تک اسکو سیراب پانی نہ دونگا اور سبب اُس کا یہ تھا کہ شب گذشتہ حضرت کے نفس نے خواہش آب کی کی تھی آپنے اُسکو سیراب ہو کر پانی پلایا اور اُسے پینے دیا تھا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شاہ شجاع کرمانی قدس سرہٗ چالیس برس تک نہیں سوئے

تھے اتفاقاً ایک روز سو گئے حضرت عزت کو خواب میں دیکھا بعد اسکے ہمیشہ اپنے ساتھ بستر رکھتے تھے کہ یہ دولت سعادت میسر ہو۔ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے شاہ شجاع وہ ثمرہ چالیس سال نہ سونے کا تھا۔ اب پھر ویسا ہی کرو گے تو البتہ وہ دولت حاصل ہو گی۔ بعد اسکے حضرت خواجہ قدس سرہٗ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ جب وقت نقل دنیا شاہ شجاع کرمانی پہنچا۔ اُس روز انہوں نے ایک ہزار رکعت نماز پڑھی اور مصلے ہی پر سو گئے۔ حضرت عزت کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اے شاہ شجاع آتے ہو یا کچھ دن اور دنیا میں رہو گے۔ عرض کی بار خدایا مجھے جگہ رہنے کی نہ ہی اب میں نہیں رہنا چاہتا۔ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوئے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجدہ میں رکھکر جان آفرین کو سپرد کی یہ ارشاد فرما کر حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے یہ مثنوی زبان مبارک سے ارشاد کی سے در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے پوچھا کہ آپ اپنے مجاہدہ کی ایک حکایت بیان فرمایئے جواب دیا کہ مجھکو بتلانے میں دریغ نہیں الا تم تاب سماعت نہ لاسکو گے اُن معاملوں میں سے جو میں نے اپنے نفس کے ساتھ کئے ہیں ادنیٰ یہ ہے کہ ایک رات میرے نفس نے مجاہدہ میں کاہلی کی وہ اسوجہ سے تھی کہ اُس روز میں نے دو خرما معمولی خوراک سے زیادہ کھائے تھے الغرض نفس میرے ساتھ موافق نہوا جب صبح ہوئی میں نے عہد کیا کہ اب خُرما نہ کھاؤنگا۔ چنانچہ پندرہ برس تک نفس کو خرما نہ دیا اور وہ اسی آرزو میں رہا۔ بعد اسکے ایکروز نفس نے کہا کہ جو کچھہ تم کہو گے کرونگا۔ مجھے کبھی عذر نہو گا۔ اسوقت میں نے اسکو خرما دیئے اس واقعہ کے بعد جو میں اُس سے کہتا تھا وہ کرتا تھا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصریؒ سے کہا گیا کہ آپنے اپنا کام کہاں تک کمالیت کو پہنچایا ہے اُنہوں نے جواب دیا کہ یہاں تک پہنچا چکا ہوں کہ دو یا تین سال ہو گئے ہیں کہ نفس کو پانی نہیں دیتا ہوں اور دس برس ہوئے ہیں کہ اسکو سیر ہو کر پانی پینے نہیں دیا ہے اور ہر شب جب تک دو قرآن شریف ختم نہیں کر لیتا

دوسرے کام میں مشغول نہیں ہوتا۔ اسکے بعد حکایت نقل وفات حضرت خواجہ ذوالنون مصری کی بیان فرمائی کہ ایک روز حضرت خواجہ ذوالنون مصریؒ مع دوستوں کے بیٹھے تھے حکایت در بلوغ مرگ اولیاء اللہ ہو رہی تھی اسی اثناء میں ایک شخص خوبرو حسین سبز جامہ پہنے ہوئے ہاتھ میں ایک سیب لیکر آیا زمین بوسی کے بعد بیٹھ گیا۔ حضرت اُسکی جانب مخاطب ہو کر بار بار فرماتے تھے کہ خوش آمدی تھوڑی دیر یہی معاملہ رہا۔ بعد اُس شخص نے وہ سیب حضرت کے نذر کیا آپ نے قبول فرمایا متبسم ہوئے اور اُس جوان کو رخصت کیا۔ جب وہ چلا گیا آپ نے حاضرین کو رخصت کیا اور مستقبل قبلہ ہو کر تلاوت قرآن شریف کی شروع کی حسب معمول پڑھ چکے اُس سیب کو سونگھا اور جان جاں آفرین کے سپرد کی بعد تجہیز و تکفین جنازہ باہر لائے اور مسجد میں واسطے ادائے صلوٰۃ کے رکھا جونہی بانگ نماز ہوئی اور موذن نے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ کہا۔ خواجہ نے کفن سے ہاتھ نکالکر انگلی کھڑی کر لی۔ ہر چند خلق اللہ نے چاہا کہ انگلی بیٹھا دی جائے مگر ممکن نہ ہوا اسوقت آواز آئی کہ اے مسلمانو انگلی کہ ذوالنون نے بنام نامی محمد الرسول اللہ اٹھائی ہے جبتک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہ پکڑ لینگے نہ بیٹھے گی۔ آسکے بعد شیخ الاسلام قدس سرہٗ ہائے ہائے کرکے رو پڑے اور یہ مثنوی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی سے در کوئے تو عاشقاں چنیں جاں بدہند کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز + آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ عبداللہ سہل تستریؒ کا جب انتقال ہوا اور خلق اُن کے جنازہ کو شہر کے باہر لیگئی ایک جماعت یہودیوں کی شہر میں آپ سے معتقد تھی پا برہنہ پیدا ہوئی اور جنازہ شیخ عبداللہ رح کے پاس آکر حاملان جنازہ سے کہا کہ نیچے اُتارو کہ ہم مسلمان ہوں۔ جب جنازہ نیچے رکھا ایک یہودی متصل حضرت کے آیا اور آواز بلند کہا کہ اگر آپ اسوقت مجھے تلقین فرما دیں تو میں مسلمان ہوتا ہوں اور میرے ساتھ ایکہزار اور یہود بھی مسلمان ہونگے۔ ابھی یہ بات اُسکی زبان سے پوری نہیں نکلی تھی کہ خواجہ نے کفن سے ہاتھ باہر نکالا اور دونوں آنکھیں کھولکر کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ جب اُن لوگوں نے یہ کرامت معائنہ کی تمام آنیوالے مسلمان ہو گئے۔ آسکے بعد لوگوں

نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیا دیکھا تھا کہ جو گھر سے پابرہنہ بھاگے آئے میوہ وی نے جواب دیا کہ جب تم لوگ جنازہ گھر سے نکالکر باہر چلے۔ میں نے ایک سخت آسمانی آواز سُنی اپنے مکان سے باہر برائے دریافت آواز نکلا اور آسمان کی طرف آنکھ اُٹھاکر دیکھا مجھے بہت سے فرشتے طبقہائے نور ہاتھ میں لئے اُترتے ہوئے نظر آئے کہ وہ اُن طبقہائے نور کو حضرت خواجہ عبداللہ کے جنازے پر نثار کر رہے تھے ہم اس حال کو دیکھکر مسلمان ہوئے ہیں کہ اللہ اللہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے ایسے آدمی ہیں جنکے واسطے ایسی نوازش ہے۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ اور یہ مثنوی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ؎ در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند ٭ کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز ٭ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ علی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ عرش سر پر اُٹھائے لئے جا رہا ہوں۔ جب صبح ہوئی فکر کیا کہ یہ خواب کس کے روبرو بیان کروں معاً یہ خیال ہوا کہ بزرگ اس شہر میں سوائے حضرت خواجہ بایزیدؒ کے دوسرا نہیں ہے اُن ہی سے اس خواب کی تعبیر پوچھنی چاہئے یہ سوچکر خواجہ بایزیدؒ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر تشریف لے گئے وہاں معلوم ہوا کہ آج شب میں شیخ نے انتقال فرمایا یہ سُنکر ایک نعرہ مارا اور بہزار خرابی بہ سبب کثرت ہجوم مکان کے اندر گئے اور جنازہ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو کندھا دیا۔ آپ نے آنکھیں کھولیں اور ارشاد فرمایا کہ اے علی تمہارے خواب کی یہی تعبیر ہے۔ اور وہ عرش یہی جنازہ ہے۔ اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ تیس برس تک دعا گو عالم مجاہدہ میں رہا۔ اس عرصہ میں نہ دن کو جانتا تھا کہ روز ہے اور نہ شب کو شب۔ متحیر کھڑا ہوا تھا کہ البتہ جب وقت نماز کا آتا نماز پڑھتا پھر عالم تحیر میں محو ہو جاتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس روز خواجہ قطب الدین مودود چشتی رح کا وصال ہوگا انتقال سے تھوڑی دیر پیشتر آپ مجلس شریف میں تشریف لائے۔ تندرست تھے البتہ دو روز سے آپکے جسم مبارک میں درد تھا الغرض ایک آدمی آیا اور ایک پرچہ کاغذ کا آپکے ہاتھ میں دیا آپنے اُس کاغذ کو ملاحظہ فرمایا اسمیں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا تھا۔ آپ پر اُس کاغذ کو دیکھتے ہی ایک حالت طاری ہوئی اور اُسی حالت

میں انتقال فرما گئے۔ اُس وقت تمام عالم میں ندا ہوئی کہ خواجہ قطب الدین مودود چشتی رح کا انتقال ہوا۔ الغرض جب غسل دیکر جنازہ باہر لائے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ جنازہ اُٹھائے۔ سب متحیر کھڑے تھے ناگاہ آواز سخت آئی کہ تمام خلق ڈرکر ہٹ گئی۔ پھر جمع ہوکر نماز پڑھی اور چاہتے تھے کہ جنازہ اُٹھائیں کہ بفرمان خدائے عزوجل جنازہ ہوا میں معلق چلنے لگا خلق اللہ جنازہ کے پیچھے رواں ہوئی اس خرق عادت کو دیکھکر بہت سے کافر مسلمان ہوئے۔ دفن کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرشتے جنازہ کو اُٹھائے راہ چلتے تھے۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ یہ حکایت بیان فرماکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے رونے لگے اور نعرہ مارکر بیہوش ہوگئے۔ دیر تک بیہوشی رہی جب ہوش آیا یہ مثنوی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ؎ در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند ٭ کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز ٭ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ یہ بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہوئی آپ نماز میں مصروف ہوئے خلق۔ اپنے مقام کو واپس گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک ٭

مجلس بست و چہارم۔ تاریخ ۱۱ ربیع الاول ۶۵۶ھ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ازراہ کرم اس نحیف کو خلعت خاص عطا فرمایا۔ اُس روز بہت سے عزیزان اہل صفہ حاضر خدمت شریف تھے۔ آپنے سب کی جانب مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ مولانا نظام الدین کو ولایت ہند کی عطا کی گئی اور صاحب سجادہ کئے گئے ہیں نے جس وقت یہ ارشاد عالی سُنا دوبارہ حضرت مخدوم کے قدموں میں گرا آپنے ازراہِ نوازش مجھے یہ کہکر اُٹھایا "سر اُٹھالے جہانگیر عالم" یہ کہکر فی الفور دستار مبارک حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الدین بختیار اوشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سر مبارک پر تھی اپنے دست شفقت سے میرے سر پر رکھدی اور عصا بھی مرحمت فرمایا۔ نیز خرقہ خواجگان چشت رض جو سلسلہ بہ سلسلہ چلا آتا تھا اپنے دست مبارک سے اس نحیف کو پہنایا اور فرمایا کہ دوگانہ نماز شکرانہ ادا کرو۔ جب میں نماز پڑھنے کے واسطے مستقبل قبلہ ہوا آپنے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی جانب منہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ جاؤ خدا کے سپرد کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ نسبت میں اس وجہ سے دیتا ہوں کہ تم ومہ واپسی میرے

پاس اجودھن میں موجود ہو گے اور یہی واسطے تسلی اس فقیر کے ارشاد فرمایا کہ تم بھی وقت وصال اپنے مرشد کے دہلی میں موجود نہ تھا۔ ہانسی میں تھا۔ اس کے بعد شیخ بدرالدین اسحق سے ارشاد فرمایا کہ مثال خلافت لکھ کر اسکو دو شیخ بدرالدین اسحاق نے حکم ہوتے ہی مثال تحریر کی اور حضرت شیخ الاسلام قدس اللہ سرہٗ نے اپنے دست مبارک سے مجھے عطا فرمائی اور بغلگیر ہو کر ارشاد فرمایا کہ جاؤ خدا کو سونپا اور تمکو واصل بحق کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ہانسی میں شیخ جمال الدین قدس سرہٗ سے ملاقات کرتے جانا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اچھا آج اور ٹھیرو کہ عرس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ کل چلے جانا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ امام شعبی رحمہ نے اپنے کفایہ میں بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھا ہے کہ تاریخ وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے دوم ماہ ربیع الاول ہے دس روز اور واسطے معجزہ کے رکھا تھا کہ اندام مبارک آنحضرت صلعم سے بوے خوش آتی تھی کہ تمام عطریات عالم کی خوشبو پر سبقت رکھتی تھی۔ بعد وفات بھی ایسی ہی خوشبو آتی رہی جیسے حالت زندگی میں آتی تھی ایک ذرہ بھی کمی نہ ہوتی تھی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اس معجزہ کو دیکھکر کئی ہزار یہودی مسلمان ہوئے۔ ان دس روز میں کھانا غربا کو بکثرت تقسیم کیا جاتا تھا۔ آپ کے نو حجرے تھے نو روز ان کے ہاں سے دیا گیا۔ دسویں روز حضرت ابوبکر رضہ نے اسقدر دیا کہ تمام سکانِ مدینہ نے سیر ہو کر کھایا۔ اس روز آپ دفن کئے گئے۔ اسیوجہ سے مسلمان بارہویں ربیع الاول کو عرس کرتے ہیں اور اسی وجہ سے آپکی وفات بارہویں ربیع الاول مشہور ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بہ تحقیق ثابت ہوا ہے کہ تاریخ وصال آنحضرت صلعم دوم ماہ ربیع الاول ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب آنحضرت صلعم کو بیماری لاحق ہوئی آپ تین روز مسجد میں تشریف نہ لائے تیسرے روز بلال رضہ نے جو آنحضرت صلعم کے مؤذن تھے آکر در حجرہ پر آواز دی الصلوٰۃ یارسول اللہ آپ اٹھ کھڑے ہوتے اور بلال رضہ سے کہا کہ ابوبکر عمر عثمان رضہ و علی رضہ کو بلا لاؤ تاکہ مسجد چلوں پس آپ چاروں یاروں کے کندھے پر ہاتھ رکھکر تشریف لے گئے اور امامت کرنی

چاہی مگر نہ کر سکے۔ ابوبکر رضہ کو پیش امام کیا۔ اصحاب نے رونے کی آواز بلند کی کہ جگر اس سے پھٹتے تھے۔ مختصر نماز ادا کر کے آپ حجرے کو لوٹ آئے اور اصحاب بادل پریشان واپس چلے گئے۔ مکان میں آپ ایک کالی کملی اوڑھ کر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر میں ایک اعرابی نے آکر در حجرہ پر دستک دی اسکی دستک سے لرزہ دیوار میں پڑا حضرت فاطمہ رضہ دروازہ پر تشریف لائیں اور ارشاد فرمایا کہ اے اعرابی رسول مقبول صلعم سخت بیمار ہیں یہ موقع اور محل ملاقات کا نہیں ہے تجھے تکلیف ہوئی لوٹ جا۔ ہر چند حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا معذرت فرماتی تھیں مگر وہ مطلق نہ سنتا تھا۔ چنانچہ جب یہ آواز آنحضرت صلعم کے گوش مبارک میں پہونچی۔ آپنے حضرت فاطمہ رضہ کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے جانِ پدر یہ آواز اعرابی کی نہیں یہ آواز اس شخص کی ہے کہ اگر دروازہ بند کرو تو دیوار میں سے نکل آوے یہ شخص فرزندوں کو یتیم کرنیوالا اور عورتوں کو بیوہ کرنیوالا ہے اسنے تیرے والد کی حرمت نگاہ رکھی جو اجازت طلب کرتا ہے اسے اجازت دو کہ اندر آوے اور جس امر کا حکم ہوا ہے انجام دے۔ در و دیوار سے نعرے بلند ہوئے کہ ملک الموت آتا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور زمین ادب چومی۔ آپ نے ارشاد فرمایا بیٹھ جاؤ کیونکر آنا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے آپ کی زیارت کا حکم ہوا۔ اس لئے حاضر ہوا ہوں اور حکم تھا کہ بے اذن نجانا۔ جب طلب فرمائیں جانا۔ نیز یہ عرض ہے کہ اگر آپ ارشاد فرمائیں تو روح پرفتوح آپ کی قبض کر دوں ورنہ واپس چلا جاؤں۔ حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اے ملک الموت ذرا صبر کرو۔ اور تھوڑی دیر ٹھیرو کہ بھائی جبرئیل ع آتے ہیں اسی اثنا میں حضرت جبرئیل ع تشریف لائے آپنے دریافت فرمایا کہ یا اخی جبرئیل ع کیف حالک انہوں نے جواب دیا کہ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم جملہ ملائک آسمان طبقہائے نور ہاتھ میں لئے ہوئے منتظر آنے روح پاک حضرت سرور کائنات صلعم کھڑے ہیں اور دروازے آسمانوں کے کھلے ہوئے ہیں ارواح انبیاء علے نبینا و علیہم السلام منتظر آپ کی تشریف آوری کی ہیں

اور حوران بہشتی آپ کے دیدار کی مشتاق ہیں۔ رضوان (داروغہ جنت) نے بہشت کو سنوار رکھا ہے تاکہ آپ تشریف لادیں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے اخی جبرئیل علیہ السلام میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ میرے بعد حال میری امت کا کیا ہوگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بھی فرمان حق تعالیٰ ہے کہ اپنے اُمتی میرے سپرد فرما دیجئے فردائے قیامت آپ کے سپرد کر دیئے جاویں گے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ مقصود میرا یہ ہی تھا۔ اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ آؤ اور اپنا کام جسکے واسطے تم آئے ہو شروع کرو۔ جونہی کہ ملک الموت علیہ السلام نے اپنا ہاتھ آپ کے پاؤں میں لگایا۔ آپنے فرمایا کہ پاؤں پارہ ہونے لگا حضرت ملک الموت علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اندر ڈالکر روح مبارک قبض کرنا شروع کیا اُس وقت ایک پیالہ سرد پانی کا بھرا ہوا آپ کے روبرو رکھا تھا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار دست مبارک اُس پانی میں تر کرکے سینۂ مبارک پر پھیرتے جاتے اور فرماتے تھے اللھم ھوّن علینا سکرات الموت یعنی بار خدایا تلخی جان کنی آسان فرما۔ جبوقت حلق تک روح قبض ہو آئی۔ آپ ہونٹھ مبارک ہلاتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کان لگایا کہ سُنوں آپ کیا فرمارہے ہیں۔ میں نے سُنا کہ آپ یہ فرماتے تھے کہ "الٰہی بحرمت جان دادن محمدؐ (علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام) بر اُمتیانش رحم فرما"۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ الٰہی بحرمت جان دادن محمدؐ رحمت کُنی بر اُمتیانِ من آخر لفظ آپ کے یہی تھے۔ جس وقت شیخ الاسلام قدس سرہٗ اس حکایت کو بیان فرما چکے۔ حاضرین مجلس مبارک نے ایک آہ کھینچی اور حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ایک نعرہ مارا اور زار زار رونے لگے۔ حتیٰ کہ بیہوش ہوگئے۔ جس وقت ہوش میں آئے مجھ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ جس کے واسطے تمام عالم پیدا ہوا

اور یہ مملکت اُسکی دوستی کی وجہ سے آشکارا ہوئی جب اُسکو ہی اس عالم سے اُٹھا لیا تو میں اور تو کون ہیں جو دم زندگی کا ماریں۔ ہم کو چاہیئے کہ اپنے تئیں چلنے والوں میں شمار کریں۔ اور غفلت کا پردہ درمیان سے اُٹھاویں۔ ہر وقت زاد و راحلہ کی تدبیر میں لگے رہیں کہ فردائے قیامت شرمندگی حاصل نہو۔ جب حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ یہ بیان فرما چکے شمس دبیر نے اُٹھکر عرض کی کہ مجھکو ایک مثنوی کلام خواجہ نظامی رحمۃ اللہ علیہ متضمن اسی معنی کی یاد آئی ہے۔ اگر ارشاد عالی ہو سُناؤں آپنے اجازت بخشی۔ شمس دبیر نے مثنوی پڑھنی شروع کی۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ پر استماع اُس مثنوی سے ایسا اثر ہوا کہ ایک پہر بیہوش رہے وہ عجیب باراحت وقت تھا۔ آپ نے شمس دبیر کو پیرہن خاص عنایت فرمایا پھر تلاوت قرآن شریف میں مصروف ہوئے۔ بعدہٗ آیندگان اجودھن سے ایسا سُنا گیا کہ اس مجلس کے بعد ارتحال کے وقت تک آپ کسی سے مشغول نہیں ہوئے سوائے مشغولی حق کے۔ وَاللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وہ نظم کہ شمس دبیر نے پڑھی تھی یہ ہے ؎

مثنوی

جہاں چیست بگذر ز نیرنگ او ۔۔۔ رہائی بجنگ آر از چنگ او
مقیمے نہ بینی دریں باغ کس ۔۔۔ تماشا کند ہر یکے یک نفس
دریں چار سو ہیچ ہنگامہ نیست ۔۔۔ کہ کیسہ بر و مرد خود کامہ نیست
درو ہر دم از نو برے میرسد ۔۔۔ یکے میرود و دیگرے میرسد
جہاں گرچہ آرامگاہے خوش است ۔۔۔ شتابندہ را نعل در آتش است
دو در دارد ایں باغ آراستہ ۔۔۔ درو بند زیں ہر دو برخاستہ

دراز در باغ بنگر تمام　　ز دیگر درے باغ بیرون خرام
اگر زیر کی باگلش خو مگیر　　کہ باشد از ماندنش ناگزیر
دریں دم کہ داری بشادی بسیج　　کہ آیندہ و رفتہ ہیچ است ہیچ
یکے را درآرد بہ ہنگامہ تیز　　دگر را ز ہنگامہ گوید کہ خیز

نظامی تُبک بار یاران شدند
تو ماندی بہ غم غمگساران شدند

تمام ہوئے فوائد سلوک جو زبان فیض ترجمان حضرت خواجہ حریق المحبت شیخ الشیوخ العالم خواجہ فریدالحق والشرع والملۃ والدین مسعود گنجشکر اجودھنی نوراللہ مرقدہٗ سے سنے تھے وہ اس مجموعہ میں لکھے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؎

تمّت

راحت المحبّین اُردُو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین اما بعد خادم خادمان درویشان بلکہ تراب نعال اقدام ایشان غلام احمد خان بریان ابن جناب فیضمآب سراج السالکین شمس العارفین تاج الصالحین محب الفقراء والمساکین فخر المتاخرین خاصہ خاصگان مولانا بالفضل و اولانا بالکمال حضرت مولانا مولوی غلام محمد خان حنفی چشتی سلیمانی متوطن قصبہ جھجھر از مضافات شہر شاہجہان آباد عرف دہلی عرض پرداز ہے کہ یہ رسالہ ترجمہ ہے کتاب مستطاب راحت المحبین کا جس میں حضرت سلطان المشائخ بدر الطریقت قطب الحقیقت سلطان العاشقین محبوب رب العالمین نظام الحق والشرع والدین محمد بن احمد بدایونی بخاری ثم الدہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات بابرکات کو حضرت طوطی ہند ملک الشعراء امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق مجالس جمع فرمایا ہے۔ للہ الحمد والمنۃ کہ یہ نسخہ کہ پانچواں حصہ مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ہے ایک باب اور دو فصل میں تقسیم ہو کر اتمام کو پہنچا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

باب پنجم ترجمہ ملفوظ راحت المحبّین جمع فرمودہ ملک الشعراء طوطی ہند امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ منقسم بر دو فصل ؎

فصل اوّل مختصر حال حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ تحریر کردہ بندہ غلام احمد مترجم کتاب ہذا

فصل دوم۔ ترجمہ ملفوظ راحت المحبّین جمع کردہ طوطی ہند امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

باب پنجم (۵) فصل اوّل

نبذے از احوال برکت اشتمال حضرت سلطان المشائخ فخر العاشقین محبوب ربّ العالمین نظام الحق والشرع والدین محمد بن احمد بدایونی بخاری ثم الدہلوی نور اللہ مرقدہٗ صورتِ تحریر یافت

واضح ضمیر منیر وابستگان سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ ہو کہ نام نامی و اسم گرامی صاحب ملفوظ ہذا مسمیٰ براحت المحبین کا سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین محمد بن احمد رضی اللہ عنہما ہے آپ از سادات حسینی ہیں کہ سلسلہ نسب آپکا اٹھارہ واسطوں سے حضرت امام الارض فی السماء سلطان الشہداء امام حسین شہید کربلا علیہ السلام تک پہنچتا ہے کہ اسم مبارک والد ماجد جناب سلطان المشائخ قدس سرہٗ کا السید خواجہ احمد بن سید میر ابی عبداللہ بن سید میر علی اصغر بن سید جعفر بن سید علی الامام بن سید علی الہادی التقی بن سید امام محمد الجواد بن امام الشہداء امام علی موسیٰ الرضا بن امام موسیٰ الکاظم الغیظ بن الامام الہمام جعفر الصادق بن الامام محمد الباقر بن الامام زین العابدین بن امام فی الارض والسماء سلطان الشہداء امام الشہداء امام حسین الشہید فی الکربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور جد مادری بھی حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کے سادات حسینی سے ہیں کہ سلسلہ نسب از جانب مادر آپ کا سلسلہ نسب پدری حضور سے بعد چار واسطوں کے ملجاتا ہے کہ نام مبارک آپکی والدہ ماجدہ کا بی بی زلیخا بنت سید خواجہ عرب الحسینی البخاری بن سید محمد بن سید حسن رحمہم اللہ ہے۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ خلیفہ اعظم جناب حریق المحبت فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ کتب سیر میں مرقوم ہے کہ آپ کے دادا خواجہ علی بخاری اور آپ کے نانا خواجہ عرب رضی اللہ عنہما بخارا سے ہندوستان آئے اور مدت مدید تک لاہور میں مسکن گزیں رہے بعدہٗ شہر بدایوں میں جو اس وقت قبۃ الاسلام تھا تشریف لائے اور سکونت اختیار کی خواجہ علی

بخاری رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند موسوم بہ خواجہ احمدؒ تھے اور حضرت خواجہ عرب کے دو فرزند اور ایک دختر رابعہ عصری بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا تھیں جبکہ ہر دو حضرات وطن مالوفہ سے ایک ساتھ ہندوستان آئے۔ بعدہٗ لاہور میں بھی ساتھ ہی ساتھ اقامت گزیں رہے پھر بدایوں بھی ساتھ آئے لہٰذا واسطے مزید استحکام اخوت رشتہ مناکحت خواجہ احمد و بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا باندھا گیا ان دونوں نیکبختوں سے ساعت سعید و آوان حمید میں حضرت سلطان المشائخ پیدا ہوئے۔ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

آفریں از خدائے بر پدرے ✤ کہ ازو ماند ایں چنیں پسرے ✤ و للہ درّ من قال ؎

پدرے را کہ آنچناں خلف است ✤ مادرے را کہ ایں چنیں پسر است ✤ آفتابش بر آستین قبا است ✤ ماہتابش بر آستانِ در است ✤ ابھی آپ خورد سال تھے کہ حضرت کے والد کو سفر آخرت پیش آیا۔ اور بمقام اقامت بدایوں میں مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ آپکی والدہ ماجدہ رابعہ عصری بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا بعد انتقال اپنے خاوند کے متکفل آپکی پرورش و تربیت کی ہوئیں جب عمر شریف چار سال چار ماہ چار روز کی ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ نے مکتب میں برائے تعلیم قرآن مجید و فرقان حمید بھیجا آپنے تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن شریف پڑھا اور دیگر کتب متداولہ کی تحصیل سے بھی فارغ ہوئے اُنہی ایام میں کہ عمر شریف آپکی بارہ سال کی تھی اور آپ کتب لغت پڑھتے تھے ایک شخص جس کا نام ابوبکر قوال تھا ملتان سے آپکے اُستاد کے پاس آیا اور اپنا حال اس طرح بیان کرنا شروع کیا کہ میں نے شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں راگ گایا اور یہ اشعار پڑھے ؎ قد لسعت حیۃ الھویٰ کبدی یعنی ہر آئینہ ڈسا ہے مارِ عشق نے میرے جگر کو۔ مصرعہ دوم اسکو اُسوقت یاد نہ آیا آپنے یاد دلایا وہ یہ حال دیکھکر آپکی جانب مخاطب ہوا بعدہ ابوبکر مذکور نے مزید حالات اپنے سفر کے بیان کئے اور خانقاہ شیخ بہاؤالدین زکریاؒ کے درویشوں کا مجاہدہ عرض کیا کہ خانقاہ موصوف میں ہر شخص ذاکر ہے حتیٰ کہ لونڈیاں جو آٹا گوندھتی ہیں

گونجتی ہیں ہنگامہ مشت زنی ذکر و فکر سے خالی نہیں رہتی ہیں میں مدت تک وہاں رہا پھر روانہ ہو کر پاک پٹن آیا اور زیارت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ سے مشرف ہوا آپ اسقدر باعظمت وہیبت ہیں کہ میں حال آپکا اور درویشانِ خانقاہ کا بیان نہیں کر سکتا ذات حضرت شیخ شیوخ العالم کی دریائے فیض ہے کہ آنیوالا کیسا ہی بدبخت ہو حضور کے در سے محروم نہیں جاتا۔ سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کو بمجرد سُننے ان کلمات کے جناب شیخ شیوخ العالم کا عشق پیدا ہوا اور محبت دل پر مستولی ہوئی کہ ہر حالت میں ذکر خیر شیخ شیوخ العالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرماتے تھے اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے اپنی تمام اوقات کو تذکرۂ شیخ گنج شکر قدس سرہٗ سے معمور رکھتے مختصر آنکہ چند ماہ بداؤں سے بلئے حصول علم دہلی تشریف لائے اور شمس الملک صدر ولایت دہلی کی خدمت میں حاضر ہو کر مقامات حریری کے چالیس مقام پڑھے اور علم حدیث کی سند حاصل کی بعدازاں شیخ فرید الحق والدین رضی اللہ عنہ کے پاس اجودھن تشریف لیگئے اسوقت عمر مبارک بیس سال کی تھی۔

راحت القلوب جس میں حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیر کے ملفوظات جمع فرمائے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ ۱۰؍ ماہ رجب المرجب ۶۵۵ھ ہجری دعاگو بمقام اجودھن حاضر خدمت شیخ شیوخ العالم ہو کر شرف بیعت حضور سے مشرف ہوا آپ نے بیحد نوازش فرمائی خرقہ اور کھڑاویں مرحمت کیں۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ ولایتِ ہند کسی دوسرے شخص کو تفویض کرنے کا تھا۔ مگر تم راستہ میں تھے مجھے الہام ہوا کہ یہ نظام الدین کا حق ہے جب وہ آئے اُسے عطا کرنا۔ میں یہ سُنکر قدمبوس ہوا اور اُس شوق زیارت کو بیان کرنا چاہا جو مجھے واسطے حضوری کے تھا مگر زبان نے یاری نہ دی اور دہشت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی غالب آئی۔ آپنے روشنضمیری سے برائے دفع ہیبت فرمایا کہ جائے دہشت و تعظیم خوف نہیں ہے لِکُلِّ دَاخِلٍ دَهْشَةٌ (واسطے ہر داخل ہونیوالے کے دہشت ہوتی ہے) پھر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ + سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

اخبار الاخیار میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز سلطان المشائخ شرف بیعت شیخ شیوخ العالم سے مشرف ہوئے آپنے خدمت مرشد میں عرض کی کہ اگر حکم صادر ہو میں ترک تعلیم کر کے اوراد و نوافل میں مصروف ہوں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں کسیکو تعلیم و تعلم سے منع نہیں کرتا یہ بھی کرو اور وہ بھی کرو۔ غالب اپنے مغلوب کو خود چھوڑا دیگا۔ درویش کو کسیقدر علم ضرور ہونا چاہیے۔ فرمان شیخ ہونے پر آپ خانقاہ میں مصروف بیاد الٰہی ہوئے اور طریقہ مجاہدہ و ریاضت کا اختیار کیا جیسا کہ ملفوظ مبارک راحت القلوب سے ظاہر ہے آپ آٹھ ماہ خدمت شیخ الاسلام قدس سرہ میں حاضر رہے کہ شیخ شیوخ العالم قدس سرہٗ نے کمالیت آپکی ملاحظہ کی اور خرقہ خلافت سے ممتاز فرما کر دہلی روانہ کیا۔ آپ دہلی تشریف لائے اور دہلی سے تین مرتبہ زمانہ حیات شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ میں برائے حصول زیارت جسمانی اجودھن تشریف لے گئے مگر وقت رحلت شیخ شیوخ العالم رحمۃ اللہ علیہ اجودھن میں تشریف فرما نہ تھے۔ منقول ہے کہ اوائل حال میں آپکو اسقدر تنگی معاش کی تھی کہ باوجود ارزانی غلہ کہ ایک پیسہ میں دو آدمی دونوں وقت بخوبی شکم سیر ہوتے تھے۔ آپکو کئی کئی روز تک زحمت فاقہ کشی کی کھینچنی پڑتی تھی۔ سیر الاولیا میں سید محمد مبارک المعروف بخواجہ امیر خورد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے زبانی شیخ نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ کے سُنا وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے خود حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ اُن دنوں جب یہ دعاگو دہلی میں متصل دروازہ مندور رہتا تھا دو دو تین تین روز فاقہ سے گذر جاتے تھے مجھے اور میرے متعلقان کو بالکل بوئے طعام نہ پہونچتی تھی۔ میری والدہ کی عادت تھی کہ جس روز گھر میں کھانے کو نہوتا مجھ سے فرماتیں کہ "بابا نظام الدین ما امروز مہمان خدائیم" مجھے ان الفاظ سے ایسی خوشی پیدا ہوتی جس کا بیان نہیں کر سکتا اور فرط انبساط سے بالکل پروائے طعام نہ رہتی اتفاقاً ایک روز کوئی شخص بطریق نذرانہ ایک روپیہ کا

غلہ والدہ کو دے گیا اس سے کئی روز متواتر کھانا نصیب ہوا ہیں تنگ آگیا۔ اپنے دل میں کہتا تھا کہ الٰہی وہ کونسا دن ہوگا کہ والدہ فرماوینگی کہ "ماجہمان خدائیم" آخرش وہ غلہ ختم ہوگیا اور والدہ نے مجھ سے بوقت افطار کہا کہ بابا نظام الدین! امروز مہمان خدائیم" مجھ پر سنتے ہی ان الفاظ کے ایک حالت طاری ہوئی جو بہت باراحت تھی کہ اسکی صفت بیان نہیں ہوسکتی۔ صاحب سیر الاولیا تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سید مبارک محمد کرمانی رح سے سنا ہے کہ وقت تشریف آوری حضرت المشائخ بمقام غیاث پور خانقاہ مبارک میں دستر خوان بچھایا جاتا تھا کہ ساکنان خانقاہ کو عدم موجودگی علوفہ معلوم ہو جائے خود حضرت سلطان المشائخ رضہ سے منقول ہے کہ جبوقت سلطان معز الدین کیقباد شاہ دہلی نے شہر نو بنام کیلو کھڑی[1] متصل غیاث پور آباد کیا خلق کا مجھ پر ہجوم آمد و رفت امرا و ملوک کی بہتات ہوئی میرے دل میں آیا کہ یہاں سے چلا جانا مناسب ہے اسی اندیشہ میں تھا کہ اسی روز عصر کے وقت ایک نوجوان صاحب جمال بغایت نحیف البدن آیا اور مجھے دیکھتے ہی یہ مثنوی زبان پر لایا ۵ آں روز کہ مہ شدی نمیدانستی + کانگشت نمائے عالمی خواہی شد + امروز کہ زلفت دل خلقے بربود + در گوشہ نشستنت نمیدارد سود + اس کے بعد یہ بات کہی کہ آدمی کو اول مشہور نہونا چاہیے اور جب شہرت ہوگئی پھر اسکو گمنام ہونیکا خیال نہ کرنا چاہیے ورنہ فردائے قیامت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شرمندہ ہوگا۔ اسکے بعد کہا کہ کسقدر پست ہمتی اور کم حوصلگی کی بات ہے کہ خلق سے گوشہ گیر ہوکر حق سے مشغول ہوں۔ مردوں کا یہ کام ہے کہ باوجود کثرت آمد و رفت خلائق کے بھی حق سے مشغول رہیں۔ جب وہ خاموش ہوا کسیقدر طعام موجودہ انکے روبرو رکھا مگر انہوں نے نہیں کھایا۔ میں نے اسیوقت نیت کی کہ

[1] اب کیلو کھڑی میں چند مکانات موجود ہیں اور آبادی نہایت مختصر ہے[2] جہاں آپکا مزار ہے اس جگہ کا نام پہلے غیاث پور تھا اب آپکے مزار کے باعث آبادی موجودہ کا نام درگاہ نظام الدین ہے ۱۲

اب یہیں رہونگا۔ جبوقت میں نے یہ نیت کی انہوں نے ہاتھ کھانے میں ڈالا اور تھوڑا سا تناول فرمایا پانی پیا اور چلے گئے۔ بعد اس واقعہ کے میں نے پھر ان کو کبھی نہیں دیکھا جب حضرت محبوب الٰہی رضہ نے نیت اقامت درست فرمائی اللہ تعالیٰ نے انکو قبول تام عنایت فرمایا۔ خاص و عام بجانب حضرت کے رجوع لائے اور دروازے فتوح کے اسقدر مفتوح ہوئے کہ ایک عالم نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ حضرت باوجود اس شوکت و عظمت کے ریاضات اور مجاہدات سخت فرماتے تھے۔ کہتے ہیں کہ آخر عمر میں جب سن شریف اسی برس سے تجاوز کر گیا۔ آپنے بدرجہ غایت مجاہدہ اختیار کیا ہر روز روزہ رکھتے اور وقت افطار بہت ہی تھوڑا کھاتے۔ سحری اکثر تناول نہ فرماتے تھے حتی کہ اہل خانقاہ نے عرض کی مخدوم وقت افطار بہت کم کھانا کھاتے ہیں بعدہ سحری بھی تناول نہیں فرماتے اس سے آپکی قوت کم ہوجائیگی۔ آپ یہ سنکر رو پڑے اور فرمانے لگے کہ بہت سے درویش اور ساکنین مساجد اور دوکانوں کے پہنچنے والے گوشوں میں بھوکے پیاسے فاقہ زدہ پڑے ہوئے ہیں انکا یہ حال ہو اور میں شکم سیر ہوں۔ اس حالت کی یاد آوری سے کہا نامیرے حلق کے نیچے نہیں اترتا ایسی ہی باتیں فرماتے اور زار زار رونے لگتے۔ گریہ موقوف نہونے پر لوگ دستر خوان سامنے سے بڑھا لیتے تھے، خود حضرت رضہ سے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ بہنگام سفر تنہا کشتی میں ہمراہ شیخ شیوخ العالم رضی اللہ عنہ کے سوار تھا۔ شیخ نے مجھے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ دہلی میں مجاہدہ اختیار کرنا۔ بیکار رہنا اچھا نہیں ہے روزہ ہمیشہ رکھنا کہ روزہ نصف راہ دین ہے اور دیگر اعمال نصف راہ دیگر۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ نظام الدین میں نے تیرے واسطے خدا سے چاہا ہے کہ جو کچھ تو طلب کرے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے کرم سے تجھے عطا فرمائے۔ منقول ہے کہ آپ رات کو حجرہ خاص کا دروازہ اندر سے بند فرمالیتے اور تمام شب راز و نیاز میں مصروف رہتے اور صبح کے وقت دروازہ کھولتے تھے۔ بوجہ شب بیداری چشم ہائے

مبارک سُرخ بنی تھیں جسکی نظر آپ کے جمالِ مُبارک پر پڑتی وہ تصور کرتا کہ ایک مست وطافح رمخمور ہیں۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون میں کیا خوب فرمایا ہے ؎

تو شبانہ می نمائی بہر کہ بودی امشب ٭ کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد ٭

نقل ہے کہ پروانہ رہائی کسیکا گم ہو گیا تھا اُسے بہت تشویش تھی۔ خدمت شریف میں برائے طلب دعائے خیر حاضر ہوا آپ کا وقت خوش تھا۔ آپ نے فرمایا کہ "حلوا بروحِ پاک حضرت گنجشکر بدہ" وہ حُسن اعتقادی سے روپیہ لیکر حلوائی کی دوکان پر آیا اور حلوا مُول لیا۔ حلوا بنانے والے نے حسب قاعدہ کاغذ میں لپیٹ کر شے مطلوبہ دینی چاہی اسکی نگاہ اس کاغذ پر پڑی فوراً کہا کہ اس کاغذ کو خراب نہ کرو مجھے دو کہ یہی میرا پروانہ رہائی ہے جسکی تلاش میں پھر رہا ہوں۔ اب حضرت کی عنایت سے دستیاب ہوا ہے۔ منقول ہے کہ آپ نے وفات پانے سے چالیس روز پیشتر کھانا بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اور وقت غلبہ بیماری اکثر بیہوش ہو جاتے اور جب پھر ہوش میں آتے یہی ارشاد فرماتے کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے یا نہیں اور اکثر ارشاد فرماتے کہ ؎

میروم میروم میروم ٭ جبوقت حضرت کا وقت معلوم قریب آیا آپنے اقبال خادم خانقاہ کو طلب فرمایا۔ اور اُس سے ارشاد فرمایا کہ خانقاہ میں کسی چیز کو نہ رکھو کہ روز حشر مجھ سے حساب لیا جائیگا۔ اقبال اُسیوقت گیا اور تمام اسباب کو لٹا دیا الا لنگر میں کسی قدر غلہ جو جو علوفہ درویشاں برائے چند روز تھا باقی رکھا۔ اس حال کے دریافت ہونے سے آپ ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ غلہ کس واسطے رکھ چھوڑا ہے ابھی تقسیم کرو اور انبار خانوں میں جھاڑو پھیر دو اقبال نے حسب الحکم فوراً انبار خانے کُشادہ کئے درویش و فقرا جمع ہوئے اور تمام غلہ لوٹ کر لے گئے۔ کھتّوں میں جھاڑو دی گئی۔ ایک صاع بھی غلہ باقی نہ رکھا اسکے بعد خادمان خانقاہ اور متوسلان بارگاہ نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کی اللہ تعالے نے حضور کی عمر ایسی شان سے گذاری کہ بادشاہانِ عصر کو آپ کی عظمت

دیکھکر رشک ہوتا تھا۔ آپکی موجودگی میں ہم لوگوں کو کسی سے ملتجی ہونے کی ضرورت نہ تھی اب بعد مخدوم کے ہمارا کیا حال ہوگا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ میرے طریقہ پر بیٹھے رہوگے اسی خانقاہ میں تم کو اسقدر پہونچے گا۔ کہ تمہاری حاجات کیواسطے کافی ہوگا۔ قصہ مختصر ذکر حالات و خوارق عادات حضرت سلطان المشائخ نور اللہ مرقدہٗ کے اسقدر ہیں کہ اس مختصر میں درج نہیں ہو سکتے۔ اگر ایک شمہ انکا بیان ہو یہ فصل بجائے خود ضخیم کتاب ہو جائے۔ طالب صادق کو چاہئیے کہ رجوع بطرف کتب سیر و تاریخ کرے۔ سیر الاولیا[1] حضرت کے حالات و ارشادات میں جامع و مستند کتاب ہے۔ ایڈیٹر نیاز کیش داعی الخیر غلام احمد خان مترجم مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت رحمہ کا ارادہ ہے۔ وارادۃ اللہ الغالب۔ کہ ترجمہ ان فوائد بےبہا سے فارغ ہو کر سعادت ترجمہ کتاب مذکور حاصل کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ وفات شریف آپکی بعد طلوع آفتاب بروز چہار شنبہ ہجدہم ماہ ربیع الثانی ۷۲۵ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک آپ کا مرجع حاجات خلائق و زیارت گاہ خاص و عام دہلی سے تین کوس بسمت دکھن ہے کسی نے قطعہ تاریخ آپ کی وفات کا خوب موزوں کیا ہے اللہ اسکو اجر عظیم عطا فرمائے وہ قطعہ یہ ہے:۔

نظام دو عالم شہ اولیں ٭ سراج دو عالم شدہ بالیقین

چو تاریخ فوتش بجستم ز غیب ٭ ندا داد ہاتف شہنشاہ دین ۷۲۵ھ

فصل دوم آغاز ترجمہ کتاب مستطاب راحت المحبین

مجلس اوّل۔ روز دوشنبہ بستم ماہ رجب المرجب ۶۸۹ھ نبوی در بارہ آفرینش حضرت

[1] اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اُس نے اپنی کرم سے مجھ عاجز کی تمنا پوری کی کہ خاکسار نے سیر الاولیا کا بزبان اردو ترجمہ کیا جو دو مرتبہ طبع ہو کر فیض رسان عالم ہو رہا ہے ۱۲

آدم علیہ السلام واقع ہوئی بندہ گنہگار امیدوار رحمت پروردگار خسرو کہ یکے از بندگان و حلقہ بگوشان حضرت سلطان المشائخ ہے اسکی یاوری بخت سے دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ عزیزان اہل صفہ حاضر خدمت تھے بندہ واسطے گذارش مدعا کے دست بستہ کھڑا تھا آپنے مجھے کھڑا ہوا دیکھکر از راہ مکرمت فرمایا کہ بیٹھ جاؤ اور جو کچھ کہنا ہو عرض کرو میں نے قدمبوسی کی۔ آپنے از راہ نوازش مجھے اُٹھایا اور بار دیگر ارشاد فرمایا کہ تمکو اجازت ہے جو کچھ کہنا ہو کہو میں نے التماس کیا کہ اس نحیف نے قبل ازیں جسقدر ارشادات نفیسہ زبان مبارک سے سُنے تھے اُنکو قلمبند کیا کہ ایک کتاب مُرتب ہو گئی بندہ نے اُسکا نام افضل الفوائد رکھا ہے کتاب مذکور شرف ملاحظہ حضور سے مشرف ہو چکی ہے۔ اب میں طالب اجازت ہوں کہ جو ترغیب و ترہیب زبان مبارک حضرت مخدوم سے سنوں اُسے سلک تحریر میں لاؤں مستدعی ہوں کہ حضور آئندہ اکثر ذکر حضرات انبیاء عظام علیہم السلام فرماویں یہ کمال ذرہ نوازی ہو گی۔ بندہ کی عرض اثبت ختم ہوتے ہی آپ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ بہت خوب میں نے تمہارے آنے سے پہلے ہی یہ حکایت آغاز کی ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا اے درویش عزیز سُن کہ جبوقت حق تبارک و تعالےٰ نے خزانہ بلا پیدا کیا صرف واسطے انبیاء اور اولیاء کے پیدا کیا فرشتوں نے جب اس خزانۂ بلا کو دیکھا ہیبت سے پگھل گئے اور سر سجدہ میں رکھکر عرض کی کہ یہ خزانہ کن لوگوں کے واسطے ہے فرمان الٰہی ہوا کہ اے فرشتو تم اس نعمت سے فارغ ہو یہ نعمت ہمنے اپنے خلیفہ کے نصیب کی ہے جسے ہم زمین میں پیدا کرینگے یہ بلا حضرت آدم اور اُنکی اولاد کے واسطے ہے جو میرے محب ہیں اُن پر اس بلا کو نازل کر کے اُنکا امتحان کرونگا اور جو شخص دعویٰ محبت کرے گا اُسپر یہ بلا بالخصوص نازل کیجاویگی وہ اسکے ایسے خواہشمند ہونگے کہ میں بلا نازل نکرونگا۔ اور وہ ہزار آرزو خواہش کرینگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش یہ طائفہ جو عشق دوست

میں مستغرق ہے شب و روز بلا کی آرزو میں گزارتا ہے کیونکہ جو بلا دوست کی جانب سے آتی ہے وہ بلا نہیں بلکہ ایک نعمت ہے کہ از جانب دوست ہدیتہً پہونچتی ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک عاشق صادق ہر روز صبح اُٹھکر یہ دعا مانگتا تھا کہ یا الٰہی رزق میرا سوا بلا کے دوسری اشئے نکر کہ بہترین خورش میری تیری بلا ہے کسی نے اُن سے دریافت کیا کہ تم یہ بات کیسی عجیب کہتے ہو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ بیان میرا نہایت صحیح ہے کیونکہ امتحان دوست کا بلا سے ہوتا ہے اگر میں اس کی خواہش نہ کروں ہر آئینہ درمیان اہل سلوک ثابت قدم نہونگا۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ بیان فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ رباعی ارشاد فرمائی ع

ہر جا کہ بلائے تست برجانم باد ❊ چوں درد رضائے تست برجانم باد + گر بر عاشقاں بلا با شد + آن جملہ بلائے تست برجانم باد ❊

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جبوقت حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور روح اُن کے قالب میں ڈالی گئی آپنے اُٹھنا چاہا اُسیوقت چھینک آئی آپنے الحمد للہ کہا جبرئیل علیہ السلام موجود تھے اُنہوں نے جواب میں یرحمک اللہ کہا اُسیوقت فرشتوں پر فرمان جاری ہوا کہ اے ملائکہ تم کہتے تھے کہ یہ قوم فساد کرے گی اور ناحق خون بہاوے گی۔ اب دیکھا اسنے اُٹھتے ہی حالانکہ پورا کھڑا بھی نہیں ہوا تھا میری حمد و ثنا کی۔ چنانچہ اس واقعہ کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ۔ اُسوقت فرشتوں نے سر سجدہ میں رکھا اور موافق اس قول باری تعالیٰ کے عرض کی قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۔ یعنے تو جانتا ہے اور ہم کچھ نہیں جانتے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب آپ کے جسم میں رُوح داخل ہو گئی۔ حضرت جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ کو حکم ہوا کہ بہشت میں جا کر حلہ بہشتی لاؤ اور حضرت آدم علیہ السلام کو پہناؤ حضرت جبرئیل حلہ بہشتی

لائے میکائیل براق اور اسرافیل نے تاج حاضر کیا اور حسب فرمان اللہ تعالیٰ عز اسمہٗ حضرت آدم علیہ السلام کو پہنا دیا گیا حکم ہوا کہ براق پر سوار کرا کے بہشت میں لیجاویں اور تخت مرصع پر بٹھاویں جب حضرت آدمؑ تخت پر بیٹھے جملہ ملائک کو حکم ہوا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کریں قولہ تعالیٰ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ پس جملہ فرشتوں نے یہ دیکھکر باواز بلند کہا لعنت ابلیس پر ہو۔ یہ بیان فرما کر خواجہ ادام اللہ تقواہٗ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا اے درویش ابلیس بسبب نافرمانی مردود ہوا اس زمانہ میں بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ افعال قبیحہ کو مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ہر روز ہزار مرتبہ لعنت پروردگار کی اُن پر نازل ہوتی ہے اُنکو مطلق خبر نہیں محض غافل ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب حضرت آدم نے جنۃ الماوی میں مقام کیا اور تمام ملائکہ مقیم زمین و آسمان نے اُنکا اعزاز و اکرام و احترام دیکھا سب اُنکی جانب رجوع لائے بعد اسکے فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدمؑ علیہ السلام سے پڑھا کریں۔ کیونکہ اُن کو آپ کے برابر علم نہ تھا بعد اس کرامت کے حضرت آدمؑ کو اختیار دیا گیا کہ آپ سب نعمتیں بہشت کی کھاویں مگر دانہ گندم تناول نفرمائیں لیکن تقدیر یہ تھی کہ اُنکو دنیا میں اوتارا جاوے۔ اسلئے آتش عشق اور محبت خورش گندم اُنکے دل میں ڈالی گئی کہ بسبب قضا ایک دانہ گندم کا کھایا فوراً تاج کرامت سر سے گرا اور حلہ بدن سے الگ ہوا اور آپ برہنہ سر اور جسم عریاں ہو گئے درخت سے آواز آئی کقولہ تعالیٰ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى یعنے اے عاصی بہشت سے باہر چلا جا کہ یہ جگہ تیرے رہنے کی نہیں آدمؑ ہر درخت کے متصل جا کر اُس سے اعانت چاہتے تھے کہ ستر عورت کے واسطے کچھ پتے حاصل کریں۔ درخت سے آواز آتی تھی کہ تم عاصی ہو ہم عاصی کے روادار نہیں۔ چنانچہ جب آپ نے درخت انجیر کے متصل جا کر اُس سے اعانت چاہی اُس نے ستر پوشی کے واسطے کچھ پتے دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس سے دریافت کیا کہ تو نے کیوں پتے دیئے درخت انجیر نے عرض

کی کہ بار الٰہی میں نے اُسکی عزت ابتدائی دیکھی تھی اور مجھکو تیرے فضل سے یہ بھروسا ہے کہ آخر میں تو پھر اُسکی عزت ویسی ہی کردیگا۔ اس سبب سے میں نے پتے دینے میں دریغ نہیں کیا پس فرمان الٰہی ہوا کہ اے درخت انجیر میں نے تجھکو میان خلق عزیز کیا۔ کتب تفاسیر میں مرقوم ہے کہ آدمؑ بہشت سے کوہ سراندیپ (جو اب لنکا یا جزیرہ سیلون کے نام سے مشہور ہے) کی سرزمین میں اُتارے گئے اور مقام کیا تین برس تک اُس زلّت (لغزش) کی وجہ سے روتے رہے چنانچہ گوشت و پوست اُن کے رخسار کا بہ گیا تھا۔ اور چڑیوں نے آکر اُن کے گالوں میں گھونسلے بنالیئے تھے اُنکو بھی خبر نہ تھی آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی اور گھانس اُگ کر اسقدر بلند ہو گئی تھی کہ وجود مبارک اُسمیں پوشیدہ ہو گیا تھا۔ حضرت خواجہ ادام اللہ برکاتہٗ یہ بیان فرما کر چشم پر آب ہوئے کہ آرے آغاز صبح اربعین صباحاً اسی مقام سے ہے جب آنکھ کھولی نظر جمال عشق پر پڑی آخر اُسی شعلہ نے اثر کیا شارستان بہشت سے پاؤں اُٹھا کر منہ طرف خرابہ دنیا کے رکھا کیونکہ سبق عشق کی تکرار بہشت میں نہیں ہو سکتی تھی مگر خرابہ دنیا میں کہ قول ان اشد البلاء فی الاولیاء واشد منھا علی الانبیاء درست آوے بعدہٗ خواجہ ذکر اللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ عاشقوں نے بلا کو ساتھ آرزو و خواہش کے چاہا ہے تب واصلان حق سے ہوئے ہیں المحبۃ فی المحبین۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا اول شخص جسنے دنیا میں سب سے پہلے بلائے عشق قبول کی وہ آدم صفی اللہ علیہ السلام تھے خمیر آدم علیہ السلام کا خاک بہشت سے تھا اگر خاک بہشت حضرت آدم علیہ السلام کی سرشت میں نہوتی۔ اُنکی اولاد کو کبھی عشق نہوتا جبکہ اول عشق اُنکو ہوا اثر اُن کا اُنکی اولاد میں بھی باقی رہا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو ولولہ عشق الٰہی اولیا میں ہے وہ سب حضرت آدمؑ کے طفیل سے ہے یہ بیان فرما کر آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ رباعی ارشاد فرمائی ؎ از بہر رخ تو مبتلا می باشم ✦ واندر غم عشق تو بلا می باشم ✦ دریاد جمال تو چنان مشغولم ✦ خود خبرے نیست کجا می باشم ✦ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ کو ایک

عرصہ عجز وزاری کرتے گذرا فرمان الٰہی ہوا کہ روزہائے ایام بیض رکھو تو یہ تمہاری قبولیت گی
آپ نے روزے رکھنے شروع کئے کہ تو بہ حضرت آدم کی بعد تین سو برس کے مقبول ہوئی
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش ایک مدت کے بعد آدم علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ
آپ بہشت میں بھی رہے اور اب دنیا میں بھی آئے ایک عرصہ گذرا آپکو کبھی اپنی مراد
بھی حاصل ہوئی صفی اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جب میں تین سو برس بلا میں
مبتلا رہا تھا۔ اسوقت مجھے میری مراد حاصل تھی ہر الم و رنج جو اسوقت مجھ پہ وارد ہوتا
تھا باعث کشائش ایک سربزرانہ تھا حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ بیان فرما رہے تھے کہ
چھ نفر درویش خانقاہ میں آئے اور حاضر خدمت ہوئے مگر سلام جو سنت الاسلام ہے نہ
کیا اور نہ تعظیم بجالائے بلکہ صحن جماعت خانہ میں کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے۔ تھوڑی دیر
میں بیٹھ گئے ان درویشوں کے منہ میں لگام نہ تھی جو چاہتے تھے۔ خواہ اچھی بات ہو یا بری
بکتے تھے خواجہ ذکراللہ بالخیر نے اپنے اس خلق محمدی سے جو حضرت کو حاصل تھا۔ ان کے
کہنے سننے کی پرواہ نہ کی بلکہ مجھے اور مولانا فخرالدین زرادی سے اور میرے لڑکوں سے کہا
کہ طعام حاضر لاکر ان درویشوں کے سامنے رکھو۔ بعد کھانا کھا لینے کے جو ان کو مطلوب
ہو گا وہ بھی عطا کیا جائے گا۔ ہم لوگ فوراً حسب فرمان مخدوم کھانا لیکر ان کے پاس
گئے انہوں نے طعام ہمارے ہاتھ سے لیکر پھینک دیا۔ اور سخت سست کہنے لگے
ہم حیران تھے کہ اگر حضرت یہ حال دریافت کرینگے ہم کیا جواب دینگے۔ الغرض ہمارے
عرض کرنے سے پیشتر یہ حال حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر کو معلوم ہوا حضرت کسیقدر
کھانا لیکر انکے سامنے آئے اور چند خادم بھی کھانا لئے حضرت کے ساتھ تھے آپنے درویشونکو
سلام کیا انہوں نے رد نہ کیا یعنی جواب سلام نہ دیا اور نہ التفات کی خواجہ ذکراللہ بالخیر کھانا
لئے ہوئے معذرت کرتے تھے اور وہ اپنی بیہودہ سرائی میں مشغول تھے، اس ہنگامہ میں تھوڑی
دیر گذری یکایک خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ان سے کہا کہ اے درویشو! اس کھانیکو کیوں نہیں

نہیں کہاتے کیا یہ کھانا اس کھانے سے بھی گیا گذرا ہے جو تم نے قرن میں کھایا تھا یہ اس
طعام سے صد ہزار درجہ بہتر ہے۔ درویش اسبات کے سنتے ہی حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر کے
قدموں میں گر پڑے اور اٹھکر ایک پاؤں سے کھڑے ہوئے، کہنے لگے کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں
بیٹھ جائیں ہم کھانا کھاتے ہیں ہم نے صرف آپکو مرد پایا ہے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت خواجہ رح
تشریف لیگئے بندہ اور مولانا فخرالدین زرادی رح ان درویشوں کو کھانا کھلانے لگے۔ جب وہ
کھانے سے فارغ ہوئے ہمنے سوال کیا کہ آپ ہمکو وہ ماجرا بتلائیں جو باعث انفعال آپ کا ہوا
درویشوں نے کہا کہ وہ معاملہ اس طرح تھا کہ ہم بجانب قرن مسافر تھے ایک ایسے مقام میں
پہنچے یہاں آبادی کا نشان نہ تھا۔ ہم لوگ اس وادی میں بسبب نہ ملنے خورش کے بہت حیران
ہوئے تین روز تک مطلق بوئے طعام ہمکو نہ پہنچی۔ جب جان سے تنگ آئے اور اس مقام پر
پہنچے جہاں خواجہ اویس قرنی نے اپنے بتیس دانت توڑ کر زمین میں دفن کئے ہیں۔ قصہ مختصر ہمنے
زیارت کی اور فارغ ہو کر آگے روانہ ہوئے۔ راستہ میں مرا ہوا اونٹ پڑا تھا کہ گوشت اسکا سڑ گیا
اور چمڑا اس کا الگ ہوا صرف ہڈیاں باقی تھیں ازبسکہ ہمکو بھوک کی ازحد تکلیف تھی کیونکہ کئی
روز کھائے ہوئے ہو گئے تھے آپس میں صلاح کر کے کسیقدر گوشت اس کمر ہوئی اونٹ کا کاٹکر
چقماق سے آگ جلاکر کباب کر کے کھایا۔ یہ ایک راز تھا کسیکو ہمارے اس حال سے خبر نہ تھی آج خواجہ حضرت
نظام الدین نے اس سر کا مکاشفہ کیا حضرت کا یہ کشف دیکھکر ہمیں اقرار ہوا کہ درویشی یہی ہے جو خواجہ
نظام الدین کو حاصل ہے۔ اسکے بعد خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی شیخ الاسلام
فریدالدین گنجشکر رح کے سنا ہے کہ ایک مرتبہ میں بغداد جاتا تھا مسجد کہف میں شیخ احدالدین کرمانی رح اور
کئی اصفیائے زمانہ سے ملاقات ہوئی انکی مجلس میں یہ ذکر تھا کہ اسکی وجہ کیا ہے کہ بنی آدم کی صورتیں اور
انکے اطوار ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس تذکرہ میں حضرت شیخ احدالدین کرمانی رح نے ارشاد
فرمایا کہ میں نے کتاب آثار انبیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ راوی
حدیث نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ یارسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم صفی ع کو کن عناصر سے پیدا کیا

اُن کے فرزندوں کی صورتیں اور طبائع مختلف ہیں۔ آنحضرت صلعم نے یہ سُنکر فرمایا کہ اے عبداللہ عباس حق سبحانہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے مُنہ کو زمین کعبہ سے اور سر کو خاک بیت المقدس سے اور پیٹ کو خاک بہشت سے اور ٹھوڑی کو خاک کوثر سے اور بھوؤں اور آنکھ کو خاک دنیا سے اور دونوں پیروں کو خاک زمین ہند سے اور اُن کے اعصاب کو خاک مجمع الجزائر سے پیدا کیا۔ پس اے عبداللہ عباس اگر اللہ تعالیٰ آدمؑ کو ایک ہی جگہ کی مٹی سے پیدا کرتا تو آپکی اولاد ایک ہی صورت ہوتی کہ ایک دوسرے سے مشخص نہ کیا جاتا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ دنیا میں کوہ سراندیپ پر اُتارے گئے۔ آپنے کوہ سراندیپ پر اُتر کر غم بہشت سے رونا شروع کیا۔ اسقدر روئے کہ آخر اُنکے گریہ کا پہاڑ اور پتھروں پر ہوا وہ بھی آپکی آہ وزاری دیکھکر رونے لگے پس اللہ تعالےٰ نے واسطے تسکین آدم کے ایک مکان یاقوت سُرخ کا بہشت سے پردۂ دنیا میں اُتارا اور وہ اُسجگہ نصب کیا جہاں آج خانہ کعبہ ہے۔ جسوقت وہ نصب ہو چکا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اُسکی زیارت کا حکم دیا اور فرشتوں سے ارشاد کیا کہ جب وہ حج کو آویں مناسک حج کی تعلیم دو حضرت آدم نے حج کیا اور ہر سال ایکمرتبہ واسطے حج کے سراندیپ سے جاتے تھے اب اُس مکان کو آسمان چہارم پر مقابل خانۂ کعبہ کے رکھا ہے ستر ہزار فرشتے ہر روز اُسکے گرد طواف کرتے ہیں اور تا روز قیامت اسیطرح کرتے رہینگے آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسوقت کسی کا کام کمالیت کو پہنچتا ہے جس جگہ کہ خزانہ بلا ہے اُس پر نامزد کرتے ہیں واسطے اثبات فقر اسکیلئے کہ طاقت اُٹھانے ہماری بلاؤں کی رکھتا ہے یا نہیں اگر درویش صاحب کمال ہے تمام بلاؤں کا طعمہ کر جاتا ہے بلکہ فریاد ہل من مزید کرتا ہے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی حضرت خواجہ فریدالدین گنجشکر رح کے سنا ہے فرماتے تھے کہ سفر بخارا میں ایک بزرگ سے ملاقی ہوا وہ غار میں عبادت کرتے تھے از حد بزرگ صاحبدل و صاحب نعمت و صاحب نفس تھے اُنکی بہت بڑی ہیبت و عظمت تھی۔ الغرض جب مجھے اُنکی قدمبوسی حاصل ہوئی مجھے بیٹھنے کیواسطے ارشاد فرمایا میں حسب الاجازت بیٹھ گیا ایک نور اُنکے روئے مبارک سے ساطع تھا مجھسے مخاطب ہو کر فرمانے لگے اے فرید ساٹھ برس سے میں اس غار میں بیٹھا ہوں ہر روز طرح طرح کی بلائیں مجھپر نازل ہوتی ہیں اور میں اُن سبکا طعمہ کرتا ہوں بلکہ

جس روز مجھ پر بلا نازل نہیں ہوتی میں بہزار خواہش و آرزو طلب کرتا ہوں کیونکہ بلا کسوٹی محب کیلئے ہے اور محب بلاؤں پر صبر کرنے سے ہی پہچانا جاتا ہے اسیوجہ سے طالبان حق بصد خواہش اُسے چاہتے ہیں۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا اے فرید یہ راہ راستان ہے جسنے اس راستہ میں سچائی سے قدم رکھا اور دعویٰ محبت کیا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر بلائیں اُسپر نازل کی ہیں پس صادق کو چاہیئے کہ صبر کرے جسوقت حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر اس حکایت کو تمام فرما چکے ہائے ہائے کرکے رونے لگے۔ اور یہ رباعی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی رباعی در عشق ہمہ درد و جفا ہا باشد + و اندر رہ عشق بلا ہا باشد + پس مرد ہم اوست کہ در رہ عشق کہ او + پیوستہ بعشق در جفا ہا باشد + آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رح سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے ساتھ دنیا میں کیا معاملہ کرتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا یفعل اللہ باولیائہ فی الدار الدنیا ما یفعل اللہ باعدائہ فی الدار العقبیٰ یعنے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے ساتھ دنیا میں وہ معاملہ کرتا ہے جو اپنے اعداء کے ساتھ دار الآخرت میں کریگا۔ یعنے اس دار فانی میں اولیاء اللہ رنج و محن میں گرفتار ہوتے ہیں اور بلائیں اُن پر نازل کیجاتی ہیں۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شبلیؒ کی آرزو تھی کہ شیطان کو دیکھیں ایک شب شیطان خواب میں دکھائی دیا آپکو اس سے خوف معلوم ہوا شیطان نے کہا مت ڈرو میں ابلیس ہوں شیخ شبلی نے اُس سے کئی سوال کئے۔ منجملہ اُسکے پوچھا کہ تجھے کسوقت اولیاء خدا پر دسترس ہوتی ہے یا نہیں ابلیس علیہ اللعنۃ نے جواب دیا کہ ہاں ایکوقت بحالت سماع مجھے دسترس حاصل ہوتی ہے کہ جب وہ غیر حق کیواسطے سماع سُنتے ہیں دل اُنکے بیہوش و غافل ہو جاتے ہیں اُسوقت دسترس حاصل ہوتی ہے۔ آسکے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ رنجیدہ کرنا مومن کے دل کا رنجیدہ کرنا اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اے درویش مومن وہ ہے کہ اگر وہ مشرق میں ہو اور مغرب میں دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف پہونچے اُسے اسکے رنج کا خیال ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ مسلمان کا رنجیدہ کرنا کیسا ہے آپ نے جواب دیا کہ اُسکا رنجیدہ کرنا اللہ تعالیٰ کا رنجیدہ کرنا ہے میں نے حضرت رسول صلعم

کی زبانی سُنا ہو کہ جس نے مومن کو دُکھ پہنچایا اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے
حق سبحانہ تعالیٰ کو ایذا دی اور دوسرے حکم اُس کا یہ ہے کہ مومن کا آزار دینے والا خانہ کعبہ کی انہدام
میں اعانت کرتا ہے۔ اسکے بعد گفتگو سعایت یعنی بدگوئی کرنیکے بارے میں واقع ہوئی آپ نے ارشاد
فرمایا کہ تمام کاموں سے بدتر غمازی کرنا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس روز یوسفؑ کو اُن کے بھائیوں
نے کنوئے میں ڈالا اور ایک بھیڑیئے کو پکڑ کے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں لیگئے
کہ اس نے یوسفؑ کو ہلاک کیا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیئے سے پوچھا کیا؟
تو نے میرے یوسفؑ کو ہلاک کیا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ خیر دیکھا نہیں آپ نے دوبارہ اُس سے
دریافت کیا کہ آیا تو جانتا ہے کہ یوسف کہاں ہے؟ اُس نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔ اگرچہ
میں جانور ہوں مگر عیب جوئی اور عیب گوئی کرنا نہیں چاہتا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ
بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج آنحضرت صلعم نے ایک فرقہ گنہگاروں کا دیکھا کہ اُنکی زبانوں میں
سوراخ کر دیئے گئے ہیں اور رگیں اُنکی لٹک رہی ہیں۔ آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے
دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ غماز تھے
اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ کعبہ میں ایک پتھر ہے اُسکو حجر اسود کہتے ہیں۔ منقول ہو کہ آنحضرت صلعم
اُسکو بوسہ دیا ہے اور لب مبارک آپکے اُس پتھر سے مس ہوئے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس
شخص نے حالت اسلام میں روئے مبارک آنحضرت صلعم ایک مرتبہ دیکھا اُس کے ستر برس کے
گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور بعد نقل آنحضرتؐ حجر اسود کی زیارت کا بھی یہی ثواب ہے۔ اسکے بعد
ارشاد فرمایا۔ ایک عزیز نے ابلیس علیہ اللعنۃ سے پوچھا کہ سبب تیری پھٹکار کا کیا تھا اُس نے جواب
دیا کہ جس روز اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا میں اور ستر ہزار فرشتے اُسے دیکھنے گئے۔ دوزخ
میں کئی ممبر تھے۔ ایک منبر سب سے زیادہ بلند تھا۔ میں نے مالک یعنی داروغہ دوزخ سے
دریافت کیا کہ یہ منبر کس کے واسطے ہے۔ اُس نے جواب دیا نام تو مجھے معلوم نہیں الّا یہ ممبر ایک فرشتہ
کا ہے کہ وہ راندۂ درگاہ حق تعالیٰ ہوگا۔ یہ سُنتے ہی میں اُس منبر پر چڑھ بیٹھا اور یہ خیال کیا کہ یہ

منبر میرے ہی واسطے ہی یہی سبب میری پھٹکار کا تھا کہ رحمت حق سے نا اُمید ہوا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ
حضرت ایوب علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ یا الٰہی مجھے بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ زبانیں دے کہ ہر زبان سے تیرا ذکر
کروں۔ اللہ تعالیٰ نے دعا اُنکی قبول کی اور بلا (کرمان (کیڑوں) میں مبتلا کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام
کے جسم میں بارہ ہزار کیڑے تھے وہ سب تسبیح حق میں مشغول رہتے تھے۔ اسکے بعد خواجہ ذکر اللہ بالخیر
آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ انبیا و اولیا نے بلائیں ساتھ آرزو کے چاہی ہیں
اُسوقت اُنہیں قرب باری تعالیٰ کا حاصل ہوا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت زکریا علیہ السلام
نے مناجات میں کہا کہ یا الٰہی ہرگز کوئی شخص عبادت کے ذریعہ سے تیری بارگاہ میں نہیں پہنچ سکتا
تاوقتیکہ تو بلائیں اُس پہ نازل نہ کرے پس بلا حضرت زکریا علیہ السلام پہ نازل ہوئی۔ اور وہ
آرہ نہارد انتوں والا تھا۔ اُن کے سر پہ رکھا گیا۔ اُنہوں نے صبر کیا تب منزل گاہ آخرت تک پہنچے
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خلیل اللہ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی کہ بار آلہا مہمان
طعام بہت ہیں۔ مگر مہمان طالب جان نہیں۔ فرمان ہوا کہ اے ابراہیمؑ جبتک ہم تجھکو بلا کی کسوٹی سے
آزمانہ لیں گے اُسوقت تک تجھے محب نہ جانیں گے۔ پس اے درویش اس راہ میں کل جفا و بلا ہے
مرد کو چاہیے کہ بلا و جفا دوست میں ثابت قدم رہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ
ایک عارف نے بلاؤں کی سختی سے تنگ آکر عرض کی الٰہی مجھ میں زیادہ طاقت برداشت کی نہیں
فوراً فرمان ہوا کہ اگر اس نعمت کے سنبھالنے کی طاقت نہیں۔ ہاتھ اس طریقہ سے اُٹھا کہ یہ بلائیں دوسرے
کو دو بجائیں۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے۔
کہ میں نے ایک درویش کی زبانی یہ شعر کیسا اچھا سُنا ہے ؎ داری سر ما وگرنہ دور از بر ما ہست دو
کشیم تو نداری سر ما ۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کسی زمانہ میں ایک اعرابی مع چار خورد سال اطفال
کے جو بدن سے ننگے اور اسقدر بھوکے تھے کہ پیٹ انکا بسبب شدت بھوک کے پیٹھ سے
جا لگا تھا۔ اپنی جھولی پتھروں سے بھر کر نزدیک خانہ کعبہ کے آیا اور غصہ سے جانب خانہ کعبہ
مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ کہ مجھے اور میرے بچّوں کو کھانا ملے۔ ورنہ ان پتھروں سے تجھے خراب

کرتا ہوں وہ یہ کہہ رہا تھا کہ ایک ہاتھ بام خانہ کعبہ سے ظاہر ہوا ایک ہزار دینار کا توڑا اس ہاتھ میں تھا آگے اس اعرابی کے ڈالا اعرابی نے کہا کہ اسکو میں کیا کروں مجھے دو روٹیاں مطلوب ہیں اسیوقت دو روٹیاں پیدا ہوئیں جو اعرابی نے بخوشی کھائیں اور اپنے لڑکوں کو بھی دیں جسوقت وہ کھانا کھانے سے فارغ ہوا عوام الناس نے اس سے سوال کیا کہ یہ کیا بیوقوفی کی کہ توڑا اشرفیوں کا نہ لیا اور دو روٹیوں پر قناعت کی۔ اعرابی نے جواب دیا کہ مقصود میرا زر نہ تھا مقصود صرف نمک تھا کہ روٹی کھا کے حق نمک بجا لاؤں حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ حکایت بیان فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا کہ نمک کا بہت بڑا حق ہے آدمی کو لازم ہے کہ حق نمک نگاہ رکھے۔ اسکے بعد گفتگو پردہ پوشی کے بارے میں واقع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عہد حضرت شیث ؑ میں کسی شخص کا گدھا گم ہو گیا تھا اسنے بعد تجسس بسیار حضرت شیث ؑ کی خدمت میں عرض کی آپنے ازراہ ترحم سات شبانہ روز اسکے حق میں دعا کی مگر گدھا نہ ملا ساتویں روز جبرئیل ؑ حضرت شیث کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں پردہ پوش ہوں کسیکا پردہ فاش نہیں کرتا آپ دعا سے ہاتھ اٹھائیں کہ یہ دعا قبول نہ ہوگی۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ درویش کو پردہ پوشی کرنی چاہیئے کہ سلوک میں پردہ پوشی تمام عبادات سے افضل ہے اور پردہ پوشی کے یہ معنی ہیں کہ عیب دیکھکر چھپاوے کسی سے اس کا ذکر نہ کرے یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے درویش کو متصف باوصاف اللہ ہونا چاہیے۔ اسکے بعد گفتگو چاند گرہن اور سورج گرہن کے بارے میں واقع ہوئی کہ خسوف اور کسوف کا کیا سبب ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے شب معراج زیر قبہ فلک مہر و ماہ کو دیکھا کہ گلہ امت کا کر رہے تھے کہ الٰہی ہم ان کے گناہ سے عاجز آگئے ہیں تیرے حکم کے منتظر ہیں اگر تو حکم دے ہم ان کو ہلاک کریں اسوقت انکو فرمان پہونچا کہ ہم تم دونوں سے زیادہ دیکھنے اور جاننے والے ہیں ان کا کوئی گناہ ہم سے پوشیدہ نہیں تمہیں اس امر سے کچھ واسطہ نہیں میں آمرزگار ہوں آنحضرت صلعم

اسجگہ موجود تھے، جسوقت آپنے یہ فرمان سنا غصہ سے گیسو چاند کے اور چوٹی آفتاب کی پکڑی اور بنظر عتاب کے انکو دیکھا فوراً چہرہ آفتاب و ماہتاب کا سیاہ ہو گیا۔ مالک داروغہ دوزخ اسجگہ موجود تھے آپ نے آفتاب و ماہتاب کو ان کے حوالہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ انکو گرد آسمان کے پھراؤ اس دنیا میں بھی رسم ہے کہ جو شخص چغلخوری و عیب جوئی کرتا ہے منہ اسکا سیاہ کرتے ہیں اور کوچہ و بازار میں پھراتے ہیں۔ الغرض جسوقت آنحضرت صلعم معراج سے واپس تشریف لا رہے تھے آفتاب اور ماہتاب دوڑ کر آنحضرت صلعم کے قدموں پہ گر پڑے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ اپنے خلق عظیم سے ہمارے حق میں دعا فرماویں کہ نور رفتہ ہمارا واپس ہو ہم اپنے ارادہ سے مستغفر ہیں آئندہ کبھی شکایت زبان پر نہ لائیں گے۔ آنحضرت صلعم نے ازروئے ترحم انکے حق میں دعا کی نور باز رفتہ انکا واپس ملا۔ الا آپنے ارشاد فرمایا کہ میری وفات کے بعد ہر سال اسیطرح سے ایک یا دو مرتبہ تھوڑے عرصہ کیواسطے نور تمہارا لیا جاویگا اور چہرہ تمہارا سیاہ ہوگا۔ انہوں نے رد کر عرض کی کہ یا رسول اللہ جب آپ موجود نہ ہونگے، ہمارے حق میں کون دعا کریگا کہ قصور ہمارا معاف ہو آپنے ارشاد فرمایا کہ میری امت تمہارے حق میں دعا کریگی۔ ان کے بالاخانہ ہون گے۔ جسوقت کسوف و خسوف ہوگا وہ بالاخانوں پر چڑھینگے اور مجھپر درود بھیجینگے اور استغفار کرینگے۔ اسوقت تمکو نور واپس ملیگا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک حدیث اس مضمون کی دیکھی ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ جس شخص نے ایک مرتبہ مجھپر درود بھیجا تمام عمر کے گناہ اسکے معاف کئے جاتے ہیں اور اسکو روز محشر پلصراط سے گذرنے کو ایک نور دیا جائیگا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس روز حضرت آدم ؑ کو پیدا کیا۔ آنحضرت صلعم کا نور انکی پشت مبارک میں رکھا۔ فرشتوں کو حکم دیا کہ نماز باقتدا آدم صفی اللہ علیہ السلام پڑھیں۔ اسی جگہ سے مفسر دلیل پکڑتے ہیں کہ اصل میں سجدہ آدم کو نہ تھا بلکہ نور محمدی کو تھا الغرض آدم علیہ السلام نے مناجات کی کہ یا الٰہی وہ نور مجھے دکھلا وہ نور پشت سے پیشانی آدم علیہ السلام میں منتقل کر دیا گیا بہشت کی حوریں اس نور کو دیکھتے ہی بے اختیار ہو گئیں اور شب و روز حضرت آدم ؑ کی خدمت میں

میں دست بستہ حاضر رہتی تھیں۔ اسکے بعد حضرت آدمؑ نے دعا مانگی کہ یا الٰہی اس نور کو ایسی جگہ منتقل فرما کہ آٹھ پہر میں اُسے دیکھتا رہوں وہ نور پیشانی سے انگشت شہادت حضرت آدم علیہ السلام میں منتقل کیا گیا۔ ایک مدت تک انگشت سبحہ آدم علیہ السلام میں رہا۔ ایک روز حضرت آدمؑ سوتے تھے کہ وہ نور غائب ہوا جبوقت آدمؑ بیدار ہوئے نور نظر نہ آیا۔ دیوانہ و بیقرار ہوئے سرگرداں بہشت میں ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ جب نزدیک درخت گندم کے پہنچے ایک پر تو اس نور کا درخت گندم میں نظر آیا۔ آپنے دیکھکر اُس دانہ کو کھالیا آواز آئی کہ اپنے مقصود کو پہنچے۔ اب دنیا میں جاؤ کہ وہ مطلوب تمہارا اُسی جگہ پیدا ہوگا۔ پس آدمؑ دنیا میں آئے۔ مفسروں کی قصہ نزول آدمؑ از بہشت بریں میں ایک روایت یہ بھی ہے جو بیان کیگئی واللہ اعلم بالصواب۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرماکر خاموش ہوئے۔ مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس دوم۔ روز چہارشنبہ ۲۷ رجب المرجب ۶۸۹ھ دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ مولانا فخرالدین زرادی۔ مولانا برہان الدین غریب رحمۃ اللہ علیہما و دیگر اصفیا رحاضر خدمت تھے۔ ذکر خیر حضرت نوح علیہ السلام کا ہورہا تھا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے عمر ہزار سال کی پائی اور ساڑھے نوسو برس پیغمبری کی اس عرصہ میں ستر آدمی اُنکی قوم سے ایمان لائے۔ یہ حکایت کتب قصص میں مرقوم ہے۔ ایک روز آپکی قوم نے ہنگام وعظ فرمائی اسقدر اینٹ اور پتھر مارے کہ پنڈلی آپکی تمام خون سے آلودہ ہوگئی شدت درد کی تاب نہ لاکر آپ مقام وعظ سے روانہ ہوئے اور مکان میں پہنچکر دعا کی کہ بار خدایا مجھے سخت تکلیف ہے۔ اُسیوقت حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ عز اسمہ فرماتا ہے کہ میں نے دنیا میں تنگی و سختی اور بلائیں واسطے انبیا و اولیا کے پیدا کی ہیں اگر طاقت صبر کی نہیں رسالت کی چادر اُتارو کہ ہم کسی اور کو عطا کریں۔ جو ہمارے ہدایا یعنی رنج و بلا کا متحمل ہوسکے۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرماتے ہوئے۔ آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب یہ ارشاد سُنا دم نہ مارا۔ اسکے بعد جو جو تکالیف اور رنج اُن کو پہنچے اُن پر صبر کیا بلکہ نزول بلا سے خوش ہوکر ہل من مزید کہتے تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت نوحؑ

کی رسم تھی کہ ہر روز رات کو ایکہزار رکعت نماز نفل ادا فرماتے تھے اور قریب صبح سر سجدہ میں رکھکر زاری کرتے اور عاجزانہ کہتے۔ الٰہی میں نے ایسی طاعت نہیں کی جو تیرے لائق ہو۔ اور ایسا سجدہ بجا نہ لایا جو تیرے لائق ہو۔ مجھے معلوم نہیں کل بروز قیامت میرا کیا حال ہوگا۔ جبوقت اس مناجات سے فارغ ہوتے ذکر کرتے کہ ہر بن مو سے آپ کے خون رواں ہوتا۔ اور ہر ایک قطرہ سے جو زمین میں گرتا نقش تسبیح پیدا ہوتا۔ آپ رات بھر عبادت کرتے اور دن بھر ہدایت قوم میں مشغول رہتے تھے اسی نہج پر آپکی عمر تمام ہوئی۔ ذرہ اپنے قاعدہ سے انحراف نہ کیا۔ اسکے بعد ایک شخص نے سوال کیا کہ دریاؤں کی پیدائش کا سبب ارشاد فرمایئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اصل پیدائش دریا کی طوفان نوحؑ سے ہے۔ اور قصہ اُس کا اس طرح سے ہے کہ جبوقت غضب الٰہی قوم نوحؑ پر نازل ہوا اور سب غرق ہوئے قولہ تعالیٰ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ٥ پس زمین سے چشمے جاری ہوئے۔ جیسا کہ اس نص آیت سے ظاہر ہے وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا اور وہ اس طرح تھا کہ زمین اور پہاڑ پانی سے غرق ہوگئے تھے، پانی زمین اور پہاڑوں پر دوڑتا تھا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ گزند آسمان کا زمین کو نہ پہونچے اور زمین سلامت رہے۔ چالیس روز پانی برستا رہا اگر تمام زمین پانی سے ڈھکی ہوئی نہوتی ہر آئینہ قطرات باران سے زمین پاش پاش ہوجاتی اور لائق تخم ریزی نہ رہتی۔ پانی پہاڑوں سے اُوپر تک پھیل گیا تھا۔ پہاڑ اور زمین مطلق نظر نہ آتے تھے، اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پانی پہاڑوں سے چالیس ہاتھ اونچا نکل گیا تھا۔ الغرض جب چالیس روز مدت طوفان کی ختم ہوچکی حق سبحانہ تعالیٰ نے آسمان کو حکم دیا کہ اپنا پانی پھیرلے کقولہ تعالیٰ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ٥ پس زمین نے اپنا پانی پی لیا مگر وہ پانی جو آسمان سے نازل ہوا تھا پی نہ سکی کیونکہ وہ پانی کھاری تھا خشم باری تعالیٰ سے شور ہوگیا تھا۔ جہاں وہ پانی ٹھیرا وہ مقامات سمندر کہلائے گئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ وجہ طوفان نوح یہ تھی کہ حضرت نوحؑ نے یہ دعا مانگی رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي یعنی اے باری تعالےٰ

قوم میری نافرمان ہوئی وَاتَّبَعُوا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ۝ اور وہ متابعت اُن لوگوں کی کرتے ہیں جن کے پاس مال بہت ہے اُن کے لڑکوں سے بھی صلاح کی امید نہیں وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا اور نہ زیادہ ہوگی ظالموں سے مگر گمراہی۔ وہ کافر گمراہ ہوئی ہیں اور میرے سمجھانے سے باز نہیں آتے۔ مفسروں نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے طوفان بھیجنا چاہا۔ حضرت نوح ع کو اس امر کی اطلاع دی کہ میں طوفان نازل کرنیوالا ہوں اور تمام گمراہ طوفان میں غرق کئے جائیں گے آپ اپنے واسطے کشتی تیار کریں۔ حضرت نے عرض کی یا الٰہی مجھے کشتی بنانی نہیں آتی حق تعالیٰ کا فرمان ہوا کہ جبرئیل تمکو کشتی بنانی سکھا دینگے۔ حضرت جبرئیل ع آئے اور کہا کہ آپ ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے مہیا کریں اور اُنمیں سے ہر تختہ پر نام ایک ایک پیغمبر کا تحریر کریں نوح علیہ السلام نے کہا مجھے نام تمام پیغمبروں کے معلوم نہیں اسیوقت حکم ربانی آیا کہ لکڑی چیرنا آپ کے ذمہ اور نام ثبت کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ حضرت نوح ع نے لکڑی چیرنی شروع کی۔ جب تختے جُدا کئے پہلے تختے میں نام آدم صفی اللہ اور دوسرے میں شیث تیسرے میں نوح چوتھے میں ادریس علیہم السلام تحریر پایا اسیطرح ہر تختہ میں ایک پیغامبر کا نام تحریر تھا آخری تختہ میں نام پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم تحریر تھا۔ جب حضرت جبرئیل ع نے یہ نام دیکھا بیساختہ پکار اُٹھے اَلْاٰنَ تَمَّتْ سَفِیْنَتُكَ یعنے اب آپ کی کشتی تمام ہوئی اے نوح محمد رسول اللہ صلعم خاتم پیغمبروں کے ہیں اور چراغ جملہ انبیاء و اولیاء کے وہی ہیں۔ اسکے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار کیلیں آسمان سے نازل ہوئیں جنکے پھول پر نام ایک ایک پیغمبر کا لکھا ہوا تھا۔ اور ایک روایت میں اسطرح آیا ہے کہ بعد نام مبارک آنحضرت صلعم بھی چار تختے خالی رہے کہ اُن میں کوئی نام تحریر نہ تھا حضرت نوح علیہ السلام نے جبرئیل ع سے کہا کہ اے جبرئیل محمد رسول اللہ آخرین پیغمبران ہیں ان تختوں پر کس کا نام لکھا جاوے کیونکہ حکم تحریر اسماء پیغمبران ہے اور آپ کے بعد کوئی پیغامبر نہ ہوگا اسیوقت وحی ہوئی کہ اے نوح محمد رسول اللہ صلعم کے چار یار ہیں بغیر تحریر اُن کے اسماء کشتی کامل نہ ہوگی۔

آپ نے دریافت کیا کہ الٰہی اُنکے نام کیا ہیں۔ فرمان ہوا کہ ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان غنی اور علی رضی اللہ عنہم اُنکے نام ہیں۔ بقیہ ہر چہار تختہ میں سے ایک ایک تختہ پر نام ایک ایک اصحابی کا تحریر کرو۔ کہ یہ محتشم دُنیا و آخرت کے ہیں۔ اگر انکا نام نہ ہوگا کشتی تمہاری کبھی ساحل مقصود کو نہ پہنچے گی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب وقت طوفان قریب آیا۔ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا آپ تابوت تیار کریں۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام جو درمیان صفا و مروہ مدفون ہیں اُس تابوت میں رکھے جائینگے۔ قصہ مختصر حضرت نوح علیہ السلام نے تابوت تیار کیا اور نعش مبارک حضرت آدم علیہ السلام کی زمین سے نکال کر اُس تابوت میں رکھی اور وہ تابوت کشتی میں رکھا گیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کامل ہوگئی اور تابوت حضرت آدم علیہ السلام اور تمام چیزیں جو مخلوق میں ہیں اُنکا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھا گیا طوفان شروع ہوا۔ زمین نے پانی اُگلا اور آسمان سے پانی برسنا شروع ہوا۔ اسقدر پانی برسا کہ زمین سے چھتیس ۳۶ گز پانی بلند ہوا تھا تمام گمراہ ڈوب گئے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ پانی تین روز اپنی پوری حالت پر قائم رہا بعد اسکے کم ہونا شروع ہوا۔ سب آدمی غرق ہوئے مگر وہ لوگ غرق ہونے سے بچ گئے جنکے حق میں نوح علیہ السلام نے دُعا کی تھی۔ جس طرح قرآن شریف میں خبر ہے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا یعنی اے پروردگار بخش مجھے اور میرے ماں باپ کو اور اُن لوگوں کو جو میرے دین میں آئے ہیں یعنی کشتی میں ہیں اور یہی دعا تھی جس نے قوم کو ہلاک کرایا کیونکہ وہ کل گمراہ تھے اور ایمان نہ لاتے تھے اور یہی دُعا ہے جو امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور جملہ مومنین و مومنات و امت انبیاء پیشین علیہم السلام کو بروز قیامت آتش دوزخ سے رستگار کرائیگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کتب تفاسیر میں مرقوم ہے کہ جب روئے زمین پہ پانی پھیل گیا اور کوئی جگہ امن کی نہ رہی۔ ابلیس علیہ اللعنتہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں چڑھ آیا۔ آپ نے اُسے نکالنا چاہا۔ فرمان باری تعالیٰ پہنچا کہ ابلیس کو نہ نکالو۔ ہم نے انقراض عالم تک اُس کو مہلت زندگی دی ہے۔ اگرچہ حضرت نوح علیہ السلام اس بات سے واقف تھے۔ الا ایمر اُنکا از روئے شفقت بہ خلق تھا کہ یہ دشمن دین غرق ہو جائے مگر خواہش الٰہی اسکے خلاف تھی وہ ہلاک نہوا۔

اور کشتی میں امن سے رہا۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ ابوطالب عم نبی آخرالزمان صلے اللہ علیہ وسلم ہوئی کسی نے
عرض کیا کہ میں نے سُنا ہے کہ ابوطالب فردائے قیامت دوزخ میں نہ ہونگے آپنے فرمایا ہاں دوزخ
میں نہ ہونگے کیونکہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری ملاقات حضرت
خضر علیہ السلام سے ہوئی میں نے کئی غرائب سوال اُن سے کئے منجملہ اُسکے یہ بھی ایک تھا میں نے خضر
علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ فردائے قیامت ابوطالب دوزخ میں نہ ہونگے
بہشت میں ہونگے اُنہوں نے جواب دیا ہاں بہشت میں ہونگے۔ کیونکہ میں نے زبانی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے سنا ہے فرماتے تھے کہ ابوطالب فردائے قیامت بہشت میں جائینگے۔ خواجہ
شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکرر در[illegible]ت کیا کہ اسکی کوئی وجہ اور دلیل بھی فرمائیے
خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکی دلیل یہ ہے کہ جس روز انکا انتقال ہوا وہ حالت کفر میں تھے ابلیس
انکے انتقال سے غمناک ہوا اُسکی قوم نے دریافت کیا سبب غمناکی کیا ہے اُسنے جواب دیا ہر چند
ابوطالب کا آج دنیا سے خاتمہ بخیر نہ ہوا مگر وہ کل ایمان لاکر بہشت میں داخل ہونگے کیونکہ میں نے
زبانی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ابوطالب ایمان لاکر بہشت میں جائینگے
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ دلیل دُوم یہ ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام قریب قیامت دنیا میں اُترینگے اور
معجزہ احیاءِ اموات سے ایک مردہ زندہ کرینگے وہ ابوطالب ہونگے کہ تلقین حضرت عیسے علیہ
السلام سے مسلمان ہونگے اور کلمہ پڑھینگے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پس دولت ایمان سے مشرف ہوکر داخل دارالنعیم ہونگے
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ لو از شہادے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُنکے بارہ میں بیشمار ہیں حق تعالے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے اُنکو زندہ از دست عیسٰے علیہ السلام کریگا تاکہ وہ
ایمان لاویں اور داخل بہشت ہوں۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ قیامت واقع ہوئی حضرت خواجہ
ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ کسیکو معلوم نہیں قیامت کب آویگی لیکن ایک روایت میں وارد
ہے کہ ایک دفعہ حضرت جعفر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آویگی اُنہوں نے اشارہ پانچ

انگلیاں اُٹھا کر کیا جب اُن سے اُسکا حال پوچھا اُنہوں نے کچھ نہیں بتلایا واللہ اعلم کیا اشارہ تھا
کہ اسکا بھید معلوم نہیں ہوا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دربارہ قیام
قیامت سوال کیا گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری عمر میں پانچ سال باقی ہیں میرے وصال کی تاریخ سے
قیامت ہی سمجھو کیونکہ شب معراج مجھے معلوم ہوا کہ اے محمدؐ مرنے والے کی طرف سے قیامت اُسی
روز قایم ہوتی ہے جس روز اسکا انتقال ہوا اور انتقال میرا سخت ترین امور ہے کہ وحی منقطع ہوگی
علم آسمانی بند ہوجائیگا مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ پس اے یارو آپکی موت قیامت صغرٰی ہے اور یہ کہ قیامت
کبرٰی کس روز اور کب قایم ہوگی اسکا علم کسیکو نہیں ہے لیکن مجھے شب معراج معلوم ہوا کہ اے محمدؐ تو
دنیا میں پندرہ سو ۱۵۰۰ برس نہ رہیگا اسکے بعد اسنے کسی شخص نے دریافت کیا کہ جب آدمی نماز میں مصروف
ہوتا ہے اُسکو تمام اگلی پچھلی بھولی ہوئی باتیں یاد آتی ہیں اسکا سبب کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا
کہ میں نے حدیث شریف کی کتب میں دیکھا ہے کہ الصلوٰۃ نورٌ یعنے نماز روشنائی ہے وقت نماز
کوئی شئے پنہاں نہیں رہ سکتی پس آدمی جب نماز پڑھتے ہیں اُنکو تمام بھولی ہوئی باتیں یاد آتی
ہیں روشنائی نماز کی سب کو درک کرتی ہے۔ تفاوت حال سبب روشنائی نماز سے ہے اسکے بعد ارشاد
فرمایا کہ خواجہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا الصلوٰۃ نورٌ کے معانی بیان فرمائیے آپنے ارشاد
فرمایا کہ نماز روشنی ہے کہ مشرق سے مغرب تک نور اُسکا چمکتا ہے اسکی روشنی میں کوئی شئے پوشیدہ
نہیں رہتی منقول ہے کہ ایک بزرگ فرماتے تھے کہ جسوقت میں نماز میں مصروف ہوتا ہوں آسمان
میں حجاب عظمت اور زمین میں تحت الثرٰی تک کی اشیاء میری نماز کی روشنی میں ظاہر ہوکر مجھے
دکھلائی دیتی ہیں اسکے بعد گفتگو ماہ رجب اور نماز خواجہ اویس قرنی رحمہ کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد
فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ماہ رجب کی تیرھویں چودھویں
اور پندرھویں تاریخوں میں صائم رہے میں اسکے لئے بہشت کا ذمہ دار ہوں اسکے بعد ارشاد فرمایا
کہ ۳ رجب کو نماز خواجہ اویس قرنی رحمہ پڑھنی چاہئے اسکی بارہ ۱۲ رکعتیں ہیں تین سلام سے چہار رکعت
اول کیواسطے قرات معین نہیں۔ جو قرآن شریف سے یاد ہو پڑھے اور بعد فراغ کے ستر مرتبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ہ کے گرد میان کی چار رکعتوں میں بعد سورۂ فاتحہ اذا جاء نصر اللّٰہ
ایک ایک مرتبہ پڑھے اور بعد فراغ ستر مرتبہ اقوی معین واھدی دلیل بحق ایاک نعبد و
ایاک نستعین پڑھے اور چار رکعت آخر میں بعد سورۂ فاتحہ تین تین مرتبہ سورہ اخلاص ہر رکعت میں پڑھے
اور بعد فراغت ستر مرتبہ سورہ الم نشرح با تسمیہ پڑھے اور ہاتھ سینہ پر رکھکر دعا مانگے۔ انشاءاللہ مقرون
با جابت ہوگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنجشکر رضہ کے سُنا ہے
فرماتے تھے کہ جو شخص روزہ رکھکر ستائیسویں ماہ رجب میں صلوۃ اُویس قرنی پڑھیگا۔ اللہ تعالیٰ اوسکی دُعا
قبول فرمائیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ اسی تاریخ میں جب نماز ظہر پڑھ
چکے چار رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق
ایک ایکبار اور سورہ انا انزلناہ تین مرتبہ اور سورہ اخلاص پچاس بار پڑھے اور بعد سلام وقت عصر تک مستقبل
قبلہ بیٹھا رہے اور دعا مانگے اسکی خاصیت بمثل اکسیر ہے وہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ جو اسوقت مانگی
جائے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی حضرت شیخ شیوخ العالم قدس سرہ سنا ہے فرماتے
تھے کہ ریاحین میں مسطور ہے کہ جو شخص ۲۷ ماہ رجب میں بارہ رکعت نماز ایک سلام سے پڑھیگا
اور اُس میں جو قرآن سے یاد ہو وہ پڑھے اور بعد سلام سو مرتبہ کلمہ تمجید اور سو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ
درود شریف پڑھے بعدہ سجدہ میں جاکر جو اللہ تعالیٰ سے طلب کریگا۔ اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائیگا۔
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ نے اس رات کو ہمیشہ خالصۃً لِلّٰہ زندہ رکھا ہے۔ یہ رات شب
معراج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اِس شب میں جاگنے سے بہت برکات حاصل ہوتی ہیں۔
تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس رات کو غنیمت جانکر مصروف بیاد کردگار رہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا
کہ ایک واصل الی اللہ ہمیشہ اس رات میں جاگتے تھے کہ سعادت اس شب کی میسر ہو۔ آخر کار ایک
شب اُنکی نخل امید میں پھل لگا۔ یعنی جب وقت نعمت آیا وہ جاگ رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ
دریائے آسمان و زمین کشادہ کئے گئے ہیں اور حجاب عظمت سے تحت الثریٰ تک کے تمام راز
کھولدیئے گئے ہیں اور جو کچھ کہ عالم موجودات میں ہے وہ سب ظاہر کردیا گیا ہے یہ سب اُس واصل حق

کی نگاہ سے گزرے وہ یہ دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور عرض کی الٰہی میں نے یہ نعمت ملاحظہ کی اب
مجھے منظور نہیں کہ بعد معائنہ اس نعمت کے اشیائے دنیاوی دیکھوں وہ یہ کہنے نپائے تھے
کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکی دعا قبول فرمائی اور اُنکا انتقال ہوگیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا آہ رے حبیب
کام آدمی کا کمالیت کو پہنچ جاتا ہے اُسے جگہ رہنے کی نہیں ملتی کہ دُنیا میں اُسے چھوڑیں یہ فرماکر
آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ بیت زبانِ مبارک سے ارشاد فرمائی **بیت** چون
جان محبان زجہان برگیرند٭ آنجا ملک الموت کجا باید جائے٭ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ عزیز جب
متحیر عالم تحیر میں ہوتے ہیں انکو دنیا وما فیہا سے مطلق خبر نہیں رہتی۔ اسکے بعد ارشاد
فرمایا کہ ایک عارف تلاوت کلام اللہ فرما رہے تھے سورۂ نوح کی اس آیت میں فکر کی مَا لَکُمْ
لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ہ سوچنے لگے کہ اس آیت میں حکم ہوتا ہے کہ جو کچھ تمہیں پہنچا ہے تم اس کو
نہیں جانتے، ایک شخص خدا تعالیٰ کو جانتا ہے۔ پس کیوں اس سے نہیں ڈرتا کیونکہ دیکھا جاتا ہے
ہیبت حق تعالیٰ سے بہت کم دل ڈرتے ہیں وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ہ اور پیدا کیا میں نے تمہاری تعیین
ایک حال سے دوسرے حال میں کہ تمکو آب گندہ سے پیدا کیا اول وہ تمہاری پشت میں نطفہ تھا
بعد اُسکے رحم میں آکر علقہ ہوا بعدہ علقہ سے مضغہ بنا پھر اُسمیں ہڈی پیدا کی اور پھر گوشت و پوست
رگ و پے اور خون پیدا ہوا۔ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا کیا نہیں دیکھتے ہو کسطرح پیدا
کیا ہے اللہ نے سات آسمانوں کو تلے اوپر وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا ہ اور چاند کو آسمان میں متجلی
کیا اللہ اُس میں نور پیدا کرکے شب کی تاریکی متبدل بروشنی کی وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ہ اور آفتاب کو
تمہارے واسطے بطور چراغ کے بنایا کہ اسکی روشنی میں کام کرو وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا
...... اور خدائے عزوجل تمہارے واسطے اُگاتا ہے زمین میں سے نباتات ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا پھر پھیرلیجائیگا تمکو بیچ
اُسکے یعنے زیر زمین وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا اور نکالیگا تمکو نکالنو کر یعنی بروز حشر تمکو زمین میں سے واسطے آدمی حساب
کے نکالیگا۔ اُس صوفی نے یہانتک سورہ نوح پڑھی اور اُسکے معانی خیال کئے جب یہ آیت پڑھی ایک نعرہ مارکر
زمین پر گر پڑا چنانچہ ایک شبانہ روز بیہوش رہا جب ہوش آیا متحیر ہوا کہتے ہیں کہ وقت وفات تک وہ درویش عالم تحیر میں ہاکہی حالیہ

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب وقت وفات اُس درویش کا آیا اُس نے سر سجدہ میں رکھا اور اُسی حال میں انتقال کر گیا آپ یہ بیان فرما کر رونے لگے کہ آپکے گریہ کا اثر تمام حاضرین پر ہوا اور یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ہمیت چوں جان محبان زجہان برگیرند ؛ آنجا ملک الموت کجا یا بد جائے ؛ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش جسکو اپنا والہ وحیران بناتے ہیں اُسکو چشم بینا عنایت فرماتے ہیں کہ وہ تمام عجائب وغرایب زمین وآسمان ومافیہا دیکھتا ہے اس سے اُسکی محبت زیادہ ہوتی ہے اور مرتبہ عشق اُسکو حاصل ہوتا ہے پھر وہ قرار نہیں پکڑتا۔ عالم سُکر میں ہوجاتا ہے۔ حضرت یہ بیان فرما رہے تھے کہ عالم سُکر آپ پر طاری ہوا اُٹھ کھڑے ہوئے دیر تک متحیرانہ کھڑے رہے۔ اور مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

مجلس سوم روز پنجشنبہ دوم شعبان المعظم سنہ مذکور۔ گفتگو در ذکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہو رہی تھی۔ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اُسوقت مجلس شریف میں مولانا برہان الدین غریب مولانا شمس الدین یحییٰ اور دیگر اصفیائے عظام حاضر تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بہت نعمتیں عطا فرمائی ہیں کہ دنیا میں بہت کم آدمیوں کو یہ بات نصیب ہوئی ہے اوّل یہ کہ مجھے امت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں پیدا کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں ملت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام میں ہوں تیسرے یہ کہ میں تابع مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کا ہوں چوتھے یہ کہ مجھے مسلمان پیدا کیا اور اس کلمۂ پاک کا صدق دل سے کہنے والا بنایا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اس دنیا میں پیدا کیا اُنکے والد نے خوف نمرود مردود سے آپکو ایک غار میں پھینکدیا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اُنہیں وہاں پرورش کیا یعنی آپکے انگوٹھے سے جوئے شیر جاری کی کہ اُس سے آپکا طعمہ ہو۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام اُس غار میں چودہ برس تک رہے ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام ہنگام شب غار سے باہر نکلے مہ کو درخشان پایا آپ نے اس خیال سے کہ پیدا کنندہ جہاں کا یہی ہے اُسے سجدہ کرنا چاہا اس تردد میں تھے کہ وہ [چاند ۱۲]

غروب ہوگیا آپ نے خیال کیا کہ اپنی حالت پر برقرار نہ رہنے والا خدائی کے قابل اور سزاوار نہیں اسکو ڈھونڈھنا چاہیئے جس نے اسکو پیدا کیا ہے اسی حال میں شب گزری دن نکلا۔ آفتاب برآمد ہوا آپ نے اُسکی نسبت بھی سوچا کہ یہی آفرینندہ ہے مگر پھر چاند کا خیال کیا کہ وہ بھی ایسا ہی روشن اور چمکدار تھا الا قائم نہ رہا شاید یہ بھی ویسا ہی ہو۔ دوپہر کے بعد آفتاب کو زوال شروع ہوا اور بوقت شام زرد ہوکر غروب ہوگیا آپکو اُسکی جانب سے بھی بدظنی ہوئی اور اس امر کی تلاش میں ہوئے کہ معبود حقیقی کو دریافت کریں غار سے نکلکر اپنے باپ آزر کے گھر آئے یہ آزر بت تراش تھے ایسے اچھے بت بناتے تھے کہ اُس زمانے میں انکا ثانی نہ تھا۔ آزر بت بنا کر حضرت ابراہیم کو دیتے کہ آپ اُنہیں بازار میں بیچ لاویں آپ اُنکی گردنوں میں رسیاں ڈالکر بازار میں لیجاتے اور بیچکر قیمت اُسکی اپنے والد کو دیتے یہ خبر نمرود کو پہونچی کہ آزر بت تراش کا لڑکا ابراہیم نام ہمارے بتوں کی توقیر میں رخنہ اندازی کرتا ہے اور اُنکے گلے میں رسی باندھکر بازار میں فروخت کے لئے لاتا ہے بتوں کی عظمت کا خیال نہیں کرتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میرے ملک میں خلل پڑیگا کہ اُسکا نام سنتے ہی میرے بدن میں لرزہ ہوتا ہے اسکا زندہ رکھنا اچھا نہیں۔ الغرض قصص میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ بروز عید جبکہ آزر نے بتخانہ نمرود کو آراستہ کیا کہ نمرود اُس روز واسطے زیارت کے ہوگا تنہا البتہ اُسکے آنے میں کچھ دیر تھی کہ آزر کو گھر کا کوئی کام یاد آیا حضرت ابراہیم سے یہ کہکر کہ بادشاہ کے آنے تک تم بیٹھے رہو اور خوب محافظت کرو میں بھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں چلا گیا۔ ابراہیم علیہ السلام در بتخانہ پر بیٹھے تھے یکایک غیرت پیغمبری نے جوش کیا۔ تبر لیکر بتوں کے روبرو گئے۔ اُنکے آگے طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے تھے آپنے اُن سے مخاطب ہوکر کہا۔ یہ گرم گرم کھانا کسواسطے نہیں کھاتے۔ کیا تمہیں کھاتے ہوئے شرم آتی ہے؟ جب اُنہوں نے کچھ جواب نہ دیا آپ نے تبر سے اُنکی شکلیں بگاڑیں۔ ہر ایک بت کو سقیم الاعضا کر دیا اُنکے درمیان ایک بت بہت بڑا تھا اُسے بھی کئی ضربیں لگائیں اور وہ تبر اُسکے کندھے پر رکھدیا اور آپ باہر آکر چپ کر رہنے لگے۔ تھوڑی دیر میں آزر آئے اور بتخانہ میں جاکر دیکھا بتوں کا حال خراب پایا باہر نکلے اور ابراہیم

علیہ السلام سے پوچھا کہ بتوں کو کس نے خوار کیا۔ آپنے جواب دیا مجھے اندر کا حال معلوم نہیں۔ البتہ باہر سے میں نے دیکھا کہ یہ بڑا بت کھڑا ہوا ہے اس نے تبر سے تمام بتوں کے سر توڑ ڈالے اور پھر اپنے مقام میں آکر بیٹھ گیا۔ آذر نے کہا کہ چلنا پھرنا کام جانداروں کا ہے۔ ان میں جان نہیں یہ کیونکر چل پھر سکتے ہیں۔ آپنے جواب دیا کہ جب یہ کسی مصرف کے نہیں چلا پھرا تک نہیں سکتا تو یہ شفاعت کیا خاک کریں گے۔ ایسی چیز سزاوار پرستش کے نہیں ہے۔ آذر یہ سنتے ہی متنبہ ہوئے اور خیال کیا کہ یہ پیغمبر ہیں جن کا حال صحیفوں میں مسطور ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور حکم دیا کہ نمرود کے پاس جاکر اُسے تلقین کرو کہ اللہ تعالیٰ واحد پر ایمان لائے۔ حضرت ابراہیم اس حکم کے ہوتے ہی نمرود کے پاس تشریف لے گئے اور رسالت اپنی ظاہر کی۔ آپ کا روئے مبارک دیکھتے ہی بیدینوں کے اجسام میں لرزہ پڑا۔ نمرود سے کہنے لگے کہ اے نمرود فتنہ قائم ہوا۔ ہماری دولت اور عظمت کو اس مرد سے خلل پہنچے گا۔

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جماعت کو تقویت ہوئی اور اظہار نبوت علانیہ کیا گیا۔ نمرود مردود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر کہا کہ اگر آپ کوئی معجزہ برائے اثبات رسالت دکھادیں ہر آئینہ ہم دین حق اختیار کرینگے۔ آپنے جواب دیا کہ جو معجزہ تم طلب کروگے میں باذن حق دکھا سکتا ہوں۔ کافروں نے آپس میں صلاح کی اور بعد صلاح کے کہا کہ آپ مردہ زندہ کردیں اگر مردہ زندہ ہوگیا۔ ہم آپ کی نبوت کے قائل ہوکر دین حق اختیار کرینگے۔ آپنے منظور کیا اور مشرکوں سے کہا کہ بیجان چیز لاؤ۔ اُنہوں نے چار مرغ مار کر ایک جگہ کو دیئے کہ گوشت ایک دوسرے کا آپس میں مل گیا۔ کچھ امتیاز علیحدگی باقی نہ رہا۔ القصہ اُن چاروں مرغ کے گوشت کو ملا جلا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے روبرو لائے اور عرض کی کہ آپ ان چاروں کو زندہ کریں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی۔ فرمان باری تعالیٰ ہوا۔ کچھ مضائقہ نہیں ہم اُن کافروں کی خواہش تیرے ہاتھ سے پوری کرائینگے۔ آپ اس فرمان کو سنتے ہی خوش ہوئے اور مشرکین سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم اُنکو آمیختہ کر لائے یہ خوب کیا اور اگر چاہو ان کے گوشت کو جابجا ڈال

سکتے ہو۔ کافروں نے یہ سنتے ہی چار حصے اُس گوشت کے کئے اس شہر کے متصل چار پہاڑیاں تھیں وہ پارہ ہائے گوشت پہاڑیوں پر ڈال آئے حضرت ابراہیم نے اُن مرغوں کو طلب کیا کہ باذن حق چاروں مرغ زندہ ہوکر دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آئے۔ کافر یہ معجزہ دیکھکر حیرت زدہ ہوئے جو اُنمیں عقلمند تھے ایمان لائے الا نمرود مردود نے اپنی بیدینی ملا یعقلی و شقاوت سے اس معجزہ کو سحر بتلایا آپ برابر ہدایت نمرود میں مصروف رہتے تا اینکہ نمرود تنگ آگیا۔ ایکروز اسنے اعیان دولت سے صلاح کی کہ ایسی تجویز نکالی جاوے جس سے حضرت ابراہیم کا خرخشہ جاتا رہے ان مردودوں نے صلاح دی کہ آپ ایک آتشخانہ بنادیں اور آگ دہکا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُس جلتی ہوئی آگ میں ڈالیں کہ جلکر راکھ ہوجاویں اور یہ قضیہ مٹے۔ روایت ہے کہ نمرود نے اُنکے اس کہنے پر عمل کیا ایک آتشکدہ بنایا جسمیں ہزاروں من لکڑی ڈالی گئی طپش اُسکی اسقدر تھی کہ ساٹھ کوس تک گرمی پہونچتی تھی۔ جانور ہوا میں نہ اُڑ سکتے تھے اگر اُڑتے سوختہ ہوجاتے۔ الغرض جب وہ آگ بہمہ وجوہ افروختہ ہوگئی تب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر تبنیہ کی اور اُنکو باز آتے نہ دیکھکر اُس آتش افروختہ میں ڈالا۔ تمام آسمان اور زمین کے فرشتے اس تماشے کو دیکھنے آئے اور حضرت کے آگ میں پڑتے ہی کہنے لگے۔ زہے عاشق صادق ابھی حضرت راہ میں تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس تشریف لائے اور عرض کی کہ آپکو امداد مطلوب ہو طلب فرمایئے کہ میں اپنے پر سے اس آگ کو ٹھنڈا کردوں آپنے جواب دیا کہ مجھے تجھ سے طالب نصر و عون (مدد) نہیں جسنے مجھے اس آگ میں ڈالا ہے وہ آپ میری حمایت کریگا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ سنتے ہی سربسجدہ ہوکر درگاہ خداوندی میں عرض کی کہ الٰہی جو صدق اور محبت میں نے حضرت ابراہیمؑ میں دیکھی وہ آج تک کسی میں نظر نہ آئی۔ الغرض جب حضرت ابراہیمؑ نے یہ بات حضرت جبرئیلؑ سے کہی اُسیوقت اُس آتش افروختہ کو فرمان ہوا یا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (یعنے اے آگ سرد اور سلامتی والی ہوجا ابراہیم کے حق میں) اس فرمان کے پہونچتے ہی کل آتش باغ و گلزار ہوگئی فرد۔ آرزوئے باغ و بستان تازہ شد

صبح راز بوئے گل جان تازہ شد۔ القصہ مختصر اُس آگ میں جو باغ ہو گئی تھی۔ ایک تخت پیدا ہوا حضرت ابراہیمؑ نے اُس تخت پر جلوہ فرمایا۔ دختر نمرود بھی اپنے محل کی چھت پر اس تماشے کو دیکھنے چڑھی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اُسپر فضل کرنا منظور تھا تمام پردے اُٹھا دیئے ظاہری اُسکی نگاہ سے اُٹھا دیئے اصل معاملہ اسے دکھایا: آتش گلزار ہوگئی ہے اور حضرت ابراہیم بہزاراں جاہ وجلال تخت زمردین پر متمکن ہیں وہ یہ دیکھتے ہی ایمان لائی اور صدق دل سے مسلمان ہوئی۔ اسقدر بیاں فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ اگر خطاب سلامتی کا نہوتا بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سردی سے نقصان پہونچتا اور شدت برودت سے انتقال فرماتے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اُس آگ کے بجھ جانے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مقام سے باہر آئے اور تمام مشرک آپکو صحیح وسلامت پاکر بے حد خجل ہوئے اور نمرود نے بلاکر کہا اے ابراہیم تم علم سحر میں کامل ہو کہ ہلاکت سے اپنی جان بچالے گئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسوقت گمراہی نمرود کی انتہا کو پہونچی اور وہ باوجود نصیحت بسیار ایمان نہ لایا۔ حق تعالیٰ نے اُسکو اور اُسکی قوم کو بلائے پشہ میں مبتلا کیا کہ وہ سب ہلاک ہوئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی حضرت شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرہ سنا ہے کہ جس روز لشکر نمرود مردود کی ہلاکی کے واسطے لشکر پشہ نامزد ہوا ایک پشہ ایک آدمی کی ہلاکی کے لئے مقرر ہوا تھا وہ پشہ اُس شخص کے مابین ابرو ڈنگ مارتا اور وہ شخص اُسکے زہر سے مرجاتا تھا۔ اے درویش مقصود اس سے یہ دکھلانا تھا کہ پشہ جیسی بیقدر چیز انسان کی ہلاکت کیواسطے کافی ہے اور انسان محض لاچار ہے اگر ایک ذرہ قہر باریتعالیٰ کا ہو اس دنیا ومافیہا کی ہلاکت کو کافی ہے۔ شرق سے غرب تک زیر وزبر ہو سکتا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ قصص انبیا میں مرقوم ہے کہ جس پشہ نے نمرود کو ہلاک کیا وہ لنگڑا اور ایک پر اُسکا ٹوٹا ہوا تھا جسوقت لشکر پشہ برائے ہلاکت قوم نمرود نامزد ہوا۔ اس لنگڑے پشہ نے التجا کی الٰہی میں ضعیف ہوں لنگڑا ہوں۔ ایک پر میرا ٹوٹا ہوا ہے۔ مجھ سے کیا کام بن آویگا تو ہی فضل اپنے سے میری معذوری کا خیال کرکے مجھ سے درگذر فرماویگا حکم الٰہی ہوا کہ اے پشہ فکر نکر۔ ہمنے تیری یہ عجز اور

زاری قبول کی اور قوت ہلاکت اُس مردود کی تجھے دی تو ہی اسکو ہلاک کریگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش ستانا کسی چیز کا اچھا نہیں جو دوسرے کو بیکل کریگا آپ بھی کل نہیں پائیگا نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایذا دی جیسا اُس کیا بدلہ پایا ظاہر ہے جو بوئیگا وہی کاٹیگا اگر گیہوں بوئیگا گیہوں کاٹیگا گشت کا رندہ کی ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بعد ہلاکت نمرود حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم تیاری خانہ کعبہ ہوا۔ آپنے عمارت خانہ کعبہ تیار کی اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مہتر ابراہیم علیہ السلام کو فرمان ہوا کہ جو شئے آپکے نزدیک سب سے زیادہ عزیز ہو آپ اُسے راہ حق میں قربان کریں اُسی رات خواب میں بھی دیکھا کہ ایک کہنے والا کہتا ہے کہ اے ابراہیم تجھے دوست ترین از ہمہ اشیا اسمٰعیل (علیہ السلام) ہے اسے اللہ کی راہ میں قربان کر جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تجدید وضو کی اور اسماعیل علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ میں لیگئے اور اُنکو ذبح کرنا چاہتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دنبہ بہشتی لے آئے اور عرض کی کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمنے قربانی اسمٰعیل علیہ السلام قبول کی۔ دعوائے محبت میں تمکو صادق پایا اب بجائے اسماعیل کے اس بہشتی گوسفند کی قربانی کیجیے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بڑے صاحبزادے آپکے مہتر اسحاق علیہ السلام ہیں جب وہ متولد ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نہایت شاد ہوئے شکر خدائے عزوجل ادا کیا اسی اثنا میں جبرئیلؑ تشریف لائے اور سلام پروردگار عالم کا پہونچایا اور کہا کہ اے ابراہیم فرمان حق ہے کہ اس لڑکے سے ستر ہزار پیغمبر پیدا ہونگے۔ یہ لڑکا خود پیغمبر مرسل ہوگا اور ہمنے تجھ کو صاحب ملت کیا کقولہ تعالےٰ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ جسوقت مہتر ابراہیم علیہ السلام نے یہ سنا فوراً اپنی جگہ سے اُٹھے تجدید وضو کی اور دوگانہ نماز شکرانہ ادا فرمائی۔ الغرض بعد مہتر اسحاق علیہ السلام مہتر اسمٰعیلؑ متولد ہوئے مہتر اسحاق علیہ السلام کی ماں بی بی سارہ اور مہتر اسماعیل علیہ السلام کی بی بی ہاجرہ ہیں جسوقت تولد فرزند کی خبر آپکو پہونچی بغایت شاد ہوئے اور شکر باری تعالےٰ فرمارہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا یا ابراہیمؑ آپکے اس فرزند سے ایک بھی پیغمبر پیدا نہوگا۔ البتہ یہ خود پیغامبر مرسل ہیں استماع اس کلام سے حضرت ابراہیم از

دل تنگ ہوئے کہ ایک فرزند سے بے شمار پیغمبر متولد ہونگے اور دوسرا ایک بھی نہیں تھوڑی دیر میں حضرت جبرئیلؑ بار دوم تشریف لائے اور کہا فرمان حق ہے کہ تم اسقدر دل تنگ کیوں ہوتے ہو میں ذریت اسمٰعیل علیہ السلام سے اُس پیغمبر کو پیدا کرونگا جسکے باعث زمین و آسمان پیدا کئے گئے ہیں اور وہ پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ مژدہ جانفزا سنا ہزار رکعت نماز شکرانہ ادا فرمائی۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اے درویش دنیا میں کوئی شخص خالی از سعادت نہیں۔ ہر شخص میں سعادت شامل ہے خواہ دینی ہو یا دنیاوی۔ البتہ بڑے خوش نصیب وہ لوگ ہیں جنمیں یہ دونوں سعادتیں مرکب ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب خطاب خلیل کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا حضرت جبرئیل علیہ السلام واسطے امتحان کے آئے اور بام خانہ کعبہ پر کھڑے ہوکر ایک مرتبہ اللہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں موجود تھے اس نام پاک کے سنتے ہی ایک نعرہ مار کر گر پڑے اور بیہوش ہوگئے جب تھوڑی دیر میں ہوش آیا چاروں طرف دیکھا کہ اس لفظ کا کہنے والا نظر آئے کوئی نظر نہ آیا۔ جب نگاہ بالائے بام خانہ کعبہ پڑی ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا ذاکر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اُسکے پاس گئے اور کہا اے خدا کے دوست ایک مرتبہ وہ نام پاک پھر لے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں بے شکرانہ لئے وہ نام اب نہیں لیتا۔ آپنے فوراً اُس سے کہا کہ میں اپنا کل مال فدا اس نام کے کرتا ہوں۔ اُنہوں نے ایک مرتبہ اللہ کہا۔ آپ مدہوش ہوئے جب ہوش آیا پھر فرمائش کی جبرئیل علیہ السلام نے کہا اب کیا دوگے۔ حضرت نے کہا اب جان فدا اس نام کے کرتا ہوں حضرت جبرئیلؑ یہ بات سنتے ہی اپنے مقام کو واپس گئے اور وہاں پہونچکر سر بسجدہ ہو عرض کی کہ الٰہی فی الواقع ابراہیم صادق اور محب ہے میں نے جس قدر خیال کیا تھا اس سے صد چند اُنکو زیادہ پایا۔ اسکے بعد گفتگو درباره مُہر نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مُہر نبوت کا دیکھنے والا آتش دوزخ میں نہ جائیگا کیونکہ زیارت مُہر نبوت سے آتش دوزخ حرام ہوجاتی ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ ابوجہل نے

حیلہ برائے زیارت مُہر نبوت کیلئے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے طالب کُشتی ہوا۔ آپنے قبول فرمایا اور کپڑے اُتار کر لڑنا چاہتے تھے کہ فرمان پہونچا یا محمد کپڑے پہنے ہوئے کُشتی کو جایئے کہ وہ بوجہ نہ دیکھنے مُہر نبوت کے دوزخ میں جاوے۔ اگر مُہر نبوت دیکھ لیگا آتش دوزخ اسپر حرام ہوجائیگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بعد وصال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مُہر نبوت آپکے جسم اطہر سے اٹھالی گئی تھی۔ آپ کے نہلانے والوں سے منقول ہے کہ اُنہوں نے وقت غسل شریف مُہر نبوت نہیں دیکھی۔ بعد وصال حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر لیگئے اور اُس سے دروازہ ہائے آسمان پر مُہر کی گئی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ ہر سال شب برات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام مع ہزارہا ملائکہ مقربین بام خانہ کعبہ پر آکر طلب آمرزش برائے امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں۔ آپ یہ فوائد بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہوئی۔ حضرت تہیہ نماز میں مصروف ہوئے مجلس برخاست ہوئی الحمد للہ علی ذٰلک۔

مجلس چہارم

تباریخ ہفتم ماہ مذکور روز پنجشنبہ سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو مہتر ادریس و مہتر اسحاق علیہما السلام کے بارہ میں ہورہی تھی۔ مولانا شمس الدین یحییٰ و مولانا برہان الدین غریب اور مولانا فخرالدین زرادی معہ عزیزان دیگر رحمہم اللہ حاضر مجلس شریف تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عز اسمہ نے مہتر ادریس علیہ السلام کو دولت علم سے اسقدر مالا مال فرمایا تھا کہ آپکے برابر عالم اور دوسرا پیغمبر نہیں ہوئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مہتر ادریس علیہ السلام علم رمل میں بھی کامل اکمل تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اُسوقت کے تمام طالب علم حضرت ادریسؑ کی خدمتمیں برائے حصول علم حاضر ہوتے تھے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک روایت میں دیکھا ہے کہ موجد علم رمل کے مہتر ادریسؑ ہیں اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کتب قصص میں مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار پیغمبروں کو عمر ابدی عطا فرمائی ہے اول ادریسؑ وہ بہشت میں زندہ موجود ہیں دوم عیسےؑ اور وہ آسمان چہارم میں زندہ موجود ہیں سوم مہتر خضرؑ کہ اُنکو عمر ابد عطا فرما کر خشکی میں رکھا ہے چہارم مہتر الیاسؑ کہ وہ تری میں رہبری گمراہان کرتے ہیں ان چاروں اولوالعزم پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے عمر ابد عطا فرمائی ہے چاروں انقراض عالم تک زندہ موجود رہینگے اور بوقت خاتمہ کل عالم انتقال فرمائینگے اسکے بعد ارشاد

فرمایا کہ جس وقت حضرت ادریسؑ کو بہشت میں لیگئے اور اُن سے کہا گیا کہ آپ یہیں رہیں مقام آپکا یہی ہے آپ بفراغ خاطر عبادت الٰہی کیا کیجیے آپ بہشت میں رہتے تھے ایک روز تمام مکانات اُنہیں دکھائے گئے آپ نے ہر ایک قصر کے متعلق پوچھا کہ یہ کسکے مالک ہیں۔ حق تعالیٰ نے اُنکو بتلایا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قصر کے متصل پہونچے ایک عالیشان قصر معائنہ کیا کہ اُسکے متصل چار بڑے بڑے محل اور بھی تھے۔ آرائش میں کل بہشت کے مکانوں سے ہزار حصہ زیادہ آراستہ و پیراستہ آپنے دریافت کیا کہ یہ محل کسکے ہیں جواب پایا یہ محل حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور بقیہ چار محل اُنکے چاروں یاروں کے ہیں۔ پس حضرت ادریس علیہ السلام نے دعا مانگی کہ الٰہی کاشکے میں بھی از اُمتیان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہوتا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس شب حضرت اسحاق علیہ السلام بی بی سارہ سے متولد ہوئے اُس شب تمام بتخانوں کے بت سرنگوں ہوگئے ان بتوں سے آواز آتی تھی کہ لا الہ الا اللہ اسحاق نبی اللہ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب حضرت اسحاق علیہ السلام جوان ہوئے اور ردائے پیغمبری اُنکو عطا ہوئی پیوستہ شب و روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتے اور کسیوقت خوف و ہیبت الٰہی سے غافل ہوتے تھے ہر وقت اُنکے جسم مطہر میں خوف الٰہی سے لرزہ رہا کرتا تھا۔ رات بھر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے اور صبح سے تا شام دعوت حق کرتے۔ راوی نے روایت کی ہے کہ کل عمر حضرت کی اسی طریقہ پر تمام ہوئی اور یہ معجزہ اُنکا کسقدر عظیم الشان ہے کہ ستر ہزار پیغامبر اُنکی اولاد میں ہوئے۔ آپ صاحب ملت بنی اسرائیل ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام سے ایکبار وظیفہ اُنکا فوت ہو گیا آپکو نہایت رنج ہوا ستر برس تک اس تقصیر سے روتے رہے کہ تمام گوشت و پوست اُنکے رخساروں کا بہ گیا تھا۔ ان ستر برس میں آپنے اسقدر دراز سجدے کئے کہ پچاس سال یا اس سے کچھ کم و بیش کا ہوتا تھا ایکروز کسی نے انسے دریافت کیا کہ اے اسحاق جسقدر تم روتے ہو اسقدر اور کوئی بھی روتا ہے آپ نے جواب دیا کہ اے مسلمان بھائی یہ سب گریہ شرمندگی یوم قیامت کی وجہ سے ہے جو روز

لے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے بہت پہلے امام مہدی کے زمانہ میں واسطے قتل دجال کے دنیا میں تشریف لائینگے اور بعد امام مہدیؑ اُنکی خلافت کرینگے اس زمانہ میں تمام عالم اسلام سے معمور ہوگا۔ کافر کا نشان بھی باقی نہ رہیگا مسیح علیہ السلام دوبارہ تشریف لانے پر اپنا نکاح کسی صالحہ سے فرمائینگے اولاد بھی ہوگی بعدہ انتقال فرمائینگے بمقام حضرت علیؓ کی حدیث میں آیا ہے

مجھے زندہ کرینگے مبادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے روبرو لیجا کر کہیں کہ یہ آپکا فرزند ہے۔ اس سے وظیفہ قضا ہوا تھا میں شرم سے مونہہ نہ دکھلا سکونگا۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرماکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ اولیا و انبیا پر ایک چھوٹی تقصیر کی وجہ سے بڑا عتاب ہوگا حسنات الابرار سیئات المقربین اسی جگہ سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنہوں نے اپنی تقصیر کی اسقدر عذر خواہی کی ہو کہ اور ایک تقصیر ہونے سے کئی سال تک اُسکی پاداش میں اپنے نفس کو تکلیف پہونچائی ہے اور برسوں روتے رہے ہیں کہ اس سبب سے اللہ تعالیٰ انکا گناہ معاف فرمائے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ انسان کو ہر حال میں خوف و رجا کے رہنا چاہیئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ بعد فراغت نماز و اوراد وقت فجر حکایات انبیا علیہم السلام بیان فرماتے اور ارشاد فرماتے تھے کہ بیان حالات انبیا و اولیا کفارۂ گناہ ہوتا ہے جو شخص انبیا علیہم السلام و اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر کرتا ہے اور اُنکے طریقہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ آتش دوزخ اسکے جسم پر حرام فرماتا ہے اور وہ شخص بروز قیامت ہمراہ انبیا و اولیا مبعوث ہوگا اور اُنکے ساتھ بہشت میں جائیگا حضرت خواجہ ادام اللہ برکاتہ یہ بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہوئی آپ تہیۂ نماز میں مصروف ہوئے مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علی ذالک ؎

مجلس پنجم۔ بتاریخ ہفتم ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو فضیلت ماہ رمضان المبارک و قصہ یعقوب و یوسف علیہما السلام و فوائد دیگر میں ہو رہی تھی حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر صحن جماعت خانہ میں تشریف فرما تھے۔ اس نیازمند نے پہونچتے ہی قدمبوسی کی آپنے سر قدموں سے اُٹھا کر نوازش فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ نیکو آمدی اے افضل الشعرا میں دوبارہ شکریہ عنایت مخدوم کا بجالایا آپنے بیٹھنے کو ارشاد فرمایا اُس روز مجلس شریف میں مولانا شمس الدین یحییٰ مولانا فخر الدین زرادی مولانا شہاب الدین مذکر اور بہت سے صفیائے اہل صفہ رحمہم اللہ علیہم حاضر تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان المبارک عجب بابرکت مہینا ہے یہ ماہ از اول تا آخر رحمت و برکت سے مملو ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سال میں جسقدر خیر و برکت نازل ہوتی ہے اتنی ماہ رمضان میں ہر روز نازل ہوتی ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ کی رسم تھی کہ ماہ رمضان المبارک کے آتے ہی تمام کام چھوڑکر خلق سے عزلت اختیار فرماتے آپ ارشاد فرماتے تھے کہ ماہ رمضان رحمت و غنیمت ہے اور اُسکی مثال اسطرح ہے۔ کہ جب ایک فتحیاب لشکر اُس جگہ پہونچتا ہے جہاں لشکر فرار شدہ مقیم تھا وہ اپنے چاروں طرف مال غنیمت پڑا ہوا دیکھتا ہے اسیطرح ماہ رمضان المبارک میں ہر چہار طرف سعادت و غنیمت ہی بکھری ہوئی ہے آدمیونکو چاہئے جسقدر اُنسے ہوسکے اس ماہ میں ریاضات و مجاہدات کریں کہ ثواب بے اندازہ انکو حاصل ہو اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ فرید الحق والدین قدس سرہ کی عادت تھی کہ بعد تراویح دو رکعت نماز میں ختم قرآن شریف فرماتے تھے اور اُسی وضو سے نماز فجر ادا فرماتے بیس سال تک حضرت نے یہی ورد رکھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسوقت روزہ دار روزہ افطار کرتے ہیں فرمان ہوتا ہے کہ میں نے انکو مع انکے اہل بیت کے آتش دوزخ سے خلاصی بخشی اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ فرزند تھے انہیں یوسف علیہ السلام سب سے چھوٹے تھے حضرت یعقوب عم سب سے زیادہ حضرت یوسف عم کو محبوب رکھتے تھے کبھی اپنے پاس سے جدا نہ کرتے اور وقت وعظ حضرت یوسف کو سامنے بٹھا کر وعظ کہتے تھے بڑے بھائیوں کو اس امر سے رنج پہونچا۔ آپسمیں صلاح کی کہ کوئی حیلہ پیدا کرکے یوسف علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام سے جدا کردیں پھر یعقوب علیہ السلام خاص ہمارے واسطے ہونگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک شب مہتر یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ آفتاب و ماہتاب مع تمام ستاروں کے مجھے سجدہ کرتے ہیں۔ آپ خواب دیکھکر بیدار ہوئے خواب کو اپنے والد سے کہا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے جان پدر یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ورنہ نتیجہ اچھا نہو گا کقولہ تعالے اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ۝ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے یوسف شیطان دشمن قدیم انسان کا ہے۔ اگر تونے اس خواب کو ظاہر کیا خود کو ہلاکت میں ڈالیگا۔ چونکہ حضرت

یوسف علیہ السلام طفل خورد سال تھے خواب اپنے دلمیں پوشیدہ نرکھ سکے بھائیوں سے اظہار کردیا۔ یہودا جو سب سے بڑا تھا اُسنے جواب دیا کہ ہر آئینہ یہ بادشاہ ہوگا اور والد اس خواب کو سنکر اور زیادہ محبت رکھنے لگینگے۔ القصہ اُس روز سے سب جمع ہوکر یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم شکار کو جاتے ہیں یوسف کو بھی ہمارے ساتھ بھیجدیجئے کہ اسکی طبیعت کشادہ ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے انکار کیا مگر اُنکا الحاح زیادہ دیکھکر اجازت دی اور کہا کہ محافظت یوسف عم کے واسطے بیحد تاکید کرتا ہوں ایسا نہو کہ بھیڑیا کھا جائے اور تم شکار میں مصروف رہو۔ اُنہیں خاصا بہانہ ہاتھ لگا۔ یہ بیان فرماتے ہی خواجہ ذکر اللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمانے لگے کہ جب سختی نزول بلا آتا ہے عقل زائل ہوجاتی ہے اچھی بات سمجھائی نہیں دیتی اللہ تعالے یاد نہیں آتا اگر خدا یاد آئے تو بلا نازل نہو۔ اگر مہتر یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کو سپرد حق تعالیٰ فرماتے ہر آئینہ رنج و محن اُنکو بالکل نہ دیکھنا پڑتا لیکن اُنہوں نے اپنے لڑکوں کے سپرد کیا اسوجہ سے بلائے فراق میں مبتلا ہوئے الغرض وہ شکار کھیلنے گئے اور بروقت واپسی یوسف علیہ السلام کو کوئیں میں ڈال آئے۔ مہتر جبرئیل علیہ السلام کو اسوقت فرمان ہوا کہ اے جبرئیل برادران یوسف نے انکو کنوے میں ڈالا ہے جلد جاکہ گرنے سے اُسکو ایذا نہ پہونچے اور کنوے میں گرنے سے اُسکو وحشت نہو کہ وہ لڑکا ہے۔ القصہ جبرئیل علیہ السلام ایک چشم زدن میں پہونچے اور یوسف علیہ السلام کو گود میں سنبھالکر ایک اچھی جگہ اُتارا اور خرقہ لاکر پہنایا کہ اصل خرقہ اُسی جگہ سے ہے وقت عشا برادران یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے روتے ہوئے کہا کہ یوسف کو بھیڑیا لیگیا ہر چند ہمنے پیچھا کیا مگر نشان نہ پایا حضرت یعقوب علیہ السلام یہ سنتے ہی نعرہ مارکر بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے کہنے لگے کہ ع خود کردہ خویش راچہ درماں ٭ جو شخص مخلوق کا بھروسا کریگا اور خالق سے غافل ہوگا اُسے یہی پھل ملیگا۔ اگر وقت رخصت میں یوسف عم کو سپرد حق کرتا۔ البتہ وہ مجھ سے جدا نہوتا یہ کہکر کھڑے ہوگئے اور کہا رضینا بالقضاء اللہ تعالے کے دینے میں راضی ہوں

ساتھ قضائے خدا تعالیٰ کے۔ الغرض حضرت یعقوب علیہ السلام فراق یوسف علیہ السلام میں اسقدر روئے کہ آنکھیں اُنکی جاتی رہیں آپنے گھر کا نام بیت الاحزان رکھا تھا۔ چالیس برس تک یہ حال رہا کہ آپنے دن کو روز نجانا اور نہ شب کو شب۔ حضرت یوسف علیہ السلام میں رات دن رونے سے کام تھا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ بیان فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ہائے ہائے کرکے رو پڑے اور یہ رباعی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی رباعی یعقوب چہل سال زہجراں بگریست ۔ نابینا شد زدرد چنداں بگریست ۔ سوز دل او کسے چہ داند کہ چہ بود ۔ او داند و آنکس کہ زہجراں بگریست ۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسوقت حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھوک لگتی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا نام لیتے پیٹ بھر جاتا کہ سات روز تک احتیاج طعام کی نہ ہوتی۔ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ طعنہ دیا کہ اے یعقوب اگر تم یوسف کے پیدا کرنے والے ہوتے ہر آئینہ انکی دوستی میں مشغول رہتے۔ دیگر خلق کا کیا حال ہوتا۔ آپنے فرمایا کہ اے بھائی جبرئیل یہ طعنہ روز اول دینا چاہیئے تھا۔ اب جبکہ دل دوستی و محبت سے بھر گیا۔ لاحاصل ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے یعقوبؑ دوستی یوسفؑ کی کم کرو اب اس سے کیا فائدہ ہے یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی مشائخ رضی اللہ عنہم سنا ہے کہ اہل سلوک کا مقولہ ہے کہ درویش جسوقت محبت حق کا دعوی کرکے غیر اُسکے سے مشغول ہوتا ہے اُس پر صعب ترین بلائیں نازل کی جاتی ہیں چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعوائے محبت کیا تھا۔ بعدہ محبت یوسف نے اُنکے دل میں جگہ پکڑی تھی۔ اسی سبب سے بلائے فراق اُنپر نازل ہوئی کہ چالیس سال تک فراق یوسفؑ میں روتے رہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب روتے ہوئے ایک عرصہ گزرا فرمان حق ہوا کہ اگر آئندہ نام یوسف کا زبان پر لاؤ گے نام تمہارا جریدۂ پیغامبران سے خارج کیا جائیگا۔ اے درویش سوائے حضرت یعقوبؑ کے اور کسی کی کیا مجال تھی کہ اُس فرمودہ کو بجا لاتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسوقت یوسفؑ کو اُنکے بھائی اندھے کنوئیں ڈال کر چلے گئے تھوڑی دیر میں سوداگروں کا ایک قافلہ وہاں سے گزرا کئی آدمی اُس گروہ میں پیاسے تھے کنوئے

پر پانی نکالنے کے واسطے آئے ڈول اندر ڈالا یوسف علیہ السلام نے ڈول کو پکڑ لیا وہ اس امر سے واقف نہ تھے۔ ڈول کے کھینچنے میں دقت۔ کا باعث دریافت کرنیکو کنوئے میں نظر کی آپ کو دیکھا فوراً باہر نکالا اور دریافت کیا آپ کون ہیں حضرت نے جوابدیا کہ بنی آدم۔۔۔ میرا قصہ طول ہے شعر

فی قصتی طول ۔ وانت ملول ۔ راوی نے روایت کی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے نکلتے ہی آوازہ انکے حسن کا ملک کنعان میں ہوا۔ آپکے بھائیوں نے یہ واقعہ سنکر خیال کیا کہ شاید یوسف کنوئے میں سے نکلا۔ سب جمع ہوکر کاروان میں آئے اور اہل کاروان سے کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے۔ آپسے سوداگروں نے دریافت کیا کیا تم انکے غلام ہو۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں میں انکا غلام ہوں۔ سوداگروں نے کہا اگر تم انکو بیچتے ہو تو ہم خریدار ہیں۔ اُنکا یہی ارادہ تھا۔ سوداگروں نے کہا کہ قیمت کہو۔ انہوں نے جواب دیا جو تم عنایت کرو وہی منظور ہے۔ سوداگروں نے صلاح کرکے کہا ہمارے نزدیک انکی قیمت سترہ کھوٹے روپے ہیں۔ انہوں نے غنیمت جانکر وہی طلب کئیے۔ یوسف علیہ السلام رو پڑے اور اپنے دل میں کہا سبحان اللہ یہی میری قیمت ہے۔ جبکہ کلمہ ناامیدی آپکی زبان سے نکلا فرمان حق ہوا کہ اے یوسف جبکہ تو نے اپنے کو کمتر جانا دیکھ اب ہم تیری قیمت تجھے دکھاتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اسکا سبب یہ تھا کہ ایک روز یوسف علیہ السلام نے آئینہ لیکر اپنا مونہہ دیکھا اور کہا تھا۔ سبحان اللہ زہے آفرینندہ جسنے مجھے پیدا کیا اگر مجھے بازار میں لیجائیں ہر آئینہ میری قیمت اسقدر زیادہ ہو کہ کوئی شخص ادا نکر سکے۔ پس اے درویش چونکہ یوسف علیہ السلام نے خود بینی کی تھی یہی سبب تھا کہ اُنکی قیمت سترہ ۱۷ کھوٹے روپے مقرر ہوئے۔ پس جو شخص اپنی ذات کو یہ سمجھتا ہے کہ من ہم چیزے ہستم۔ اُسکا یہی حال ہوگا جو یوسفؑ کا ہوا اور جو اپنی ذات کو ناچیز جانتا ہے اُسکی قیمت سوائے حق کے دوسرا نہیں جان سکتا منقول ہے کہ سوداگر یوسف علیہ السلام کو خرید کر روانہ ہوئے مصر میں پہونچکر سر بازار فروخت کیواسطے کھڑا کیا۔ مصر کے سوداگر جمع ہوئے ہر شخص قیمت بڑھاتا تھا چنانچہ جب یہ خبر عزیز مصر کو پہونچی وہ اپنے تمام اعیان دولت سمیت واسطے خریداری کے بازار میں آیا اور کہا شعر بازار حسن جملہ خوبان شکستہ رہ کز تو ہیچ خریدار بگزرد ۔ ڈھیر سا خزانہ حوالہ کرکے یوسف علیہ السلام کو خریدا۔ جب یوسف علیہ السلام نے

دیکھا کہ روپیوں کے بے شمار توڑے میری قیمت میں ادا ہوئے افسوس کیا کہ اگر آجکے روز میرے بھائی موجود ہوتے میری قیمت دیکھتے جوں ہی کہ یہ بات آپنے خیال کی اُسی وقت فرمان ہوا حضرت یوسف کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یوسف قیمت تیری وہی ہے جو بھائیوں نے طے کی تھی اسکے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ خطاب انپر اس سبب سے تھا کہ خود بینی نہ پیدا ہو اور غرور دل میں نہ سما جاوے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے وہ آدمی جو واصل الی اللہ ہوا اُسکو ایسی صورت میں یہی خطاب ہوگا جو یوسف علیہ السلام کو ہوا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالے نے فراق یعقوب علیہ السلام کو وصال یوسف علیہ السلام سے بدلنا چاہا اُنکے بھائیوں کی معرفت خبر بھیجی حضرت یعقوب علیہ السلام روانہ ہوکر مصر تشریف لائے حضرت یوسف علیہ السلام نے پیشوائی کی افواج اور ملوک صف بصف رواں ہوئے حضرت یعقوب علیٰ نبینا و علیہ السلام ایک ٹیلہ پر کھڑے تھے۔ ہر فوج و گروہ کو دیکھکر ارشاد فرماتے کہ میرا یوسف شاید انمیں ہو۔ فوجوں کے نکلنے کے بعد یوسف علیہ السلام کی سواری آئی۔ آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اُترے ادہر سے یعقوب علیہ السلام کی بھی نگاہ یوسف پر پڑی غایت شوق سے دوڑکر یوسف علیہ السلام سے لپٹ گئے اُسیوقت مہتر جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے یوسف تمنے گھوڑے سے اُترنے میں دیر کی اور بہت جلدی نہ اُترے اسوجہ سے تمہاری اولاد میں کوئی پیغمبر نہو گا الغرض جب مہتر یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغل میں لیا بغایت نحیف پایا کہ ایک مشت استخوان تھے متعجبانہ دریافت کیا میں سمجھتا تھا کہ تم اس ناز و نعمت میں خوش و خرم اور موٹے تازے ہوگے مگر کیا وجہ ہے کہ نتیجہ برعکس ظہور میں آیا ہے۔ آپنے جواب دیا کہ قبلہ من آپکا فرمانا صحیح بجا ہے مگر جسوقت میں کھانے میں ہاتھ ڈالتا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام آکر مجھے متنبہ کرتے تھے کہ اے یوسف تیرے فراق میں تمہارے باپ نے نقش آب بھی نہیں دیکھا تمکو بھی لازم نہیں کہ کھانا کھاؤ پس اے مخدوم وہ کھانا مجھے زہر معلوم ہوتا تھا اور آجتک میرا وہی حال ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ نے حسن و خوبی کے بیس ۲۰ حصے مقرر کئے منجملہ اُنکے انیس ۱۹ یوسف علیہ

السلام کو عطا فرمائے اور ایک حصہ جملہ مخلوق کو عنایت فرمایا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کا رنگ اسقدر شفاف تھا کہ تمام کھانا پینا اور اسکا رنگ حلق سے نیچے اُترتے ہو نمودار ہوتا تھا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک وقت بزمانہ یوسف علیہ السلام ملک مصر میں قحط عظیم ہوا اور بارہ برس تک رہا کہ خلق شدت گرسنگی و تشنگی سے عاجز آئی اور ہلاک ہونی شروع ہوئی۔ مہتر یوسف علیہ السلام نے یہ حال دیکھکر مناجات کی فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اے یوسف فرمان حق تعالے ہے کہ خلق ہلاک ہوگی اور مر جائیگی۔ تمکو لازم ہے کہ بالائے قصر کھڑے ہو اور تمام خلق کو بلاکر برقع مونہہ پر سے اُٹھاؤ کہ خلق تمہارا مونہہ دیکھکر آفت گرسنگی سے نجات پاوے قصہ مختصر ایسا ہی کیا گیا۔ جوق جوق آدمی آتے تھے اور آپ کا روئے انور دیکھکر ایسے سیر ہوکر واپس جاتے تھے کہ اُنکو سات روز تک خواہش خورش آب و طعام نہ رہتی تھی آپکا مونہہ دیکھنے سے ایک حالت استغراق میں رہتے تھے۔ یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ اہل سلوک نے اس باب میں ایک قول عارفانہ کہا ہے کہ خلق کو یوسف علیہ السلام کے مونہہ دیکھنے سے ایک ہفتہ سیری رہتی تھی کل بروز قیامت حق تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے جمیع مسلمانوں کو داخل بہشت کرکے اُنپر اپنی تجلی فرمائیگا۔ اور دولت دیدار سے مشرف کریگا کیا عجب ہے کہ ایک مرتبہ کے دیکھنے سے ستر ہزار برس کی مدت تک مدہوش رہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جب حضرت یعقوب یوسف علیہما السلام کو نہلاتے آپ کے گرداگرد پردے کھڑے کرتے کہ کسیکی نظر نہ لگے اور اُسوقت کہ یوسف علیہ السلام سوداگروں کے ہاتھ فروخت ہوئے اور چشمہ آب پر پہونچے۔ سوداگروں نے کہا کہ ہاں جاکر نہا آؤ۔ مہتر یوسف علیہ السلام پانی میں قدم رکھتے ہوئے رو پڑے اور کہنے لگے سبحان اللہ میرے باپ یعقوب علیہ السلام میری اسقدر حفاظت کرتے تھے کہ جب مجھے نہلانے لگتے پردے کھڑے کرتے اور آجکے روز میرا تن عریاں تمام جانوران آبی وغیرہ دیکھیں گے جونہی آپ نے یہ خیال کیا مہتر جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ نور کی قناتیں لیجاکر یوسف کے آس پاس نصب کرو کہ جانوران آبی اُنکے جسم کو نہ دیکھیں۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرماکر

آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمانے لگے کہ ہر صاحب عزت کو آخر میں خواری نصیب ہوتی ہے اور ہر خوار کو عزت دی جاتی ہے الا وہ لوگ جنکی اللہ کے نام لینے کی وجہ سے عزت ہمیشہ عزیز رہتے ہیں۔ آپ یہ فرماکر حجرہ میں تشریف لیگئے۔ مجلس برخاست ہوئی الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس ششم - بتاریخ ششم ماہ مذکور روز پنجشنبہ۔ گفتگو مہتر اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ میں ہو رہی تھی دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ مجلس مبارک میں مولانائے شمس الدین یحییٰ و مولانا برہان الدین غریب و عزیزان دیگر حاضر خدمت شریف تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جسوقت مہتر ابراہیم علیہ السلام نے دوگانہ نماز شکرانہ بنائے خانہ کعبہ مع اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کے ادا کی جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے ابراہیم خلیل اللہ تمہارا یہ لڑکا پیغامبر مرسل ہوگا حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سنکر از حد شاد ہوئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے اخی جبرئیل اس لڑکے کی اولاد سے کسقدر پیغامبر ہونگے آپ نے کہا خیر دیعنے نہیں اسکی نسل سے کوئی پیغامبر نہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سنکر دلتنگ ہوئے کہ ایک لڑکے کی نسل سے ستر ہزار انبیا ہونگے اور دوسری کی نسل سے ایک بھی نہوگا۔ اسیوقت مہتر جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے ابراہیم فرمان حق ہے کہ میں اسمٰعیل کی اولاد سے ایک ایسا پیغامبر پیدا کرونگا کہ وہ ستر ہزار کے نعم البدل سے بہتر ہوگا وہ نبی آخر الزماں ہونگے۔ زمین و آسمان وما فیہا صرف اُنکی وجہ سے میں نے پیدا کئے ہیں اے ابراہیم اگر میں اُنکو پیدا نکرتا ہرگز زمین و آسمان و ہیجدہ ہزار عالم کو بھی پیدا نکرتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسروز مہتر ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی تجویز کی اور آپکو قربان گاہ میں لیگئے بغیر ہاتھ پانو باندہے قربان کرنا چاہتے تھے کہ مہتر اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے پدر آپ میرے ہاتھ اور پانوں باندہ دیں کیونکہ خوف ہے کہ مبادا بوقت ذبح میں شدت تکلیف سے ہاتھ پانوں ماروں اور وہ موجب نافرمانی ہو مجھے اور آپکو درمیان انبیا علیہم السلام کے شرمندہ ہونا پڑے اور روز قیامت کہا جائے کہ یہ محب صادق نہ تھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسوقت حضرت زکریا علیہ السلام کو سر مبارک

پر آرہ رکھا اور چیرنا شروع کیا آپ نے شدت درد سے چلانا چاہا آواز آئی کہ اے زکریا اگر آہ اپنے سینے سے نکالی نام تمہارا جریدہ پیغامبران سے خارج کر دیا جاویگا۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ دعا ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ جب مہتر آدم علیہ السلام نے دعا آمرزش گناہ مانگی فرمان ہوا کہ اے آدم جب تک تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجو گے دعا تمہاری قبول نہوگی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے درود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر پڑھ کر دعا مانگی قبول ہوئی کقولہ تعالےٰ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ حضرات مفسرین نے اسکی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ وہ کلمات یہ تھے اَلصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ پس اے درویش جب دعا موافق شرائط دعا کے مانگی جاوے البتہ قبول ہوتی ہے چنانچہ حدیث شریف مشہور ہے اور کلام اللہ میں ان الفاظ سے مسطور اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْاِجَابَةِ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک شخص شیخ ہرات کے مریدوں میں سے سفر کو گیا اور ساٹھ برس کے بعد پھر حاضر خدمت شیخ ہوا انہوں نے دریافت کیا کہ اس سفر میں تم نے کتنے اولیاء اللہ کی زیارت کی مرید نے جواب دیا کہ میں قطب العالم کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں شیخ ہرات نے دریافت کیا کہ تم نے اُن سے یہ بھی دریافت کیا کہ مرد کامل کون ہے اور نیم مرد کون مرید نے کہا البتہ میں نے سوال کیا تھا اور اُنہوں نے جواب دیا کہ مرد کامل وہ ہے کہ جو محنت کر کے ایک شے حاصل کرے اور اپنے بھائی کے سامنے لا کر رکھے اور وہ دونوں تناول کریں اور نیم مرد وہ ہے کہ ہوا میں اُڑے اور پانی پر سجادہ بچھا کر نماز پڑھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ بمعیت بی بی رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا دریائے دجلہ کے کنارے گئے جب وقت نماز ہوا خواجہ حسن بصری نے مصلا پانی پر بچھایا اور نماز پڑھنے لگے اور رابعہ بصری نے ہوا میں زمین سے علاحدہ مصلا بچھایا اور نماز پڑھنے لگیں خواجہ حسن بصری رحنے بعد نماز کے رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کو نہ دیکھا متحیر ہو کر سر بالا کیا ہوا میں مصلا بچھائے نماز پڑھتے پایا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں آپنے سوال کیا کہ رابعہ یہ کیا بات ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ کیا بات

ہے اے حسن اگر پانی پر چلو گے ایک تنکے کے موافق ہوگے کہ وہ بھی پانی پر تیرتا ہے اور جو ہوا میں اڑو گے تو ایک مکھی کے برابر ہوگے کہ وہ بھی ہوا میں اڑتی ہے۔ آدمی کا وں ہا نہ ہیں تو تاکہ تمہاری کچھ حقیقت ہو یعنے اولوالعزم ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقی ہوئے اور آنسے اثنائے گفتگو میں سوال کیا کہ آپنے اگر حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے کچھ سنا ہو بیان فرمائیے حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں نے زبانی ارباب صحبت سنا ہے کہ خضر من ظن انہ خیر من الکلب لا یصلح الصحبۃ معنہ یعنے اے خضر جسنے گمان کیا کہ میں بہتر ہوں کتے سے وہ لائق صحبت کے نہیں ہے حضرت خواجہ یہ بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہوئی آپ نماز میں مصروف ہوئے مجلس برخاست ہوئی خلق اللہ اپنے مقامات کو واپس گئی۔ فقط الحمد للہ علی ذلک ؛

مجلس ہفتم۔ بتاریخ پنجم ماہ شوال روز دوشنبہ سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اس روز مجلس مبارک میں مولانا شمس الدین یحیی مولانا فخر الدین زرادی امیر حسن علا سنجری و دیگر صوفیائے عظام رحمہم اللہ حاضر مجلس شریف تھے ذکر مہتر داؤد علیہ السلام کا ہو رہا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مہتر داؤد علیہ السلام زبور پڑھ رہے تھے جب اس مقام پر پہونچے جہاں یہ مذکور تھا کہ بلا ہمنے واسطے اپنے دوستوں کے پیدا کی ہے وہ بلا کو بآرزو طلب کرینگے اور دوران ابتلا میں صبر کرینگے۔ یہ پڑھکر مہتر داؤد علیہ السلام نے بلا کی آرزو کی جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اے داؤد بلا طلب کرتے ہو مگر طاقت اٹھانے بلا کی نہ لاسکو گے مہتر داؤد علیہ السلام نے جواب دیا مجھے امید ہے کہ میں بلا میں صابر رہونگا۔ قصہ مختصر داؤد علیہ السلام ایک روز بیٹھے ہوئے زبور پڑھ رہے تھے اسوقت فرمان صادر ہوا کہ اے داؤد بلا کے واسطے تیار رہو آج روز نزول بلا ہے الغرض بوقت بعد دوپہر مہتر داؤد بہنگام تلاوت زبور کیا دیکھتے ہیں کہ ناگاہ ایک جانور خوش رنگ کہ ایسا خوش شکل اور خوش رنگ اس سے پہلے داؤد علیہ السلام نے کبھی نہیں دیکھا تھا آکر آپکے سامنے بیٹھا آپنے اسکو ملاحظہ فرماکر خیال کیا کہ اسے واسطے سلیمانؑ کے پکڑوں وہ بہت خوش ہونگے۔ الغرض جیسے

اٹھکر زبور کو طاق میں رکھا اور پرندہ کو پکڑنے دوڑے کہ وہ اڑکر زینہ میں جا بیٹھا۔ جب مہتر داؤد علیہ السلام زینے کے پاس آئے وہ وہاں سے اڑا اور کوٹھے پر جا بیٹھا۔ آپ بھی اُسکے پیچھے کوٹھے پر چڑھے۔ قضارا اُوریا کی عورت اپنے مکان کی چھت پر بیٹھی ہوئی سر دھو رہی تھی۔ اُسنے آنکھ اوپر آپنے اُسے دیکھا۔ چونکہ وہ برہنہ تھی اُسنے سر ہلایا کہ بالوں نے پراگندہ ہوکر تمام بدن اُسکا ڈھانک لیا۔ مہتر داؤد علیہ السلام یہ دیکھتے ہی متحیر ہوگئے اور اپنے دل میں کہا سبحان اللہ جس عورت کے بال اسقدر لمبے ہیں اُسکی خوبصورتی کا کیا ٹھکانا ہوگا۔ اُسیوقت دلولۂ عشق زنِ اوریا نے مہتر داؤد علیہ السلام کے دل میں جگہ پکڑی صبر و قرار آرام و خواب جاتا رہا۔ تا آنکہ اوریا کو ایک لڑائی کے واسطے نامزد کیا اور وہ اس لڑائی میں شہید ہوئے الغرض بعد گذرنے عدت کے آپنے اوریا کی عورت کے پاس پیغام نکاح بھیجا اُسنے قبول کیا۔ آپنے نکاح کر لیا۔ اس واقعہ کو ایک مدت گذر گئی کہ ایک روز دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے۔ آتے ہی ایک نے عرض کیا کہ حضرت مدعا علیہ ایک ایسا شخص ہے کہ اسکے پاس ۹۹ ننانوے بھیڑیں ہیں اور میرے پاس صرف ایک بھیڑ ہے اس مرد نے زبردستی سے میری بھیڑ چھین لی اور نہیں دیتا یہ امر روا ہے یا نہیں۔ آپنے شخص غاصب سے فرمایا کہ یہ امر ناواجب و ناسزا ہے اسکی بھیڑ واپس کردے کہ تونے اس غریب پر ظلم کیا ہے جب اُنہوں نے یہ حکم سنا آپکے روبرو سے غائب ہوگئے۔ آپکے دل میں اُسی وقت خدشہ ہوا کہ یہ خطاب مجھے ہوا ہے کہ میں نے باوجود موجود ہونے ۹۹ ننانوے عورتوں کے زن اوریا سے نکاح کیا یہ سوچکر آپ گھر میں تشریف لیگئے اپنے بیبیوں کو وداع کیا اور جنگل میں جاکر سر سجدہ میں رکھا بائیس سال اس ایک زلت (لغزش) کی وجہ سے روتے رہے اسوقت فرمان ہوا اے داؤد کیوں روتے ہو آپنے عرض کی کہ اس آنکھ نے امر نادیدنی دیکھا۔ اب اسکی تلافی بھی اسی آنکھ سے چاہتا ہوں فرد گر چشم ندیدے نشدے خانہ خراب ؛ بس خانہ کہ شد خراب از کردہ چشم منقول ہے کہ آپ اسقدر روئے تھے کہ گوشت و لحیہ سقت رخسار ہائے مبارک بہ گیا تھا اُسوقت فرمان ہوا کہ اے داؤد ہم تمہاری توبہ قبول کرینگے بشرطیکہ اوریا کو تم راضی کرو۔ مہتر داؤد علیہ السلام اُٹھے اور جس مقام میں اوریا مدفون تھا تشریف لے گئے

وہ ایک کنواں تھا آپنے جاکر آواز دی کہ اے اوریا تم مجھ سے راضی ہو آواز آئی کہ ہاں میں تم سے راضی ہوں اسپر حکم باریتعالیٰ ہوا کہ تم اچھا نہیں جانتے تمکو چاہیئے کہ اپنے اس جرم کا نام لیکر معافی چاہو کہ تو یہ تمہاری قبول ہو چونکہ وقت قبول توبہ آگیا تھا اللہ تعالیٰ نے اوریا کو حضرت داؤد پر مہربان کیا آپنے دوبارہ کنوے پر جاکر کہا کہ اے اوریا میں نے تجھے میدان حرب میں اس مقصد سے بھیجا تھا کہ تو وہاں جاکر شہید ہو اور میں تیری بیوہ شدہ زوجہ سے نکاح کروں تو مجھ سے راضی ہے یا نہیں اسنے یہ سنکر جواب دیا کہ اے داؤد میں تمسے راضی ہوں اسوقت توبہ داؤد علیہ السلام کی قبول ہوئی اسکے بعد خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام بحد خوش آواز تھے جسوقت آپ زبور پڑھتے جانور جو ہوا میں اڑتے ہوتے تھے آپکی خوش الحانی سے ٹھہر جاتے اور آپکے سر مبارک پر سایہ فگن ہوتے اور آپکی آواز کے اثر سے سب بیہوش ہوجاتے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب وقت وصال مہتر داؤد علیہ السلام قریب پہونچا۔ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور پرچہ قرطاس حضرت کے حوالہ کیا اسمیں تیس مسئلہ لکھے تھے کاغذ دیکر کہا کہ حضرت فرمان حق ہے کہ آپکے صاحبزادوں میں جو ان مسائل کا جواب شافی دے وہی بعد آپکے شایان خلافت ہے انگشتری مملکت اسے دینی چاہیئے آپ نے اپنے تمام فرزندوں کو جمع فرمایا اور ان سے جواب مانگا کوئی جواب نہ دے سکا جسوقت نوبت مہتر سلیمان علیہ السلام کی آئی آپنے تمام مسائل کا جواب شافی دیا۔ یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جب ازل میں ملک بنام مہتر سلیمان علیہ السلام لکھا تھا انہوں نے ان مسائل کا جواب دیا۔ اور شایان خلافت ہوئے۔ الا اے درویش کسقدر عظیم ملک پایا کہ انکے بعد کسی دوسرے کو اسقدر بڑی حکومت میسر نہوئی نہ ان سے پہلے کسی کو حاصل ہوئی تھی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مہتر سلیمان علیہ السلام کو ایسا علم عطا فرمایا تھا کہ وہ تمام جانوران آبی و خشکی کی بولی سمجھتے تھے وہ سب انکے تابعدار تھے تمام جن و انس اور شیاطین مطیع و منقاد و فرمانبردار تھے مہتر سلیمان علیہ السلام کے اور ایک تخت انکے پاس ایسا وسیع تھا کہ بارہ ہزار افراد بنی اسرائیل اس تخت پر بیٹھتے تھے آپ ہوا کو حکم دیتے

یہ تخت زمین سے بلند ہوکر ہوا میں پران ہوتا تھا اور یکماہہ راہ ایک روز میں طے کرتا تھا صبح کہیں اور شام کہیں ہوتی تھی خرچ مطبخ مہتر سلیمان علیہ السلام کا اسقدر تھا کہ ستر ہزار اونٹ روزانہ نمک لاتے تھے اور وہ ہر روز خرچ ہوجاتا تھا۔ اس سے قیاس کرلینا چاہیئے کہ غلہ و ترکاری کسقدر صرف میں آتی ہوگی۔ لیکن اے درویش آپ اسمیں سے خردل دار بھی نہ کھاتے تھے زنبیل بنکر بازار میں فروخت کرتے اور اسکی مزدوری سے بسر اوقات فرماتے۔ راتکو درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوتے مساجد میں جاتے غریبوں کی خبر لیتے اور ان سے اپنے حق میں دعائے خیر کراتے حضرت خواجہ یہ بیان فرماکر یاد حق میں مشغول ہوئے مجلس برخاست ہوئی الحمد للہ علی ذالک

مجلس ہشتم روز پنجشنبہ بتاریخ بست و پنجم ماہ شوال سنہ ۲۸۹ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ اس روز مجلس مبارک میں مولانا شمس الدین یحیٰی و مولانا برہان الدین غریب و مولانا فخرالدین زرادی و شیخ نصیرالدین محمود و مولانا یوسف کلاکھڑی اور دیگر اصفیا رحمہم اللہ حاضر خدمت شریف تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جس شب مہتر موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے فرعون لعین سوتا تھا ناگاہ چونکسا اٹھا لرزہ اسکے جسم میں تھا۔ فوراً اپنے وزیروں کو بلاکر کہا کہ اسوقت وہ شخص پیدا ہوا جس سے میری مملکت میں خلل واقع ہوگا۔ منقول ہے کہ بحکم فرعون لعین برائے دفع اس امر شانی کے واسطے پیشتر سے ہزارہا دایہ قوم بنی اسرائیل پر تعینات کی گئی تھیں کہ جس عورت کو حمل ہو اسکا حمل گرادیں۔ اگر کوئی لڑکا تولد ہو اسکی خبر کریں کہ وہ ہلاک کیا جائے۔ القصہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے لوگوں نے خبر دی اس لعین نے تنور گرم کراکے موسیٰ علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور تھوڑے عرصہ کے واسطے اپنے سپاہی تنور پر متعین کئے۔ جب وہ چلے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن آئیں انہوں نے تنور کو دیکھا۔ کیا دیکھتی ہیں کہ آتش سرد ہوگئی ہے اور تنور میں مہتر موسیٰ علیہ السلام صحیح و سالم اپنا انگوٹھا چوستے ہوئے زندہ موجود ہیں وہ دوڑی ہوئی اپنی والدہ کے پاس گئیں انہوں نے آکر نکالا۔ مگر خوف فرعون لعین سے نہر میں خدا کے سپرد کرکے ڈال دیا اسوقت موج کو حکم ہوا کہ یہ گہوارہ فرعون کے محل میں لیجا ہوا نے

تعمیل حکم کی - فرعون اور اُسکی بی بی آسیہ اسوقت لب نہر بیٹھے تھے انکی نظر گہوارہ پر پڑی - آسیہ نے کہا اے فرعون دیکھ گہوارہ میں کیا ہے - فرعون نے اُسیوقت ملاحوں کو طلب کر کے کہا کہ جاؤ اور گہوارہ نکال لاؤ - حکم کی دیر تھی - ملاحوں نے اُسیوقت گہوارہ لا کر حاضر کیا جب گہوارہ کھولا گیا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا صاحب حسن وجمال اپنا انگوٹھا مونہہ میں لئے ہوئے لیٹا ہے - فرعون آپکی شکل دیکھتے ہی سہم گیا اور آسیہ سے کہا اے آسیہ یہ لڑکا اگرچہ ہدیہ ہے الاہمارے حق میں اچھا نہوگا - آسیہ نے یہ سنکر کہا اے نادان خدائے تعالیٰ نے ہمکو دولت فرزند سے محروم رکھا ہے اس لڑکے کو بجائے فرزند کے پالینگے کہ بعد ہمارے ہم سے یادگار رہے - الغرض فرزندی میں قبول کر کے دائیوں کے سپرد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہزار راحت اور آرام سے پرورش پائے - اسکے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اے درویش خواہش فرعون یہی تھی کہ وہ لڑکا جو اُسکی مملکت کی خرابی کا باعث ہوگا اُسے ہلاک کرے لیکن حکمت خدا تعالیٰ سے غافل تھا اور نہیں جانتا تھا کہ میں اُسکو خود ہی پرورش کرونگا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب عمر موسیٰ علیہ السلام کی چار برس کی ہوئی - بی بی آسیہ نے ایک روز آپکو فرعون کی گود میں دیا - فرعون کی ڈاڑھی بہت لمبی تھی جیسے کہ چھوٹے بچوں کی عادت ہے آپنے فرعون کی ڈاڑھی پکڑی اور اُسکو ہلایا - فرعون مارے درد کے بیساختہ کہہ اُٹھا کہ اے آسیہ یہ لڑکا ہمارے واسطے مبارک نہیں اسنے میری ڈاڑھی اتنے زور سے پکڑی اور ہلائی کہ شدت درد سے میرے جسم کے تمام اعضا میں لرزہ پڑ گیا - بی بی آسیہ نے فرمایا کچھہ مضائقہ نہیں یہ بچوں کی رسم ہے کہ وہ اپنے باپ کی ڈاڑھی سے کھیلتے ہیں اگر تمکو یقین نہیں میں ایک طشت پر از زر اور ایک طشت پر از آتش منگواتی ہوں اگر دانا ہوگا جانب طشت زر ہاتھہ ڈالیگا اور جو نادان ہوگا اسکے نزدیک آتش اور زر برابر ہوگا - الغرض ایسا ہی کیا - آپنے جانب طشت زر ہاتھہ ڈالنا چاہا - اُسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپکا ہاتھہ آگ میں ڈالدیا جب آپنے ہاتھہ آگ میں ڈالا بی بی آسیہ فوراً کہنے لگیں تم نے دیکھا یہ بچہ ہے اسکو مطلق خبر نہیں اگر اسے خبر ہوتی اپنا ہاتھہ آگ میں نڈالتا - اسوقت فرعون کو قرار ہوا اور نہ دل اُسکا مضطرب تھا - الغرض جب آپکی

عمر پندرہ سال کی ہوئی ایک روز اسپ تازی پر سوار ہو کر مع اعیان دولت بازار میں جا رہے تھے وہاں ایک مرد پیرو فرعون کو دیکھا کہ وہ قسم فرعون کے نام کی کہاتا تہا آپنے بلا کر دریافت کیا کہ یہ کونسی قسم ہے اُسنے جواب دیا کہ یہ قسم تمہارے باپکے نام کی ہے کہ وہ ہمارا خدا ہے آپکو یہ سنتے ہی غصہ آیا اور اُسکے مونہہ پر ایک طمانچہ مارا کہ وہ فوراً مر گیا کہتے ہیں کہ اُسوقت آپنے کئی آدمیوں کو مارا جو فرعون کی قسم کہا رہے تھے - آپ طمانچہ مار کر کہتے تھے کہ خاک تیرے مونہہ میں وہ خدا نہیں ہے خدا وہ ہے جسنے مجھے تجھے اُسکو اور زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے جب یہ خبر فرعون کو پہونچی اُسنے بی بی آسیہ سے گلہ کیا کہ میں نہ کہتا تہا کہ یہ فرزند مبارک نہیں ہے - اس سے میری مملکت میں خلل پہونچے گا - الغرض بی بی آسیہ نے کسی حیلہ سے یہ خیال اُسکے دل سے دفع کیا اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام برابر فرعون کے تخت پر جلوہ گر تھے وہ دن عید کا تھا خلق جوق جوق فرعون کے پاس آتی اور اُسے سجدہ کرتی تھی - حضرت کو یہ امر بُرا معلوم ہوتا تھا کہ شایان سجدہ سوائے ذات باری تعالےٰ کے دوسرا نہیں - آپ منع فرماتے تھے - فرعون کو غصہ آیا بی بی آسیہ اُسوقت موجود تہیں اُنہوں نے اس حال کو دیکھکر آپکو طلب کیا اور کہا کہ اسوقت آپ کسی غیر ملک کو چلے جاویں ورنہ فرعون آپکو شہید کرا دیگا - بعد حصول نبوت تشریف لائیگا - آپ نے جب کلام بی بی آسیہ کا سنا فوراً شہر سے چلے گئے اور اُس جگہ پہونچے جہاں دختران شعیب علیہ السلام بکریاں چرا رہی تہیں - اُنکے متصل ایک ایسا کنواں تہا کہ پانی اس میں بہت دور تھا جب تک کئی آدمی جمع نہ ہوتے پانی کنوے سے کہینچنا دشوار تھا - وہ لڑکیاں کنوے پر منتظر تہیں کہ کوئی مرد خدا پہونچے اُس سے امداد طلب کریں آپنے اُنکو کھڑا دیکھہ کر پوچھا کسکے انتظار میں ہو - اُنہوں نے صورت حال بیان کی آپنے فوراً مردانہ وار تین ڈول کنوے سے کھینچے کہ بکریاں سیراب ہو گئیں - بوقت شام جب گھر گئیں شکم سیر تہیں - حضرت شعیب علیہ السلام نے یہ دیکھکر پوچھا آج بکریوں کا پیٹ پہولا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے خوب پانی پیا ہے لڑکیوں نے عرض کی کہ اے پدر آج ایک شخص ایسا ملا کہ اُسنے تنہا تین ڈول پانی کھینچا - یہ سنتے ہی حضرت شعیب

علیہ السلام نے کہا کہ اے لڑکیو! وہ شخص موسیٰ پیغمبر ہے جلد جاؤ اور اُنہیں بلالاؤ مہتر شعیب علیہ السلام کی سب سے بڑی لڑکی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے تھے آئی مگر حیا سے کچھ زبان سے نہ بولی مہتر موسیٰ علیہ السلام نے روشنضمیری سے ارادہ اُسکا معلوم کیا اور ارشاد فرمایا کہ اپنے مکان کی جانب پتھر پھینک کہ میں اُسیطرف روان ہوں اور جہاں موڑ آوے وہاں بھی ایسا ہی عمل کر کہ مجھے سیدھا راستہ معلوم ہو جونہی مہتر موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے مکان پر گئے۔ مہتر شعیب منتظر تھے فوراً بغلگیر ہوئے اور اُسی لڑکی سے جو آپکو بلانے گئی تھی آپکا نکاح کر دیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اسی سفر میں موسیٰ علیہ السلام کو پیغامبری عنایت ہوئی کہ مہتر جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس آئے اور کہا کہ اے موسیٰ حکم الٰہی ہے کہ تم فرعون کے پاس جاؤ اور اُسے فرمان پہونچاؤ کہ وہ تمہیں اور خدائے واحد پر ایمان لاوے۔ مہتر موسیٰ علیہ السلام حسب فرمان خدمت مہتر شعیب علیہ السلام سے علیحدہ ہو کر مصر میں آئے اور اپنی والدہ و ہمشیرہ اور اپنے بھائی ہارون سے ملاقی ہوئے۔ اسکے بعد فرعون کے پاس جاکر کہا کہ اے فرعون میں نبی مرسل ہوں اور خدائے واحد نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے کہ تو اپنے بندہ ہونیکا اقرار کرے اور میری نبوت کا قائل ہو کر عذاب الیم سے رستگاری پائے ورنہ بلا تجھپر نازل ہوگی۔ فرعون یہ سنتے ہی مکان میں گیا اور بی بی آسیہ سے کہا کہ یہ بلا مجھپر تیری وجہ سے نازل ہوئی اگر میں اِسکو نہ پالتا آج وہ کسطرح زندہ رہتا کہ دعویٰ پیغمبری کرتا بی بی آسیہ نے کہا مرضی الٰہی یوں ہی تھی۔ دیکھو جو ہونا ہوگا وہ ضرور ہو کر رہیگا اسکے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیشمار معجزے فرعون کو دکھلائے لیکن وہ بدبخت ولعین ایمان نہ لایا۔ مگر بنی اسرائیل میں سے ہزاروں شخص دولت ایمان سے بہرہ یاب ہوئے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کو تقویت حاصل ہوئی اور حق تعالےٰ نے فرعون کو مقہور کیا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ علمائے کتب تفاسیر میں تحریر کیا ہے کہ جس روز فرعون غرق ہوگا اُس سے دو روز پہلے بارہ ہزار بنی اسرائیل نے بمعیت حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے خروج کیا تھا۔ جب یہ خبر فرعون کو پہونچی وہ ستر ہزار سوار و بحد فوج پیادہ لیکر تعاقب میں

روانہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ تمام سوار اسپان تازی پر سوار تھے اور اُنکے سر کی لنگیاں زر و جواہر سے مکلل و مغرق تھیں اور ہر گھوڑے کے گلے میں طوق سونیکا تھا۔ الغرض نہایت جاہ و جلال دنیاوی سے بہرہ ور تھی۔ سب ننگی تلواریں لئے ہوئے متعاقب تھے کہ دن نکلا اور سورج کی کرنیں تلواروں پر پڑیں کہ تمام جنگل میں ایک عالم چکا چوندہ کا ہوگیا۔ اُسیوقت بنی اسرائیل کنارہ پر دریائے نیل کے پہونچ گئے تھے جیوقت اُنہوں نے افواج فرعون کو اپنے پیچھے آتے دیکھ بیقرار ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے پیغامبر خدا اگر اُنہوں نے ہمپر حملہ کیا ایک بھی ہم میں سے زندہ نہ بچیگا۔ مہتر موسیٰ علیہ السلام نے یہ حال دیکھکر دعا مانگی کہ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ اِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے اُسوقت مہتر موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ اے موسیٰ تم اپنا عصا دریائے نیل پر مارو۔ پیچھے حسب الارشاد عصا دریا میں مارا کہ دریا بارہ جگہ سے شق ہوگیا اور اس میں بارہ پگڈنڈیاں ظاہر ہوئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اسمیں در آئے اور روان ہوئے کقولہ تعالےٰ اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ جب بنی اسرائیل درمیان نصف آب دریا پہونچے اسوقت اُنہوں نے عرض کی کہ اے پیغامبر خدا اس حال کو دیکھکر ہمارے بھائی جو ہم سے پیچھے ہیں یعنے اپنے گھر رہ گئے ہیں یہ خیال کرینگے کہ وہ ڈوب گئے پس آپ ایسی تجویز کریں کہ وہ ہمارے حال سے مطلع ہوں آپنے جانب چپ و راست دریا لکڑی سے ارشارہ کیا۔ اُس اشارہ سے درمیان دریا روزن کشادہ ہوئے کہ کل حال نظر آنے لگا۔ جب بنی اسرائیل دریا سے پار ہوگئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ واپس جاکر عصا دریا میں ماریں کہ دریائے نیل اپنے اصلی حال پر آجاوے حق تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا یعنے دریا کو اسی حال میں رہنے دے نقل ہے کہ جسوقت فرعون لب دریا پہونچا آب دریا کو شگافتہ پایا اور دیکھا کہ تمام بنی اسرائیل مع الخیر دریا کے اُس پار ہیں فرعون نے اپنی قوم

سے مخاطب ہوکر کہا کہ دیکھو دریا میرے خوف سے کسطرح دوپارہ ہوا ہے اور پانی کسطرح جمع ہوگیا ہے کہ میں اپنے مفروروں کو گرفتار کروں اُسوقت اُسنے تجدیدا اپنی خدائی کیلئے سب سے مخاطب ہوکر کہا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی اُسکے تمام مقرب سجدہ میں گرے اور سب نے اُسکی خدائی کا اقرار کیا۔ مہتر موسیٰ علیہ السلام دریا کے اُس پار سے یہ تمام کیفیت دیکھ رہے تھے کہ فرعون نے حکم دیا کہ یاں دریا میں درآؤ۔ اور رواں ہو۔ اس حکم کے سنتے ہی اور فرعون کے داخل آب ہوتے ہی تمام لشکر دریا میں درآیا اور رواں ہوا جب نصف دریا میں پہونچا آب دریا بحکم خدا تعالیٰ عم نوالہٗ آپسمیں مل گیا کہ راستہ مسدود ہوا اور فرعون مع اپنے خدم وحشم کے غرق دریا ہوا کہ ایک متنفس بھی اُسکے ساتھیوں میں سے جاں بر نہو سکا۔ یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ اے درویش قہر حق سبحانہٗ تعالےٰ سے ہمیشہ خائف رہنا چاہئے دیکھو ذرہ قہر خداوندی نے فرعون کو نیست ونابود کردیا۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرمارہے تھے کہ اذان ہوئی آپ نماز میں مصروف ہوئے اور مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؂

مجلس نہم۔ بروز شنبہ بست وپنجم ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ پانچ نفر درویش خاندان چشت سے آئے تھے حاضر خدمت ہوئے۔ اُس روز مجلس مبارک میں شیخ بہاء الدین غزنوی۔ مولانا جلال الدین اور مولانا عماد الدین مذکر مع برادر خورد و دیگر اصفیائے عظام حاضر مجلس شریف تھے گفتگو مہتر عیسےٰ علیہ السلام کے بارہ میں ہورہی تھی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جس روز حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اُس روز اُنکی والدہ بی بی مریم پارسا یہودیوں کے خوف سے جنگل چلی گئی تھیں وہیں اُنکو دردزِہ شروع ہوا اور مہتر عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ بی بی مریم پارسا کے پاس ایک بھی مجلس اُنکا نہ تھا جو جنائی کا کام کرتا۔ پانی بھی موجود نہ تھا۔ بی بی مریم نے زمین میں لات ماری کہ چشمہ پانی کا جاری ہوا جس سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو غسل دیا اور اُنکو اپنی گود میں لیکر بیٹھیں ناگاہ شہر میں غلغلہ مچا کہ مریم کو لڑکا پیدا ہوا ہے کہ باپ اُسکا معلوم نہیں ہے عوام الناس مجتمع ہوکر مہتر زکریا علیہ السلام کے پاس آئے کہ دریافت کریں اور باپ کا پتہ پوچھیں مہتر زکریا علیہ السلام نے اُن نادانوں کو ہر چند سمجھایا

کہ حق تعالیٰ قادر ہے کہ بے باپ کے فرزند پیدا کرے اِلّا ایک نے بھی یقین نہ کیا بالآخر دربے تفضیح ہوئے حق تعالیٰ نے مہتر زکریا علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اُنکو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی خدمت میں لیجاؤ وہ اُنکی تشفی کردینگے۔ الغرض مہتر زکریا علیہ السلام وجمیع یہود وغیرہ جمع ہوکر بی بی مریم علیہا السلام کے پاس گئے۔ اور اُن سے پوچھا کہ تمکو یہ لڑکا کس سے ہوا آپنے جواب دیا کہ تم اِسی لڑکے سے پوچھو اُنہوں نے کہا کہ طفل نوزائیدہ نہیں بول سکتا۔ حق تعالےٰ نے مہتر عیسےٰ علیہ السلام کو گویا کیا اور آپ نے بزبان فصیح کہا کہ اے نادانو! جانو کہ میں بندہ خدا کا ہوں وہ میرا پروردگار ہے اور میں اُسکا پیغمبر ہوں اُسنے اپنی قدرت کاملہ سے مجھے بے پدر پیدا کیا ہے اُسکو ہر طرح کی قدرت ہے آپکا یہ ارشاد سنتے ہی کئی ہزار یہودی مسلمان ہوئے اسکے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جسوقت مہتر عیسےٰ علیہ السلام جوان ہوئے اور ردائے رسالت اُنکو عطا ہوئی جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس تشریف لائے اور فرمان الٰہی پہونچایا کہ کافروں کو تلقین ایمان کرو مہتر عیسےٰ علیہ السلام نے اُسیوقت ابلاغ رسالت شروع کی آپ طرح طرح کے معجزے دکھلاتے تھے مگر وہ سنگدل ایمان نہ لاتے۔ بلکہ ٹھٹھا کرتے اور کہتے تھے کہ کیا اچھا جادو سیکھا ہے اور علم سحر میں کمال بہم پہونچایا ہے کہ مردہ زندہ کرتے ہو۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ کافروں نے جمع ہوکر کہا کہ اگر آپ مردہ زندہ کریں ہم ایمان لاوینگے۔ فی الحال جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ یہ معجزہ آپکو دیا گیا ہے آپ دکھلائیں آپنے منکرین سے ارشاد فرمایا کہ مردہ حاضر کریں وہ لوگ ایک مردہ لائے آپنے دوگانہ نماز شکریہ ادا کی اور سر بسجدہ ہوکر دعا مانگی ابھی آپنے سر سجدہ سے نہ اٹھایا تھا کہ مردہ زندہ ہوا اور اُسنے کہا لا الٰہ الا اللہ عیسےٰ روح اللہ یعنے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور عیسےٰ روح اللہ ہیں جنکے نصیب میں دولت ایمان کا حاصل کرنا لکھا تھا وہ ایمان لائے اور اکثر نے جادو بتلایا اور بے ایمان ہی رہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب کافروں نے ہجوم کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے اور مہتر عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان چہارم تک لیگئے اور اُنکو وہیں رہنے کا حکم دیا گیا کہ آلائش دنیا اُنکی

ساتھ تھی۔ اسکے بعد آپنے مہتر خضر علیہ السلام کی حکایت بیان فرمائی کہ اُنکو حیات ابدی عنایت ہوئی ہے اور سبب اوسکا یہ ہے کہ اُنہوں نے تمام انبیا و اولیا کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں اب نبوت بند ہوگئی بلکہ وہ اسواسطے زندہ رکھے گئے ہیں کہ اُمتیان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اولیا کا حال دیکھیں اور شرح و قصص گذشتہ کہ اولیاء اللہ سے بیان کریں اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بعضوں نے کہا کہ وہ اسوجہ سے زندہ رکھے گئے ہیں اور سکونت دریا کی اُنکو دی گئی ہے کہ ڈوبتے ہوؤں کو بچاویں اور اُنکی دستگیری کریں حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرمارہے تھے کہ اذان ہوئی آپ نماز میں مصروف ہوئے خلق اپنے اپنے مقام پر واپس گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک ؛

مجلس دہم۔ بروز جمعہ تاریخ ہیجدہم ماہ ذی الحجہ ۶۸۹ھ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی مولانا فخر الدین زرادی۔ مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا شہاب الدین اور بہت صوفیائے کرام حاضر خدمت تھے گفتگو دربارہ مہتر لوط علیہ السلام ہو رہی تھی حضور نے ارشاد فرمایا کہ مہتر لوط علیہ السلام بڑے خدا ترس پیغمبر تھے ہمیشہ عبادت حق تعالےٰ میں مشغول رہتے کسیوقت یاد الٰہی سے غافل نہوتے تھے اُنکی قوم نے نادانی کی اغلام کرنا شروع کیا آپ نے اُنکو بہت سمجھایا مگر وہ باز نہ آئے چنانچہ عرائس التیجان (قصص التیجان) میں لکھا ہے کہ جب یہ دس خصلتیں اُنمیں ظاہر ہوئیں اول شراب پینا دوم رنگین و سرخ کپڑے پہننا سوم اغلام کرنا چہارم تنگ کپڑے پہننا پنجم غونک کمان بنانا ششم کبوتر بازی کرنا ہفتم غیبت کرنا ہشتم راگ گانا نہم مسخرگی کرنا آوارہ کوچہ بکوچہ پھرنا دہم ایک کا دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا۔ دہم لوط علیہ السلام کی بُرائی کرنی جب یہ خصلتیں اُنمیں پیدا ہوئیں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُنپر باران سنگ بھیجا۔ اور زمین کو حکم ہوا کہ انکو پکڑ لیوے وہ زمین میں دھس گئے۔ یہ بیان فرماتے ہوئے حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے ان خصائل کے ایک اور خصلت میری اُمت میں ہوگی وہ یہ ہوگی کہ عورتیں

عورتوں سے مساحقت (چپٹی بازی) کرینگی اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے کتب تفاسیر میں دیکھا ہے کہ جب یہ زمانہ آویگا آسمان سے پتھر برسینگے۔ وبا پھیلیگی نئی نئی بیماریاں پیدا ہونگی فساد عالم میں برپا ہوگا آپ یہ بیان فرمارہے تھے۔ کہ اذان ہوئی۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نماز میں مصروف ہوئے خلق اپنی اپنی جائے اقامت کو واپس گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک ؛

مجلس یازدہم۔ بروز پنجشنبہ نہم ماہ صفر المظفر ۶۵۰ھ ہجری دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ مولانا برہان الدین غریب مولانا شمس الدین یحییٰ و دیگر اصفیائے زمانہ حاضر خدمت تھے گفتگو ماہ صفر کی بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ماہ صفر گراں مہینا ہے دنیا میں جسقدر بلائیں بنی آدم پر نازل ہوتی ہیں وہ اسی ماہ صفر میں ہوتی ہیں میں نے کتب قدیمہ میں لکھا دیکھا ہے کہ اس ماہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں پس تمام آدمیوں کو لازم ہے کہ اس مہینے کو طاعت الٰہی سے معمور رکھیں کہ امان و عصمت خداوندی میں رہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ بَشَّرْتُہٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ یعنے جو مجھے خوشخبری دے اس امر کی کہ ماہ صفر نکل گیا یعنے ختم ہوا میں بشارت دونگا اُسکو دخول جنت کی اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ قصہ وفات رسول خدا یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسی مہینے میں بیمار ہوئے تھے کہ اسی بیماری سے انتقال فرمایا اسکے بعد گفتگو دربارہ سلوک واقع ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ خواجگان چشت رحمہم اللہ نے سلوک کے پندرہ درجے قرار دیئے ہیں منجملہ انکے پانچواں درجہ کشف و کرامت کا ہے پس جسنے اپنی ذات کو مرتبہ پنجم میں ظاہر کیا وہ حصول دیگر مدارج سے محروم رہا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اس راہ میں سالک کو چاہیئے کہ وہ اپنے ذات کو مرتبہ پنجم میں ظاہر نکرے ورنہ بادیہ ضلالت میں جا پڑیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر فرید الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ مع شیخ الشیوخ شیخ بہاء الدین زکریا ہمسفر تھے دریا پر پہونچے وہ دریا بیابان میں جاری تھا اور اُس مقام میں خوف ہندوؤں کا بیشتر تھا کشتی موجود نہ تھی جائے اقامت نہ دیکھ کر فکر لاحق حال ہوا کہ ٹھہرنے میں احتمال نقصان جان تھا حضرت شیخ الاسلام نے یہ خیال کرکے یا نور بر روئے آب کہا اور عبور دریا فرمایا شیخ الاسلام

بہاء الدین زکریا اس پار کھڑے متفکر تھے حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ نے اپنی روشن ضمیری سے حال شیخ بہاء الحق پر مطلع ہو کر فرمایا کہ محل کشف و کرامت کا ہے کہ اپنے کو دشمن سے بچایا البتہ غیر محل میں کشف موجب نقصان ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ عنہ نے جب یہ سنا۔ بہت خوش ہوئے اور پانی میں قدم زنی کرتے ہوئے شیخ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچے اسکے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ خود کو کشف کرنا نیک و بد دونوں طرح کا ہوتا ہے نیک اُسکے محل میں ہے اور بد غیر محل میں۔ اس جگہ کشف نیک تھا کہ موجب نجات از دشمن تھا اسکے بعد گفتگو دربارہ مہتر جبرئیل علیہ السلام ہوئے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ مہتر جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپکا پسینا سفید کس وجہ سے ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کافور سے پیدا کیا ہے میں اپنی پیدائش کے بارہ میں خود متفکر تھا مگر یہ عقدہ مجھے اُس روز حل ہوا جس روز اللہ تعالے نے فرمایا کہ جا کر ہمارے حبیب نبی آخر الزمان کو لاؤ میں گیا۔ آپ سوتے تھے میں حضرت کے بالیں مبارک پر جا کھڑا ہوا۔ اور جگانا مناسب نہ سمجھا فرمان حق ہوا کہ اے جبرئیل کف پائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دے میں نے بحرمت تمام کف پائے مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا آپ بیدار ہوئے اسوقت مجھے فرمان ہوا کہ آج تجھے پیدا ہوئے چھ لاکھ برس ہوئے ہیں اور حکمت تیرے وجود کو کافور سے بنانے کی یہ تھی کہ آج کے روز کف پائے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دے کہ کافور کی سردی سے آپ بیدار ہوں یہ بیان فرما کر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کافور سے بنے ہیں اسکے بعد گفتگو دربارہ بھیجنے درود شریف برآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ شب معراج کو میں نے ایک فرشتہ دیکھا کہ اُسکے پانسو مونہہ تھے اور ہر مونہہ میں زبان تھی وہ ہر زبان سے مجھ پر درود بھیجتا تھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بھول ہو گئے اُسے کو لازم ہے سو دفعہ مجھ پر درود بھیجے اللہ تعالےٰ اُسکو بے حد ثواب عنایت فرمائیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا

کہ جو شخص شراب میں پھول ڈال کر پیئے اُسکا ایمان جاتا رہتا ہے کیونکہ پھول ایک جزو ہی اجزاء محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پس ڈرنا چاہیئے اور جس شخص نے قرآن پڑھا وہ حرمت شراب سے واقف ہوا اور واقف ہو کر پینے سے ایمان جاتا رہتا ہے اسکے بعد ایک شخص نے جو حاضر مجلس شریف تھا دریافت کیا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے بطن ماہی میں رہنے کی وجہ بیان فرمائی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت یونس علیہ السلام پر آتش عشق و محبت کا غلبہ ہو گیا تھا اور قاعدہ ہے کہ آگ کو پانی سے بجھاتے ہیں یہی سبب تھا جو وہ شکم ماہی میں رہے۔ آپ یہ بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہوئی حضرت نماز میں مصروف ہوئے مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علی ذالک ؂

مجلس دوازدہم بروز سہ شنبہ یکم ماہ ربیع الاول سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی مجلس شریف میں مولانا عماد الدین مذکر اور مولانا شمس الدین یحییٰ اور مولانا برہان الدین غریب و دیگر خادمان خانقاہ حاضر تھے اُسیوقت کئی درویش سفر سے واپس آکر حاضر خدمت ہوئے گفتگو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے باب میں ہو رہی تھی اور اسی مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا بھی ذکر خیر تھا الغرض خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جس شب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے آپکے چچا ابو طالب نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شمع ہمارے مکان میں اتری ہے اور کئی اقربا اپنے اپنے چراغ اُس شمع سے روشن کرتے ہیں بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ شمع سے چراغ روشن کرنیوالے ایمان لائے منقول ہے کہ وقت تولد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپکی والدہ تنہا مکان میں تھیں چراغ بھی گل تھا۔ یکایک تمام مکان منور ہو گیا اور جملہ ملکوت زمین و آسمان نے سر سجدہ میں رکھا کہ رحمت للعالمین دنیا میں پیدا ہوئے اُسیوقت تمام بُت سرنگون ہوئے اس معاملہ کی جسوقت آپکے دادا عبد المطلب کو اطلاع ہوئی فوراً بستر خواب سے اٹھکر عبد اللہ کے گھر آئے اور دستک دی دروازہ کھولا گیا۔ اندر آکر جناب رسالت پناہ کو دیکھا فوراً اپنی گود میں لیا اور پیشانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیکر کہا کہ یہ پیغمبر آخر الزماں ہیں کہ جنکا وصف انجیل میں مرقوم ہے اور اوصاف سے آپکے جملہ کتب آسمانی مملو ہیں اُسیوقت ابو طالب بھی آئے اور بہت ہی مسرور ہو کر آپکو گود میں لیا اور پیشانی کو بوسہ دیتے

تھے آپنے حضرت عبدالمطلب سے عرض کی کہ اسوقت میں صاحب اولاد نہیں ہوں اگر حکم ہو انکو اپنا فرزند قرار دوں سب اقربا راضی ہوئے الغرض آپکے دونوں شانوں کے درمیان بخط نور یہ کلمات لکھے ہوئے تھے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور درمیان آپکے دونوں مونڈھوں کے مہر نبوت جلوہ گر تھی راوی نے روایت کی ہے کہ اس شب بہت سے یہود اس واقعہ سے اپنے دلوں میں خفیہ ایمان لائے اسکے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جس حجرہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے اب تک موجود ہے جو شخص اس میں داخل ہوتا ہے اُسکے جسم سے بوئے عطر آتی ہے اور اسکے کپڑے سات روز تک معطر رہتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب عمر مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چار برس کی ہوئی آپ لڑکوں میں کھیل رہے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام کو خدا کا حکم پہونچا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑکوں سے علیحدہ لیجاکر آپکے سینہ کو چاک کرو اور تمام آلائش دُنیا شکم سے دور کرکے مشک عنبر بہشتی سے بھر دو۔ پس ایسا ہی کیا گیا بہشت سے عمدہ عمدہ خوشبوئیں حاصل کیں اور وہ آپکے شکم مبارک میں بھر دی گئیں اسکے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اے درویش آفتاب و ماہتاب کو جو نور دیا گیا ہے وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش کون و مکان میں جسقدر اشیا ہیں ان سب پر نام پاک حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا ثبت ہے اور ان سب کو حکم ہے کہ تا بہ زندگی نام مبارک آپکا لیتے رہیں اور کہتے ہیں آسمان و زمین میں ایک بھی جگہ ایسی نہیں کہ جس جگہ نام مبارک آپکا نہ لکھا ہو اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابو طالب کے ساتھ سفر میں جاتے حق تعالےٰ ابر کو فرمان کرتا کہ دھوپ سے آپکو بچاوے اور آپکے جسم اطہر پر سایہ فگن رہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ آپ جسقدر آگے دیکھتے اتنا ہی پس پشت مبارک بھی دیکھتے تھے اور آپکا معجزہ تھا کہ آپ بیداری اور خواب میں یکساں دیکھتے اور یکساں سنتے تھے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش آپکی شان اسقدر بلند ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قسم یاد کی کہ اگر میں پیدا نکرتا آپکو ہر آئینہ نہ پیدا کرتا زمین و آسمان کو اور نہ آشکارا کرتا

مالک اپنا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش فردائے قیامت حق تعالیٰ وہی کریگا جو آپ کہینگے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپکو اپنا حبیب فرمایا ہے اور محبت کا بھی اقتضا ہے اور یہ امر افراطِ محبت کے سبب سے ہوگا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس روز حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے مردہ زندہ کیا اُنکو حکم ہوا تھا کہ نام مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مردہ پر دم کریں پس حقتعالےٰ نے برکت سے نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مردہ کو زندہ کیا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ زمانہ حیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک روز حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ بازار سے مچھلی خرید کر لائے اور اُسکو تلنا چاہتے تھے مگر وہ بریان نہوتی تھی جسقدر لکڑیاں انبار خانے میں جمع تھیں کل جل گئیں مگر وہ مچھلی اپنی حالت اصلی پر رہی ذرہ ضرر اُسکو نہ پہونچا یہ بات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو عرض کی گئی آپنے ارشاد فرمایا کہ اس مچھلی کو میرے روبرو لاؤ الغرض وہ مچھلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو لائی گئی آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اے مچھلی کیا سبب ہے کہ تو بریان نہیں ہوتی اور آگ تجھے نہیں جلاتی حق سبحانہ تعالےٰ نے مچھلی کو زبان دی اُس نے بزبان فصیح کہا کہ یارسول اللہ میں نے دریا میں ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ آپ پر درود بھیجتے تھے آواز اُسکی میرے کان میں آئی میں نے بھی اُنکی موافقت سے ایک مرتبہ آپ پر درود بھیجا حق تعالےٰ نے برکت سے درود کے آگ مجھپر حرام کردی یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے ہائے ہائے کرکے رو پڑے اور ارشاد فرمانے لگے الٰہی جسنے ایک مرتبہ تیرے حبیب پر درود بھیجا تو نے آتش دوزخ اُسپر حرام کی اکثر اشخاص جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر دن میں کئی مرتبے درود شریف بھیجتے ہیں وہ کیونکر آتش دوزخ سے مخلصی پائینگے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مہتر جبرئیل علیہ السلام نے ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یارسول اللہ میں آپکی اور آپکی اولاد کی خدمت کرتا ہوں توقع میری یہ ہے کہ آپ فردائے قیامت میرے حق میں سفارش فرمائیں اور اُس روز مجھے فراموش نکریں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام نے ایک روز مہتر جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ فرشتے آسمان کے کس امر میں مشغول رہتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے داؤد علم

جس روز سے وہ پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا ہے کہ تم آٹھ پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دنا محارو بھیجتے رہو ورنہ تمہارا نام جریدۂ ملائکہ سے خارج کر دیا جائیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ نے توبہ حضرت داؤد علیہ السلام کی قبول کرنی منظور کی حکم دیا کہ اے داؤد نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو میری درگاہ میں شفیع لاؤ کہ تمہاری توبہ قبول ہو اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ان سب وجوہات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین وآسمان ومافیہا سب بہ طفیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئے اور آپ ان سب سے برتر ہیں۔ اسکے بعد گفتگو حضرت امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں واقع ہوئی حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پیشتر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے اور اسکا ماجرا اس طرح ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تجارت کے سفر سے واپس تشریف لائے آپنے اسلام اُنپر عرض کیا اور ارشاد فرمایا کہ تم میری نبوت کا اقرار کرو خدا تعالیٰ پر ایمان لاؤ کہ وہ ایک ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی کہا کہ صدقت یا رسول اللہ میں سچے دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول خدا ہیں اور اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہ ہے۔ اسکے بعد حکایت بزرگی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ آپ چلے جا رہے تھے ناگاہ ایک کیڑی آپکے پیر کے تلے آ گئی اور شدت درد سے اُسنے آہ کھینچی آپکو اُسکا حال معلوم ہوا۔ فوراً پیر اٹھا کر دیکھا معلوم ہوا کہ کیڑی دبکر مر گئی ہے آپنے اسکو اُٹھا لیا اور اپنا مونہہ آسمان کی طرف کرکے کہا کہ الٰہی اگر میری کچھ بھی تیری بارگاہ میں عزت ہے اس مورچہ کو زندہ کر۔ ابھی یہ بات پوری کہنے بھی نپائے تھے کہ کیڑی زندہ ہو گئی اسکے بعد ایک حکایت اسی طرح کی اور بیان فرمائی ایک دفعہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی داڑھی میں کنگھا کر رہے تھے کہ ایک بال آپکی ڈاڑھی کا ٹوٹا اور ہوا اُسکو یہودیوں کے قبرستان میں اُڑا لیگئی چنانچہ برکت سے اس بال کے تین روز تک عذاب اُن کافروں پر نہوا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز بہت خشوع وخضوع کی ساتھ پڑھتے تھے کہ ستر ہزار

مقرب فرشتے واسطے نظارہ کے آتے اور جب آپ تکبیر کہتے سب کے اندام میں لرزہ پڑ جاتا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نماز پڑھکر آستانہ مبارک آنحضرت صلعم پر حاضر ہوتے اور دیر تک چوکھٹ سے لگے کھڑے رہتے۔ جب آنحضرت صلعم دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے آپ سے بغلگیر ہوتے اور دریافت فرماتے کہ اے صدیق اکبر رضہ اسقدر صبحدم کیوں آتے ہو آپ جواب دیتے کہ یا رسول اللہ میں علی الصباح اسوجہ سے آتا ہوں کہ میں سب سے پہلے روئے مبارک کی زیارت کرنیوالا ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بخدا میں ابوبکر کی ڈاڑھی کی روشنی حجاب عظمت سے لیکر تحت الثریٰ تک دیکھتا ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلعم کی رسم تھی کہ آپ ہر شب ماہ رمضان المبارک میں اصحاب اربعہ رضہ اور حضرت امام حسن وحسین علیہما السلام کو ہمراہ لیکر جنگل میں تشریف لیجاتے مناجات کرتے اور آمرزش گناہان اُمت چاہتے تھے، مختصر یہ کہ آخر شب میں جبرئیل آتے اور کہتے اے محمد سر اُٹھا فرمان حق ہے کہ میں بدلے ہر ایک موئے سفید ابوبکر صدیق رضہ کے لاکھوں گنہگار تیری اُمت کے بخشدونگا اور اُنہیں دوزخ سے آزاد کرونگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان آنحضرت صلعم متواتر ایسا کیا کرتے تھے اور ہمیشہ یہی ندا آتی کہ بدلے ایک ایک موئے سفید ابوبکر صدیق رضہ اُمتی آپ کے آتش دوزخ سے نجات پاوینگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایکروز آنحضرت صلعم حجرۂ عائشہ صدیقہ رضہ میں تشریف فرما تھے حکایت بزرگی ابوبکر صدیق رضہ کی ہو رہی تھی آنحضرت صلعم نے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تجھے تیرے باپ ابوبکر صدیق کی بزرگی میں ایک بات تبلاؤں وہ یہ ہے کہ نام اُنکا قرص آفتاب پر لکھا ہے جو وقت آفتاب طلوع ہوکر بالائے خانہ کعبہ آتا ہے اُسجگہ کھڑا ہوکر کہتا ہے کہ اس جگہ سے زیادہ عالی درجہ دوسرا مقام نہیں یہاں سے آگے نہ چلنا چاہیئے جب وہ ایسا خیال کرتا ہے۔ فرشتے جو اُسپر موکل ہیں تیرے باپ کے نام کی سوگند دیتے ہیں کہ بحرمت اُس نام کے جو تجھپر لکھا ہے یہاں سے آگے بڑھ بس وہ رواں ہوتا ہے۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر رضہ سے بابت

بزرگی صدیق اکبر رضؓ کے سوال کیا گیا کہ آپ بزرگی خلیفۃ النبی صلعم میں کوئی حکایت بیان فرمائیں آپ نے جوابدیا کہ میری یہ مجال نہیں جو بزرگی صدیق اکبر کی بیان کرسکوں مجھے کئی برس یہ مناجات کرتے ہوئے گزرے ہیں کہ کاش مجھے میں ایک بال ابو بکر رضؓ کے سینے کا ہوتا۔ کیونکہ اُن کے ایک ایک بال کے بدلے بیشمار عاصی بخشے جاوینگے۔ اسکے بعد گفتگو فضل عمر بن الخطاب رضؓ کے باب میں واقع ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ قصہ ان کے مسلمان ہونیکا یہ کہ جس روز وہ مسلمان ہونگے آپ مکہ مکرمہ کے یہود کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ اگر میں محمد صلعم کو زندہ گرفتار کر لاؤں تو مجھے تم کیا دوگے اُن سب نے متفق ہوکر کہا کہ ہم تمکو اپنا حاکم بنائینگے اور حکومت مکہ کی تمہاری اولاد میں پشت بپشت بطناً بعد بطنٍ قائم رکھینگے آپ اسبات کو سُنکر روانہ ہوئے گھوڑے پر سوار اپنے بہن کے گھر کے پاس سے گذرے وہ اُسوقت تلاوت کلام اللہ کی فرما رہی تھیں سورۂ طٰہٰ کہ اسی دن نازل ہوئی تھی پڑھ رہی تھیں۔ اُنہوں نے جب بہن کی آواز سنی مکان کے دروازے پر گئے اور چھپکے کھڑے ہوئے سنتے رہے قرآن شریف کے سُننے سے ایک عالم ذوق اور وجد آپ پر طاری ہوا کہ آواز دیکر دروازہ کھلوایا ہمشیرہ سے کہا کہ راست راست بیان کر تو کیا پڑھ رہی تھی اُنہوں نے انکار کیا آپنے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا اگر نہ تبلائیگی میں تجکو جان سے مار ڈالونگا اُنہوں نے مجبوراً بیان کیا کہ میں کتاب پڑھ رہی تھی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی ہے آپنے کہا اے ہمشیرہ مجھے وہ اوراق دے کہ میں بھی پڑھوں کیونکہ اسکے سُننے سے ایک لرزہ میرے جسم اور دل میں پیدا ہوا ہے اُنہوں نے کہا کہ اے عمر تم مسلمان نہیں ہو بت پرستی کی نجاست سے جسم اور دل تمہارا بھرا ہوا ہے جبتک تم آگے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے حاضر ہوکر اقرار اُنکی رسالت اور خدا تعالےٰ کی وحدانیت کا نکروگے ہرگز حامل اس کلام پاک کے نہو سکوگے۔ آپنے یہ سنتے ہی اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ تم مجکو اُس عالی جناب کیخدمت میں لیچلو کہ میں ایمان لاؤں آپکی ہمشیرہ نے جواب دیا کہ اس حال سے تم وہاں چلنے کے سزاوار نہیں ہو کہ اُسجگہ تمام عاجزی اور خستگی کی ضرورت ہے چونکہ وقت اسلام لانے حضرت عمر رضؓ کا قریب تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہتر ہے میری مشکیں باندھلو اور جس طرح

سے اُس بارگاہ میں لیچلنے کا دستور ہو لیچلو اور وہاں پہنچکر میری جانب سے عرض کرنا کہ بندہ بکمال عجز اندرگاہ صمدیت حاضر خدمت ہوا ہے امیدوار ہے کہ اپنے لطف وکرم سے حضور اسکو قبول فرمائیں الغرض آپکی ہمشیرہ نے ایسا ہی کیا اور کشاں کشاں آپکی خدمت میں لے چلیں۔ یہاں اس واقعہ سے پہلے آنحضرت صلعم کی خدمت میں جبرئیل عم حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا محمد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عمر کو جسنے اپنی دوستی میں قبول کیا آپ اسپر اسلام عرض کریں اسیوقت حضرت عمر رضؓ بھی حاضر ہوئے آپنے اسلام آپنر عرض کیا اور وہ صدق دل سے ایمان لائے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا جب حضرت عمر رضہ اسلام لائے اذان آشکارا دی گئی ورنہ اس سے پیشتر خفیہ دیجاتی تھی کہ آپکے مسلمان ہونیکے اصحاب ... قوت ... آپکے بعد ارشاد فرمایا کہ ... ابو اللیث سمرقندی میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بروز قیامت اگر مجھ سے پوچھا گیا کہ آپ ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے ہیں میں حضرت عمر رضہ کو پیش کرونگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آپ نہایت عادل تھے قصہ آپکے عدل کا مشہور ہے کہ آپنے اپنے لڑکے (ابو شحمہ) پر حد شریعت جاری فرمائی اور خود اپنے ہاتھ سے دُرّے مارے کہ وہ ہنگام ضربات دُرّہ انتقال فرما گئے اور یہ قصہ مشہور و معروف ہے اور وہ اسطرح سے ہے کہ آپ کے فرزند جنکا نام ابو شحمہ تھا اُنہوں نے شیطان کے بہکانے سے شراب پی اور زنا کیا کہ اس فعل سے زانیہ کو حمل حرام رہا اور لڑکا پیدا ہوا عورت اُس لڑکے کو حضرت عمر رضؓ کی خدمت میں حاضر لائی اور کہا کہ یہ بچہ پوتا حرام سے ہوا ہے کہ ابو شحمہ نے مجھسے زنا کیا جس سے یہ تولد ہوا آپ اُسیوقت مکان پر تشریف لیگئے اور ابو شحمہ کو پکڑ لائے اور دریافت حال کیا اُنہوں نے اقرار کیا آپنے پیش مسجد مدینہ منورہ صحابہؓ کے سامنے ابو شحمہ پر خود اپنے ہاتھ سے حد جاری کی اسّی دُرّے اُنکو مارے جانے چاہیئے تھے ستّر دُرّے لگے تھے کہ ابو شحمہ رضؓ کا انتقال ہوا آپنے باقی دس دُرّے اُنکے مُردہ جسم پر مارے جب حد شرعی کے اجرا سے فارغ ہوئے شکر خدا کا ادا کیا کہ الحمد للہ ابو شحمہ نے آتش دوزخ سے خلاصی پائی منقول ہے کہ آپ نے اُنکو اُسی شب خواب میں دیکھا کہ جامہ بہشت پہنے ہوئے خلد بریں میں خراماں ہیں ابو شحمہ آپکو دیکھتے ہی قدموں میں گر پڑے اور کہا اللہ تعالےٰ

آپ پر رحمت کرے کہ آپنے مجھے آتش دوزخ سے نجات دلائی یہ بیان فرماکر حضرت ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ قصہ عدل و انصاف حضرت عمر فاروق رضہ کا یہ تھا جو معرض بیان میں آیا۔ اسکے بعد گفتگو امیر المومنین عثمان بن عفان رضہ کے بارہ میں واقع ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ آپ تیسرے خلیفہ اور داماد آنحضرت صلعم کے ہیں دو لڑکیاں آنحضرت صلعم کی یکے بعد دیگرے آپ سے منسوب ہوئیں آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ اگر میری سو لڑکیاں ہوتیں میں یکے بعد دیگرے عثمان سے اُنکا نکاح کرتا کہ تمام ساکنان زمین و آسمان اُنسے فخر کرتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسقدر مال حضرت عثمان رضہ کے پاس تھا اسقدر کسی اور کے پاس نہ تھا آپ حد سے زیادہ سخی تھے چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت عثمان رضہ نے فراخی مال سے تنگ آکر آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں زیادتی مال و دولت سے از حد تنگ آگیا ہوں کہ اکثر اوقات بوجہ کثرت کار عبادت نافلہ سے محروم و مہجور رہنا ہوتا ہے دعا فرمایئے کہ مال میرا کم ہو جائے۔ آنحضرت صلعم نے استدعا اُنکی قبول کی اور دعا کرنا چاہتے تھے کہ حضرت جبرئیل عم آگئے اور کہا یا رسول اللہ صلعم فرمان حق ہے کہ آپ زنہار عثمان رضہ کے حق میں ایسی دعا نفرمادیں وہ اپنا مال میرے راستہ میں بہت صرف کیا کرتا ہے اور میں اُسکے مال کو زیادہ کیا کرتا ہوں تاکہ خوب دستگیری غربا کی کرے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ بماہ رمضان المبارک حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلعم کی مع جمیع یاران رضہ دعوت افطار کی تھی آنحضرت صلعم وسلم تشریف لیگئے حضرت عثمان رضہ تمام لوازم مہمانی بجا لائے اور کماحقہ میزبانی ادا کی بعد فراغت طعام دست بستہ آنحضرت صلعم کے روبرو کھڑے ہوگئے اور عرض کی زہے سعادت زہے شفقت حضرت کی جو حضور نے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمایا شکریہ اسکا کیونکر ادا ہو اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلعم کے دولت خانہ سے مکان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ششتر قدم دور تھا آپنے اُسیوقت بطور شکر یہ ستر غلام آزاد کیئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلعم معائنہ اس امر سے نہایت خوش ہوگئے اور حضرت عثمان رضہ سے فرمایا کہ مقصود تمہارا حاصل ہوا۔

پھر حضرت عثمان رضہ کے حق میں دعائے خیر و برکت فرمائی کہ مطلوب دینی و دنیوی اُنکو حاصل ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت عثمان رضہ کے ملک میں بیشمار لونڈی و غلام تھے ایکروز امیر المومنین عثمان رضہ نے ایک لونڈی کی طرف میل کیا اور اُسکا ہاتھ پکڑکر اپنے تصرف میں لانا چاہتے تھے کہ بنت رسول اللہ صلعم نے جو آپکے نکاح میں تھیں دیکھا رشک سے لال ہوگئیں اُسیوقت چادر اوڑھکر آنحضرت صلعم کے پاس تشریف لائیں اور رو رو کر یہ حال بیان کیا۔ آنحضرت صلعم ماجرا سُنکر دختر سے بہت ناخوش ہوئے اور غصہ ہوکر فرمایا کہ اسیوقت جاکر عثمان رضہ کو راضی کرو ورنہ کل بروز قیامت میں تیرا مُنہ نہ دیکھونگا۔ ادھر حضرت عثمان رضہ حیران و متحیر کھڑے تھے کہ دیکھئے اسوقت یہ معاملہ کیونکر رفع ہوتا ہے اسی اثنا میں آنحضرت صلعم کی صاحبزادی یعنے منکوحہ حضرت عثمان رضہ اُن کے پاس آئیں اور پیروں میں گر پڑیں امیر المومنین متحیر ہوئے اور کہا کہ اے بنت رسول اللہ صلعم یہ کیسا کرم ہے جو آپ اسوقت مجھ نحیف پر مبذول فرما رہی ہیں کجا آپکی شان اور کجا میری قدمبوسی صاحبزادی نے جواب دیا کہ یہ کرم میری جانب سے نہیں بلکہ آنحضرت صلعم نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے امیر المومنین عثمان رضہ یہ بات سُنکر نہایت خوش ہوئے اور اُسیوقت تین سو لونڈیاں بی بی ام کلثوم دختر آنحضرت صلعم کے سر کا صدقہ کیا اور اُن سبکو آزاد فرمایا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ فردائے قیامت حضرت عثمان کو اسقدر بڑا درجہ عطا ہوگا کہ تمام انبیا حیرت زدہ ہونگے اور سب حسرت کرینگے کہ کاشکے ہم عثمان رضہ ہوتے کہ ایسا رتبہ ہمکو ملتا۔ اسکے بعد گفتگو درباره امیر المومنین و امام المشجعین علی کرم اللہ وجہہ واقع ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس لڑائی میں انبیا رہشیین عاجز ہوتے یا وہ قلعہ فتح نہوتا تھا حق تعالیٰ صورت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیدا کرتا کہ وہ حصار فتح ہو جاتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جنگ غول بیابانی پر مامور فرمایا تھا امیر المومنین ایک عرصہ تک جنگ و جدل میں مصروف رہے مگر وہ قلعہ فتح نہوتا تھا۔ ایک روز آپنے نعرہ بلند کیا کہ ہفت طبق آسمان و زمین کے لرز گئے۔ جسوقت وہ نعرہ گوش مبارک آنحضرت صلعم میں آیا۔

اُسیوقت حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور سورۂ اخلاص عرض کی کہ اس سورت کو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ
کو لکھ بھیجیں وہ اس سورت کو بہت پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ قلعہ فتح ہوگا آنحضرت صلعم نے ایسا ہی
کیا وہ سورت حضرت علی کرم اللہ وجہ کو لکھکر بھیجی کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے یک شبانہ
روز ہی اس سورت کی مزاولت کی تھی کہ قلعہ فتح ہوگیا اور خوشخبری فتح کی آنحضرت صلعم کو بھیجی
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنتے ہوئے جب لوہا ہاتھ میں لیتے اور وہ نرم
نہوتا نام نامی علی کرم اللہ وجہہ کا زبان فیض ترجمان پر لاتے اللہ تعالیٰ اس نام کی برکت سے لوہے کو
موم کردیتا تھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز آنحضرت صلعم جنگل میں تشریف لیگئے تھے اور
آپ کے ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اور سلمان فارسی بھی تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی عادت
تھی کہ حضرت سلمان فارسیؓ سے مزاح کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس روز آپ نے چند چھوٹے چھوٹے
سنگریزے حضرت سلمانؓ کو مارے۔ یہ امر حضرت سلمان کو ناخوش آیا۔ حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر
کہا کہ آپکو شرم نہیں آتی کہ پتھر مجھے مارتے ہو۔ حالانکہ میں نے آپ کو گود میں کھلایا ہے یعنے
جب آپ خورد سال تھے آپکی خدمت کی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو یہ بات اُنکی بہت ناگوار
معلوم ہوئی آپ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں کیا یاد کروں تم اس معاملہ کو یاد کرو
کہ فلاں بیابان میں میں نے تمکو شیر مردم خوار کے پنجہ سے چھوڑایا تھا۔ اور یہ ماجرا اس طرح ہوا تھا کہ
حضرت سلمان فارسیؓ کسی جگہ مسافرت میں تھے کہ جنگل میں شیر سے مڈ بھیڑ ہوگئی شیر حملہ آور ہوا
چاہتا تھا کہ صورت حضرت علی کرم اللہ وجہ کی پیدا ہوئی آپ نے شیر کو مارا کہ حضرت سلمان کو
شیر سے رہائی ملی حضرت سلمان فارسیؓ نے یہ سُنکر تسلیم کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ماہ
رمضان المبارک میں حضرت علی کرم اللہ وجہ نے موافق حضرت عثمانؓ عنہ کے برائے افطار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مع یاران مدعو کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا تشریف لائے
اور افطار فرمایا جب افطار فرما چکے اور وقت رخصت ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فکر
کیا کہ میرے مکان سے دولت خانہ آنحضرت صلعم کا اٹھارہ قدم ہے آپکی تشریف آوری کے

شکریہ میں حضرت عثمان غنی رضؓ نے ستر بردے آزاد کئے تھے کہ مکان اُنکا آنحضرت صلعم کے دولتخانہ سے
ستر قدم دور تھا اسی خیال میں تھے کہ حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور آنحضرت صلعم سے عرض
کی کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ مسجد سے اٹھارہ قدم اٹھا کر حضرت علی کرم اللہ وجہ
کے مکان پر تشریف لائے ہیں اسکے بدلہ میں اٹھارہ ہزار آدمی آپکی اُمت کے دوزخ سے خلاص
کرونگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت بریں میں چار نہریں جاری فرمائی ہیں ایک
پانی کی دوسری دودھ کی تیسری شراب کی چوتھی شہد کی مثال ابوبکر صدیقؓ کی مانند پانی کی ہے۔
وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اور مثال حضرت عمرؓ کی مانند دودھ کی ہے کہ لڑکا دودھ سے زندہ ہے
اگر اُسکو دودھ نہ ملے وہ نشو ونما نہیں پاتا۔ پس اسلام نے بھی حضرت عمرؓ سے قوت پکڑی ہے اور مثال
عثمانؓ کی مانند شراب کی ہے کہ اس سے غازیوں کو قوت و فرحت حاصل ہوتی ہے اور مثال حضرت
علی کرم اللہ وجہ مانند شہد کے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد میں شفا رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بہشت
میں چشمے جاری کئے ہیں سلسبیل و زنجبیل و رحیق و کافور چنانچہ کلام میں فرمان ہوتا ہے عَيْنًا
يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا وَعَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ وَعَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا
وَإِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا۔ اسکے بعد فرمایا کہ اے درویش ابتدا
ان چاروں کلموں کے عین سے ہے چنانچہ عشق ابوبکر عمر عثمان و علی رضی اللہ عنہم۔ پس یہ دلیل اسکی ہے
کہ جو شخص ان چاروں یاروں کو دوست رکھیگا اُسکو حصہ ہر چہار انہار سے ملیگا اور اللہ تعالیٰ اُسکو
دوست رکھے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ان اللہ تعالیٰ اختار اصحابی علی العالمین
سوی النبیین والمرسلین واختار من اصحابی ولعت فجعلھم خیرا وھم ابو بکر و عمر
و عثمان و علی رضی اللہ عنھم یعنے تحقیق برگزیدہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام عالم
پر سوا نبیوں اور پیغمبروں کے اور اصحاب میں برگزیدہ کیا چار تن کو اور کیا اُن کو بہترین صحابہ کا
اور وہ ابوبکر عمر عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بروز حشر میری
اُمت کے صادقین کو ہمراہ ابوبکر اور امر معروف کرنیوالوں کو ہمراہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے

اور اہل حیا کو ہمراہ عثمان غنی کے اور دلیروں اور نیک آدمیوں کو ہمراہ علی کرم اللہ وجہ کے اور اہل علم کو ہمراہ معاذ بن جبل اور حافظانِ قرآن کو ہمراہ ابی بن کعبؓ اور درویشوں کو ہمراہ ابی الدرداءؓ اور اہل زہد کو ہمراہ ابی ذرؓ اور شہداء کو ہمراہ امیر حمزہ رضہ اور موذنوں کو ہمراہ بلالؓ کے اٹھاویگا اور وہ سب بہشت میں جاوینگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی میری اُمت میں سے ستّر ہزار آدمیوں کو بیحساب داخل بہشت فرماویگا اور وہ لوگ کل دوستداران چار یار ہونگے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے ابوبکر وزیری والقائیم فی امتی بعدی وعمر حبیبی وعثمان منی وعلی اخی و صاحب لوائی یعنے ابوبکر وزیر میرا ہے اور بعد میرے میری اُمت میں قائم ہوگا یعنی خلیفہ ہوگا اور عمر میرا دوست ہے اور عثمان مجھ سے ہے اور علی میرا بھائی اور صاحب لوا میرا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسوقت علی کرم اللہ وجہ پیدا ہوئے۔ ابو طالبؓ اٹھا کر بُت کے پاس لیگئے اور دریافت کیا اسکا کیا نام رکھوں بُت نے کچھ جواب نہ دیا وہاں سے خانہ کعبہ میں لیگئے۔ اور یہی سوال کیا آواز آئی کہ علی نام رکھو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ نام رکھا ہوا پروردگار عالم کا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے جملہ پیغامبروں کو مختلف درختوں سے پیدا کیا ہے مجھے اور علی کو ایک درخت سے پیدا کیا ہے میں بمثال اُس درخت کے تنہ کے ہوں اور علی اُسکی شاخ ہے اور حسنؓ حسینؓ اُس درخت کے پھل ہیں اور اولاد اور متابعت کرنے والے میرے مثال پتوں کے ہیں پس جو شخص تعلق پیدا کریگا اُسمیں سے کسی ایک سے وہ رہائی پاویگا دوزخ سے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہ شکم مادر میں تھے اور آپ کی والدہ بتوں کی پرستش کیواسطے جاتیں سجدہ کرنا چاہتیں آپ سر اٹھاتے اُنکے پیٹ میں درد ہوتا اور وہ سجدہ نکر سکتیں بغیر سجدہ کئے واپس آتیں تھیں اسکے بعد گفتگو والدین کی اطاعت کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ اے درویش خوشنودی والدین خوشنودی خدا کی ہے اور قہر اُنکا موجب قہر خدا کا جب فرزند سے اُسکے والدین خوش نہیں اللہ تعالی بھی اُس سے خوش نہیں اے درویش شفقت رحمت والدین کی رحمت خداتعالی ہے اسکے بعد

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص وقت درماندگی اپنے والدین کو شفیع لائے اللہ تعالے اُسکی حاجت روا فرماتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے آثار اولیا میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ قبرستان میں گئے اور اُنکا گذر ایک قبر پر ہوا کہ اُسکے اندر سے آواز جزع و فزع آرہی تھی آپ اُس قبر پر کھڑے ہوگئے اور جب نظر کی صاحب قبر کو عذاب میں مبتلا پایا وہ فریاد یا اُمّاہ یا اُمّاہ کرتا تھا۔ اُنہوں نے دعا مانگی الٰہی پردہ میری آنکھوں سے ہٹا دے کہ میں حال اُس شخص کا دیکھ لوں حق تعالی نے دعا اُنکی قبول کی پردہ اُنکی نگاہ سے اُٹھا دیا گیا۔ اُنھوں نے دیکھا کہ صاحب قبر سخت ترین عذاب میں مبتلا ہے اور یا اُمّاہ کہتا ہے آپنے کہا کہ اللہ کا نام لے جو عذاب تیرا کم ہو اُسنے جواب دیا اے صاحب حالت زندگی میں جب میری والدہ بھی زندہ تھیں جسوقت مجھے کوئی تکلیف لاحق ہوتی ہیں اُنکو پکارتا یا دکرتا وہ مشکل آرام سے مبدل ہوجاتی اسوقت بھی میں اُسی عادت قدیم پر قائم ہوں کیا عجب ہے جو اللہ تعالی مجھسے عذاب موقوف کرے وہ یہ بات کہنے نہ پایا تھا کہ عذاب موقوف ہوا اُسکو اُسکی ماں کے طفیل بخشدیا۔ یہ بات بیان فرماکر حضرت خواجہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا آرے ہمچنیں است ماں باپ کا نام لینے اور اُنکی حرمت نگاہ رکھنے سے اولاد بخشی جاتی ہے خوش نصیب وہ لڑکا ہے جو اپنے والدین کا حق بجالاوے اور تجاوز نکرے بہشت زیر قدم مادر و پدر ہے اسکے بعد گفتگو اس امر میں واقع ہوئی کہ تارک الصلوٰۃ کو کھانا اور پانی نہ دینا چاہیئے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے من اعان تارک الصلوٰۃ بلقمۃ وشربۃ فقد قتل الانبیاء اولہم آدم آخرہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جسنے اعانت کی بے نمازی کی ایک لقمہ یا ایک چلو پانی سے اُسنے قتل کیا جملہ انبیاء کو کہ اول اُن کے آدم اور آخر اُن کے محمد صلعم ہیں حضرت خواجہ یہ فوائد بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہوئی آپ تہیہ نماز میں معروف ہوئے خلق اپنے اپنے مقام کو واپس گئی۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس سی و سیوم۔ بروز چہار شنبہ تاریخ نہم ماہ جمادی الاول سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو در بارہ اہل سلوک و درویشی ہو رہی تھی اُس روز مجلس شریف میں مولانا شمس الدین

یحیٰی و مولانا فخر الدین زرادی و مولانا برہان الدین غریب و دیگر عزیزان اہل صفہ رحمہم اللہ حاضر خدمت تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بعض مشائخ رحمہم اللہ نے سلوک کے سو۱۰۰ مرتبہ مقرر کئے ہیں اور اُن میں ستر۷۰ہواں درجہ کشف و کرامات کا قرار دیا ہے پس جس نے اپنی ذات کو مرتبہ ہفتدہم میں کشف کیا وہ سعادت دیگر مراتب سے محروم رہیگا۔ مرد کامل وہ ہے جو اپنی ذات کو اس مرتبہ میں پوشیدہ رکھے کہ جمیع مراتب سلوک اُسکو حاصل ہوں لیکن شاہ شجاع کرمانی اور خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہما نے پچاس مرتبے سلوک کے قرار دیئے ہیں۔ اور اُسمیں سواں مرتبہ کشف و کرامت کا رکھا ہے اُن کے نزدیک جو شخص نو۹ مراتب طے کر کے مرتبہ دہم میں داخل ہو وہ کرامت دکھا سکتا ہے مگر ہمارے خواجگان چشت رحمہ کے نزدیک سلوک کے پندرہ۱۵ درجے ہیں۔ اُسمیں پانچواں مرتبہ کشف و کرامت کا ہے جو شخص اپنی ذات کو پانچویں مرتبے میں ظاہر کریگا۔ وہ بقیہ دس۱۰ درجے حاصل نکر سکیگا ہمارے نزدیک مرد کامل وہ ہے جسکو جمیع مراتب و مدارج سلوک حاصل ہوں اور وہ اپنی ذات کو کشف نکرے حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرما رہے تھے کہ خواجہ شمس الدین یحیٰی نے زمین ادب چومکر بعد حصول اجازت عرض کیا کہ مشائخ متقدمین نے سلوک کے جو سو۱۰۰ درجے مقرر کئے اور ہمارے مشائخ نے صرف پندرہ۱۵ قرار دیئے ہیں اسکا کیا سبب ہے۔ جب بات ایک ہے ہی تو اس تفاوت کا باعث کیا ہے حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ سُنکر ارشاد فرمایا کہ اسکا جواب مجھ سے سُنو۔ انبیاء پیشین علیہم السلام کی عمر دراز ہوتی تھی۔ چنانچہ بعض انبیاء کی عمر ہزار برس سے بھی متجاوز ہوتی ہے۔ انکا مشاہدہ اور مجاہدہ اُنکی عمر کے اندازہ کے ساتھ تھا البتہ نعمت کم ہوتی تھی مگر جسوقت آنحضرت صلعم تولد ہوئے اور بعد گزرنے چالیس۴۰ سال کے آپ کو نبوت عطا ہوئی - بیشمار معجزات آنحضرت صلعم کو مرحمت کئے گئے کہ اندازہ اُنکا نہیں ہو سکتا ہے پھر عمر شریف آنحضرت صلعم کی تھوڑی ہوئی فقط ترسیٹھ۶۳ برس کی عمر میں وصال (انتقال) ہوا آپکی یہ نعمت تمام امت مرحومہ کو شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مشائخ خواجگان چشت رضی اللہ عنہم چونکہ مشائخ متاخرین ہیں اُنکو نعمت زیادہ عطا ہوئی ہے مجاہدہ اور مشاہدہ جو اولیاء متقدمین

رحمۃ اللہ علیہم کو حاصل تھا اتنا ہمارے مشائخ رحمہم اللہ کو حاصل نہیں کیونکہ عمر اُنکی اتنی نہیں لیکن اُنکو نعمت اور کرامت بے اندازہ حاصل ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جمیع مراتب سلوک کو اُنہوں نے طے کیا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یہی حکایت دربارۂ سلوک زمانہ خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمہ میں آپ کے روبرو ہوئی تھی خواجہ قطب الدین رحمہ نے ارشاد فرمایا کہ مرد کامل راہ سلوک میں وہ ہے جو کُل پندرہ مدارج تصوف طے کر جائے اور بالکل کشف و کرامت کا اظہار نکرے اُسوقت اُسے اسقدر استعداد حاصل ہوتی ہے کہ اگر اُسکا سانس مُردہ کے جسم سے متصل ہو البتہ بفرمان خدائے عزوجل زندہ ہوجائیگا۔ حضرت خواجہ قطب الدین مودود رحمہ یہ بیان فرما رہے تھے کہ اُسیوقت ایک بڑھیا زار و نالان خدمت شریف میں حاضر ہوئی اور رو کر عرض کی کہ مجھ پیرزال کے اکلوتے فرزند کو بادشاہ شہر نے بلاوجہ اور ناحق قتل کرادیا حضرت میرا انصاف فرمائیں۔ خواجہ مودود رحمہ یہ سُنتے ہی مع حاضرین اُٹھ کر سُولی کے پاس تشریف لے گئے اور اُس لڑکے کی لاش سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اگر تو بلا وجہ و بے خطا مارا گیا ہے بس بحکم خدائے عزوجل زندہ ہوجا۔ لڑکا اُسیوقت کھڑا ہو گیا آپنے اُسیوقت تمام خلق اللہ خصوصاً مخالفین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ مرتبہ کمال ولایت کا ہے جو تم نے دیکھا جب مرد جمیع مدارج تصوف و سلوک طے کر جاتا ہے اُسکا مرتبہ سوائے ذات باری تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اسکے بعد گفتگو دربابِ درویشی ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس روز آنحضرت صلعم نے خرقۂ فقر قبول فرمایا جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ دونوں جہاں کی تمام اشیاء آنحضرت صلعم کے روبرو پیش کریں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آنحضرت صلعم نے تمام موجودات ہر دو عالم پر نظر کی محققین نے لکھا ہے کہ اول نظر آنحضرت صلعم کی دُنیا پر پڑی دنیا نے فخر کیا کہ میں افضل ہوں کہ سب سے پیشتر آنحضرت صلعم کی منظورِ نظر ہوئی ہوں اسکے بعد عالم فقر پر آپکی نظر پڑی آپنے اُسکو قبول فرمایا جب آپنے فقر کو قبول فرمایا حکم ہوا کہ ہم آپ کو دُنیا بے حساب عطا کرتے ہیں قبول فرمایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابدیا کہ مجھے دنیا سے کچھ نہیں چاہئے کہ میں نے فقر کو اختیار کیا ہے

قبول کیا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مشائخ طبقات رح زاہد اُس شخص کو کہتے ہیں جو باوجود اموال و اسباب کا مالک ہونیکے اس سے کنارہ کش رہے اور سب سے شامل ہو کر تارک ہمہ ہو۔ جس کے پاس اسباب دُنیا موجود نہو وہ تارک نہیں بلکہ خود اُسکو دُنیا نے چھوڑ رکھا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی حضرت شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الحق والدین گنجشکر رح کے سنا ہے فرماتے تھے کہ درویشی کے ستّر مرتبے ہیں اوّل مرتبہ اُسکا یہ ہے کہ اگر وہ جانب زمین نظر کرے تحت الثریٰ تک دیکھے اور جب نگاہ بالا کرے حجاب عظمت سے گذر کرے۔ درویشوں نے ان ستّر درجوں سے زیادہ ستر ہزار مدارج او ملے کئے ہیں اور رُوح اُنکی مقامات اعلیٰ کی سیر کرآئی ہے ان کے حالات اسطرح کے ہیں کہ کسی کے عقل و فہم میں نہیں آسکتے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس طرح درویشی کے ستر ہزار درجے ہیں اسیطرح اور ستّر ہزار عالم ہیں درویش کو ان تمام عالموں سے واقف ہونا چاہیئے اگر وہ ان عالموں سے واقف ہوا وہ درویش ہے ورالاّ فلا۔ اسکے بعد آپ آبدیدہ ہوئے اور رو کر فرمانے لگے کہ اگر مایۂ عمر کو ثبات ہوتا البتہ رازہائے پوشیدہ کھلتے مگر جب مایہ حیات کم ہے اسیقدر درویشی بہت کم ہے کہ مرتبہ اول میں جب مراقبہ کریں گرد دش ہزار عالم کے پھر آویں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر وجود درویش اس عالم میں نہ ہوتا ہر آئینہ یہ عالم بلا سے تباہ ہوجاتا قدم درویشاں موجب رد بلا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ عہد حضرت موسیٰ ع میں حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ع پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ ع اگر جہاں میں درویش نہوتے ہر آئینہ زمین مالداروں کو نگل جاتی اے موسیٰ جسجگہ درویش ہیں ابواب رحمت و مغفرت اسجگہ کشادہ ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش اگر تو دیکھے کہ درویش ایک جگہ سے دوسری جگہ کو مہاجرت کرتے ہیں پس تحقیق جان کہ اُس شہر میں بلا نازل ہونیوالی ہے اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ گذشتہ میں ایک درویش ملک گجرات کو تشریف لیگئے اُن کے تشریف لیجانیسے بیشتر ملک گجرات میں ہر سال بلا نازل ہوتی تھی جس سال آپ تشریف لیگئے بلائے وبا نازل نہیں ہوئی اور نہ قحط

ہوا بارہ در ہزار خلقت آفت وبا و قحط سے امن میں رہی خلق کو اس امر سے تعجب دامنگیر ہوا راالئی اس ملک کا ازحد دانا تھا۔ اُس نے حکم دیا کہ اس شہر میں نو وارد کی تلاش ہو جب تفحص کیا صرف وہی بزرگ نو وارد نکلے اُنکو حاکم کے روبرو لیگئے حاکم نے بہت تعظیم کی برابر بٹھایا۔ اور عرض کیا کہ آپکے قدم ہمارے سر آنکھوں پر۔ ہر سال ہمارے ملک میں بلا نازل ہوتی تھی۔ آپکی تشریف آوری سے ہمکو نجات ملی۔ یہ کہکر رائے ہندو حاکم مسلمان ہوگیا۔ اور اسکے ہمراہ بیشمار ہندو مسلمان ہوئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ قدم درویشاں رد بلا ہے تمام بلائیں درویش کی ایک توجہ سے دفع ہوتی ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اس تاریخ سے آج تک ملک گجرات میں وبا نہیں پھیلی۔ مگر درویش کو لازم ہے کہ حق درویشی کا کما حقہٗ بجالاوے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس شہر میں جھوٹے مدعی درویشی کا دعویٰ کریں جھوٹ بولیں اور غیبت کریں اس شہر میں کسی طرح کی راحت میسر نہوگی۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ اسلام واقع ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ دعوائے اسلام نہایت آسان ہے مگر مسلمانوں کے سے کام کرنا نہایت مشکل ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامیؒ نے ستر برس تک اپنے نفس کو طرح طرح کے مجاہدوں میں مشغول رکھا کبھی ایک سال تک کبھی دو سال تک اسے پانی نہ دیا لوگوں نے اُن سے دریافت کیا کہ یہ کس طرح کے مجاہدے ہیں اُنہوں نے جواب دیا کہ مجھے مسلمان کہتے ہیں یہ کسقدر واہیات بات ہے کہ مجھے مسلمان کہیں اور میں مسلمانوں کے سے کام نہ کروں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا یہودیوں سے دریافت کیا گیا کہ تم مسلمان کیوں نہیں ہوتے جواب دیا کہ اگر مسلمانی یہ ہے جو تم برت رہے ہو ہمکو مسلمان کہلانیسے شرم آتی ہے اور اگر مسلمانی وہ ہے جسکے عامل بایزید بسطامی ہیں ہمسے اسقدر مجاہدہ اور ریاضت نہیں ہوسکتی حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ بیان فرما رہے تھے کہ خواجہ قطب الدین منور ہانسویؒ اور خواجہ برہان الدین غریب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اُن کے ہمراہ قوال تھے آپ نے اُنکی تعظیم کی اور بیٹھنے کی نسبت ارشاد فرمایا۔ حکایت دربارہ سماع واقع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ سماع یہی سننا ہے شیء

والے کو لازم ہے کہ مستمع ہو جو گوئندہ کہے اُسکو بگوش سُنے اور تمام خیالات اُس سے متعلق رکھے کہ ایک وجد کا عالم اُسپر طاری ہو یہ کام صاحب درد کا ہے اگر وہ شخص صاحب درد نہیں ہے ہزار ہا اسرار دوست کے سُننے سے حاشا وکلّا اسکو خبر نہو گی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ دعاگو جب حاضر خدمت حضرت شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرّہ تھا آپ کی زبان مبارک سے سُنا کہ ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین وخواجہ حمیدالدین ناگوری وخواجہ شمس الدین ترک ومولانا علاؤالدین کرمانی اور شیخ محمود موزہ دوز رحمہم اللہ علیہم یکجا تھے وہ وقت بہت باراحت تھا کہ خانقاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح میں سماع ہو رہا تھا سب عالم وجد میں تھے، اسی عالم میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور تین شبانہ روز رقص کرتے رہے اپنے اجسام سے مطلق بیخبر تھے یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے سماع یہ تھا جو وہ بزرگ سنتے تھے۔ یہ سُنکر شیخ عثمان سیاح نے کھڑے ہو کر دست بستہ عرض کی کہ قوال حاضر ہیں اگر حضور اجازت دیں تو وہ راگ شروع کریں آپنے منظور فرمایا۔ قوالوں نے راگ شروع کیا پہلی ہی بیت سُننے سے ایک حالت عجیب وغریب حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر پر طاری ہوئی جو اُن کے حال کے مناسب تھی شیخ عثمان سیاح اور جمیع حاضرین مجلس پر خاص اثر ہوا۔ سب عالم تحیّر میں کھڑے ہوگئے رقص کرتے ہوئے حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر کے قدم مبارک میں گرتے تھے اور ایسے مدہوش تھے کہ قلم کو یارائے تحریر نہیں۔ یہ حال وقت چاشت سے لیکر نماز شام تک رہا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر اپنے تحمل سے بیٹھ گئے۔ ہر شخص نے اپنے مقام پہ قرار پکڑا۔ آپنے خرقہ صوف شیخ عثمان سیاح رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا اور عطائے کلاہ خاص سے یہ نحیف مشرف ہوا وہ قصیدہ یہ تھا۔

غزل

ہزار سختی اگر بر من آید آساں است	کہ دوستی وارادت ہزار چنداں است
سفر دراز نباشد بپائے طالب دوست	کہ خار دشت محبت گُل است وریحاں است
اگر تو جور کنی جور نیست انعام است	اگر تو داغ نہی داغ نیست درمانست

نہ آبروے کہ اگر خون من بخواہی ریخت	مخالفت نکنم آں کنم کہ فرماں است
گماں برند کہ در باغ دیدہ عشق گل است	نظر بسیب زنخداں و نار پستاں است

مجلس چہارم روز یکشنبہ تاریخ بستم ماہ جمادی الاول سنہ ۶۹۰ھ دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو اسرار عشق میں ہو رہی تھی۔ اُس روز مجلس شریف میں مولانا شمس الدین یحیٰ اور مولانا فخرالدین زرادی و مولانا برہان الدین غریب اور امیر حسن سنجری و دیگر اصفیائے زمانہ حاضر خدمت تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حفظ انوار واسرار مولا کے واسطے حوصلہ وسیع ہونا چاہیے کہ اسرار دوست اُس میں مسکن گزیں ہوں۔ کیونکہ جب پہلے ہی پہلے انوار دوست اُس شخص کے دل میں متجلی ہوں اور حوصلہ نہو۔ پس وہ اُن سرائر دراز ہا را کو ظاہر کرتا ہے اس سے لائق دیئے جانے دوسرے راز نہیں رہتا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش راہ سلوک میں مرد کامل وہی ہے جو درہائے اسرار دوست جو اُس پر تاباں ہوں اُنکا مطلق انکشاف نکرے جو شخص اُنکو منکشف کرے گا اُس کا حال موافق منصور حلاج کے ہوگا کہ اُس نے اپنے تئیں تباہ وخراب کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ نے کسی دوسرے بزرگ کو خط میں لکھا کہ آپ ایسے شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک قدح محبت سے چھلک گیا ہو۔ اُنہوں نے جواب میں تحریر کیا کہ وہ شخص نہایت پست حوصلہ ہے اس راہ میں ایسے مرد ہونا چاہئیں کہ سینکڑوں دریا نوش کر جائیں اور نعرہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ مارتے رہیں بار دیگر آپ کسی اہل سلوک سے ایسی بات دریافت نکریں ورنہ اپنی نادانی سے شرمندہ ہوں گے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے کتب سلوک میں لکھا دیکھا ہے کہ اس راہ میں مرد وہ ہے کہ جو کچھ عالم غیب سے از قسم اسرار وبلا اُس پر نازل ہو وہ اُس میں صابر وراضی رہے۔ چنانچہ کلام اللہ میں فرمان حق تعالیٰ ہے۔ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مفسروں نے اس آیت کو درباب صابرین کہا کہا ہے کہ درویش وہ ہیں جو بلاء دوست میں ثابت قدم رہیں اور صبر کریں۔ اس کے بعد

ارشاد فرمایا کہ عاشق وہ ہے کہ جو حضور اور غیبت میں ایک ہی حال پر رہے اور کامل راہِ سلوک میں وہ ہے جو باوجود اشغالِ دنیا دوست سے مشغول رہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ عبداللہ سہیل تستری نے درباب کلاہِ چار ترکی تحریر کیا ہے کہ اس کلاہ میں جو چار خانہ ہیں ان سے یہ مراد ہے۔ خانۂ اول انوار و اسرار ہے۔ خانۂ دوم محبت و توکل ہے۔ خانۂ سوم عشق و اشتیاق ہے۔ خانۂ چہارم خانۂ رضا و موافقت ہے، اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش کلاہِ چار ترکی پہننے والے کو لازم ہے کہ رعایت ان سب امور کی کرے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ طاقیہ مونس دوست ہے اور راستہ کل عشق سے مرکب ہے ہے۔ اس راستہ میں صادق وہ ہے کہ قدر طاقیہ کی جانے اور یہ انشا اہل طاقیہ کی ہے ؎

در طاقیہ جملہ عشق و شوق است ہمہ * سوگند بعشق او کہ شوق است ہمہ *

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الحق والدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی رسم تھی کہ خواہ سو یا دو سو شخص آپ کی خدمت میں ارادت کے واسطے حاضر ہوتے آپ اُنکو بیعت سے مشرف فرما کر ہر ایک پر خاص عنایت فرماتے اور ارشاد کرتے اگر اُنہوں نے طریق خلاف اختیار کیا یہ کلاہ اُنکی سزا دہی کیواسطے کافی ہے۔ اور یہ اُنکی کرامت بیّنہ تھی۔ کہ جس شخص کو آپ کلاہ عنایت فرماتے اُسکا قدم کبھی آپ کے ارشاد کے خلاف نہ ہوتا تھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش اہل طاقیہ کو کلاہ سزا کما حقہٗ دیتی ہے لیکن وہ نہیں جانتے کہ یہ امر کہاں سے ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس نے حق طاقیہ (کلاہ چار ترکی) ادا کیا وہ ہرگز اثر بدی کی کا دنیا و آخرت میں نہ دیکھے گا۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ اذان ہوئی۔ حضور نماز میں مصروف ہوئے۔ الحمد للہ علی ذٰلک *

مجلس پانزدھم [15] بروز پنجشنبہ تاریخ دہم ماہ شعبان المعظم سنہ مذکور دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو فضلیت ماہ شعبان میں ہو رہی تھی۔ اُس روز مجلس شریف میں مولانا شمس الدین یحییٰ مولانا فخر الدین زرّادی۔ مولانا برہان الدین اور بہت سے عزیزان اہل صفہ

رضوان اللہ تعالےٰ علیہم حاضر تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس ماہ میں ایک مرتبہ درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ثواب ایکہزار نیکی کا اُسکے نامۂ اعمال میں ثبت فرماتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص سے بیحد خوش ہوتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شب برات کو جملہ مومنین بخشے جاتے ہیں الّا چند شخص۔" اول آزار دہندہ مادر و پدر۔ دوم جادوگر۔ سوم شرابی۔ چہارم قاطع الرحم۔ پنجم تارک الصلوٰۃ ششم زنا کار۔ ہفتم اغلام کنندہ۔ ہشتم۔ دروغگو۔ نہم غیبت کرنے والا۔ دہم مصور" نہیں بخشے جاتے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ تمام خلق کو لازم ہے کہ اس رات میں تمام معاصی و مناہی سے باز رہیں اور دوسروں کو بھی منع کریں کیونکہ یہ رات عام رحمت و مغفرت کی ہے ورنہ اسکی سعادت سے محروم رہینگی۔ اسکے بعد گفتگو عارفوں کے بارے میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ خواجہ منصور عماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عارفوں کے تین نفس ہیں۔ ایک دنیا میں دوسرا گور میں۔ تیسرا بہشت میں نفس اول دنیا مرکب ہے حور غلمان و ولدان سے اور نفس گور میانہ ہے اور مصاحب ہے قبر میں بگمہ نفس سوم جو بہشت میں ہے آخر وقت تک ساتھ رہیگا۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ الخ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ منصور عماد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عارف خود چار چیزوں سے مرکب ہے۔ آب۔ خاک۔ باد و آتش۔ باد و آب سے یہ مراد ہے کہ تمام ناخوشی اُڑا لیجائے اور کسی شئے کو آلودہ نہ رکھے کیونکہ ہوا کا کام اڑانا اور پانی کا کام صاف کرنا ہے اور خاک سے یہ مراد ہے کہ جو اُسکے سپرد کیا جائے اُسے زیادہ کرے نہ کم۔ اور آگ سے یہ مراد ہے کہ تمام اشیاء جو اُس میں ڈالی جائیں۔ اُنکو خاکستر کرے مگر خود اپنے کو نہ جلا دے۔ اسکے بعد کسی نے دریافت کیا۔ عليك من حسابهم من شيء کس کے حق میں خطاب ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ خطاب آنحضرت صلعم کے حق میں ہے یعنی اے محمد صلعم جو بار شرع اُٹھا دے اسکا حساب تیرے ذمہ ہے اور جو شخص بار طریقت و حقیقت اُٹھاوے وہ میرے ذمہ میں ہے ہر اسکا حساب لونگا۔ اور خود ہی بخشش کرونگا۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ حضرت کے مرید

میں سے ایک شخص نے گلہ اپنے مردمانِ خانہ کا کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ ذکر نہ کرو جو کچھ تم اپنے اہل وعیال کے خرچ کرتے ہو اسکا حساب تم سے نہ لیا جائیگا مگر خاوند کے عورت پر کچھ حق ہیں چاہیئے کہ نیک تربیت کرے اول جہانتک ممکن ہو اُسکو دکھ نہ پہونچاوے اگر وہ اُسکا کہنا نہ مانے مارے مگر مُنہ پر نہ مارے اور اُس سے علیحدہ سُووے چنانچہ کلام اللہ مسطور ہے وَاللَّاتِی تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ اور عورت کو لازم ہے کہ مرد کے مال کی حفاظت کرے اور کوئی شئے خاوند کی بغیر اجازت نہ دے اور نہ کسی دوسرے کو دے اور نہ چھپائے اور اپنے خاوند سے بڑھکر نہ بیٹھے اور عورت کو لازم ہے کہ کل کام بموجب شرع شریف کرے۔ روٹی پکاوے۔ سُوت کاتے کپڑے سیئے۔ بال بچوں کی خدمت کرے اُنکو دودھ پلائے۔ اُسکا یہ کام احسان ہے ورنہ اُسکے ذمہ لازمی نہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر مروت کی طور سے کرے نسبت اُسکی ام المومنین فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ہوگی اور حضرت خاتون جنت بروز قیامت اُسکی شفاعت فرمادینگی۔ اس کے بعد گفتگو دربارۂ انصاف واقع ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شب سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ کو نیند نہیں آتی تھی وہ بچھونے پر لیٹے لیٹے تھک گئے مگر نیند نہ آئی خادموں کو بلاکر فرمایا کہ دروازہ پر جاکر دیکھو شاید کوئی حاجتمند کھڑا ہو نوکروں نے مکان سے باہر جاکر دیکھا مگر کسیکو موجود نہ پایا۔ صورت حال عرض کی سلطان محمود خود اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لائے کسیکو موجود نہ پایا محل کے پاس ایک مسجد تھی وہاں گئے دیکھا کہ ایک شخص سر سجدہ میں رکھے ہوئے کہہ رہا ہے کہ الٰہی انصاف میرا سلطان محمود سے دلا سلطان محمود غزنوی اس مرد سے لپٹ گئے اور کہنے لگے تم کب میرے پاس فریاد لائے تھے کہ میں تمہارا انصاف کروں اگر میں نے تمہارے حق میں کوئی بے انصافی کی ہے ازراہ مکرمت بتلاؤ اُس شخص نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔ الّا آپ کے شہر میں ایک مرد ہے وہ ہر رات میرے مکان میں آکر میری عورت سے تکرار کرتا ہے مجھ میں اسقدر قوت نہیں جو اُسکے فساد کو دفع

کروں اگر آپ نے میری فریاد نہ سُنی فردائے قیامت آپکا دامن ہوگا اور میرا ہاتھ سلطان محمود نے اُس شخص سے بعد بہت سی معذرت کے کہا کہ جسوقت وہ شخص تیرے مکان میں آئے مجھے خبر دینا کہ تیرا انصاف کروں۔ الغرض بعد تین روز کے وہ مفسد پھر آیا اور مکان میں فساد برپا کیا فریادی نے سلطان کو اطلاع دی۔ محمود غزنوی اُسیوقت مسلح ہوکر اُسکے ہمراہ ہوگئے گھر میں داخل ہوکر کہا چراغ گل کرو۔ اُس شخص نے چراغ گل کیا۔ سلطان نے مفسد کو جان سے مار ڈالا۔ پھر چراغ جلوایا اور مقتول کو دیکھکر الحمد للہ کہا اور ارشاد فرمایا کہ اگر کچھ قدرے قلیل طعام موجود ہو سامنے لاؤ۔ چند ٹکڑے سُوکھے روٹیوں کے موجود تھے بادشاہ کے سامنے لائے گئے۔ سلطان نے اُنکو کھاکر شکر خدا تعالیٰ کا ادا فرمایا اور اجازت طلب کی۔ اُس شخص نے کہا آپ مجھکو ان رموز سے مطلع فرمادیں جو اس درمیان میں واقع ہوئے۔ سلطان نے جواب دیا کہ میں نے داخل ہوکر جو چراغ گل کرنیکو کہا سبب اُسکا یہ تھا کہ شاید کوئی شخص میرے اقربا یا عزیزوں میں سے ہو کہ میرے دیکھنے سے اُسکو شرم دامنگیر ہو اور مجھے خیال ہو اور میں اُسکو سزا ندوں اور جو چراغ طلب کیا اُسکا یہ باعث تھا کہ میں نے چاہا کہ اُس شخص کو دیکھوں کہ کون ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ بیگانہ ہے بلکہ اس شہر کا رہنے والا بھی نہیں ہے شکر خدا کا کیا اور کھانا اس وجہ سے طلب کیا کہ میں نے اُس روز سے عہد کیا تھا کہ جبتک تیری داد نہ دونگا کھانا مطلق نہ کھاؤنگا۔ اب جب فریاد کو پہنچ چکا شدت جوع سے کھانا طلب کیا۔ یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ہائے ہائے کرکے رونے لگے اور ارشاد فرمایا کہ انصاف یہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُن ایام میں خیر و برکت تھی اب ایک ذرہ کے برابر انصاف نہیں ہے۔ آپ یہ بیان فرمارہے تھے کہ اذان ہوئی حضور تہیہ نماز میں مصروف ہوئے۔ مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مجلس شانزدہم۔ بروز دوشنبہ پنجم ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اُس روز مجلس عالی مبارک میں مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا فخر الدین زرادی مولٰنا

برہان الدین غریب اور بہت سے یاران عظام حاضر خدمت شریف تھے۔ گفتگو در بارہ فضیلت ماہ رمضان المبارک و محبت انبیاء و اولیاء ہو رہی تھی۔ اُسیوقت شیخ عثمان سیاح و شیخ حسین بنفیسہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ مع چار نفر درویش جو خاندان چشت سے تھے تشریف لائے اور متصل حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر کے بیٹھ گئے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان المبارک میں ہر گھڑی ایک لاکھ عاصی آتش دوزخ رہائی پاتے ہیں اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب کوئی نماز تراویح سے فارغ ہوتا ہے ایکہزار فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ طبقہائے رحمت اُس شخص کے سر پر سے نثار کریں اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ نماز تراویح پڑھنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے گویا اپنی ماں کے پیٹ سے اُسیوقت پیدا ہوا ہے اور ہزار نیکیاں اُسکے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور بعدد ہر حرف کے جو اُس نے نماز میں پڑھے ہیں ایک حُور اسکو مرحمت ہوگی اور بدلے ہر رکعت کے ایک محل مروارید ناسفتہ کا عطا فرمایا جائیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے درویش تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس ماہ کو بڑا محترم اور از بس غنیمت جانیں ذکر باری تعالیٰ میں مشغول رہیں اور اکثر اوقات تلاوت قرآن مجید کیا کریں۔ اس مہینے میں قرآن شریف کے ہر حرف کے بدلے ثواب ایک بردہ کے آزاد کرنیکا ملتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ ماہ رمضان المبارک میں ہر روز دو قرآن مجید ختم فرماتے تھے اس حساب سے ایک مہینے میں ساٹھ ختم قرآن شریف کے ہوئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحہ کا وظیفہ تھا کہ ہر روز ماہ رمضان المبارک میں چار ختم قرآن شریف فرماتے تھے بلکہ دو چار سیپارہ اور زیادہ پڑھتے تھے۔ اس حساب سے ماہ رمضان المبارک میں ایک سو بیس یا بائیس قرآن شریف ختم فرماتے تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بغیر اسقدر مجاہدہ اور ریاضت کے کسی طور سے مشاہدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ کبیر قدس سرہٗ کی رسم تھی کہ ماہ رمضان المبارک میں ہر شب دو قرآن شریف ختم فرماتے تھے اور آخر عمر تک آپکا یہی

وظیفہ رہا۔ اسکے بعد بزرگی حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر فرید الحق والدینؒ میں حکایت بیان فرمائی کہ خود شیخ الاسلام قدس سرہٗ بیان فرماتے تھے کہ وقت مسافرت ملک کرمان میں شیخ اُحد الدین کرمانی رحہ سے ملاقی ہوا اور چند روز اُنکی صحبت میں رہا ایک روز ہم دونوں صحن جماعت خانہ میں متمکن تھے اکہ چار نفر درویش صاحب نعمت و صاحب حال آئے اور بعد سلام مصافحہ کرکے بیٹھ گئے اور گفتگو در بارہ کرامت کرنیلگے ایک نے کہا کہ ہم میں جو صاحب کرامت ہو وہ کرامت دکھلائے سب نے شیخ احد کرمانی رحہ کی جانب اشارہ کیا کہ صاحب خانقاہ یہی ہیں انہیں سے ابتداء ہونی چاہئے۔ الغرض شیخ اُحد الدین کرمانی رحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ والی اس شہر کا مجھ سے عقیدہ ناقص رکھتا ہے۔ آج وہ میدان میں برائے چوگان بازی گیا ہے عجب ہو جو سلامت آوے۔ جونہی یہ الفاظ زبان مُبارک خواجہ اُحد الدین کرمانی رحہ سے نکلے اُسیوقت آپ کے ایک مُرید نے آکر ذکر کیا کہ والئی شہر گھوڑے سے گر کر مرگیا۔ سب حاضرین مجلس کھڑے ہوگئے اور اقرار کرامت کا کیا۔ اسکے بعد مجھ سے کہا گیا کہ آپ بھی کوئی کرامت دکھاویں میں نے اُنسے آنکھیں بند کرنیکو کہا اُنہوں نے آنکھیں بند کیں جب آنکھیں کھولیں اپنے تئیں خانہ کعبہ میں پایا اُسوقت سب نے اقرار کیا کہ مرد ایسے ہوتے ہیں۔ یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت شیخ شیوخ العالم قدس سرہٗ نماز صبح و عشا خانہ کعبہ میں پڑھتے تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت شیخ شیوخ العالم رضہ مع شیخ جلال الدین اوچی رحہ یکجا بیٹھے تھے ایک درویش نے آکر سوال دہی کا کیا دہی اُسوقت موجود نہ تھا۔ آپنے شیخ جلال الدین اوچی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس درویش سے کہدو کہ فلاں جگہ جاکر دہی لے آوے اُسجگہ سوائے پانی کے دوسری شے نہ تھی الغرض سائل سے یہی کہا گیا وہ اُسمقام پر گیا تمام پانی دہی بن گیا تھا۔ آپ یہ بیان فرما رہے کہ حسن بالا و برہان الدین قوال آئے آپنے اجازت دی کہ راگ شروع کریں۔ بمجرد آغاز سماع حضرت خواجہ اور شیخ عثمان سیاح از خود رفتہ ہوگئے۔ چنانچہ اُنکو اپنے اجسام کی بھی خبر نہ تھی۔ جب ہوش میں آئے ملبوس خاص اپنا شیخ عثمان سیاح کو عطا فرمایا اور دستار مجھ کو مرحمت ہوئی۔ وہ روز نہایت با راحت تھا قوال یہ غزل

گاتے تھے **غزل** آن مطرب از کجا است کہ برگفت نام دوست ÷ تا جان وجامہ پارہ کنم من بزم وے دوز
دل زندہ میشود بامید وفائے یار ÷ جان رقص میکند بسماعِ کلام دوست ÷ تا نفخ صور باز نیاید زخویشتن
ہر کو فتادہ مست زشرب مدام دوست ÷

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ دوستی انبیاء اور درویشوں کی بہتر از عبادت ہزار سالہ ہے مرد کو لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی اوقات اُن کے ذکر خیر سے معمور رکھے بعدہ ارشاد فرمایا کہ جب قارون کو زمین نے نگلا اور خسف ہوتا ہوا زمین چہارم تک پہنچا وہاں کے باشندوں نے اُس سے دریافت کیا کہ تم کسکی قوم سے ہو اور کس وجہ سے اس عذاب میں مبتلا ہوئے قارون نے کہا کہ میں قوم حضرت موسیٰ سے ہوں حضرت موسیٰؑ کا نام مبارک اسکی زبان پر آنا تھا کہ اُسیوقت فرمان ہوا کہ اُس نے نام ہمارے دوست کا اپنی زبان سے نکالا ہے۔ اب یہی جگہ رہے یہ بیان فرما کر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ عاصیوں کے دل کو اس امر سے ڈھارس آتی ہے کہ دشمن بھی اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا نام لینے سے عذاب میں تخفیف پاتے ہیں۔ پس دوست جو تمام عمر دوستی میں رہا اور ہمیشہ دوستان خدا کا ذکر کرتا تھا اگرچہ عاصی مرا وہ مستحق نجات کیسے نہو گا۔ اور آتش دوزخ میں کیونکر جلیگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے محبۃ الانبیاء عبادۃ ستین سنۃ یعنی دوستی انبیاء کی برابر عبادت ساٹھ سال کے ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خواجہ ابو علی دقاقؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کا ذکر بہت کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ذاکر کے سر پر سے خوان نور کے نثار کرو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حکیم لقمانؒ نے کہا ہے کہ جو شخص انبیاء و اولیاء کو دوست رکھتا ہے اور مدام اُنکا ذکر کرتا رہتا ہے۔ فرشتگان زمین آسمان کو حکم دیا جاتا ہے کہ اُسکے نامہ اعمال میں سے بدیاں محو کیجائیں اور جسقدر جگہ نکلے اُس میں حسنات لکھدو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص کو بہشت میں درجہ علیا حاصل ہونگے آپ یہ فوائد بیان فرما کر مشغول ہوئے۔ مجلس برخاست ہوئی الحمدللہ علیٰ ذالک

مجلس ہفتدہم۔ بروز دوشنبہ تاریخ پنجم ماہ محرم ۶۹۱ھ دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو فضیلت ماہ محرم و امام حسنؑ و امام حسین علیہما السلام میں ہو رہی تھی اُس روز مجلس شریف میں مولانا شمس الدین یحییٰ مولانا فخرالدین زرادی مولانا برہان الدین غریب اور شیخ نصیر الدین محمود رحمہم اللہ حاضر خدمت تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نقل حضرت شیخ شیوخ العالمؒ کا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس شب آپ نقل فرمانیگے آپنے تین مرتبہ نماز عشاء پڑھی اور ہمیشہ

فرماتے تھے کہ دیکھا چاہیئے کہ بار دیگر پڑھنی نصیب ہوا یا نہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ شیوخ العالم کا وصال سجدہ میں ہوا اور جسوقت آپکا انتقال ہوا آسمان سے آواز آئی کہ مولانا فرید نے انتقال فرمایا اور مقامات قرب میں داخل ہوئے۔ آپ یہ بیان فرماتے اور روتے تھے جب یہ ارشاد فرمایا کہ انتقال فرمایا زور سے رونے لگے کہ بیہوش ہوگئے آپ کے گریہ سے تمام حاضرین پر ایک خاص اثر تھا سب زار زار روتے تھے جب ہوش ہوا فرمانے لگے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص عاشورہ کے ایام میں ایک روزہ رکھے اُسکو ثواب عبادت روزہ نفل یک سال ملتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص روز عاشورہ سات قسم کے دانے پکاوے ہر دانہ کے بدلے اسکے نام ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اسی مقدار سے بدیاں محو ہوتی ہیں۔ اسکے بعد گفتگو درباره پیدائش حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ زہرا رضہ ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ جس شب بی بی فاطمہ رضہ رحم مادر میں قرار پکڑینگی اُس سے ایک روز پیشتر حضرت جبرئیلؑ ایک سیب بہشتی لائے اور آنحضرت صلعم کی نذر کرکے کہا کہ اس سیب کو آپ تنہا نوش فرمائیں کسیکو تقسیم نکریں آنحضرت صلعم نے ایسا ہی کیا قضارا اُسی شب آپ ام المومنین حضرت خدیجہ رضہ سے ہمخواب ہوئے کہ بی بی فاطمہ رضہ عالم وجود میں آئیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش بی بی فاطمہ رضہ کی خاص بہشت سے ہے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ حال بی بی فاطمہ رضہ کے جگر گوشوں کا سبکو معلوم ہے کہ ظالموں نے اُنکو دشت کربلا میں بھوکا پیاسا شہید کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے کتب سیر میں لکھا دیکھا ہے کہ جسوقت امیر المومنین حسن و حسین علیہما السلام گہوارہ میں تھے اور بی بی فاطمہ رضہ کسی کام میں مشغول تھیں جبرئیلؑ کو حکم ہوتا کہ گہوارہ صاحبزادوں کا ہلائیں کہ وہ آرام سے سوئیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بروز شہادت امام حسین علیہ السلام تمام عالم تاریک ہوگیا تھا۔ بجلی چمکتی تھی۔ آسمان میں لرزش اور زمین کو جنبش تھی۔ فرشتے غضب میں تھے اور بار بار اجازت چاہتے تھے کہ اگر ہمکو حکم دیا جائے ہم تمام ایذا دہندوں کو نابود کریں اُسوقت اُنکو حکم ہوا کہ تمکو کچھ واسطہ نہیں۔ تقدیر اسیطرح سے تھی۔ میں جانوں اور میرے دوست تمکو کچھ غرض نہیں بلکہ میں کل بروز قیامت انصاف ان ظالموں کا اُنسے ہی کراؤنگا جو کچھ امام حسینؑ اُن کے حق میں حکم صادر فرمائینگے ویسا ہی ہوگا یہ فرما کر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر رونے لگے اور ارشاد فرمایا کہ خاصہ خاندان نبوت کا جو امر دی ہے کیا عجب ہے کہ صاحبزادے علیہما السلام اُنکی شفاعت کریں اور بخشوالیں لیکن از روئے ظاہر اُن بدبختوں کو آتش دوزخ

سے رہائی نظر نہیں آتی۔ آپکے بعد ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت تمام عاصیونکو سپرد حضرت فاطمہ رضہ کرینگی آپ انکو بخشدینگی اور ماجرائے کربلا کا عذر کیا جائیگا فرمان ہوگا کہ آپ صاحبزادوں کا خون معاف فرمائیں ہم اسکے بدلے تمہارے والد کی تمام اُمت بخشتے ہیں۔ پس حضرت فاطمہ زہرا رضہ یہ سُنکر دعوائے خون سے باز آئینگی اور تمام عاصیانِ اُمت محمد رسول اللہ صلعم کو آتش دوزخ سے خلاصی ملیگی۔

اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ آجکے روز عرس حضرت شیخ شیوخ العالم کا ہے حلوا اور طعام موجود ہے فقرا و مساکین کو تقسیم کرنا چاہئیے۔ آپکا یہ حکم ہوتے ہی حلوا اور طعام خرچ کیا گیا۔ آپکے بعد سماع شروع ہوا ایک رات دن مجلس قائم رہی حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر اور درویشوں کو مطلق اپنے حال سے خبر نہ تھی۔ دوسرے روز اُسیوقت ہوش میں آئے۔ قوال یہ بیت گاتے تھے

تا سماع بنا شد چو سوز عشق نہ بود	گماں مبر کہ برآید ز خام ہرگز دود
چو ہر چہ میرسد از دست دوست فرقے نیست	میانِ شربت نوشیں و تیغ زہر آلود

تمام شد رسالہ راحت المحبین ملفوظ حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ

تمت

الحمد للہ کہ بتوفیق ایزدی و اعانت سرمدی ترجمہ این سرائر الٰہی و فوائد نامتناہی و ایں جواہر زواہر از گنج الہام ربانی و این درر غرر فضل علوم مبانی از تصنیفات سلطان المشائخ برہان العاشقین سراج الاولیا تاج الاصفیا خاتم المشائخ وارث اہل سلوک علامہ دہر حضرات خواجگان چشت رضہ بتاریخ ۲۶ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۱ ہجری بعد از ہجرت النبی صلعم باتمام رسید امید از قاریان ترجمہ ہذا آنکہ این بے بضاعت و کم مایہ فقیر پر تقصیر غلام احمد جہبری عفی عنہ مترجم ایں فوائد بے بہا از دعائے خیر و حفظ ایمان محروم نفرمایند۔ اللہم افتح لنا بالخیر واختم لنا بالخیر واجعل عواقب امورنا بالخیر بیدک الخیر انک علیٰ کل شیٴ قدیر

برحمتک یا ارحم الراحمین ؁